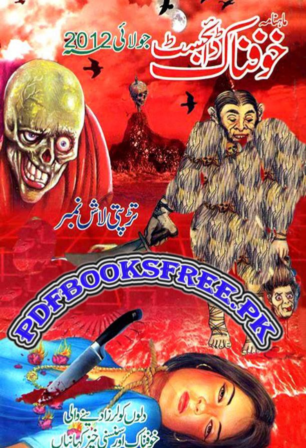
ماہنامہ
خوفناک ڈائجسٹ
جولائی 2012
تڑپتی لاش نمبر
PDFBOOKSFREE.PK
دلوں کو لرزا دینے والی
خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور

اس شمارے کی جھلکیاں

پُراسرار آدمی
قسط:8
ریاض احمد-لاہور

کانٹے
حصہ دوم
رابی خان-پشاور

مایہ کال ریوالوڈ
قسط:2
محمد وارث آصف-واں بھچراں

مردہ جادوگر
نامعلوم

روحوں سے شادی
کامران احمد
منڈی بہاؤالدین

خوفناک قبر
فروا اختر خان-ملتان

خوفناک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ناقابل فراموش واقعاتؐ یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خوفناک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔

(پبلشر شہزادہ عالمگیر-پرنٹر: زاہد بشیر-ریٹی گن روڈ، لاہور)

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور
اس شمارے کی جھلکیاں

بھیانک رات
ساحل دُعا بخاری-بصیر پور

سناٹا
محمد عارف علی

تڑپتی روحیں
کشور کرن-پتوکی

ویرانہ
شہاب شیخ-کراچی

یاقوتی مالا
حصہ اول
شعیب شیرازی-جوہر آباد

خوفناک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خوفناک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔
(پبلشر شہزادہ عالمگیر-پرنٹر: زاہد بشیر-ریٹی گن روڈ، لاہور)

خوفناک آدمی

----تحریر۔ریاض احمد لاہور۔آخری قسط ----

مجھے ایک طرف پڑی ہوئی دکھائی اس کا جسم پوری طرح سرخ ہورہا تھا یوں لگ رہا تھا کہ کسی بھی لمحے اس کو آگ لگ جائے گی گھیتا میں آگیا ہوں میں آگیا ہوں اب تمہیں کچھ بھی نہیں ہوگا۔اتنا کہہ کر میں اس کے اوپر جھک گیا اور جو جو میرے منہ میں آتا گیا میں پڑتا چلا گیا میرے پڑھنے سے اس کے جسم میں حرکت ہونے لگی آگ کے شعلے کی مانند جسم ٹھنڈا پڑھنے لگا میں نے محسوس کیا کہ وہ سکون میں آنے لگی تھی میں نے پڑھنے کے عمل کو تیز کر دیا اور اس وقت تک پڑھتا رہا جب تک اس کا جسم بالکل ہی نارمل نہ ہوگیا وہ پوری طرح ہوش میں آگئی تھی۔آقا اس نے بہت ہی آہستگی سے کہا آج مجھے یقین ہوگیا ہے کہ آپ کے دل میں جنات اور انسان کے لیے کتنا درد ہے۔میں بہت خوش ہوئی ہوں میں پہلے سوچتی تھی کہ آپ کی قید سے آزاد ہو جاؤں لیکن اب ایسا کبھی بھی نہیں سوچوں گی مجھے یہ دی ہوئی زندگی اب تمہاری ہے کالا دیو کیسا ہے وہ۔وہ ٹھیک ہے وہ کافی زخمی تھا لیکن میں نے اس پر پڑھ کر پھونکا تھا تو وہ ٹھیک ہوگیا ہے۔میری یہ بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی۔آپ بہت ہی اچھے انسان ہیں آپ نے مجھے اور میرے دیو کو بچا کر ہم دونوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔میرے دیو کا لفظ سن کر میں کچھ حیران سا ہوا اور کہا۔کیا تم اس سے پیار کرتی ہو۔میری بات سن کر وہ بولی ہاں بہت زیادہ لیکن ہم دونوں کے درمیان ہمارے بڑوں نے ایک آتشی دیوار حائل کر دی ہے ہم چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے قریب نہیں جاسکتے ہیں جب بھی ہم نے ایک دوسرے سے پیار ومحبت کی باتیں کرنا چاہی ہے اسی لمحے ہمارے جسم آگ کی مانند جھلنے لگتے ہیں۔اوہ۔یہ تو بہت بری بات ہوئی ہے میں نے افسردگی سے کہا تو وہ بولی ہاں بہت بری بات ہے ہمارا قبیلہ ہم دونوں کے پیار سے جیلس تھا ہم دونوں اپنے قبیلہ میں سب سے زیادہ حسین تھے لیکن اب دیکھیں ہماری شکلیں یوں توے کی مانند سیاہ ہیں۔ہمیں بدصورت بنا دیا گیا ہے ہمارا قصور صرف اتنا تھا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو چاہتے تھے صرف ہمارے قبیلے علیحدہ تھے بس یہی قصور تھا ہمارا۔ہمارے قبیلہ کے بڑے دونوں آپس میں دشمن تھے اور ان کی دشمنی کی ہمیں سزا مل رہی ہے ہم چاہنے کے باوجود بھی ایک دوسرے کے قریب نہیں ہوسکتے ہیں۔کس قدر اذیت سے ہم دونوں گزر رہے ہیں ہم نے کبھی بھی کسی پر ظلم نہیں کیا ہے ہمیشہ رحمدلی کا مظاہرہ کیا لیکن یہ انسان لوگ ہم سے الٹے سیدھے کام لیتے رہے ہیں آپ کے علاوہ تین جوگیوں کی قید ہم نے دیکھی ہوئی ہے وہ تینوں سخت طبیعت کے تھے آپ ان جیسے نہیں ہیں اچھا ہوا کہ وہ تینوں ہی مر گئے اور ہم آزاد ہوگئے۔آپ بس ہمارا ایک کام کر دیں کہ فلاں پہاڑ پر ایک بوڑھا جن رہتا ہے اس کو مار ڈالیں پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا میں نے کہا میں تمہارا یہ کام ضرور کروں گا بس مجھے ایک مرتبہ جل پری سے جادوگر کی موت کا راز اگلوا لینے دو اس وقت میرا سب سے بڑا مسئلہ جادوگر کی موت ہے میں اس کو مار کر ہی دم لوں گا۔ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

خوف میرا سر فخر سے بلند ہورہا تھا کامیابی میرے سامنے کھڑی تھی مجھے اب صرف جل پری کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا میں بار بار اس کی نبض چیک کر رہا تھا میں تسلی چاہتا تھا کہ وہ بے ہوشی کے عالم میں ہی کہیں ہم سے دور تو ...گئی۔لیکن نہیں وہ زندہ تھی اس کی نبض حرکت کر رہی تھی بلکہ بہت تیز چل رہی تھی۔کالے دیو۔آج کتنے دن ...ے ہیں اسے ...وش نہیں آرہا ہے میری پریشانی بڑھتی جارہی ہے۔آقا وہ ادب سے بولا ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے یہ

مری نہیں ہے اور نہ ہی مرے گی اس کے ہوش میں نہ آنے کی ایک وجہ ہے ہوسکتا ہے کہ میرا اندازہ درست ہو۔وہ کیا ۔میں نے بے تابی سے کہا تو وہ بولا۔

آقا ہوسکتا ہے کہ اس جادوگر نے اس کی سانسوں کو روک لیا ہے وہ جان گیا ہو کہ ہم نے اس کی جل پری کو پانی سے باہر نکال لیا ہے۔اس کی بات سن کر میں چونک سا گیا۔کیونکہ وہ غلط نہیں کہہ رہا تھا ایسا ہوسکتا تھا وہ بوڑھا ایسا کرسکتا تھا اس کے لیے ایسا کرنا کوئی بھی مشکل کام نہ تھا۔پھر کیا ہوگا۔میں نے پریشانی سے پوچھا تو وہ بولا آقا آپ کو اس کو ہوش میں لانے کے لیے ایک کام کرنا ہوگا۔ہاں ہاں میں کروں گا بتاؤ کون سا کام ہے میں اس کو ہوش میں لانے کے لیے کچھ بھی کرسکتا ہوں میری بات سن کر اور میری بے تابی دیکھ کر وہ بولا۔آقا اس کے لیے آپ کو ایک انسان کا خون لانا ہوگا۔نہیں نہیں میں ایسا کوئی بھی کام نہیں کروں گا جو انسانی جان جانے کا خطرہ ہو۔میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولا آقا کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے آپ جانتے ہیں کہ یہ انسانی خون سے پالی بڑھی ہے اور انسان خون ہی اس کو ہوش میں لاسکتا ہے جب اس کو انسانی خون کی خوشبو محسوس ہوگی تو اس کو ہوش آجائے گا۔اس کی یہ بات میرے دل کو لگی میں نے کہا ہاں تم نے ٹھیک کہا ہے یہ انسانی خون سے پلی ہوئی ہے اور انسانی خون ہی اس کو نئی زندگی دے سکتا ہے ہر روز کے انسانی قتل سے بہتر یہی ہے ایک انسان کا قتل ہو تم ایسا کرو کہ یہ کام تم کرو۔تم کسی انسان کو قتل کر کے اس کا خون لے آؤ ۔وہ بولا نہیں آقا یہ کام گھیتا دیوی کرسکتی ہے وہ اس سلسلہ میں کافی مہارت رکھتی ہے کیونکہ ہماری بستی میں جب بھی کسی انسانی خون کی ضرورت پیش آئی تھی تو یہی لاتی تھی ۔ٹھیک ہے اس کو بلاؤ اسے میری بات سن کر وہ اس کو بلانے لگا تو میں نے کہا ٹھہرو کالے بھوت ابھی نہ اس کو بلانا۔کیوں آقا وہ حیرانگی سے بولا تو میں نے کہا دیکھو یار میں تو یہ بات بھول ہی گیا تھا کہ میں بھی تو انسان ہی ہوں کیوں نہ میں اس کو اپنا خون پلاؤں ہوسکتا ہے کہ میرے خون کی خوشبو پا کر یہ ہوش میں آجائے۔میری بات سن کر وہ بولا۔

نہیں آقا اگر آپ نے اپنی جان دے دی تو پھر اس بوڑھے کو کون مارے گا میں نے کہا نہیں یار میں اس کے لیے مرنا تو نہیں چاہتا ہوں میں اپنا بازو کاٹ کر خون نکالتا ہوں اور اس کو دیتا ہوں ہوسکتا ہے کہ یہ ہوش میں آجائے وہ بولا نہیں آقا اس کو بازو کے خون کی ضرورت نہیں ہے اس کو شہ رگ کے خون کی ضرورت ہے۔اوہ۔میں اس کی اس بات پر چپ سا ہوگیا اور پھر میں نے کہا ٹھیک ہے پھر تم گھیتا دیوی کو بلاؤ میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے اپنے مخصوص انداز میں اس کو آواز دی چند سیکنڈ کے اندر اندر ہی وہ حاضر ہوگئی اس نے ادب سے اپنا سر جھکا لیا اور بولی جی آقا۔میں نے کہا گھیتا تم سے ایک کام آن پڑا ہے میں نہیں چاہتا تھا کہ تم دونوں سے کوئی ایسا کام لوں جو انسانی جان کے لیے خطرہ ہو لیکن مجھے ایسا کرنا پڑ رہا ہے یہ دیکھو جل پری ایک ہفتہ ہونے کو ہے یہ ہوش میں نہیں آرہی ہے مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ بے ہوشی میں ہی اپنی جان نہ دے دے کالے دیو نے اس کو ہوش میں لانے کے لیے ایک مفید مشورہ دیا ہے جو مجھے دل کو لگا ہے تم ایسا کرو کہ ایک انسان کا خون لے کر آؤ کسی ایسے انسان کا خون جو جل پری کو پسند ہو جس کی خوشبو پاتے ہی یہ ہوش میں آجائے میری بات سن کر وہ بولی جی جیسے آپ کا حکم۔میں ابھی اور کچھ ہی دیر میں واپس آئی۔اتنا کہتے ہی وہ ہماری نظروں سے غائب ہوگئی اب مجھے اس کے آنے کا انتظار تھا۔کالے دیو مجھے اس جادوگر کی موت چاہیے چاہے کچھ بھی ہو جائے میں اس کو کسی بھی صورت میں زندہ نہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔اس کی زندگی انسانوں کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے نا جانے وہ کتنے انسانوں کو قتل کر چکا ہے اور سنو تم بھی تو اپنے اندر بے شمار طاقتیں رکھتے ہو کیا تم مجھے یہ نہیں بتا سکتے ہو کہ وہ بوڑھا جادوگر کہاں رہ رہا ہے اس کا کوئی ٹھکانہ۔۔میری بات سن کر وہ بولا ہاں میں اس کا چہرہ تو دکھا سکتا ہوں لیکن آپ یہ نہیں جان سکیں گے کہ وہ کہاں رہ رہا ہے اس کے اردگرد بہت بڑا حصار پھیلا ہوا ہے جو اس کو خفیہ رکھے ہوئے ہے کوئی بھی نہیں جان سکتا ہے کہ وہ کہاں رہ رہا ہے ۔اوہ یہ تو بہت ہی مشکل کام ہے اس کا مطلب ہے کہ اس بوڑھے نے اپنے پکے انتظام کر رکھے ہیں۔جی ہاں آقا اس نے

بہت ہی پکے انتظام کر رکھے ہوئے ہیں وہ کسی بھی طرح ناکام نہیں ہونا چاہتا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی موت کا راز کوئی بھی نہیں جانتا اس کے باوجود بھی وہ کسی کو بھی اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں بتانا چاہتا ہے۔لیکن کہتے ہیں کہ موت نے ایک دن آنا ہے وہ شاید بات نہیں جانتا ہے اس نے شاید سوچا ہوا ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا یہ اس کی بھول ہے موت نے آنا ہے اور ضرور آنا ہے۔

ہاں یہ بات تو تمہاری درست ہے کہ موت نے ایک دن آنا ہے اور پھر انسانی زندگی کا خاتمہ کرنا ہے انسان ہر چیز سے تو چھپ سکتا ہے لیکن موت سے نہیں۔ہم دونوں باتیں کر رہے تھے کہ گھیتا دیوی آگئی اس کے کندھے پر ایک حسینہ کی لاش لٹک رہی تھی جو اس نے ہمارے سامنے رکھ دی اس کو دیکھتے ہی میں چونک سا گیا خدا نے اس کو بہت سارا حسن دے رکھا تھا اور وہ ابھی ینگ تھی دیکھنے میں وہ کسی بہت بڑے خاندان کی لگتی تھی اس کو دیکھ کر مجھے ایک دھچکا سا لگا کہ میری وجہ سے اس کی حسین جوانی موت کی نظر ہوگئی۔یہ اپنی گاڑی میں جا رہی تھی میں۔نے ایک لڑکی کا روپ اپنا کر اس سے لفٹ مانگی جو اس نے مجھے دے دی یہ شاید نہیں جانتی تھی کہ وہ کسی انسان کو لفٹ نہیں دے رہی ہے بلکہ اپنی موت کو لفٹ دے رہی ہے میں نے چلتی گاڑی میں اس کی گردن نوچ لی اور پھر اب یہ آپ کے سامنے ہے۔گھیتا دیوی نے اس کو مارنے کا چند لفظوں میں بات بتا دی میں اس کے حسن میں کھویا رہا پھر اس کا خون نچوڑنے لگا کافی سارا سرخ خون اس کی رگوں میں موجود تھا جو میں نے نچوڑ لیا اور پھر جل پری کے ہونٹوں کو لگانے لگا تھوڑی سی محنت کیبعد مجھے اس کے ہونٹ ہلتے ہوئے دکھائی دیے کالے دیو تمہارا تجربہ کامیاب رہا میں نے خوشی سے کہا وہ بولا جی آقا میں جانتا تھا کہ ایسا کرنے سے آپ کا کام بن سکتا ہے اگر ایسا نہ کرتے تو ہوسکتا تھا کہ یہ پوری زندگی ایسے ہی پڑی رہتی اور ایک لمحہ کے لیے بھی ہوش میں نہ آتی۔آقا اس کی اب سخت نگرانی کی ضرورت ہوگی آپ کو کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بہت بڑا طوفان آنے لگا ہے وہ طوفان قدرتی نہیں ہے اس جادوگر کی طرف سے آرہا ہے وہ کسی بھی طرح اپنی موت کے راز کو کھولنا نہیں چاہتا ہے۔اس کی بات سن کر میں کچھ خوفزدہ سا ہوگیا اور کہا اب ہمیں کیا کرنا ہوگا وہ بولا بس آپ کوشش کریں کہ اس طوفان کے آنے سے پہلے پہلے یہ ہوش میں آجائے اگر ایسا ہوگیا تو طوفان ہمیں چھوئے بغیر ہی گزر جائے گا اور ہم جان ہی نہ سکیں گے کہ طوفان آیا بھی تھا کہ نہیں۔میں نے اس کی بات سن کر ایسا ہی کرنا شروع کر دیا اپنی کوشش تیز کر دی یہاں تک کہ دوشیزہ کی گردن اس کے ہونٹوں کو لگا خون کی دھار اس کے ہونٹوں کے ذریعے اس کے منہ میں جانے لگی اس کے ہاتھ پاؤں حرکت میں آنے لگے آنکھوں کے پپوٹے کانپنے لگے مجھے سکون ملنے لگا لیکن میرا دھیان باہر طوفان کی طرف بھی تھا کہ کہیں طوفان میرے تمام جنات کو اڑا کر اپنے ساتھ لے نہ جائے وہ دھیرے دھیرے ہوش میں آنے لگی اس کو ہوش میں آتا ہوا دیکھ کر مجھے سکون سا ملنے لگا۔

میری تمام تر توجہ اسی پر تھی میں یہ بات بھی بھول گیا کہ باہر ایک بہت بڑا طوفان آرہا ہے شاید مجھے یہ بات نہیں بھولنی چاہیے تھی کیونکہ کچھ ہی دیر بعد مجھے باہر چیخ و پکار کی آواز بلند ہوتی ہوئی سنائی دیں یوں لگ رہا تھا جیسے باہر کوئی جنگ سی چھڑ گئی ہو دیو اور دیوی بھی غائب ہوگئے تھے میں پریشان سا جل پری کا چہرہ دیکھ رہا تھا مجھے خطرہ لاحق ہونے لگا کہ کہیں وہ بوڑھا جادوگر جل پری کو اٹھا کر لے نہ جائے اس سے پہلے بھی ایسا ہی ہوا تھا وہ ایک دھند کی مانند آیا تھا اور جل پری کو غائب کر کے لے گیا تھا میں دوبارہ اس کی اس چال کو کسی بھی طرح کامیاب نہیں ہونے دینا چاہتا تھا پہلے میرے پاس کچھ بھی نہ تھا اب میں نہتا نہ تھا میرے پاس طاقتیں تھیں اس جادوگر جتنی تو نہ تھیں لیکن اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت تھی غار سے باہر کیا کچھ ہوتا رہا میں اس طرف بعد میں دیکھنا چاہتا تھا میرا اصل مقصد جل پری پر اپنا سحر چھوڑنا تھا اور وہ میں کرتا جا رہا تھا میں اس پر جھکا ہوا تھا اور وہ عمل کر رہا تھا کہ وہ میرے حصار میں موجود رہے جس میں میں پوری طرح کامیاب بھی رہا کیونکہ مجھے جادوگر کا سایہ دکھائی دیا وہ نجانے کب سے غار میں موجود تھا میری توجہ اس پر گئی نہ تھی اب جب میں نے عمل کیا

تو وہ مجھے دکھائی دیا۔

اس کی آنکھیں آگ کی مانند سرخ ہو رہی تھیں اس کے دیکھنے کا انداز بہت ہی خوفناک تھا اچھا تو تو اب میرے مقابلے میں کھڑا ہونا چاہتے ہو تم سے پہلے بھی کئی جادوگروں نے میرا مقابلہ کرنے کی کوشش کی ان کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں چلا کہ کہاں کہاں گئی تھیں اب تیری باری ہے۔ میں کئی دنوں سے تمہیں دیکھ رہا تھا لیکن زیادہ توجہ نہ دے رہا تھا میں تم کو عام سا انسان سمجھ رہا تھا لیکن جب تم نے جل پری کو سمندری پانی سے نکالا ہے تب سے تم میری نگاہوں کا مرکز بن گئے ہو میں تم کو کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ ابھی میں تم کو کچھ وقت دینا چاہتا ہوں کیونکہ میں تم کو کچھ دکھانا چاہتا ہوں وہ کچھ جو تم نے سوچا بھی نہ ہوگا جب تم اپنے منتروں سے فارغ ہو جاؤ تو باہر کا چکر ضرور لگا لینا۔ اتنا کہہ کر وہ جل پری کو دیکھنے لگا وہ بھی اس کو دیکھنے لگی میں دونوں کو ایک دوسرے کی طرف دیکھتا پا کر حیران سا رہ گیا کیونکہ نہ وہ آنکھ جھپک رہا تھا اور نہ ہی جل پری دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں ایسے کھوئے ہوئے تھے جیسے وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں نا جانے کیا کچھ کہہ رہے ہوں اس کے بعد وہ لہراتا ہوا جادوگر کا سایہ غائب ہو گیا۔ باہر کیا تھا میں سوچنے لگا زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا ناں کہ اس نے میرے کچھ جنات کو مار دیا ہوگا اس سے بڑھ کر وہ کیا کر سکتا ہے۔ بس ایسی ہی سوچیں میں سوچتا رہا اس کے بعد میں جل پری کی طرف متوجہ ہو گیا وہ پوری طرح ہوش میں آ چکی تھی۔ اور اس جگہ کو دیکھنے لگی تھی جہاں جادوگر کا سایہ غائب ہوا تھا۔ جل پری میں نے اس کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ لیکن جیسے اس نے میری بات سنی نہ تھی جل پری اس بار میں نے قدرے چیخ کر کہا تو اس نے اپنا سر جھٹکا اور میری طرف متوجہ ہوئی جی فرمایئے۔ اس کے بولنے کا انداز بہت ہی خوبصورت اور دھیما سا تھا۔ میں نے تم کو کسی خاص مقصد کے لیے سمندری پانی سے باہر نکالا ہے۔ میری اس بات پر وہ چونکی اور بولی۔ اچھا تو یہ کام تم نے کیا تھا اس بار اس کا لہجہ تلخ ہونے لگا۔ ہاں میں نے تم کو نکالا ہے اور جس مقصد کے لیے نکالا ہے وہ کام تم کو کرنا ہوگا۔ میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی کیا کام لینا چاہتے ہو مجھ سے۔ میں نے کہا وہ کام میں تم کو بتا دوں گا لیکن اس سے پہلے میں تم کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں یہ بات اپنے علم سے جان چکا ہوں کہ اگر تم پندرہ دن سے زیادہ پانی سے باہر خشکی میں رہو تو تمہاری موت ہو سکتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ ابھی مرنا نہیں چاہتی ہو اپنی زندگی کو بچانا چاہتی ہو لیکن یہ سب اس وقت ہوگا جب تم میرا کام کرو گی اگر انکار کیا تو تم جانتی ہو کہ تم میرے حصار میں بند ہو اور میں تم کو کہیں بھی جانے نہیں دوں گا اور پھر تم جانتی ہو کہ تمہاری موت۔۔۔ میری بات سن کر اس نے ایک سرد سی آہ بھری اور بولی ہاں بولو کیا کام ہے اگر میں کر سکتی ہوئی تو کر دوں گی اگر نہ کر سکتی ہوئی تو نہیں کروں گی۔ میں نے کہا تم وہ کام کر سکتی ہو کیونکہ میں نے سب کچھ جاننے کے بعد ہی تم کو پانی سے باہر نکالا ہے اور تمہارے علاوہ یہ کام کوئی بھی نہیں کر سکتا ہے۔ میری بات سن کر وہ کچھ سوچنے لگی میں سمجھ رہا تھا کہ وہ ہار مان گئی ہے کیونکہ میں نے اس کو موت کی دھمکی دے دی تھی۔ بولی ہاں بولو کیا کام ہے۔

میں نے کہا یہ بات تم میں اور مجھ میں رہے گی نہ میں کسی کو بتاؤں گا اور نہ ہی تم ہی کسی کو بتاؤ گی۔ میری اس بات کو سن کر وہ میرے قریب ہو گئی اور بولی ٹھیک ہے تم مجھے کام بتاؤ۔ میں نے کہا تم ایک واحد پری ہو جس کو بوڑھے جادوگر کی موت کا علم ہے میں وہ علم جاننا چاہتا ہوں۔ کیونکہ وہ بوڑھا بہت ہی خطرناک ہے اس کو انسانوں سے ذرا بھی پیار نہیں ہے وہ مطلب پرست ہے اپنے مطلب کے لیے وہ تم کو بھی مار سکتا ہے یہ نہ سمجھنا ہے کہ وہ تمہارا سجن ہے ایسا نہیں ہے وہ کسی بھی سجن نہیں ہے اور مطلب پرست انسان کسی بھی کا سجن نہیں ہوتا ہے اس کو اپنا مفاد چاہیے ہوتا ہے چاہے اس کے لیے اس کو اپنا سب کچھ قربان کیوں نہ کرنا پڑے۔ میری یہ بات سن کر وہ بولی میں اس کی موت کے راز کو نہیں جانتی ہوں اس کے علاوہ کوئی اور کام ہے تو مجھے بتاؤ میں کرنے کو تیار ہوں میں نے کہا نہیں تم کو سب کچھ معلوم ہے اور میں نے کہا ہے کہ میں نے اپنے علم سے یہ بات جان لی ہے اس کی موت کا راز دنیا میں کسی ایک کے پاس ہے اور وہ تم ہو۔ ہاں میں اس کی موت کے

راز کو جانتی ہوں لیکن میں نہیں بتاؤں گی چاہے اس کے لیے مجھے اپنی جان بھی دینی پڑے تو دے دوگی۔ وہ اپنا اٹل فیصلہ سناتے ہوئے بولی۔

اس کی بات سن کر میں نے کہا سوچ لو کہیں ایسا ہی نہ ہو جائے کہ تم کو اپنی جان ہی دینا پڑ جائے۔ ہاں میں نے سوچ لیا ہے تم جو کچھ کر سکتے ہو کر لو لیکن میں اس کی موت کا راز کبھی بھی نہیں بتاؤں گی۔ اس کا لہجہ وہی تھا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ اتنا کہہ کر میں غار سے باہر نکل آیا باہر کا منظر دیکھ کر میرا دل دہل سا گیا ہر طرف خون بکھرا ہوا تھا اور ہر طرف ہی سے دھواں اٹھ رہا تھا اس نے میرے پہاڑوں پر پھیلائے ہوئے تمام جنات کو مار ڈالا تھا کالے دیو کالے دیو میں نے کالے دیو کو آوازیں لگانی شروع کر دیں۔ گھیتا گھیتا کہاں ہو تم لوگ۔ میں نے آواز لگانے کے بعد ادھر ادھر دیکھا کہ کہیں سے مجھے وہ دونوں بھوت دکھائی دیں۔ لیکن کہیں سے بھی مجھے ان کی جوابی آواز سنائی نہ دی نہ ہی ان کے کوئی ہیولے آتے ہوئے دکھائی دیے میں کانپ کر رہ گیا مجھے جادوگر کی بات یاد آ گئی کہ غار سے باہر نکل کر دیکھنا۔ میں نے اس کی بات کو مذاق سمجھا تھا مجھے کیا پتہ تھا کہ اس کی یہ بات مذاق نہ تھی حقیقت تھی۔ جادوگر۔۔ میں چیخا۔ جس طرح تم نے میرے ان تمام جنات کو مارا ہے اسی طرح میں تم کو اور تمہارے جنات کو مار ڈالوں گا۔ تم اب میرے ہاتھ سے کبھی بھی بچ نہ پاؤ گے۔ میں چیخ رہا تھا اور ساتھ ہی ادھر ادھر دیکھ رہا تھا یکدم مجھے دور سے کسی کا ہیولہ دکھائی دیا۔ میں نے اس کو پہنچان لیا وہ کالا دیو تھا جو بری طرح زخمی تھا۔ کالے دیو میں یہ کہتا ہوا اس کی طرف بھاگا نہیں میں تم کو مرنے نہیں دوں گا تم میرے ہوتے ہوئے مر نہیں سکتے ہو میری بات سن کر اس نے ایک آہ سی بھری اور بولی آ۔۔ آ۔۔ آقا۔۔ اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ اس سے بولنا مشکل ہو رہا تھا ہاں بولو کیا بات ہے آقا وہ پھر اسی طرح بولا گھیتا وہ۔۔ وہا۔۔ وہاں پڑی ہوئی ہے اس کا پورا جسم آگ کی لپیٹ میں آنے والا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کی زندگی کو بچا سکتے ہیں۔ کہاں کہاں پڑی ہوئی ہے میں اس کو بچاؤں گا بتاؤ وہ کہاں پڑی ہوئی ہے میں نے بے تابی سے کہا تو اس نے پہاڑوں کی ایک طرف اشارہ کیا یہ اشارہ غار کی دوسری طرف تھا میں تیزی سے اس کی طرف بھاگا اور بھاگتا ہی رہا۔ مجھے خود بھی نہیں پتہ تھا کہ میں کتنی بار پتھروں سے ٹکرا کر گرا تھا لیکن میں نے ہمت نہ ہاری تھی میں اسکو مرنے نہیں دینا چاہتا تھا یہ دونوں ہی تھے جو میری طاقتیں تھے ان کی وجہ سے میرے بہت سے کام آسان ہو رہے تھے میں نے بھاگتے ہوئے اس تک پہنچنا چاہا جس میں کامیاب بھی رہا وہ مجھے ایک طرف پڑی ہوئی دکھائی اس کا جسم پوری طرح سرخ ہو رہا تھا یوں لگ رہا تھا کہ کسی بھی لمحے اس کو آگ لگ جائے گی۔

گھیتا میں آ گیا ہوں میں آ گیا ہوں اب تمہیں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اتنا کہہ کر میں اس کے اوپر جھک گیا اور جو جو میرے منہ میں آتا گیا میں پڑھتا چلا گیا میرے پڑھنے سے اس کے جسم میں حرکت ہونے لگی آگ کے شعلے کی مانند جسم ٹھنڈا پڑھنے لگا میں نے محسوس کیا کہ وہ سکون میں آنے لگی تھی میں نے پڑھنے کے عمل کو تیز کر دیا اور اس وقت تک پڑھتا رہا جب تک اس کا جسم بالکل ہی نارمل نہ ہو گیا وہ پوری طرح ہوش میں آ گئی تھی۔ آقا اس نے بہت ہی آہستگی سے کہا آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کے دل میں جنات اور انسان کے لیے کتنا درد ہے۔ میں بہت خوش ہوئی ہوں میں پہلے سوچتی تھی کہ آپ کی قید سے آزاد ہو جاؤں لیکن اب ایسا کبھی بھی نہیں سوچوں گی مجھے یہ دی ہوئی زندگی اب تمہاری ہے کالا دیو کیسا ہے وہ۔ وہ ٹھیک ہے وہ کافی زخمی تھا لیکن میں نے اس پر پڑھ کر پھونکا تھا تو وہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ میری یہ بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی۔ آپ بہت ہی اچھے انسان ہیں آپ نے مجھے اور میرے دیو کو بچا کر ہم دونوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میرے دیو کا لفظ سن کر میں کچھ حیران سا ہوا اور کہا۔ کیا تم اس سے پیار کرتی ہو۔ میری بات سن کر وہ بولی ہاں بہت زیادہ لیکن ہم دونوں کے درمیان ہمارے بڑوں نے ایک آتشی دیوار حائل کر دی ہے ہم چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے قریب نہیں جا سکتے ہیں جب بھی ہم نے ایک دوسرے سے پیار و محبت کی باتیں کرنا چاہی ہے اسی لمحے

ہمارے جسم آگ کی مانند جھلسنے لگتے ہیں۔

اوہ۔ یہ تو بہت بری بات ہوئی ہے میں نے افسردگی سے کہا تو وہ بولی ہاں بہت بری بات ہے ہمارا قبیلہ ہم دونوں کے پیار سے جیلس تھا ہم دونوں اپنے قبیلہ میں سب سے زیادہ حسین تھے لیکن اب دیکھیں ہماری شکلیں یوں توے کی مانند سیاہ ہیں۔ ہمیں بدصورت بنا دیا گیا ہے ہمارا قصور صرف اتنا تھا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو چاہتے تھے صرف ہمارے قبیلے علیحدہ تھے بس یہی قصور تھا ہمارا۔ ہمارے قبیلہ کے بڑے دونوں آپس میں دشمن تھے اور ان کی دشمنی کی ہمیں سزا مل رہی ہے ہم چاہنے کے باوجود بھی ایک دوسرے کے قریب نہیں ہو سکتے ہیں۔ کس قدر اذیت سے ہم دونوں گزر رہے ہیں ہم نے کبھی بھی کسی پر ظلم نہیں کیا ہے ہمیشہ رحم دلی کا مظاہرہ کیا لیکن یہ انسان لوگ ہم سے الٹے سیدھے کام لیتے رہے ہیں آپ کے علاوہ تین جوگیوں کی قید ہم نے دیکھی ہوئی ہے وہ تینوں سخت طبیعت کے تھے آپ ان جیسے نہیں ہیں اچھا ہوا کہ وہ تینوں ہی مر گئے اور ہم آزاد ہو گئے۔ اس کی باتیں سن کر میرے دل کو ٹیس سی لگی میں نے کہا اگر تم لوگ چاہو تو میں تم دونوں کو آزاد کر دوں گا نہیں نہیں آپ ایسا نہ کرنا ہم کبھی بھی آپ کی قید سے آزاد نہیں ہونا چاہیں گے بس ہمارا ایک کام کر دیں کہ فلاں پہاڑ پر ایک بوڑھا جن رہتا ہے اس کو مار ڈالیں پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا میں نے کہا میں تمہارا یہ کام ضرور کروں گا بس مجھے ایک مرتبہ جل پری سے جادوگر کی موت کا راز اگلوا لینے دو اس وقت میرا سب سے بڑا مسئلہ جادوگر کی موت ہے اس کے بعد سب کام آسان ہیں۔

میری بات سن کر وہ بولی انشاءاللہ آپ ضرور کامیاب ہو جائیں گے اتنا کہہ کر وہ اٹھی اور میرے ساتھ ساتھ چلنے لگی وہ اب بالکل ٹھیک ہو گئی تھی اس کے اندر کوئی بھی زخم نہ تھا۔ ہم دونوں چلتے ہوئے واپس آئے تو کالا دیو اسی طرح لیٹا ہوا تھا اس کا جسم بھی آگ کی طرح سرخ ہو رہا تھا میں نے اس کی حالت دیکھی تو تیزی سے اس کی طرف بھاگا اور اس پر وہی عمل کرنا شروع کر دیا جو میں نے گھیتا پر کیا تھا میرے اس عمل سے وہ بھی اپنی اصل حالت میں آنے لگا اور کچھ ہی دیر میں وہ بھی اپنے اصل روپ میں آ گیا۔ مجھے دلی سکون ملا۔ اصل روپ میں آنے کے بعد اس نے بھی ایک مرتبہ گھیتا کی طرف دیکھا اور پھر ایک طرف ہو کر ہو کر بیٹھ گیا میں سمجھ گیا تھا کہ وہ بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتا ہے جتنی وہ اس سے کرتی ہے لیکن اس کی طرح وہ بھی مجبور تھا اس کے پاس نہیں جا سکتا تھا میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس کام سے فارغ ہو کر ان دونوں کو ضرور آپس میں ملوا دوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے کیونکہ ان دونوں سے مجھے قدرتی پیار ہو گیا تھا۔ میں نے کہا تم دونوں ابھی جاؤ میں ضرورت پڑنے پر تم دونوں کو بلا لوں گا ابھی مجھے جل پری سے کچھ باتیں کرنی ہیں وہ ابھی اپنی باتوں پر اڑی ہوئی ہے اس کا خیال ہے کہ میں اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دوں گا لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا وہ ہی تو ہے جس کی وجہ سے مجھے کامیابی مل سکتی ہے اگر اس نے مجھے کچھ بھی نہ بتایا تو اس کی زندگی میرے لیے بے معنی ہو جائے گی وہ مرتی ہے تو مرے۔ میری بات سن کر وہ دونوں ہی غائب ہو گئے اور میں چلتا ہوا غار کی طرف آ گیا اور پھر غار کے اندر گھس گیا اندر غار روشن تھا یہ روشن کیسے ہو گیا مجھے یہ دیکھ کر کچھ حیرانگی سی ہوئی میں تیزی سے اس طرف بھاگا غار زیادہ لمبا نہ تھا جلدی میں اس تک جا پہنچا تو اسے دیکھ کر میں حیران سا رہ گیا وہ چاند کی طرح روشن چہرہ لیے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی اور غار اس کے جسم کی روشنی سے چمک رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی وہ مسکرا دی اور بولی آ گئے آپ میں سمجھی تھی کہ جادوگر نے تم کو بھی مار دیا ہوگا۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا وہ مجھے نہیں مار سکتا ہے وہ جان گیا ہے کہ میرے پاس بھی بجھ طاقتیں موجود ہیں اگر اس نے مجھے مارنا ہوتا کب کا مار چکا ہوتا لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ تمہیں شاید یاد ہو یا نہ ہو تم کو ایک مرتبہ پہلے بھی میں نے قابو کیا تھا اور اس وقت میرے پاس کچھ نہ تھا وہ جادوگر تم کو میری نظروں کے سامنے سے ہی اٹھا کر لے گیا اگر اس نے مجھے مارنا ہوتا یا تم کو لے جانا ہوتا تو یہ کام وہ کر چکا ہوتا لیکن وہ ایسا نہیں کر پائے گا ہو سکتا ہے کہ اس نے ایسا کرنے کی کوشش کی ہو لیکن اس کی وہ کوشش بے کار گئی ہے وہ ایک بہت بڑا طوفان بن کر آیا تھا تا کہ میں اس کی دہشت سے کانپ جاؤں لیکن دیکھو مجھے اس

ے لائے ہوئے طوفان نے بھی کچھ نہیں کہا ہے اور شاید اس سے بڑے طوفان بھی مجھے کچھ نہ کہہ سکیں۔ بہتر یہی ہے کہ تم پنی ضد چھوڑ دو اور بتا دو کہ اس کی موت کیسے ہو سکتی ہے۔

میری بات سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور بولی۔ نہیں میں یہ کام نہیں کروں گی اگر میں نے ایسا کر دیا تو وہ مجھے یک لمحہ کے لیے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا اگر تم نے نہ بتایا تو میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا موت تمہاری اب ہو گی ہی اس کے ہاتھوں نہ سہی تو میرے ہاتھوں سہی ہو سکتا ہے کہ اگر تم مجھے اس کی موت کا راز بتا دو تو میں تم کو اس کے ہاتھوں مرنے سے چھڑا لوں۔ وہ کیسے وہ تیزی سے بولی۔ میں سمجھ گیا کہ وہ اس سے خوفزدہ ہے صرف اس کے رنے سے مجھے نہیں بتا رہی ہے اگر میں نے اس کو اس کی زندگی کا لالچ دے دیا تو وہ مجھے سب کچھ بتانے پر راضی ہو جائے گی میں نے کہا تم نہیں جانتی ہو کہ میرے پاس کتنی طاقتیں موجود ہیں تم خود اندازہ لگا لو کہ تمہارے پاس بھی بہت زیادہ اقتیں ہیں لیکن تم میرا کچھ بھی نہیں کر سکتی ہو اب تم خود سمجھدار ہو۔ میری بات سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور کچھ سوچنے لگی اور پھر یکدم کانپ کر رہ گئی اور بولی نہیں نہیں میں کچھ بھی نہیں بتاؤں گی، کچھ بھی نہیں بتاؤں گی تم نے مجھے مارنا ہے تو رڈالو لیکن میں کچھ بھی نہیں بتاؤں گی میں نے کہا سوچ لو تمہاری زندگی کا فیصلہ ہے، اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ وہ آ کر تم کو میری ید سے آزاد کرائے گا تو یہ تمہاری بھول ہے وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ اتنا کہہ کر میں اس کے کچھ فاصلے پر لیٹ گیا۔ میرا ھیان اس کی طرف ہی تھا میں اس کا حسن دیکھ رہا تھا اس قدر روشن چہرہ میں نے آج تک کسی کا بھی نہیں دیکھا حالانکہ یری زندگی میں خوبصورت سے خوبصورت لڑکیاں چڑیلیں آئی تھیں لیکن سب کے حسن اس کے سامنے ماند تھے۔ وہ مجھے گہری نظروں سے دیکھتی جانے لگی۔

سنو۔ مجھے یکدم اس کی آواز سنائی دی۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ میں سمجھا کہ وہ ہمت ہار گئی ہے اس نے سوچ یا ہے کہ میں اس کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ مجھ سے شادی کرو گے۔ اس کے یہ لفظ سن کر میں حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا س سے قبل میں اس سے کچھ کہتا وہ خود ہی بول پڑی میری بات پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں نے کچھ بھی غلط ہیں کہا ہے جو بھی کہا بہت سوچ سمجھ کر کہا ہے۔ مجھ سے شادی کرو گے۔ نہیں۔ میں نے کہا میرا مقصد تم سے شادی کرنا نہیں ہے بلکہ وہ راز لینا ہے جس وجہ سے میں نے تم کو اپنے حصار میں بند کیا ہوا ہے مجھے اس بوڑھے جادوگر کی فکر ہو رہی ہے ب تک وہ زندہ ہے میں جانتا ہوں کہ انسانی زندگیاں محفوظ نہیں ہیں۔ اور نہ جن چڑیلیں۔ یہاں تک کہ تم بھی اس سے حفوظ نہیں ہو بقول تمہارے کہ اگر تم نے مجھے اس کی موت کا راز بتا دیا تو وہ تم کو مار دے گا اب تم خود اندازہ کرو کہ وہ کتنا ودغرض انسان ہے کہ اس کو تمہاری زندگی بھی عزیز نہیں ہے۔

میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی میرے لیے تو اس وقت تم دونوں ہی ایک جیسے ہو۔ لیکن توں میں فرق ہے جو لفظ میں نے تم سے بولے ہیں یہی لفظ وہ مجھ سے بولتا ہے۔ وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ بہت رصہ پہلے اس نے مجھے دیکھا تھا یوں سمجھ لو کہ یہ میری بدقسمتی تھی کہ میں سمندری پانی سے باہر بیٹھی ہوئی تھی اس وقت س نے اپنے اوپر اپنا پورا حسن ڈال رکھا تھا یہی حسن جو تم دیکھ رہے ہو بس وہ مجھ پر مر مٹا اور نجانے اس کے پاس کون سی اقت تھی کہ میں اس کی طرف کھینچی چلی جانے لگی اور پھر وہ اپنے علم کی بدولت اپنی انگلیوں پر نچانے لگا۔ پورے پندرہ دن س نے مجھے اپنے پاس رکھا اور اس دوران میں نا جانے اس نے مجھ پر کیا جادو کر دیا کہ میں ایک پری ہونے کے باوجود بھی س کی قید سے آزاد نہ ہو سکی۔ اس کے بعد اس نے مجھے جانے کی اجازت دے دی شاید وہ میری حالت کو جان گیا تھا کہ گر میں اس سے زیادہ دیر پانی سے باہر رہی تو میری موت ہو سکتی ہے میں تیزی سے سمندری پانی کی طرف بھاگی۔ اور پانی س گھستے ہی مجھے سکون ملنے لگا میں پانی میں کافی دیر تک تیرتی رہی پھر میں سمندری پانی کی گہرائیوں میں اترتی جانے لگی س محسوس کر رہی تھی کہ میرے سر پر کوئی بوجھ ہے کوئی ایسا بوجھ جو میں جان نہ پائی تھی کہ یہ کیسا بوجھ ہے اس بوجھ کا علم مجھے

دھیرے دھیرے ہونے لگا اس کا بوڑھا اور جھریوں بھرا چہرہ میری نظروں سے آنے لگا وہ مجھے جب بھی دکھائی دیتا کچھ نہ کچھ وہ بڑبڑا رہا ہوتا اور سمندر کی طرف کی منہ کر کے پھونکیں مارتا دکھائی دیتا۔ اس کی پھونکوں کا یہ اثر تھا کہ پانی میں میں خود کو بے چین سمجھنے لگی اور ایک ماہ بعد دوبارہ پانی سے باہر نکل آئی دیکھا تو وہ سمندری کنارے بیٹھا ہوا تھا اس کی توجہ میری طرف ہی تھی مجھے دیکھتے ہی وہ ہنس دیا اور بولا۔

دیکھا میری طاقت کا کمال میں نے تمہارا سکون چھین لیا ہے میں بہت کچھ کر سکتا ہوں جو چاہوں کر سکتا ہوں مجھے کوئی بھی نہیں مار سکتا ہے اور پھر مجھے بھلا کوئی مار بھی کیسے سکتا ہے کیونکہ میری جان میرے جسم میں نہیں ہے میری جان کہیں اور ہے۔ اور کوئی بھی اس جگہ نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اس کی یہ بات سن کر میں حیران رہ گئی کیونکہ ایسی باتیں مجھے بناوٹی لگتی تھیں لیکن اس نے غلط نہ کہا تھا بولا یقین نہیں آتا تو مجھے مار کے دیکھ لے میں نے کہا ٹھیک ہے میں دیکھ لیتی ہوں میں نے اتنا کہہ کر ایک پتھر اٹھایا اور اس کے سر پر زور سے دے مارا پتھر مارتے ہی اس کا سر درمیان میں سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ خون سے نیچے جگہ سرخ ہونے لگی وہ لیٹ کر تڑپنے لگا میں اس کو تڑپتا ہوا دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی مجھے پاگل بنا رہا تھا کہہ رہا تھا کہ میری موت میرے جسم میں نہیں ہے شاید وہ مجھ پر جادو کرنا چاہتا تھا ایسی بات کر کے مجھے دیکھنا چاہتا تھا کہ میں اس کو مارتی ہوں کہ نہیں لیکن بھلا مجھے اس کی زندگی سے کیا لینا دینا۔ میں قہقہے پر قہقہے لگائے جا رہی تھی جیسے میں باؤلی ہو گئی تھی اگر کوئی مجھے دیکھ لیتا تو شاید مجھے پاگل ہی سمجھتا۔ میری حالت بھی کچھ ایسے ہی تھی۔ لیکن اس وقت میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی جب اس کا دو حصوں میں بٹا ہوا سر پھر سے جڑ گیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا میں مبہوت بنی اس کو دیکھنے لگی مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ میرے سامنے ہے۔ اب اس کے منہ سے قہقہے گونج رہے تھے دیکھا تم نے تم سمجھ رہی تھی کہ میں نے تم سے جھوٹ بولا ہے ایسا نہیں ہے۔ اس کی باتیں سن کر مجھے نہ صرف حیرانگی ہونے لگی تھی بلکہ خود پر غصہ بھی آنے لگا تھا کہ میں نے ایسا کیوں کیا اگر وہ غصہ میں میرے ساتھ کچھ بھی کر دے تو۔ میں کیا کر سکتی ہوں مجھے اس سے خوف آنے لگا میں پوری طرح اس سے ڈر گئی۔ وہ ابھی تک قہقہے لگا رہا تھا اور میں سوچ رہی تھی کہ اگر میں نے اس کو نہ مارا تو یہ میرا دشمن بن جائے گا۔ میں نے ایک چال چلی اور کہا۔

آپ نے یہ کمال دکھا کر مجھے تو لوٹ ہی لیا ہے میں تو پہلے ہی تمہاری طرف کھینچی چلی آ رہی تھی اب اور بھی میری حالت ایسی ہے یہ بات کہہ کر میں نے اس کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر روشنیاں سی پھیلنے لگیں۔ بولا۔ مجھ سے شادی کرو گے۔ اس کے یہ لفظ سن کر میرے تن من میں آگ سی لگ گئی میں نے سوچا کہ میں تو اس سے چال چل رہی تھی اور یہ۔۔ یہ۔۔ لیکن یکدم میری سوچ اس کی موت کی طرف چلی گئی میں نے کہا ایک شرط پر کروں گی۔ ہاں ہاں بولو کون سی شرط ہے۔ میں نے کہا پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری جان کس میں ہے میری بات سن کر وہ بولا میں تم کو ضرور بتاؤں گا لیکن سوچ لو یہ تمہیں بہت مہنگا پڑے گا میں نے کہا مجھے بس یہ راز چاہیے۔ چاہے مجھے مہنگا پڑے یا سستا۔ وہ بولا ٹھیک ہے تم میری دلہن بن جاؤ میں تم کو اپنی موت کا راز بتا دوں گا اس کی اس بات مجھے ایک بار پھر غصہ آیا اور کہا میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں تم سے شادی اس صورت میں کروں گی جب تم مجھے اپنی موت کا راز بتاؤ گے اس کے باوجود بھی تم نے اپنی منوانی شروع کر دی ہے ۔وہ بولا ٹھیک ہے میں تم پر اپنا راز ظاہر کر دوں گا اس کے لیے تم کو ایک سو ایک انسانوں کا خون کرنا ہوگا۔ انسانوں کا خون ۔لیکن وہ کیوں اس میں انسانی خون کا کیا تک ہے میری بات سن کر وہ بولا اس بات میں بھی ایک راز ہے جس کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتی ہو کہ میں وہ سب کچھ کرنا چاہتا ہوں جس میں میری اور تمہاری خوبصورتی ہمیشہ برقرار رہے کبھی بھی تم بوڑھی نہ ہو اسی طرح تمہارا چہرہ ہمیشہ چمکتا رہے اور موت بھول کر بھی تمہارے قریب نہ آئے میں تم کو امر کرنا چاہتا ہوں اور ہمیشہ جوان اور خوبصورت دیکھنا چاہتا ہوں۔ بس تم ایک سو ایک قتل کر دو گے اس کے بعد موت تمہاری زندگی میں کبھی نہیں آئے گی اس کی بات سن کر میں نے سوچا کہ چلو اس کی یہ بات مان لیتے ہیں کیونکہ زندگی کس کو پیاری نہیں ہوتی ہے

کوئی بھی موت کے منہ میں جانے کو تیار نہیں ہوتا ہے کیونکہ موت ہی وہ واحد چیز ہوتی ہے جو انسان کو زندگی سے ہمیشہ کے لیے دور کر دیتی ہے اور میں مرنا نہیں چاہتی تھی مجھے ہمیشہ کی زندگی چاہیے تھی ایسی زندگی جس میں موت کا کوئی بھی داخل نہ ہو اور پھر میں ہمیشہ خوبصورت پرکشش اور جوان رہنا چاہتی تھی میں نے اس کی باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیا مجھے ایک ماہ میں اس کے لیے ایک لاش کر دینا تھی اور ایک ماہ سمندری پانی میں رہنا تھا میں ہر ماہ پانی سے باہر نکلتی اور اس کے لیے ایک لاش کو انتظام کر دیتی وہ مجھے پوری طرح پھنسانے کے چکروں میں تھا اور میں بھی آرام سے اس کی چنگل میں پھنستی چلی گئی وہ مجھے خون کا ایک پیالہ دیا کرتا تھا اور کہتا تھا۔

یہ انسانی خون ہے جو تم کو ہمیشہ طاقتور اور جوان رکھے گا میں ہر ماہ ایک پیالہ خون کا پی کر چلی جاتی اور پھر ایسا وقت بھی آ گیا کہ میں نے اس کو ایک سو ایک خون کر کے دے دیئے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں پوری طرح اس کی قید میں بند ہو کر رہ گئی لیکن ایک بات تھی کہ اس نے مجھ پر اعتماد کر لیا تھا وہ جان گیا تھا کہ میں اس کے علاوہ کسی اور کا بھی نہیں سوچ سکتی ہوں یہی وجہ تھی کہ اس نے دھیرے دھیرے اپنے بارے میں مجھے سب کچھ بتانا شروع کر دیا کہ وہ کیسے طلسمی دنیا میں آیا اسے بچپن سے ہی جادو سیکھنے کا شوق تھا اس شوق کو پورا کرنے کے لیے اس نے کالا علم سیکھ لیا ہر رات وہ کسی بچے کو قتل کرتا تھا اور اس کا خون ایک قبر کھود کر ایک مردے کو پلایا کرتا تھا یہاں سے ہی اس کی طلسمی زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ اور پھر وقت نے اسے بہت بڑا جادوگر بنا دیا وہ جو چاہے کر سکتا ہے وہ بہت ہی بڑا طاقتور ہے تم اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہو میں جانتی ہوں کہ وہ کسی بھی وقت تم کو فنا کر سکتا ہے اس کے سامنے تمہاری کوئی بھی وقعت نہیں ہے تم یہ نہ سمجھنا کہ وہ تم سے ڈر گیا ہے ذرا بھی نہیں بلکہ وہ جب بھی جی چاہے تمہیں مار سکتا ہے تم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے ہو جبکہ میں اس کے بارے میں ہر وہ بات جانتی ہوں جو کوئی بھی نہیں جانتا نا جانے کیا وجہ ہے تمہارے چہرے میں ایسی کون سی کشش ہے کہ جس نے مجھے یہ کہنے پر مجبور کر دیا ہے کہ تم مجھ سے شادی کرو گے حالانکہ وہ اتنا بڑا جادوگر ہو کر یہ خواہش دل میں لیے ہوئے ہے لیکن کئی سالوں سے میں اس کو مسلسل ٹالتی آ رہی ہوں۔ دیکھو میں جانتی ہوں کہ تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ہو وہ کسی بھی لمحے مجھے یہاں سے لے جا سکتا ہے میں تمہاری زندگی چاہتی ہوں تم کو ایک مشورہ دینا چاہتی ہوں کہ اس کے مقابلے میں نہ آؤ جو بھی اس کے مقابلے میں آیا ہے وہ ہی موت کے منہ میں اتر گیا ہے اور شاید اب تمہاری باری ہے۔ تم جذباتی ہو رہے ہو اور جذباتی انسان مات کھا جاتا ہے۔ ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرنے سے کامیابی ملتی ہے ایک بوڑھے جن کی طاقتیں حاصل کر لینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم بہت بڑے طاقتور بن گئے ہو ایسا کچھ بھی نہیں ہے اس کے سامنے تم بہت حقیر انسان ہو اگر اس بوڑھے جن کی طاقتوں میں اتنا ہی اثر ہوتا تو اپنی تمام زندگی وہ چھپ کر نہ گزارتا اس کا سامنا کرتا لیکن اس میں ہمت نہ تھی وہ اس کے نام سے کانپ جاتا تھا اور جس کے پاس علم ہوتا ہے اس کی جان اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک وہ اپنا علم کسی اور کو دے نہیں دیتا اس نے بھی مرنا تھا اس کی موت کا وقت آ گیا تھا اس کو کوئی چاہیے تھا جس کو وہ اپنا علم دیتا اس نے تمہارا انتخاب کیا اور تم کو وہ سب کچھ دے دیا جو اس کے پاس تھا لیکن یہ سب بوڑھے جادوگر کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے اور نہ ہی تم ایسا سمجھنا کہ تم نے بہت بڑا معرکہ مار لیا ہے۔ کبھی بھی اپنے علم پر غرور نہ کرنا میں کل سے دیکھ رہی ہوں کہ تم بہت کچھ کہہ رہے ہو اور میں سب کچھ بہت ہی سکون سے سنتی جا رہی ہوں میں تمہارے اس پاگل پن پر دل میں ہنستی بھی ہوں۔

اس کی باتیں سن کر میں حیران سا ہو رہا تھا کہ اس کو کیسے پتہ تھا کہ مجھے یہ علم ایک بوڑھے جن نے دیا ہے جواب دے چکا ہے میں نے کہا تم نے ٹھیک کہا ہے کہ مجھے یہ علم ایک جن بابا نے دیا ہے لیکن یہ علم اتنا بھی کمزور نہیں ہے کہ کسی کی راہ روک سکے مجھے موت کی دھمکی نہ دو میں نے اگر موت سے ڈرنا ہوتا تو اس منزل میں نہ پڑتا اس جادوگر کے پاس کتنا علم ہے یہ میں نہیں جانتا ہوں لیکن اتنا جانتا ہوں کہ جو میرے پاس علم ہے وہ کسی سے کم نہیں ہے تم دیکھ لینا کبھی بھی میرے

حصار سے باہر نکل سکوگی۔ بلکہ ایسا سوچنا بھی نہیں۔ جو باتیں تم کررہی ہو اس سے قبل میں نے یہ باتیں کئی لوگوں سے ہیں ہر کسی نے مجھے اپنے علم کی وجہ سے کمزور کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں کسی کی بھی باتوں میں نہیں آیا ہوں مجھے جادو کی موت کا راز چاہیے بس۔ اس کے بعد جو کچھ ہو گیا میں دیکھ لوں گا۔ اور تم کو اس وقت تک میں چھوڑوں گا نہیں جب تک مجھے اس کی موت کا راز نہ دوگی۔

میری باتیں سن کر اس کی رنگت بدلنے لگی وہ گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی شاید وہ جان گئی تھی کہ میں اس کی باتو میں آنے والا نہیں ہوں۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی۔ چھوڑو ان باتوں کو یہ سب بعد میں ہوں گی بتاؤ مجھ شادی کروگے۔ میں نے کہا مجھے تم سے شادی کا کوئی بھی شوق بھی نہیں ہے اور میرا مقصد تم سے شادی کرنا نہیں ہے بلک سب کچھ کرنا ہے جو میں نے سوچ رکھا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم میرا یہ کام کروگی میری یہ بات سن کر وہ بولی تم واحد انس ہو جو حسن کو ٹھکرا رہے ہو ورنہ میرا حسن دیکھ کر لوگ اپنی جان دینے کو تیار ہو جاتے تھے ایک سو ایک خون میں نے اپنا ح دیکھا کر کیے ہیں نوجوان میرا حسن دیکھتے ہی مجھ پر مر مٹتے تھے اور جو میں کہتی تھی وہ کرتے تھے میں ان کو باتوں میں بوڑ کے مکان تک لے جاتی تھی اور پھر وہاں اس کی گردن جسم سے علیحدہ پڑی نظر آتی تھی۔ میں نے کہا میں ان لوگوں میں نہیں ہوں اگر مجھے حسن کی طلب ہوتی تو میں جانتا ہوں کہ اس منزل میں مجھے کتنے حسین چہرے دکھائی دیئے جنہوں نے مجھ سے شادی کی خواہش کی تھی لیکن میں نے سب کو ہی کہہ دیا تھا کہ میں جو منزل چاہتا ہوں اس کو اپنا نے بعد ایسا کروں گا۔ میری بات سن کر وہ بولی تمہاری باتوں نے مجھے تمہارے اور بھی قریب کر دیا ہے مجھے تم جیسے نڈر انسان تلاش تھی اور تمہاری باتیں سننے کے بعد یوں سمجھ لو کہ میری تلاش ختم ہوگئی ہے تم اس کی موت کا راز جاننا چاہتے ہو میں اس کی موت کا راز بتاؤں گی کیونکہ میں جان گئی ہوں کہ تم اس کو مار سکو گے میں نے اس کی موت تک پہنچنے کی کئی بار کوشش ہے لیکن ناکام رہی ہوں اس کی جان کسی ویران جگہ پر نہیں پڑی ہوئی کہ جس کا جی چاہا جا کر اسے مار دے۔ بلکہ اس پہنچنے کے لیے بلکہ بہت ہی محفوظ جگہ پر ہے اس کی موت کے پاس دو ایسے دیو موجود ہیں جن کی شکلیں دیکھ کر ہی ان مر جاتا ہے وہ انسانی روپ میں نہیں ہیں وہ چلتی پھرتی آگ ہیں جس کی تپش بہت دور دور تک جاتی ہے دور ہی سے ان کو جھلسا دیتی ہے میں نے کوشش کی تھی کہ اس کو مار ڈالوں میں وہاں تک پہنچی بھی تھی لیکن ناکام لوٹ آئی اس کو مار مارتے میں خود نہیں مرنا چاہتی تھی۔

اس کی یہ بات سن کر میرے دل کو ایک دھچکا سا لگا اس نے ٹھیک کہا تھا کہ اس کی موت کسی ویرانے میں نہیں جس کا جی چاہے جا کر اسے مار ڈالے۔ لیکن جو بھی تھا مجھے اس کی موت کا راز جاننے کے لیے جنون تھا اور میں اس جن پورا کرنا چاہتا تھا چاہے مجھے کچھ بھی ہو جاتا۔ میں نے کہا تم نے ٹھیک کہا ہے کہ وہاں موت سے لڑنا ہوگا اور میں موت لڑوں گا میں ان جلتے ہوئے دیوؤں کو ان کی لگی ہوئی آگ میں خود ہی جلا دوں گا بس مجھے بتا دو کہ مجھے کہاں جانا ہے ا کی موت کس میں ہے میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور ایک گہری نظر مجھ پر ڈالی اور بولی۔ نو میں نہیں چاہتی تھی کہ تم کو اس کی موت کا راز بتاؤں لیکن نا جانے ایسی کیا بات ہے کہ میں ایسا کرنے کو تیار ہوں میں وہاں تک لے چلوں گی اس کے بعد جو کچھ بھی کرنا ہے تم نے کرنا ہے لیکن دل میں ایک خوف سا ہے کہ ان کی پھیلائی کی تپش میں تم جھلس نہ جاؤ۔ میں نے کہا نہیں مجھے کچھ بھی نہیں ہوگا مجھے اپنے خدا پر پورا بھروسہ ہے کہ میرا خدا میرا ضرور دے گا کیونکہ میں انسانیت کی بھلائی کے لیے یہ کام کرنے والا ہوں اور جو کام انسانیت کی بھلائی کے لیے کیا خدا اس کام میں ضرور ساتھ دیتے ہیں۔ وہ میری باتیں سن کر بولی۔ تمہاری باتیں سن کر مجھے یوں لگتا ہے کہ تم کو ذرا بھی خوف نہیں ہے اور یہ سب بہت ہی اچھی بات ہے میں چاہتی بھی ایسا ہی تھی کہ کوئی تو دنیا میں ایسا انسان ہو ج سے لڑنا سیکھے۔

دیکھو مجھے راز بتانے میں کوئی بھی حرج نہیں ہے لیکن جانتی ہوں کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ مول لینا ہوگا اور تمہیں دیکھ کر میں نے بھی موت سے لڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے اگر اس نے مجھے مارنا ہے تو مار لے۔ میں نے کہا تم ہمت رکھو وہ تمہیں کچھ بھی نہیں کہے گا تم اس وقت میرے حصار میں بند ہو اور میں جانتا ہوں کہ میرا حصار کوئی معمولی نہیں ہے اس میں بہت جان ہے ایسی جان ہے کہ بڑے سے بڑے جادوگر بھی اس کو نہیں توڑ پائیں گے تم بے فکر رہو اور بتاؤ کہ کب جانا ہے وہاں۔ وہ بولی رات ہونے کا انتظار کرو اور دیکھو جب تک ہم لوگ وہاں تک نہ پہنچ سکیں میرے آگے پیچھے ہی رہنا کیونکہ میں جانتی ہوں کہ وہ نہ صرف ہماری باتیں سن رہا ہے بلکہ ہمیں دیکھ بھی رہا ہے اس کی بات سن کر میں نے ایک گہری سانس لی اور پھر بہت کچھ پڑھ پڑھ کر اس پر پھونکنے لگا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ پوری طرح میرے حصار میں بند رہے اور کوئی بھی اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔ میں اس کی پوری طرح حفاظت کرنے لگا کیونکہ اس کو خطرہ تھا کہ کہیں وہ آ نہ جائے اس کا اندیشہ صحیح ثابت ہوا مجھے اس کا سایہ لہراتا ہوا دیکھائی دیا اسکی آنکھوں میں وہی تپش تھی چہرے پر ویسا ہی خوف تھا بولا میں نے کہا تھا کہ میں تم کو کچھ وقت کی مہلت دیتا ہوں اس کے بعد تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تم ہمیشہ یاد رکھو گے اب دیکھ میں تیرے ساتھ کیا کچھ کرتا ہوں اتنا کہہ کر اس نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونکنا شروع کر دیا اس دوران میں نے بھی اپنی حفاظت کے لیے کچھ پڑھنا شروع کر دیا سو اس کا مجھ پر کیا ہوا وار بالکل ہی بیکار گیا۔ نجانے اس نے مجھ پر کتنا سخت وار کیا تھا کہ وہ غصہ سے چیخ اٹھا میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا اتنا کہہ کر وہ میری طرف بڑھا لیکن میں جسمانی طور پر اس پر بہت بھاری تھا وہ جونہی میرے قریب آیا میں نے اٹھا کر اس کو ایک طرف زور سے دے مارا میرا اتنا مارنا تھا کہ اس کی آنکھیں ابلنے لگیں۔ غصہ سے وہ کانپنے لگا اور اس قدر پھرتی سے وہ اٹھا کہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا اس نے اٹھتے ہی ایک زور لات میرے منہ پر دے ماری میرے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی میں اچھل کر غار کی ایک دیوار سے جا لگا میرے منہ سے درد سے ٹیسیں ابھرنے لگیں میں نے اس دوران دیکھا کہ وہ جل پری کی طرف بڑھنے لگا تھا تمہاری یہ ہمت کہ تم اس کو میری موت کا راز دو میں نے آج تک تم پر اعتماد کیا تھا لیکن آج میرا تم پر اعتماد اٹھ گیا ہے اب تمہاری زندگی میرے لیے بیکار ہوگئی ہے تمہارا زندہ رہنا اب میرے لیے کوئی بھی معنی نہیں رکھتا ہے اتنا کہہ کر وہ اس کے سر پر جا پہنچا اور اس کو بالوں سے پکڑ کر کھینچنے لگا کہ یکدم پیچھے ہٹ گیا اس کو ایک شدید جھٹکا سا لگا اس دوران میں نے بھی اپنے ہواس کو درست کر لیا تھا اور ایک پتھر جو میرے قریب پڑا ہوا تھا میں نے پکڑ لیا اور زور سے اس کے سر پر دے مارا اس کے منہ سے ایک درد بھری چیخ ابھری اس کا سر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا مجھے اس دوران جل پری کی وہ بات یاد آ گئی جو اس نے اس کے سر پر پتھر مارا تھا اور اس کا سر دو حصوں میں بٹ گیا تھا اب بھی ایسا ہی ہوا تھا اس کا سر درمیان میں کھل گیا تھا خون کا ایک فوارہ نکل پڑا اسے اس حالت میں دیکھتے ہی وہ بولی۔

چلو چلیں میں جانتی ہوں کہ اب ایک آدھ گھنٹہ تک یہ ایسے ہی رہے گا اس کو ساتھ لے چلتے ہیں تاکہ یہ ہمارے سامنے ہی رہے اور کوئی بھی حرکت کرے تو ہم اسے دیکھ سکیں اتنا کہتے ہی اس نے اس کو اٹھا لیا اور ساتھ ہی ایک ہاتھ سے مجھے پکڑ لیا اور پھر چند لمحات بعد ہی ہم ایک تاریک کنویں میں جا پہنچے وہاں کنویں کے کنارے مجھے وہ آگ کے لہراتے ہوئے دو سائے دیکھائی دیئے وہ دیکھو وہ ہیں اس کے محافظ ان سے اگر ہم بچ کر نکل گئے تو سمجھ لینا کہ اس کی موت کو ہم حاصل کر لیں گے میں نے کہا تم ان کی فکر نہ کرو یہ اچھا ہوا کہ تم اس بوڑھے کو ساتھ لے آئی ہو یہ ہمارا کام آسان کر دے گا چلو میرے ساتھ میں نے اتنا کہا اور ان کی طرف چلنے لگا میں کچھ ایسے انداز میں ان کے پاس گیا کہ وہ حیران سے رہ گئے کیونکہ میرے ساتھ نہ صرف جل پری تھی بلکہ وہ بوڑھا بھی تھا میں نے کہا کہ اس کی زندگی کو خطرہ ہے یہ چاہتا ہے کہ وہ محفوظ جگہ پر پہنچا جائے ہمیں جلدی سے کنویں میں اترنا ہے ان دونوں میں افراتفری پھیل گئی جیسے بہت کچھ ان کے ساتھ ہو گیا ہو۔ جلدی لائیں ان کو ان میں ایک جلدی سے بولا اتنا کہہ کر اس نے اشارہ کیا تو کنویں کا منہ کھل گیا اور وہ بولا نیچے

چھلانگ لگادو تم کو کچھ بھی نہیں ہوگا اس کا اتنا کہنا تھا کہ میں نے ایک دم نیچے چھلانگ لگادی حالانکہ نیچے گہرائی میں گرتے ہوئے مجھے کچھ خوف آیا تھا لیکن میں نے اپنی موت کی پرواہ نہ کی کیونکہ میرا ایک ہی مشن تھا کہ اس کی زندگی کا خاتمہ۔ چاہے اس کے لیے مجھے موت کے منہ سے ہی کیوں نہ گزرنا پڑتا جو میں گزر رہا تھا۔ اس سے قبل کہ میں نیچے زمین پر گرتا جل پری نے جلدی سے مجھے گرنے سے تھام لیا اور ایسے نیچے اترا جیسے سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا ہوں۔ اگر وہ مجھے نہ تھامتی تو ہوسکتا تھا کہ مجھے بہت گہری چوٹ لگتی لیکن اس نے مجھے چوٹ لگنے سے بچالیا تھا میں نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرادی اور بولی۔

شاہد ہمارے پاس ٹائم بہت کم ہے اور ابھی ہم نے بہت آگے تک جانا ہے یہ کنواں اوپر کنواں ہے لیکن اندر سے غار ہے بہت ہی بڑی غار میں نے تمہیں اس لیے کہا تھا کہ ہمارا یہاں آنا بہت ہی مشکل ہے لیکن ایک بہت بڑا خطرہ تھا جو ہمارے سروں پر سے ٹل گیا میں نے کہا ہاں شاید تم نے ٹھیک کہا ہے میں اکیلے میں شاید اس جگہ کبھی نہ آتا اگر آ بھی جاتا تو خوف سے واپس چلا جاتا یہ تو اچھا ہوا کہ تمہارا ساتھ مجھے مل گیا۔ وہ بولی ہاں مجھے بھی تمہارا ساتھ مل گیا ہے ورنہ اس سے قبل میں یہاں دوبار آچکی ہوں اور نا کام واپس گئی ہوں۔ بہر حال وہ پچھلی باتیں تھیں اب کی بات کرو اور ہاں تم یہاں سے ایک پتھر پکڑلو کیونکہ یہ جادوگر کسی بھی وقت ہوش میں آسکتا ہے اور ہوش میں آتے ہی نجانے یہ کیا کچھ کر بیٹھے کیونکہ یہ کبھی بھی اپنی موت نہیں چاہے گا بہتر یہی ہے کہ اس کو ہوش میں آنے ہی نہ دیا جائے اس کو پتھروں سے کچلتے رہیں تا کہ ہمارا کام آسان رہے۔ ہاں تمہاری یہ بات بالکل درست ہے ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیے، تم اس کو نیچے اتارو میرے کہنے پر اس نے ایک نظر پیچھے کی جانب دیکھا لیکن وہاں ہمارے پیچھے کوئی بھی نہ تھا وہی آگ ۔ دو خوفناک جن تھے جو کنویں کے اوپر پہرہ دے رہے تھے اس نے بوڑھے کو نیچے زمین پر لٹایا تو میں اس پر ایسے پتھر مارنے لگا کہ جیسے کسی خطرناک سانپ کو مارا جاتا ہے میں نے اس کو کچل کر رکھ دیا وہ بری طرح تڑپا اس کے تڑپتے ہوئے وجود کو دیکھ کر جل پری بولی دیکھا تم نے اگر ہم اس کو دوبارہ نہ مارتے تو یہ کسی بھی وقت ہوش میں آسکتا تھا لیکن اب ہم اپنا کام سکون سے کر سکتے ہیں چلو آؤ اتنا کہہ کر وہ آگے آگے چلنے لگی غار اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی لیکن جل پری کے جسم کی روشنی سے وہ پوری طرح روشن ہوتی جارہی تھی یوں جیسے اس نے ہاتھ میں کوئی ٹارچ پکڑ رکھی ہو۔ وہاں غار کے آخر میں ایک سلور کی مورتی ہے اس کی جان اس میں ہے۔ جل پری نے چلتے چلتے ہوئے بتایا واؤ میں نے حیرانگی سے کہا اس کا مطلب ہے کہ ہم جو کتابوں میں پڑھتے تھے وہ غلط نہ تھا کہ جادوگر اپنی جانوں کو طوطے کوؤں میں رکھ دیتے تھے بالکل اسی طرح جس طرح اس نے اپنی جان کو اس سلور کی مورتی میں بند کر دیا ہے۔ میری بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی۔ میں نے ایسا پہلی بار سنا ہے ویسے مجھے تمہاری یہ بات بہت ہی اچھی لگی ہے باتیں کرتے کرتے ہم دونوں اس مورتی تک جا پہنچے جو سلور کی بنی ہوئی تھی اور باقاعدہ حرکت کر رہی تھی اس کی آنکھیں چاروں طرف گھوم رہی تھی وہ پوری طرح دیکھ سکتی تھی مورتی کے قریب ہی ہوئے تھے کہ ہمیں کچھ بھی دکھائی نہ دیا یکدم ہماری آنکھوں سامنے اندھیرا چھا گیا میں اپنی آنکھوں کو ملنے لگا لیکن اس کے باوجود بھی اندھیرا ویسا کا ویسا ہی رہا۔ شاید میں اندھا ہو گیا تھا جل پری۔ میں نے اسے پکارا کیا تمہیں کچھ دکھائی دے رہا ہے نہیں شاہد مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے ہماری باتیں سن کر اور ہمیں دیکھتے ہی اس کے منہ سے قہقہے بلند ہونے لگے جو اس غار میں پھیلتے چلے گئے۔

بہت اچھا کیا کہ تم دونوں اس کنویں میں اتر آئے یہ سب میں نے کیا ہے اگر میں تھوڑی سی بھی رکاوٹ ڈالتی تو شاید تم یہاں تک نہ آتے۔ میں نے ہی جنات کو کہا تھا کہ ایک پانی کی پری اور دوسرا انسان ہماری طرف آرہے ہیں ان کا راستہ مت روکنا وہ ایک چال چلیں گے تم دونوں سے کہ بوڑھے جادوگر کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے لہذا ہمیں اندر جانے دو انہوں نے ایسا ہی کیا اور تم دونوں کو با آسانی نیچے بھیج دیا۔ تم اس غار کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے ہو جب کہ میں

بہت کچھ جانتی ہوں یہاں جو بھی آتا ہے وہ زندہ بچ کر نہیں جاتا ہے اور پھر اس کی ہڈیاں تک پانی بن جاتی ہیں جس طرح کچھ ہی دیر میں تمہاری بننے والی ہیں اس کی باتیں سن کر ہم دونوں ہی کانپ کر رہ گئے ہمیں ابھی تک کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا اندھیرا ہی اندھیرا تھا پھر اچانک ہمیں سب کچھ دکھائی دینے لگا ہم دونوں مورتی کے بالکل قریب کھڑے تھے اور وہ ہمیں گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی ہم دونوں ہی ایک دوسرے کو خوفناک نظروں سے دیکھنے لگے کہ یہ سب کیا ہو گیا ہے ایسا تو ہم نے سوچا بھی نہ تھا۔

اپنے پیچھے دیکھو۔ اس نے یہ کہا تو ہم دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ہماری ٹانگیں کانپنے لگیں بوڑھا جادوگر ہمارے پیچھے کھڑا تھا ہمیں ڈرا ہوا دیکھ کر اس کے منہ سے بھی قہقہے بلند ہونے لگے اس کا سر دو حصوں میں بٹا ہوا تھا پورا جسم خون سے بھیگا ہوا تھا جگہ جگہ گہرے زخموں کے نشان تھے اس کے ہاتھ میں وہی بڑا سا پتھر تھا جو میں نے اس کو اٹھا کر کئی بار مارا تھا جل پری یہ بات اچھی طرح جانتی ہے کہ جو بھی میری موت کا راز جاننے کی کوشش کرتا ہے وہ زندہ نہیں بچتا تم کو اس بات کا پتہ ہے۔ اس کے باوجود بھی تم نے یہ راز جاننے کی کوشش کی تم شاید سمجھتے تھے کہ تم مجھے ہلاک کر دو گے یہ تمہاری بھول تھی ایسا کرنا بہت ہی مشکل کام ہے بلکہ ناممکن ہے اب تم دونوں اپنی موت کا تماشہ دیکھو تم نے اسی پتھر سے مجھے مارا تھا اب یہی پتھر تمہاری موت بنے گا اتنا کہہ کر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اوپر ہوا میں اچھالا اور پورے زور سے میری طرف پھینک دیا مجھے اپنی موت واضح دکھائی دی پتھر بالکل تیزی سے میری طرف آیا اور میں نے ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہ کی اور نیچے بیٹھ گیا میرا نیچے ہونا تھا کہ پتھر سیدھا اس سلور کی مورتی کو جالگا پھر کیا تھا سب منظر ہی بدل گیا بوڑھا جادوگر بری طرح نیچے زمین پر گر پڑا جس طرح پتھر لگنے سے وہ مورتی گری تھی مورتی کا سر تن سے علیحدہ ہو گیا میں نے دیکھا کہ جادوگر کا سر بھی دھیرے دھیرے تن سے جدا ہونے لگا تھا میں نے یہ سب منظر دیکھتے ہی وہ پتھر اٹھالیا اور زور سے مورتی کو دے مارا ایک کرب ناک آواز گونجی۔ ہائے مر گیا۔ بس پھر کیا تھا اس کے بعد سب کچھ ہی بکھر کر رہ گیا نہ وہ غار رہی نہ ہی کنواں رہا ہم ایک میدان میں کھڑے تھے اور ہمارے سامنے وہ بوڑھا تڑپ رہا تھا۔ میں نے مورتی کے اندر سے ایک لہراتا ہوا دھواں سا دیکھا اس کے جسم سے دھواں نکلتے ہی وہ بوڑھا تڑپتے ہوئے ٹھنڈا ہو گیا شاید وہ اس کی جان تھی جو مورتی کے جسم سے باہر نکلی تھی اس کا جسم سیاہ ہونے لگا جیسے کوئی چیز جل کر سیاہ ہو گئی ہو اس کی یہ حالت دیکھ کر میں نے کہا جل پری جو بھی تھا جیسا بھی تھا یہ انسان تو تھا اس کو دفن کرنا چاہیے۔

وہ بولی جیسے تمہاری مرضی میں نے کہا بس تم مجھے اپنی طاقت کے ذریعے قبر کھودنے کا سامان لا دو۔ وہ بولی ٹھیک ہے اتنا کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ پھیلائے تو اس کے ہاتھ میں قبر کھودنے کا تمام سامان موجود تھا سمیت کفن کے میں نے اس کی قبر کھودنی شروع کر دی ساتھ ساتھ سوچ بھی رہا تھا کہ شیطانوں کی پیروی کرنے والے کا کتنا اذیت ناک انجام ہوتا ہے اس کے مرتے ہی اس کا جسم جل کر سیاہ ہو گیا۔ ایک گھنٹہ تک میں انہی سوچوں میں کھویا ہوا قبر کھودتا رہا اس کے بعد میں قبر سے باہر نکل آیا اور جل پری کو پانی لانے کو کہا وہ لمحوں میں ہی پانی لے آئی جو میں نے بوڑھے جادوگر کے جلے ہوئے جسم پر پھینکنا شروع کر دیا۔ میں نے اس کو چھونے کی کوشش کی تو میرے ہاتھ جل گئے میں کانپ سا گیا اف خدایا یہ سب کیا ہے اتنا برا حال اس کی لاش کا۔ کئی لمحات تک میرے ہاتھ جھلتے رہے پھر ٹھیک ہو گئے اس کے بعد میں نے کوشش کر کے جیسے تیسے بھی ہوا اس کو کفن میں ڈال دیا کفن میں ڈالتے ہی کفن بھی اس کی طرح سیاہ ہو گیا۔ میں یہ منظر دیکھ کر کانپ گیا میں نے سوچ لیا تھا کہ یہ اب خدا کے ہاتھ لگ گیا ہے اب یہ جانے اور اس کے شیطانی عمال اتنا سوچ کر میں نے جیسے تیسے ہوا اس کو قبر میں ڈالا اور مٹی ڈالنی شروع کر دی تقریباً آدھے گھنٹے میں قبر تیار ہو گئی میں نے شکر کیا لیکن میرا دل اندر سے کانپ رہا تھا کہ شیطانی کام کرنے والوں کا کتنا عبرتناک انجام ہوتا ہے۔ جل پری نے بھی ایک سرد آہ بھری اور بولی شاہد اس کی زندگی ہمیشہ شیطانوں کی خواہشوں کو پورا کرنے میں گزری ہے یہ سمجھتا تھا کہ اسے کبھی بھی موت نہیں آئے گی لیکن موت

سے کون بچا ہے جب وقت ہوتا ہے تو موت اس کو آن پکڑتی ہے۔ میں نے زندگی کے کئی سال اس کے ساتھ گزارے ہیں اور میں نے اس کو ایسی ایسی حرکتیں کرتے دیکھا ہے کہ روح تک کانپ جاتی تھی اس کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا اور مجھے خود بھی ڈر لگنے لگا کہ ہوسکتا ہے کہ میرا اس سے بھی برا حال ہو کیوں کہ میں نے بھی اس کی بہت مان کر چلی ہے اتنا کہ وہ پوری طرح کانپی اور میں نے کہا خدا کا در ہمیشہ توبہ کے لیے کھلا رہتا ہے تم سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لو ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجائے اور وہ تمہارے سب گناہوں کو معاف کردے۔ ہاں شاہد تم نے ٹھیک کہا ہے میں خدا سے سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتی ہوں ابھی ہم ایسی باتیں کررہے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ اس کی قبر کی مٹی کالی ہونے لگی تھی یہ سب دیکھ کر ہم دونوں ہی کانپ گئے۔ میں سمجھ گیا تھا کہ اس کی قبر کو اندر آگ لگی ہوئی ہے اور وہ اس آگ میں جل رہا ہے میں نے پری سے کہا مجھے یہاں سے لے چلو مجھے خوف آنے لگا ہے میں بھی سچے دل سے توبہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد کوئی بھی ایسا کام نہیں کروں گا جس کی ایسی سزا ملے۔ وہ مجھے لیے ہوئے سمندر کے کنارے لے گئی جہاں میں نے چلہ کاٹا تھا میں نے دیکھا کہ گھیتا اور کالا وہاں ہی موجود تھے مجھے دیکھتے ہی وہ میری طرف بھاگے آقا آپ کہاں چلے گئے تھے آپ ہم آپ کو ڈھونڈتے ہی رہ گئے۔ ان کی بات سن کر میں نے کہا میں نے اس جادوگر کو قتل کردیا ہے اس کی جان ایک سلور کی مورتی میں تھی جس کو میں نے توڑ دیا ہے اس کے توڑتے ہی وہ بوڑھا جادوگر بھی مرگیا۔ اور پھر میں نے اس کی موت اور اس کے جلے ہوئے جسم اس کے کفن کے جلنے اور اس کے بعد قبر کی مٹی کا سیاہ ہونے کا واقعہ سنادیا۔

میری بات سن کر انہوں نے ایک گہری سانس لی اور بولے اس کا ایسا ہی انجام ہونا چاہے تھا اس نے اپنی پوری شیطانوں کی پوجا کرتے ہوئے گزار دی ہے۔ جو بھی اس کے سامنے خدا کا نام لیتا تھا اسی کو وہ مار ڈالتا تھا اور ایسے لوگوں کے لیے ایسی ہی سزا ہونی چاہیے تھی۔ ہوسکتا ہے کہ ہم لوگوں سے بھی بہت ساری بھول ہوگئی ہو ہمیں بھی اپنے کیے کی معافی مانگنی چاہے۔ میں نے کہا ہاں ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیے۔ ہم سب نے وضو کیا اور اپنی اپنی جگہ پر خدا کے حضور سجدہ میں گر گئے نجانے میں کتنی دیر تک روتا رہا جب دل کو تسلی ہوگئی تب میں اٹھ گیا میں نے دیکھا کہ وہ سب ابھی تک سجدہ میں پڑے ہوئے تھے مجھے وہ سجدے میں پڑے ہوئے بہت ہی اچھے لگے۔ دل کو روحانی خوشی ملی۔ میں نے فیصلہ کرلیا کہ اب میں باقی کی زندگی خدا کی یاد میں بسر کروں گا کیونکہ میں نے دیکھ لیا تھا کہ جو بھی خدا کے نافرمان ہوتے ہیں ان کے لیے کیسی کیسی سزائیں ملتی ہیں۔ نجانے اس کی قبر میں کتنی سخت آگ جل رہی تھی کہ اس کی قبر کی مٹی تک سیاہ ہوگئی تھی۔ جب وہ سب سجدے سے اٹھے تو میں نے ان دونوں سے کہا دیکھو میرے ساتھیو میں جانتا ہوں کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس بوڑھے جن کا مار ڈالوں گا جس نے تم دونوں کو جلا کر سیاہ کیا ہے میں اپنا وعدہ پورا نہیں کرسکوں گا کیونکہ میرے ہاتھوں کسی کی بھی موت یہ مجھ سے گوارا نہ ہوگی میری بات سن کر ان دونوں نے ایک گہری سانس لی اور کہا آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے اگر ہمارا ملنا قسمت میں ہوا تو مل جائیں گے ورنہ جب تک زندہ ہیں ایسے ہی رہ لیں ابھی اس کی زبان پر یہی الفاظ تھے کہ ایک آواز گونجی نہیں تم اب ایسے نہیں رہو گے ویسے ہی رہو گے جیسے تم تھے میں نے تم دونوں کو معاف کردیا ہے یہ آواز اسی بوڑھے جن کی تھی جس نے ان دونوں کو اپنے علم سے جلایا ہوا تھا۔ وہ لہراتا ہوا سایہ کی طرح ہمارے سامنے آگیا میں نے دیکھا کہ وہ ڈرا ڈرا سا تھا بولا میں نے ایک بہت ہی عجیب منظر دیکھا ہے اس منظر کو دیکھنے کے بعد میں نے فیصلہ کرلیا کہ جو بھی مجھ سے خطائیں ہوئی ہیں میں ان کی خدا سے معافی مانگوں گا اگر تم لوگ بھی وہ منظر دیکھ لیتے تو شاید تم بھی میری طرح توبہ توبہ کر اٹھتے۔ میں نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیا منظر دیکھ لیا ہے جو ہم سے بھی سخت ہے میری بات سن کر وہ بولا میں ایک قبر کو دیکھ کر آیا ہوں کی مٹی کوئلہ کی طرح سیاہ تھی میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ آس پاس آگ لگی ہو اور اس قبر کی مٹی سیاہ ہوگئی ہو لہذا میں نے اس کی مٹی بدل دی اور نئی مٹی ڈال دی لیکن کچھ ہی دیر میں اس قبر کی مٹی دوبارہ سیاہ ہوگئی اور اس

میں سے تپش پیدا ہونے لگی میں نے تیزی سے اور مٹی ڈال دی لیکن وہ بھی جل کر سیاہ ہوگئی۔ میں نے تین بار ایسے کیا لیکن تیسری بار بھی قبر کی مٹی کالی ہوگئی اف خدایا میں یہ منظر دیکھ کر کانپ گیا قبر کی مٹی میں ایک تپش تھی بہت زیادہ تپش ہاتھ لگانے سے ہاتھ جل جاتے۔ بوڑھے جن کی باتیں سن کر میں نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کی مجھے کئی سالوں سے تلاش تھی جس کی وجہ سے میں دربدر بھٹکتا رہا اور پھر اس کو پکڑ لیا اور پھر میں نے اس کو تمام کہانی سنادی جسے سن کو وہ اور زیادہ کانپ گیا اور ان دونوں کی طرف بڑھا اور بولا۔

بیٹے میں نے تم لوگوں کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں مجھے معاف کردینا میں تم لوگوں کی اب خود شادی کروں گا اتنا کہہ کر اس نے دونوں پر پھونک ماری تو میں یہ سب دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے سیاہ رنگ سفید وسرخ ہونے لگے تھے اور وہ یوں دکھائی دینے لگے کہ جیسے وہ کوئی بھوت نہ ہوں کسی ملک کے شہزادہ اور شہزادی ہوں ان کا حسن دیکھ کر میں عش عش کر اٹھا اور پھر ان کی شادی میں میں اور جل پری بھی شامل ہوئے اس کے بعد جل پری بولی شاہد میری جان میری سانسیں اکھڑنے لگی ہیں دل گھبرانے لگا ہے اگر میں پانی میں نہ اتری تو پیاسی ہی مرجاؤں گی کیا تم میری واپسی کا انتظار کروگے میں نے ایک گہری اس کے حسین چہرے کی طرف دیکھا اور کہا ہاں جل پری میں تمہارا انتظار کروں گا چاہے اس کے لیے مجھے تمام عمر بھی یہاں کیوں نہ بیٹھنا پڑا میری یہ بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی نہیں میری جان میں تم کو زیادہ انتظار نہیں کرواؤں گی بس کچھ دنوں بعد واپس آجاؤں گی میں خود بھی محسوس کرنے لگی ہوں کہ جیسے میں اکیلی زندگی بسر نہ کرسکوں گی مجھے بھی تمہارے سہارے کی ضرورت ہے اتنا کہہ کر وہ تیزی سے سمندری پانی کی طرف بھاگی اور پھر اس کی اچھلتی ہوئی موجوں میں غائب ہوگئی گھیتا اور دیو میرے پاس ہی تھے میں نے ان کو کہا میں نے تم دونوں کو آزاد کردیا ہے تم دونوں جہاں بھی چاہو جاسکتے ہو لیکن وہ میری بات کو نہ مانے اور بولے جہاں آپ ہوں گے وہاں ہم ہوں گے آپ نہیں جانتے آپ کی قربت میں ہمیں کتنا سکون ملا ہے یوں لگا ہے کہ جیسے ہم اصل انسان ہے، حصار بند ہیں ایک ایسے انسان کے حصار میں جو درد دل رکھتا ہے ہمیں آپ جیسے انسان کی ہی تلاش تھی ان کی باتیں سن کر میں نے ایک گہری سانس لی اور کہا ہاں شاید مجھے بھی آپ جیسے لوگوں کی تلاش تھی۔

کئی دنوں تک میں جل پری کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ ابھی تک پانی سے باہر نہ آئی تھی شاید وہ مجھے بھول گئی تھی شاید وہ اپنی سمندری نگری میں خوش تھی اسے کوئی ایسا مل گیا تھا کہ میری یاد بھی اسے بھول گئی تھی تین ماہ ایسے ہی انتظار میں بیت گئے ہر روز میں سمندری پانی کو دیکھتا ہر روز میں اس کے آنے کا انتظار کرتا لیکن میرا انتظار انتظار ہی رہتا اور پھر ایک دن وہ مجھے دکھائی دی وہ سمندری پانی کی موجوں سے کھیلتی ہوئی میری طرف آنے لگی وہ بہت ہی خوش تھی اس نے دلہن والا لباس پہنا ہوا تھا میں سمجھ گیا کہ اس نے شادی کرلی ہے لیکن شاید ایسا نہ تھا وہ تیزی سے میرے پاس آتے ہی بولی شاہد جان دیکھو میں آگئی ہوں۔ دیکھو میرا روپ میں نے اپنے آپ کو آپ کی دلہن کے روپ میں ڈھال لیا ہے۔ کیا کیا مجھے جیسے اس کی بات پر یقین نہ آیا تھا۔ وہ بولی ہاں شاہد جان میں تمہاری دلہن بننا چاہتی ہوں اب اس خواہش کے علاوہ میری کوئی بھی خواہش بھی نہیں ہے اور پھر ہم نے اپنی خواہشوں کو پورا کرلیا وہ میری دلہن بن گئی۔ وہ پندرہ دن میرے پاس رہتی اور پندرہ سمندری پانی میں جدائی کے یہ پندرہ دن بہت ہی کھٹن ہوتے اس کے انتظار میں بیت جاتے آج بھی ایسا ہی ہے آج بھی وہ میرے پاس آتی ہے اور پندرہ دن رہ کر چلی جاتی ہے۔ بزرگ کی کہانی سن کر میں نے ایک گہری سانس لی اور اس وقت میرا اسٹاپ آگیا تھا میں نے اس سے ہاتھ ملایا اور ٹرین سے نیچے اتر گیا ٹرین میری نظروں سامنے آگے کو رینگتی چلی گئی وہ مجھ سے جدا ہوتا گیا میں اس کے بارے میں سوچتا ہوا گھر کی طرف چل دیا۔ بہت ہی نیک بزرگ تھے جن کا چہرہ ابھی تک میری نظروں سامنے گھومتا ہے میں آج بھی سوچتا ہوں کہ دنیا میں کیسی کیسی کہانیاں پھیلی ہوئی ہیں جن کے بارے میں کبھی انسان نے سوچا بھی نہیں ہوتا ہے اب میں کسی اور کہانی کی تلاش میں نکل پڑتا ہوں اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھنا

کانٹے

تحریر۔ رابی خان۔ پشاور شیخ آباد۔ حصہ دوئم

صبح کی ہلکی پھلکی روشنی ہر سو پھیل چکی تھی اور سمرن جادوگرنی بھی جاگ چکی تھی وہ سیدھی چلتی ہوئی ناگ کے کمرے میں گئی اس نے وہاں پر ایک خوبصورت دلکش سراپے کے مالک اور وجیہہ قد آور نوجوان کو پایا جس کے بال شانوں تک تھے اور اس کی آنکھیں گہری نیلی تھیں اس نے اپنے جسم کے ارد گرد چادر لپٹا ہوا تھا اور وہ گم صم بیٹھا ہوا تھا سمرن جادوگرنی اسے دیکھ کر حیران رہ گئی وہ فوراً سمجھ گئی کہ یہ یقیناً ناگ ہوگا کیونکہ اس نے اپنی جون بدل لی تھی اور کل رات تو بہت ہی کالی اور ڈراؤنی رات تھی اس لیے تم ناگ ہوناں۔ ہاں اس نے اثبات میں سر ہلایا میں ناگ ہو اور تم جادوگرنی ہو تم نے مجھے اس کمرے میں بند کیا ہے مجھے جانے دو میری ناگن میرا انتظار کر رہی ہوگی سمرن اس کی بات پر ہنسی نہیں تم میرے من کا شہزادہ ہو میں تمہیں ساری عمر اپنی آنکھوں کے سامنے بیٹھا سکتی ہوں اور تم میرے ہو اور کہا مجھے لباس کی ضرورت ہے ٹھیک ہے میں تمہیں لباس دیتی ہوں اس نے منتر پڑھا تو اس کے سامنے وہ لباس میں موجود تھا اور وہ شہزادوں کی طرح حسین و جمیل لگ رہا تھا سمرن جادوگرنی میرا اور تمہارا ملاپ ناممکن ہے میں ایک زہریلہ ناگ ہوں اور تم ایک جادوگرنی ہو میں ڈس لیتا ہوں وہ اب بھی پھنکارا میں تمہارا زہر ختم کردوں گی اور اگر تم پھر مجھے سو مرتبہ بھی ڈسو تمہارا زہر مجھ پر کام یعنی اثر نہیں کرے گا سمرن مسکرائی ٹھیک ہے تم مجھے سوچنے کے لیے وقت دو میں کچھ سوچوں سمرن نے اسے ناگ کے روپ میں ہی بے بس کر دیا تھا مگر اب بھی جاتے ہوئے اس نے کوئی منتر اس کی آنکھوں میں پھونک دیا اب تم مجھے چھوڑ کر کہی بھی نہیں جاسکو گے سمرن نے کہا اور ناگ نے اپنا سر پکڑ لیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

ایک دم سمرن جادوگرنی کھڑی ہوئی کون ہو تم لوگ وہ تیز لہجے مین بولی۔ ہم یہاں پر کچھ تلاش کرنے آئے ہیں امرینا نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔ خبردار یہ جگہ ہماری ملکیت ہے اور ہماری اجازت کے بغیر پرندہ بھی یہاں پر نہیں مار سکتا سمرن جادوگرنی سمجھ چکی تھی کہ یہی وہ دونوں ہیں جس نے پوشیا دائن کو جلا کر راکھ کر دیا تھا تم جادوگرنی ہو امریتا نے کہا ہاں میں جادوگرنی ہوں اور اگر چاہو تو طاقت کے بل بوتے پر میں تمہیں ابھی ختم کردوں گی سمرن نے رعب سے کہا یہ تمہاری بھول ہے ہم یہاں ناگ کو تلاش کر رہے ہیں جو کہ مجھے یقین ہے کہ یہاں ہی موجود ہے ہاں موجود ہے مگر میں وہ ناگ تم دونوں کو نہیں دے سکتی ہوں سمرن گرج کر بولی امریتا صندوق کی طرف بڑھی سمرن نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر پیچھے دھکیل دیا اور زیر لب کچھ بڑبڑانے لگی امریتا سمجھ چکی تھی کہ سمرن جادوگرنی کچھ غلط کرنے والی ہے اس لیے اس نے ان کی آنکھوں میں دیکھا اور اگلے ہی لمحے اس کے دماغ پر قابو پالیا اور کئی جھٹکے سمرن جادوگرنی کے دماغ کو دیئے جس سے سمرن جادوگرنی گڑبڑھا گئی ہو اور ہاں کرنے لگی۔

سمرن جادوگرنی جانتی تھی اس نے اپنی سانس روک لی اور آنکھیں بند کر لیں جس سے امریتا کا وار ناکام ہوا اور اس کا ذہن امریتا سے آزاد ہوا مگر سمرن جادوگرنی ابھی تک سنبھل نہیں پائی تھی کہ امریتا ایک بار پھر اس پر قابض ہو گئی اور اس کے دل میں جھانک لیا اور اپنی نظروں کی بدولت اس ارادے بھانپ لیے سمرن جادوگرنی خطرناک وار کرنے والی تھی اس لیے امریتا نے بھی منتر پڑھنا شروع کر دیا اور سمرن کی طرف پھونک ماری سمرن بری طرح لرزی اور کئی فٹ دور جا گری اتنے میں امریتا نے ایک بار پھر سمرن کے دماغ پر پوری طرح قبضہ کرنا چاہا مگر ناکام رہی کیونکہ سمرن

جادوگرنی اپنی جگہ سے غائب ہوگئی تھی بوت تم کھڑے ہو کر کیا تماشہ دیکھ رہے ہو اس صندوق میں پانی کا ناگ تلاش کرو میں منتر پڑھتی ہوں ابھی یہ خبیث جادوگرنی مجھے نظر آجائے گی۔

بوت نے جیسے ہی صندوق کا ڈھکن کھولا تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا کیونکہ اس کے اندر وہی ناگ تھا اس نے جلدی سے ڈھکن واپس رکھ دیا اور صندوق کو اٹھا لیا امرتیا جی ناگ مل گیا امرتیا نے منتر پڑھا تو اسے سمرن جادوگرنی نظر آئی وہ جھونپڑی کے کونے میں کھڑی تھی اور منتر پڑھ رہی تھی امرتیا نے اس کی نگاہوں میں دیکھا تو اس کو احساس ہوا کہ امرتیا نے اسے دیکھ لیا ہے اس لیے کہ اس کی وجود میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی اور وہ تھر تھر کانپنے لگی امرتیا اس کے مقابلے میں بہت طاقتور تھی یہی وجہ تھی کہ وہ سمرن پر بھاری پڑ رہی تھی اس نے سمرن کے دماغ پر قبضہ کر لیا اور اس کو جھٹکے دیئے جس سے کچھ دیر کے لیے اس کا دماغ مفلوج ہو گیا چلو چلیں اگر میں کچھ دیر اور یہاں پر رکی تو اس کو مار دوں گی دونوں سمرن کے سامنے غائب ہو گئے سمرن کا پورا وجود درد کر رہا تھا اور اس کو اپنی شکست پر غصہ آ رہا تھا اس نے منتر پڑھا اور کچھ دیر کے بعد جوگی ارماش اس کے سامنے تھا ارماش اسے دیکھ کر دنگ رہ گیا سمرن نے اپنے منتر کے ذریعے ارماش کو بلا لیا تھا وہ جنگل میں تھا اور کسی ضروری کام سے گیا تھا بوڑھے ارماش نے جب سمرن کی ایسی شکست خوردہ حالت دیکھی تو اسے یقین نہ آیا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے سمرن نے اسے سب کچھ بتا دیا اور یہ بھی کہ وہ لڑکی واقعی بہت طاقتور تھی ورنہ میں اس کی نظروں سے غائب بھی ہوئی تھی وہ اپنی نظروں کے ذریعے سامنے والے کے دماغ پر قابض ہو جاتی ہے اور یہی بات میری شکست بن گئی اس ناگ سے بھی محروم ہو گئی جس کے لیے رات کو میں نے ایک خاص صندوق منگوایا تھا سمرن جادوگرنی کے منہ سے ایک سرد سی آہ نکلی۔ اب کیا ہوگا سمرن مجھے معلوم تھا کہ وہ لڑکی امرتیا بہت طاقتور ہے اور ناگ کو لینے آئی ہے اس لیے میں۔ میں رات کو ہی اس ناگ کے جیسا ایک اور ناگ صندوق میں بند کر دیا پانی کا ناگ ہمارے پاس محفوظ ہے اور وہ دونوں جادوئی ناگ لے کر گئے ہیں سمرن جادوگرنی کو جیسے یقین نہیں آ رہا تھا کہاں ہے پانی کا ناگ سمرن جادوگرنی نے بے قراری سے کہا۔ میرے پاس ہے اس تھیلی میں بند۔ ہے سمرن جادوگرنی نے ارماش جوگی سے تھیلی لے لی واقعی اس میں ناگ موجود تھا سمرن جادوگرنی خوشی سے جوگی کے گلے لگ گئی اور ناگ کو اپنے گلے میں ڈال لیا سمرن جادوگرنی یہ ناگ کتنا اہمیت کا حامل ہے کیا تمہیں اس کے بارے میں معلوم ہے نہیں جوگی مجھے کچھ بھی اس ناگ کے بارے میں معلوم نہیں ہے اس ناگ کو حاصل کرنے کے لیے سپیرے نے کئی ماہ ساحل پر گزار دیئے تھے اور دن رات کی سخت محنت کے بعد یہ پانی کا ناگ سمندر کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلا تھا اس کی ناگن آج بھی سمندر کی گہرائیوں میں اس کا انتظار کر رہی ہے مگر یہ سپیرے کے ہاتھ لگ چکا تھا۔

جب سپیرے نے اس ناگ کو پکڑا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ جلد سے جلد اس ناگ کو گروجی کے پاس لے جانا چاہتا تھا مگر اس کا گزر یہاں ویرانے سے ہوا اور پھر تم نے اس سپیرے سے ناگ لے لیا سمرن نے یہ سب سن کر سکون کا سانس لیا اور کہا وہ دونوں تو ناگ کے لیے پھر آئیں گے ہاں مگر اس وقت تک ہم یہ جگہ چھوڑ کر کسی نئے جگہ میں رہائش پذیر ہو جائیں گے کیونکہ ایک طرف ضہاب اور زیبین کی دشمنی اور دوسری طرف امرتیا اور یہ سپیرا ہم دونوں طرف مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور اگر یہاں رہیں گے تو کمزور پڑ جائیں گے ٹھیک ہے جوگی ارماش کیا اس ناگ کے متعلق کچھ اور معلومات ہیں۔ ہاں سمرن جادوگرنی ہاں وہ یہ ہے کہ یہ ناگ ایک خاص رات کو اپنی جون تبدیل کر دے گا اور کسی نئی روپ میں ظاہر ہوگا یہ سمندری پانی میں رہتا ہے اور اس کی ناگن بھی ضرور ایک دن سمندر سے نکل کر اس کی تلاش جاری رکھے گی مگر ناگن کو اگر ناگ نہ ملا تو وہ غصیلی ہو کر کچھ بھی کر سکتی ہے اس کی طرح کے اور بھی ناگ ہوں گے سمرن نے دلچسپی سے پوچھا نہیں پانی کے ناگوں کا یہ آخری جوڑا رہ گیا ہے اور میرے علم کے مطابق اس دونوں کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے سمرن یہ سن کر کچھ مطمئن ہوئی

بوت سپیرے کے ساتھ امرتیا بھی گروجی کے سامنے نمودار ہوئے گروجی ہم کامیاب ہو گئے ہیں یہ رہا ناگ صندوق بوت نے گروجی کی طرف بڑھایا گروجی نے انہیں ان کے ساتھ صندوق لے لیا اور اسے کھول کر دیکھا اس میں ناگ موجود تھا جو کہ پھنکار رہا تھا گروجی نے اس کا بغور جائزہ نہیں کیا بس سرسری دیکھا تھا اور صندوق کا ڈھکن بند کر کے امرتیا کی طرف بڑھایا امرتیا نے اسے تمام واقعات بیان کیے جوان کے ساتھ پیش آ چکے تھے گروجی یہ سب سن کر بہت ہی خوش ہوا اور امرتیا کو جانے کو کہا امرتیا بولی گروجی اگر پھر کوئی خدمت ہو تو حاضر ہو جائیں گے امرتیا ناگ اور انسانی مجسمے کے پاس سے غائب ہو گئی گروجی نے بوت سے کہا تم اس ناگ کو لے جاؤ اور اس کمرے میں بند کر دو ایک خاص مدت کے بعد یہ اپنی جون تبدیل کرے گا۔ اور ہمیں پھر اس کی بھلی دینا ہوگی بوت گروجی کی بات سن کر بہت ہی خوش ہوا اور صندوق کو اٹھا کر اندر ایک تاریک کمرے میں بند کر دیا اس کمرے میں کوئی دروازہ نہیں تھا اور چاروں طرف سے بند تھا بوت سپیرے نے ناگ کو کمرے میں قید کر دیا اور خود گروجی کے چرنوں میں بیٹھ گیا دونوں میں کچھ دیر خاموشی چھائی رہی پھر گروجی بولا بوت ہماری ساری طاقتوں کا نچوڑ امرتیا ہے اور وہ ایک طاقتور لڑکی ہے میں نے اسے بہت ہی طاقتور بنا دیا ہے جب اس ناگ کی ہم بھلی دیں گے تو مجھے ناگ دیوتا کے مجسمے سے بہت زیادہ طاقتیں مل جائیں گی اور میں پھر سے ایک طاقتور ہو جاؤں گا امرتیا کی چست اور چالاک اور اپنا آپ بالکل تبدیلی کر دوں گا میں اپنی شریر روح کو نکال دوں گا اور کسی کے جوان اور تندرست شریر کو اپنا لوں گا پھر تم میرے کمزور اور ناتواں شریر کو محفوظ کر دو گے اور میں تمہیں ایک عمل بتا دوں گا جس عمل کو تم روز میرے شریر پر کرو گے اس سے میرا شریر بھی محفوظ ہو جائے گا اور میں نوجوان ہو جاؤں گا اگر کسی دشمن نے مجھے مار بھی دیا تو میری روح واپس اپنی اصلی شریر میں آ جائے گی اور میں مروں گا نہیں یہ سب سن کر بوت کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اور ساتھ ایک قہقہہ بھی بلند ہو گیا۔

دس دن تو گزر گئے اور تمہارا چلہ بھی کامیاب ہو گیا ہے زیبین نے ضیاب سے کہا تمہیں کیا معلومات حاصل ہوئی شالو بھی ان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور گم صم سی تھی زیبین۔ تمہیں پتہ ہے ارماش جوگی اور سمرن جادوگرنی کے پاس پانی کا ناگ موجود ہے اور وہ عنقریب اپنی جون بدلنے والا ہے اس کی ناگن کسی سمندر میں ہے اور اپنے ناگ کا انتظار کر رہی ہے اور یہ دنیا کا واحد جوڑا ہے جو کہ سمندری ہے ورنہ چھوٹے موٹے سانپ تو بہت ہیں مگر یہ کئی سالوں سے سمندر میں وہ رہے تھے اور سمرن جادوگرنی نے کسی سپیرے سے یہ ناگ لیا ہے زیبین حیران رہ گئی یہ سب تم کو کس نے بتایا کل رات میرا چلہ پورا تو ایک موکل جو کہ شیطان دیوتا کی طرف سے بھیجا گیا تھا اس نے مجھے یہ سب بتا دیا اچھا اور کیا بتایا ہے زیبین سمرن جادوگرنی کے پیچھے ایک لڑکی سپیرے کے ساتھ آئی تھی وہ لڑکی بہت ہی طاقتور تھی اور اس نے پوشیا ڈائن کو بھی مار دیا سمرن جادوگرنی بھی مرتے مرتے بچی مگر جوگی ارماش صفت انسان ہے اس نے اپنے جادوگ کی مدد سے ایک جادوئی ناگ تیار کیا اور جوگی اور لڑکی کو دے دیا۔ وہ اسے پانی کا ناگ سمجھ کر لے گئے ہیں کیا۔ زیبین چونکی وہ ناگ بالکل پانی کا ناگ کے طرز کا بنایا گیا تھا اچھا کیا تم نے موکل سے پوچھا کہ جوگی ارماش کی طاقتوں نے ہمیں تلاش تو نہیں کیا ہے زیبین موکل نے بتایا کہ جب سے امرتیا اور سپیرا بوت ان کی راہ میں آئے ہیں وہ لوگ ڈر گئے ہیں اور ویرانے کو بھی چھوڑ دیا ہے کیونکہ ان کی توجہ اس وقت ناگ پر ہے اور ناگ کچھ عرصے میں جون بدلنے والا ہے یعنی میرا مطلب ہے کہ ایک نئے شکل میں آنے والا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جوگی اور سمرن جادوگرنی کی توجہ ہم پر سے ہٹ گئی ہے زیبین کو کچھ دلی سکون ملا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور پوچھتی شالو بولی۔

میں ذرا چشمے تک جا رہی ہوں تاکہ تازہ دم ہو جاؤں جناب اور کچھ خاص معلومات حاصل ہوئی تمہیں ہاں زیبین

بہت ساری یہ جو سمرن جادوگرنی ہے یہ دہرا کھیل کھیل رہی ہے زیبین حیرت سے بولی وہ کیسے۔ وہ ایسے کہ سمرن جادوگرنی نے اپنے موکل کو یعنی بلوان کو ضاویال اور زرلش کے پاس بھیجا تھا اور بلوان نے ان دونوں کو خوب خوفزدہ کیا اب ضاویال کوئی عمل کر رہا ہے جس کا سارا فائدہ سمرن جادوگرنی کو ہو رہا ہے اور ضاویال اس بات سے بے خبر ہے ضہاب جیسے ہی خاموش ہوا زیبین بولی۔

یہ ضاویال وہی ہے جس نے شالو کو گولیاں مار کر موت کے کنویں میں پھینکا تھا ہاں بالکل ٹھیک پہنچانا تم نے یہ وہی ہے ضہاب تم نے میرے بارے میں پوچھا کہ میں ضہاب نے زیبین کی بات کاٹ دی میں تمہارے بارے میں کیسے بھول سکتا ہوں میں نے پوچھا تھا کیا بتایا میرے بارے میں۔ میں تو ایک بدروح ہوں اور میرا شریر تو کیڑوں مکوڑوں کی نذر ہو چکا ہے زیبین نے افسوس سے کہا زیبین اس کا حل ہمارے پاس ہے کیا حل زیبین چونک کر بولی شالو ضہاب نے شالو کا نام لیا زیبین نے حیرت سے اسے دیکھا وہ کیسے موکل نے مجھے ایک خاص عمل بتایا ہے جو مجھے موت کے کنویں میں اتر کر کرنا ہوگا اور تم دونوں کو ویرانے میں آنا ہوگا کیونکہ وہ آسیب زدہ جگہ ہماری مسکن تھی اور تمہیں اور شالو کو واپس وہاں پر آنا ہوگا یہ عمل میں مسلسل دن رات بغیر کچھ کھائے پیئے چالیس روز تک کروں گا کہ اس کی یادداشت واپس نہیں آئے گی اگر اس کی یادداشت واپس آئی تو سمجھ لو کہ ہم ناکام ہو گئے کیونکہ یہ عمل کی شرط ہے ٹھیک ہے چالیسویں روز تم نے شالو کو کنویں میں پھینک دینا ہوگا اور جیسے ہی اس کی روح اس کے جسم سے نکل جائے گی تمہاری روح خود بخود اس کے شریر میں داخل ہو جائے گی تم پھر سے زندہ ہو جاؤ گی خدوخال سب تمہارے ہوں گے اور شالو کی روح کنویں میں قید ہو جائے گی اور ہم دونوں کنویں سے نکل آئیں گے تمہیں نئی زندگی ملے گی سچ اور پھر ہم شادی کریں گے ضہاب نے خوشی سے کہا اتنے میں شالو بھی آ گئی کیا بات ہے۔ بہت ہی خوش لگ رہے ہو یار بات ہی خوشی کی ہے تینوں نے مل کر قہقہہ لگایا۔

❁❁❁

ضاویال کے چلے کی آخری رات بھی ان پہنچی اس کو چلے میں کوئی بھی ڈراوؤنے واقعات نظر نہیں آئے تھے کیونکہ قدم قدم پر بلوان اس کی رہنمائی کر رہا تھا اور اب تو ضاویال کو بھی عادت سی ہو گئی تھی اس کا دل مضبوط ہو گیا تھا اور وہ قبرستان کے ہولناک ماحول کا عادی ہو گیا تھا عمل شروع کئے ہوئے کچھ ہی دیر گزری ہوگی کہ ایک بھیانک چڑیل حصار کے باہر نمودار ہوئی کیا ہو رہا ہے یہ سب وہ غضب سے چنگاڑی ضاویال نے آنکھیں بند کر لیں اور چڑیل کی باتوں پر ذرا بھی توجہ نہ دی اچانک چڑیل کے ہاتھوں میں زرلش بری طرح مچلتی ہوئی نمودار ہوئی اے لڑکے یہ عمل چھوڑ دے ورنہ میں تیری بیوی کی کھال اڈھیر دوں گی ضاویال نے نظر بھر کر چڑیل کو دیکھا مگر جلد ہی سنبھل گیا وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ نظر کا دھوکہ ہے اور کچھ نہیں ہے اس لیے وہ زیادہ دھیان چڑیل پر نہیں دے رہا تھا چڑیل نے اس کی بیوی کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا اور اب پھر ضاویال کی طرف متوجہ ہوئی مگر کچھ دیر کے بعد غائب ہو گئی عمل میں کچھ ہی وقت رہ گیا تھا کہ بلوان نمودار ہوا ضاویال تمہیں مبارک ہو عمل کامیاب ہو گیا ہے۔

ضاویال بھی چونک پڑا اور بلوان کی طرف دیکھنے لگا وہ اٹھا اور حصار سے باہر نکلنے ہی والا تھا کہ اس کی نظر بلوان کے پاؤں پر پڑی وہ دونوں الٹے تھے ایک دم وہ بیٹھ گیا اور عمل پڑھنے لگا کچھ ہی دیر کے بعد عمل ختم ہوا تو اس نے حصار توڑ دیا اس کو بلوان کالے سائے کے روپ میں نظر آ گیا بلوان تم تو کہتے تھے کہ عمل ختم ہوتے ہی مجھے طاقت مل جائے گی مگر مجھے تو کچھ بھی نہیں ملا بلوان نے حیران ہو کر کہا ضاویال کہیں عمل میں تم سے کوئی غلطی تو نہیں ہوئی ہے کیونکہ میں بھی حیران ہوں کہ وہ سفید سایہ عمل کے ختم ہوتے ہی کیوں نظر نہ آیا جیسے تمہارا غلام ہونا تھا نہیں بلوان نہیں میں نے عمل کے دروان کوئی بھی غلطی نہیں کی تھی ورنہ اتنا تو مجھے بھی پتہ ہے کہ عمل کے دوران اگر کوئی بھی غلطی کر دے تو جنات اس کو مار ڈالتے ہیں اور میں یقین سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے کوئی بھی غلطی نہیں کی ہے بلوان نے کہا ضاویال تو پریشان نہ ہو تم

گھر جاؤ میں پتہ لگاتا ہوں کہ کیا وجہ ہو سکتی ہے ٹھیک ہے بلوان اندھیرے میں غائب ہو گیا جبکہ گاڑی میں ضاویال گھر کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ اور گھر پہنچ کر بستر پر بے سدھ لیٹ گیا۔

❁❁❁

شالو ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم واپس پرانی جگہ پر جا رہے ہیں زیبین نے شالو سے کہا شالو حیرت سے اچھل ہی پڑی یہ کیا بات ہوئی مجھے یہ جگہ اس ویرانے کی بہ نسبت کافی بہتر لگی ہے کیونکہ یہاں روزانہ خوبصورت ہوائیں آتی ہیں اور ہر چیز یہاں کی خوبصورت ہے یہاں غار بھی زبردست ہے اور پانی کے چشمے بھی موجود ہیں ہمارا یہاں پر آدھا مہینہ گزر گیا ہے ہمیں خبر ملی ہے کہ سمرن جادوگرنی اور آرماش جوگی نے ویرانہ چھوڑ دیا ہے اور کسی جگہ روپوش ہو گئے ہین زیبین نے کہا شالو بھی بولی زبیین ہو سکتا ہے کہ یہ ان لوگوں کی کوئی چال ہو کیونکہ وہ ہمیں پکڑ نہیں سکے ہیں اور جب ہم ویرانے میں جائیں تو ہمارے پیچھے آ جائیں نہیں شالو یہ غلط ہے ہمارے علاوہ جوگی ارماش نے سمرن کی وجہ سے نئی دشمنی کو گلے لگا لیا ہے اور نئی دشمنی ان کے لیے بھاری پڑ رہی ہے ہم نے پتہ لگا لیا ہے نہ تو وہ ویرانے میں ہیں اور نہ ویرانے کے قریب جنگل میں وہ کہیں دور چٹانی علاقے میں روپوش ہو گئے ہیں اس لیے ضہاب اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنے علاقے واپس چلے جائیں۔ ٹھیک ہے شالو نے کندھے اچکا کر کہا مگر اس علاقے کی بہ نسبت ہم یہاں پر زیادہ محفوظ تھے زیبین تمہیں پتہ ہے ضہاب نے کل رات مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک عمل کر رہا ہے جس کے بدولت اس کو آسیب زدہ کنویں میں اترنا ہوگا اور وہ عمل چالیس دن رات کا ہوگا اور تم بھی ایک منتر مسلسل میری پورے جسم پر پھونکو گی۔ اس طرح سے مجھے میری یادداشت واپس آ جائے گی زیبین دل ہی دل میں شالو کی بے وقوفی پر ہنسی ہاں کل رات اس نے یہ بات مجھے بھی بتائی تھی میں یہ سن کر اس سے۔ بہت ہی متاثر ہو گئی شالو نے زیبین سے کہا اور زیبین بھی ہلکی سی مسکرائی ضہاب کے آنے کے بعد تینوں نے مل کر فیصلہ کیا کہ وہ آج رات کو یہاں سے چلے جائیں گے زیبین ضرورت کی چیزیں اٹھانے لگی اور تیاری کرنے لگی بس وہ اب مزید یہاں پر رکنے والے نہیں تھے۔

❁❁❁

سمرن جادوگرنی مبارک ہو بلوان نے نہایت ہی گرم جوشی سے کہا ہاں بلوان یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے سفید سائے کو قابو کرنا ناممکن تھا اور یہ تم نے ممکن بنایا ہے تم نے کس قدر آسانی سے اس لڑکے کو بے وقوف بنایا ہے وہ لوگ اتنے بے وقوف ہوں گے یہ تو میں سوچا نہیں تھا یہ سمندری علاقہ تھا یعنی کوئی جزیرہ تھا جس میں بس دور دور تک چاروں طرف پانی ہی پانی دکھائی دیتا تھا مگر یہ چھوٹا سا جزیرہ اب ارماش جوگی اور سمرن جادوگرنی کے قبضے میں تھا یہاں پر چند لوگ آباد تھے مگر ارماش اور سمرن جادوگرنی نے ان لوگوں کو سمندر کی نذر کر دیا اور اچھے سے گھر میں رہائش اختیار کر لی یہ گھر لکڑیوں کے بنے ہوئے تھے ایک چھوٹی سی بچی کا خون بھی ارماش نے پی لیا یہاں پر جزیرہ پتھریلہ اور ریت سے ڈھکا ہوا تھا پتھروں میں گھاس تھی مگر بہت ہی کم تھی اور دور سے کسی کو یہ جزیرہ نظر بھی نہیں آ رہا تھا یہ جگہ ان کے لیے امرتیا سے محفوظ تر تھی اور بلوان نے سمرن جادوگرنی سے کہا اب تو سفید سایہ بھی تمہارے قبضے میں آ چکا ہے مجھے چند دن کی آزادی دے دو تاکہ میں ذرا یہ ستاروں کی دنیا کی سیر کر سکوں سمرن جادوگرنی بولی بلوان تم کچھ دنوں کے لیے آزاد ہو جہاں جا سکتے ہو جاؤ مگر دھیان رکھنا کہ کسی جادوگر کو مت تنگ کرنا ورنہ وہ تمہیں قید کر لے گا سمرن جادوگرنی آپ بے فکر رہیں میں ایسا کچھ بھی نہیں کروں گا اور اڑ کر فضا میں غائب ہو گیا سفید سایہ سمرن جادوگرنی کے سامنے نمودار ہوا تھا اور ہاتھ باندھ کر اس کے سامنے جھک کر کھڑا تھا اس کا پورا وجود چونے کی طرح سفید تھا اور اس کے بال حتیٰ کہ آنکھیں پلکیں سب سفید رنگ کے تھے وہ کوئی سفید بھوت لگ رہا تھا اس کی آنکھیں صرف نیلے رنگ کی تھیں باقی ہونٹ بھی سفید تھے سمرن جادوگرنی بولی سفید سائے کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ امرتیا کہاں رہتی ہے مجھے اس سے اپنا پرانا حساب لینا ہے اس کی وجہ

سے ہم نے ویرانہ چھوڑ دیا ہے ٹھیک ہے سمرن جادوگرنی میں پتہ لگاتا ہوں یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے غائب ہو گیا اور آدھے گھنٹے کے بعد ظاہر ہوا سمرن جادوگرنی میں نے مکمل طور پر پتہ لگا لیا ہے کہ امرتیا کہاں پر رہتی ہے دراصل وہ ایک پتھریلہ علاقہ ہے وہاں پر ایک سرنگ نماز میں کے اندر غار ہے اس میں ایک بوڑھا پجاری رہتا ہے جو دن رات ناگ کے مجسمے کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے اور اس کے قدموں میں ایک گنجا پجاری بھی بیٹھا ہوا تھا جو کہ بین بجا رہا تھا اسی زمین کی غار میں ان کیساتھ امرتیا بھی رہتی ہے اور وہ مجھے غار میں دکھائی تو نہیں دی مگر وہ غار میں موجود تھی وہ لوگ بھی کوئی منصوبہ بنائے بیٹھے ہیں کیونکہ وہ لوگ کچھ کھسر پھسر کر رہے تھے اور میں ان کی باتیں نہیں سن سکا ہوں لیکن مجھے ان کے ارادے خطرناک لگ رہے تھے خیر وقت کے ساتھ ساتھ میں معلوم کر لوں گا سفید سائے کیا ان کو شک تو نہیں ہو گیا تھا کہ پانی کا ناگ اب بھی ہمارے پاس موجود ہے سمرن جادوگرنی ایسا تو بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی شکی ہو یا ایسا ویسا کچھ ہو ٹھیک ہے تم جاؤ سفید سایہ غائب ہو گیا۔

❁❁❁

ضاویال وہ سفید سایہ تو بالکل تمہارے قابو میں نہیں آیا میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ اس نے ہمیں دھوکہ دے دیا ہے تمہارے مطابق چلہ کامیاب ہو گیا تھا اور آخری وقت میں کسی چڑیل نے تمہیں ڈرایا اور دھمکایا بھی تھا اور تم نے اس کی باتوں پر ذرا بھی دھیان نہ دیا تھا ہاں زرلش اس نے دھوکے سے ہم سے عمل کروایا اور فائدہ خود حاصل کر لیا میں اس طرح کئی کہانیوں میں پڑھ چکی ہوں مگر آج مکمل یقین بھی ہو گیا ہے وہ ایک بار پھر آئے گا اور ہمیں کسی دوسرے چلے کے لیے کہے گا زرلش نے نتیجے پر پہنچ کر کہا ہاں زرلش تم ٹھیک کہہ رہی ہو اب اگر تم دوسری بار اس کی بات نہیں مانو گے تو وہ ہمیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور ہمیں مجبور کرے گا زرلش اب ہم کیا کریں گے تم فکر مت کرو ضاویال کیونکہ اس کا میرے پاس حل موجود ہے کیا حل موجود ہے ضاویال نے حیرانی سے کہا میں ایک بزرگ کو جانتی ہوں وہ اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکے گا ٹھیک ہے زرلش کب ان سے ملنا بہتر رہے گا بس کل میں نے بھی فیصلہ کر لیا ہے میں مزید ان کو برداشت نہیں کر سکتی زرلش تم بالکل ٹھیک سوچ رہی ہو بہت دن ہو گئے ہیں ہم آؤٹنگ پر نہیں گئے ہیں چلو آج ذرا باہر کی ہوا کا سیر کریں ٹھیک ہے ضاویال میں ابھی تیار ہوتی ہوں۔

❁❁❁

وہ تینوں ویرانے میں گھوم پھر رہے تھے اور ایک آسیب زدہ کنویں میں آئے ضہاب نے زبین سے کہا میرے کنویں سے کہا میرے کنویں میں اترنے کے بعد تم اس کنویں کے سرے پر یہ بڑا وزنی لوہے کا بنا ہوا ڈھکن رکھ دینا آج سے میں مکمل چالیس دنوں کے بعد نکلوں گا تب باقی سارا کام تمہیں تو یاد ہے کہ تم نے کیا کرنا ہے زبین نے کہا فکر نہ رہے سارا کام میں نے سمجھ لیا ہے شالو خوش دکھائی دے رہی تھی وہ سمجھ رہی تھی کہ چلہ اس کی یادداشت کے لیے کیا جا رہا ہے ضہاب کنویں میں اتر گیا زبین نے کنویں کو بند کر دیا اور منتر پڑھ پڑھ کر شالو پر پھونکنے لگی کنویں کے سامنے ہی انہوں نے نئی جھونپڑی رہائش کے لیے بنالی تھی اور جھونپڑی اور کنویں کے اردگرد حصار بھی قائم کر لیا تھا تا کہ عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہ سکے اور جنات اور ان کے دشمن انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے شالو نے زبین کی گود میں سر رکھ دیا۔ اور زبین اس کے سر میں انگلیوں کی کھنگی کرنے لگی اور کوئی منتر بھی پڑھ رہی تھی جس سے شالو ہوش سے بے ہوش ہو گئی زبین منزل کی طرف پہلے سیڑھی پر قدم رکھ چکی تھی اور شالو کی بے وقوفی پر دل ہی دل میں ہنس رہی تھی وہ لوگ اب ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ نہیں سکیں گے میں دوبارہ شریر حاصل کرنے کے بعد ان کو تہس نہس کر دوں گی وہ زیر لب بڑبڑائی بس کسی طرح یہ چالیس دن خیریت سے گزر جائیں ان ہی سوچوں میں وہ بھی سو گئی وہ سوئی نہ تھی مگر انداز ایسا تھا جیسے کہ سو رہی ہو

❁❁❁

سمندری لہروں میں ہلچل سی ہوئی اور پھر یہ لہریں بھنور کی صورت اختیار کر گئی کچھ دیر اس بھنور کا وجود برقرار رہا پھر اس میں ایک ناگ دکھائی دیا یہ پانی کا ناگ نہیں تھا دراصل یہ پانی کی ناگنی تھی جو سمندر کی سطح پر ابھر کر آ گئی تھی اس کی چمکدار اور پٹے دار جلد تھی اس نے اردگرد دیکھا جیسے کچھ دیکھنے کی کوشش کر رہی ہو یہ ساحلی علاقہ تھا وہ آخری وقت اپنے ناگ کے ساتھ سمندری سفر پر نکلی تھی تو اس کا ناگ اس سے یہی ساحل پر جدا ہوا تھا اس نے کہا تھا کہ بہت ہی مدہم آواز آ رہی ہے میں دیکھ کر آتا ہوں اور جیسے ہی ساحل پر گیا پھر لوٹ کر نہیں آیا اس نے اردگرد دیکھا تو اس کو ساحل پر بے شمار لوگ دوڑتے ہوئے اچھلتے ہوئے دکھائی دیئے ایک آدمی ذرا سمندری لہروں کے ساتھ اچھلتا کودتا اس کی طرف نکل آیا ناگن کے دل میں یہی آیا کہ ان انسانوں نے مجھ سے میرا پیار چھینا ہے اور اگلے لمحے اس نے ایک شخص کو ڈس لیا اس آدمی کے منہ سے ایک درد بھری چیخ نکلی ناگن فوراً غائب ہو چکی تھی کئی لوگ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور اسے پانی سے باہر نکال لائے مگر اس ناگن کا زہر لمحوں میں اس کا کام تمام کر چکا تھا اس کا پورا جسم زرد اور نیلا پڑ چکا تھا لوگوں نے اس کی میت پر اظہار افسوس کر دیا اس کے گھر والے بھی شاید یہی تھے کیونکہ رونے کی آوازیں بھی آنے لگی تھیں ناگن سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتی چلی گئی۔

❁❁❁

جادوگرنی جی جادوگرنی منر تام جن حاضر ہوا کیا بات ہے فرنام جن کیوں بوکھلائے ہوئے ہو جوگی جی کدھر ہے جوگی دراصل اپنے عمل کے سلسلے میں جزیدے میں کہی گیا ہے سمرن جادوگرنی زبین شالو اور ضہاب کا پتہ لگ گیا ہے سمرن جادوگرنی کے گلے میں پانی کا ناگ جھول رہا تھا وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی کہاں ہے وہ بدبخت جادوگرنی جی وہ تینوں ویرانے میں ہیں مگر ویرانے کے گرد ضہاب نے حصار قائم کر لیا ہے اور حصار اتنا طاقتور ہے کہ زرد دار جن اس حصار سے ٹکرا کر آگ کی نظر ہو گیا مزنام جن نے خوفزدہ نظروں سے کہا میں نے اسے بچانے کی کوشش کی تھی لیکن اگر میں اسے بچاتا تو خود آگ کے شعلوں کی نذر ہو جاتا اس لیے میں سیدھا یہاں آ گیا۔ مزنام جن مجھے افسوس ہے کہ زرد دار جن اب ہم میں نہیں رہا مگر وہ تینوں وہاں کر کیا رہے تھے دراصل جادوگرنی جی ہم پچھلے پندرہ دنوں سے ان کی تلاش میں سرگرداں تھے مگر وہ ہاتھ نہیں لگ رہے تھے تب ہم ویرانے میں آئے ہمیں خبر نہیں تھی کہ آپ لوگ ویرانہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں ہم نے جب وہاں زبین اور شالو کو دیکھا تو خوشی کے مارے ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی ضہاب موت کے کنویں میں اتر گیا۔ اور کنویں کو سل کر دیا ہے وہ ضرور کنویں کے اندر چلہ کر رہا ہو گا تب زرد دار جن غصے سے شالو کی طرف بڑھا مگر حصار سے ٹکراتے ہی آگ کی لپیٹ میں آ گیا میں سمجھ چکا تھا اس لیے وہاں سے بھاگ آیا بڑی مشکلوں سے آپ کا پتہ چلا لیا ہے اس لیے میں سیدھا یہاں پر چلا آیا ہوں وہ لوگ ضرور کوئی بڑی شازش کر رہے تھے وہ مطمئن نہیں بیٹھے ہیں وہ پہلے بھی جہاں روپوش ہوئے تھے تب بھی ان کی ہم پر نظر تھی مزنام جن نے اپنا خدشہ ظاہر کیا سمرن جادوگرنی نے ناگ کو تھیلی میں ڈال لیا اور مزنام سے کہا آؤ جزیرے کے باہر آرماش جوگی کے پاس چلتے ہیں وہ ضرور اس مسئلے کو حل کرے گا مجھے تو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔

ٹھیک ہے، جادوگرنی جی دونوں کچھ دیر کے بعد ارماش جوگی کے پاس موجود تھے مزنام نے ساری کہانی ارماش جوگی کو سنائی وہ بھی یہ سب سن کر کچھ دیر کے لیے پریشان ہو گیا مگر ارماش امرینا کی طرف سے بھی کافی پریشان تھا اسے اس نے دیکھا تو نہیں تھا مگر وہ اسے دیکھنے کی خواہش رکھتا تھا اسے اس نے دیکھا تو نہیں تھا مگر وہ اسے دیکھنے کی خواہش رکھتا تھا کیونکہ اس نے بھی ارماش پر ثابت کر دیا تھا کہ وہ بھی کسی سے کم نہیں ہے کئی خوبیاں اس کے اندر موجود ہیں اس لیے اس نے ارماش کے دل میں جگہ بنائی تھی اور کچھ بھی ایسا نہیں تھا ارماش جوگی کس سوچ میں گم ہو گئے ہیں سمرن نے

نازو انداز سے پوچھا۔ بس یونہی ہمارے دشمنوں میں بہت حد تک اضافہ ہوا ہے اور اب ہمیں آگے محتاط رہنا چاہیے ٹھیک ہے ہم آئندہ محتاط رہ کر کام کریں گے اب چلو جزیرے کے اندر چلیں دونوں جزیرے کے اندرونی حصے میں آ گئے۔

❁❁❁

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے آسمان پر مغرب کی جانب اکلوتا ستارہ چمک رہا تھا جو کہ رات آنے کا یقین پیش کر رہا تھا ستارہ شام گاؤں کے ماحول میں سے صاف دکھائی دیتا تھا گاڑی روک دو زرلش نے ضاویال سے کہا کیوں۔ کیا بزرگ بابا کا آستانہ آ گیا ہے نہیں مجھے ستارہ شام کا منظر دیکھنا ہے گاؤں میں ستارہ شام بہت ہی مشکل سے دکھائی دیتا ہے اس لیے بڑی مدتوں کی بات کے بعد اس کو دیکھ رہی ہو پورے آسمان میں واحد ستارہ ہے جو چمک رہا ہے ہاں کتنا پیارا لگ رہا ہے دونوں گاڑی سے اتر گئے تھے اور ستارہ شام کی طرف دیکھ رہے تھے مغرب کی جانب جب ایک دوسرا ستارہ نمودار ہوا تو ستارہ شام کا جو کچھ وقت تھا وہ ختم ہوا اور پھر کچھ دیر کے بعد آسمان روشن ستاروں سے پر تب آسمان میں ستارہ شام دکھائی دے رہا تھا وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے اور بزرگ کے آستانے کی جانب بڑھنے دیر کے بعد وہ ایک نہایت ہی باریش بزرگ کے سامنے بیٹھے تھے زرلش نے صحیح طرح دوپٹہ سر پر اوڑھ لیا تھا اور ... کے سامنے صحیح طرح بیٹھی ہوئی تھی پھر رفتہ رفتہ زرلش اور ضاویال نے مکمل کہانی بزرگ بابا کو سنا دی جسے اس نے بہت ہی غور سے سنا اور اس کے بعد کہا بچوں تم دونوں کل صبح کے وقت مجھ سے ملنا آج رات میں ایک نورانی عمل کروں گا تا کہ پتہ چل جائے کہ شیطانی چیلے تم دونوں کے کتنے قریب ہیں ٹھیک ہے بزرگ بابا جی ہم کل آ جائیں گے وہ دونوں بزرگ بابا کے آستانے سے اٹھ کر چلے گئے اور بہت رات کو گھر پہنچے۔

❁❁❁

گرو جی نے ببوت سے کہا کہ کمرے سے پانی کا ناگ لے کر آؤ وہ پانی کے ناگ کو دیکھنا چاہتا ہے ببوت نے سر اثبات میں ہلایا اور اندر کمرے سے وہی صندوق باہر نکال لیا جس میں ناگ تھا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا گرو جی کے پاس آیا گرو جی کے قدموں میں بیٹھ گیا اور گرو جی سے کہا کہ بہت دنوں کے بعد آپ کو ناگ کا خیال آیا ہے حالانکہ امرتیا اسے روز دیکھتی رہی ہے اور اس کو تازہ ہوا کی سیر بھی کرواتی رہی ہے ٹھیک ہے امرتیا بہت ہی سمجھدار ہے گرو جی اب آپ اپنے ہاتھوں سے صندوق کا ڈھکن ہٹائیں ٹھیک ہے گرو جی نے صندوق کا ڈھکن ہٹایا تو ناگ نے سر صندوق سے باہر نکالا اور گرو جی نے ناگ کو ہاتھوں میں لے لیا ناگ پھنکارنے لگا اور گرو جی اس کا بغور باریک بینی سے مشاہدہ کرنے لگا تقریباً کچھ ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ گرو جی نے ناگ کو پھرتی سے زمین پر پٹخ دیا ببوت سپیرا گرو جی کا یہ جلال دیکھ کر سخت مضطرب ہوا گرو جی یہ کیا کر رہے ہیں ببوت نے زمین سے ناگ کو اٹھا کر صندوق میں بند کر دیا گرو جی کی آنکھیں لال ہو کر سرخ ہو گئیں امرتیا بھی ایک دم بجلی کی طرح تیزی سے گرو جی کے سامنے نمودار ہوئی اور گرو جی کی حالت دیکھ کر ہی اندازہ کرنے لگی کہ ضرور کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہے امرتیا نے دھیمے اور آہستہ آواز میں پوچھا کیا بات ہے گرو جی کیا کچھ غلط ہوا ہے غضب ہو گیا ہے امرتیا غضب نہیں بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ قہر برپا ہو گیا ہے میرے وجود میں گرو جی کچھ تو بتائیں ہم نہیں سمجھ سکے ہیں کہ کیا بات ہوئی ہے ببوت سپیرے نے بھی اس بار گرو جی سے عاجزانہ لہجے میں پوچھا ببوت اور امرتیا گرو جی کو حیرت سے دیکھ رہے تھے ببوت اور امرتیا یہ پانی کا ناگ نہیں ہے گرو جی نے دونوں کی طرف دیکھ کر کہا کیا۔ دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں ہاں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں یہ اصلی ناگ نہیں ہے یہ تو جادوائی اور نقلی ناگ ہے گرو جی کی اس بات پر امرتیا سمجھ گئی یعنی کہ اس جادوگرنی نے اصلی ناگ چھپا دیا ہے کہیں اور اسے پتہ تھا کہ ناگ کے پیچھے ضرور کوئی نہ کوئی آئے گا اس لیے اس نے جادو سے پانی کے ناگ کی طرح ایک اور ناگ تیار کر لیا ہے اور جب ہم وہاں پر پہنچے تو اس نے نقلی ناگ جو جادوائی تھا ہمیں لے جانے دیا گرو جی کی آنکھیں لال سرخ انگاروں کی مانند دہک

رہی تھیں امرتیا کڑی سے کڑی ملاتی گئی اور ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی اس نے صندوق کھولا تو ناگ کالے رنگ کے دھویں میں تبدیل ہو رہا تھا امرتیا نے اس دھویں کو دیکھا جو کہ جادو تھا اور راز افشاں ہونے کی صورت میں ٹوٹ پھوٹ گیا اور اب غائب ہونے والا تھا گرو جی شکر ہے کہ ہمیں بروقت پتہ چل گیا اور ہم بہت ہی بڑی مصیبت سے بچ گئے میں تو اس جادوگرنی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی امرتیا نے زہر خند لہجے میں کہا۔

تم دونوں آج سے ہی اس خبیث کو ڈھونڈنا شروع کر دو میرے خیال میں وہ لوگ پرانی رہائش چھوڑ چکے ہوں گے گرو جی نے اپنا اظہار خیال ظاہر کیا ہاں گرو جی مجھے بھی ایسا لگتا ہے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ چکی ہو گی اور کسی محفوظ مقام میں رہائش اختیار کر لی ہو گی امرتیا نے گرو جی سے اتفاق کیا اور پچھلی بار ہم نے جلد بازی سے کام لیا تھا ناگ پانے کی خوشی میں میں نے جادوگرنی کو زندہ چھوڑ دیا تھا مگر اس بار اسے ختم کر کے دم لوں گی اور کوئی جلد بازی نہیں ہو گی گرو جی امرتیا کی بات سے مطمئن ہو گیا اور بولا امرتیا میں بھی ایک عمل شروع کر رہا ہوں کہ مجھے پتہ چل جائے کہ وہ لوگ کہاں مقیم ہیں پھر میں تم لوگوں کو پیغام دے دوں گا اگر تم لوگوں کو جادوگرنی اور اس کے ساتھی کو ڈھونڈنے میں ناکامی ہوئی تو ٹھیک ہے گرو جی ابھی ہمیں نکلنا چاہیے یہ کہہ کر امرتیا اور ببوت دونوں اپنی جگہوں سے غائب ہو گئے

❁❁❁

زبین میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے شالو نے زبین سے کہا ہاں یہ تو ہو گا کیونکہ آج تیسرا دن ہے اور ضہاب عمل کر رہا ہے تو تمہارے سر میں تو اثر ہو گا شالو زبین کی اس دلیل پر کچھ کچھ متاثر ہوئی مگر میرا سر تو درد کی وجہ سے پھٹا جا رہا ہے اور میں میں شاید پاگل ہو رہی ہوں ایسی باتیں نہ کرو شالو چلو اپنا سر میری گود میں رکھ دو میں ایسا عمل پڑھوں گی کہ تمہارے سر کا درد لمحوں میں غائب ہو گیا ہو گا اور تم بھی آرام اور سکون کی نیند محسوس کر سکو گی ٹھیک ہے زبین جلدی کرو میں رکھ دیتی ہوں زبین اس کے سر میں انگلیاں پھیرنے لگی اور منتر پڑھ کر شالو کے سر پر پھونکیں مارنے لگی جس سے اس پر فوری اثر ہوا اور وہ نیند کی آغوش میں چلی گئی زبین کی زبان پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی شالو کب پورے ہوں گے یہ چالیس دن اور تمہیں ہم سے چھٹکارہ مل جائے گا ہم سے آزاد ہو جاؤ گی اور میں ضہاب کی دلہن بن کر کیسے لگوں گی یقیناً زبردست میں کتنے عرصے سے تمہاری جیسی لڑکی کی تلاش میں تھی تا کہ تم ہمیں مل جاؤ تا کہ مجھے شریر مل سکے اور ضہاب تو کوہ قاف سے آیا ہے اس کے پاس تو ہے شریر مگر میرے پاس شریر نہیں ہے اور اس لیے اب کچھ دنوں کے بعد تمہارا شریر میرا ہو گا میں بھی عام انسانوں جیسی زندگی چاہتی ہوں اور میری خواہش پوری بھی ہو رہی ہے ضہاب تو پورے طریقے سے میری مدد کر رہا ہے ورنہ میں یہ خواب دنیا سے لے کر چلی جاتی زبین سوچوں میں گم صم سی ہو گئی تھی اور پھر وہ بھی دھیرے دھیرے اردگرد سے بے خبر ہو کر سو گئی دراصل وہ آنکھیں تو بند کر لیتی تھی مگر اسے سوتے میں بھی خبر ہو جاتی تھی۔

❁❁❁

سمرن جادوگرنی یہ سن کر غصے سے لال پیلی ہو گئی یہ سب کیسے ہوا کہ امرتیا اور ببوت جوگی کو پتہ چل چکا ہے کہ اصلی پانی کا ناگ اب بھی سمرن کے پاس ہے اور ان کے ساتھ دوبار دھوکہ کیا گیا ہے ایک بار ببوت سے ناگ سوتے میں لے لیا اور دوسری بار نقلی ناگ ان کے حوالے کیا وہ غضب ناک ہو کر سمرن جادوگرنی کو ڈھونڈ رہے ہیں ارماش جوگی کے ماتھے پر کئی بل نمودار ہو گئے تھے مگر اس کے دل میں چور بھی تھا وہ امرتیا کی صلاحیتوں کے قائل ہو چکا تھا اور سمرن سے نالاں بھی نظر آ رہا تھا کیونکہ سمرن جادوگرنی صرف حکم چلانا جانتی تھی اور اپنی طاقت کا استعمال بھی اتنا خاص نہیں کرتی تھی مگر ابھی تک وہ کسی حتمی سوچ پر نہیں پہنچ سکے تھے سمرن جادوگرنی کو یہ خبر اس کے موکل نے دی تھی کیونکہ سمرن جادوگرنی نے خود ہی اسے یہ کام حوالے کیا تھا کہ جب امرتیا کو اس بات کا پتہ چل جائے تو فوراً اسے بھی خبردار کرنا اور سفید سائے نے ایسا ہی کیا لمحوں میں اسے خبر پہنچا دی جسے سن کر سمرن جادوگرنی کچھ پریشان ہوئی اور مدد طلب نظروں سے ارماش کی

طرف دیکھنے لگی اب کیا ہوگا ارماش نے سمرن سے کہا تم ان کو ناگ واپس کیوں نہیں کرتی اس بیچارے بھوت نے کئی ماہ کے سخت محنت مشقت کے بعد اس ناگ کو حاصل کیا ہے اور تم نے نہایت ہی آسانی سے یہ ناگ ان سے چھین لیا ہے سمرن جادوگرنی کو ارماش کی باتیں سن کر حیرت ہوئی میں ایسا چاہ کر بھی نہیں کر سکتی کیونکہ عنقریب یہ نہایت ہی حسین سراپے کا مالک بن جائے گا اور مجھے پتہ چلا ہے وہ لوگ اس کی بھلی دینے والے ہیں یہ میں کسی صورت بھی گوارہ نہیں کر سکتی سمرن نے کہا سمرن سمجھنے کی کوشش کرو اس کی ناگن نے اس کی تلاش شروع کر دی ہے اور عنقریب وہ بھی ایک حسین روپ اختیار کرے گی ہم اس ناگ کی وجہ سے کئی دشمنیاں مول لیں گے ایک طرف زیبین اور ضہاب کی دوسری ناگن کی اور تیسری امریتا اور اس کے گروکی اور ہم یکطرفہ تین طرف سے سخت گھیرے میں آ جائیں گے اس لیے اس ناگ میں ہمارے لیے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اس سے الٹا ہمیں نقصان مل رہا ہے نہیں۔

ارماش فی الحال تو میں اسے کسی کے حوالے نہیں کروں گی کیونکہ مجھے اس کا نیا روپ دیکھنا ہے کہ یہ کس روپ میں آئے گا اور کیسا ہوگا ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی جوگی ارماش نے سمرن سے اتفاق کیا مگر اس کے دل میں کچھ اور ہی کھچڑی پک رہی تھی اچانک سفید سایہ ایک بار پھر نمودار ہوا اور بولا سمرن جادوگرنی جی زیبین نے اور ضہاب نے اندھے کنویں میں کوئی چالیس دن رات والا عمل شروع کر دیا ہے جس سے ان کو بہت زیادہ طاقتیں ملیں گی اور وہ زیبین ایک نئی زندگی حاصل کر لے گی سفید سائے مکمل تفصیل سے ان کو آگاہ کیا مزنام جن نے انہیں پہلے بتایا تھا مگر وہ سرسری سا بتایا تھا۔ سفید سائے جب تمام معلومات سمرن جادوگرنی کو بتائیں تو وہ حیران ہ گئی اور اسے تھوڑا سا ڈر بھی محسوس ہوا مگر جلد ہی سنبھل گئی ارماش اب تم ہی بتاؤ کہ ہم کیا کریں سمرن جادوگرنی زیبین کو چھوڑو اور امرتیا کے بارے میں سوچو وہ بھی ہمیں ڈھونڈ رہی ہوگی اور اس بار اگر اس کا تمہارے سے سامنا ہوا تو کوئی جلد بازی وہ نہیں کرے گی اور ناگ تو وہ لے کر ہی جائے گی ارماش جوگی تم اس لڑکی سے ڈر رہے ہو جو صرف مجھے نقصان پہنچانا چاہتی ہے سمرن دن کم رہ گئے ہیں ناگ کچھ دنوں میں جون بدل لے گا اور وہ ناگ کو جون بدلنے سے پہلے پہلے حاصل کرنا چاہتی ہے ارماش تم کون سا عمل کر رہے ہو سمرن نے پوچھا میں یہاں پر اپنی شکتیاں دوبارہ حاصل کرنے کا عمل کر رہا ہوں وہ پوشیا ڈائن کا دھواں جو تم نے بوتل میں بند کر دیا تھا اس پر عمل کر رہا ہوں تاکہ میں دوبارہ اس کو حاصل کر لوں ارماش یہ عمل کتنے عرصہ کے لیے کر رہے ہو سمرن میری جان بس کچھ دنوں کا عمل رہ گیا ہے۔

ٹھیک ہے آج سے میں بھی ایک عمل شروع کر رہی ہوں یہ بہت ہی خطرناک اور طاقتور عمل ہے اگر کامیاب ہو گئی تو پھر دیکھنا ان سب پر میں اکیلی باری پڑ جاؤں گی اس کی بات پر ارماش مسکرایا سمرن تو تھی ہی بہت ضدی وہ اس بار سفید سائے سے مخاطب ہوئی سفید سائے تم زیبین اور ضہاب کا عمل کسی طرح ناکامیاب بنادوں اور شالو کو بھی اٹھا کر لے آؤ آج سے تم یہ کوشش شروع کر دو اور اگر تم نے ان کا عمل ناکام بنا دیا تو سمجھو وہ ختم ہو گئے کیونکہ ضہاب کنویں میں قید ہو جائے گا اور زیبین کو تو میں آگ سے راکھ کر دوں گی ابھی جاؤ سفید سایہ ہوا میں معلق تھا غائب ہو گیا۔

❁❁❁

بزرگ بابا جی ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے اور آپ نے ہمیں صبح کا ٹائم دیا تھا زرلش نے بزرگ بابا سے کہا ہاں بیٹا مجھے یاد ہے اور مجھے سب معلوم ہو بھی چکا ہے کہ یہ کیا چکر ہے جس میں تم دونوں بری طرح پھنسنے والے ہو دونوں بزرگ بابا کی طرف دیکھا جیسے بے یقینی سے اسے دیکھ رہے ہو ہاں بیٹا جی کل رات میں نے ایک عمل کیا تھا طلسمی آئینے میں طلسمی آئینے نے مجھے سب کچھ بتا دیا اور دیکھا بھی دیا اب آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب میں تم دونوں کی پوری طرح مدد کرنے کو تیار ہوں بابا جی کی اس بات پر وہ دونوں بہت خوش ہوئے ضاویال بولا۔ بابا جی ہمیں بھی کچھ بتائیں نا کہ کیا خبر ملی ہے اور وہ سایہ کیا سے کیا چاہتا تھا اس کالے بھوت نے تم دونوں کو معصوم سمجھ کر بیوقوف بنایا۔ عمل تو تم

نے ٹھیک طریقے سے کیا تھا مگر اس کا فائدہ ایک جادوگرنی کو ہو رہا تھا اس انکشاف پر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر بابا جی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جی اب کھل کر کہیے ضاویال نے بابا جی سے کہا دراصل بات یہی ہے کہ شانتا زندہ ہے اور خود اس وقت بہت ہی بڑی مصیبت میں ہے وہ ایک بدروح اور کالے طاقتور جن کے درمیان بری طرح جکڑی جا چکی ہے وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھی ہے اور اسے کچھ بھی یاد نہیں رہا ہے۔

میں تم دونوں کو کھل کر اب بتاتا ہوں بزرگ بابا نے کہا وہ کالا سایہ سمرن جادوگرنی کا غلام تھا اس نے سفید سائے کو سمرن کا غلام بنانے کے لیے ضاویال تمہارا سہارا لیا اور اس سے سمرن جادوگرنی خوش ہو گئی۔ اب سمرن جادوگرنی شانتا کو بھی حاصل کرنا چاہتی ہے کیونکہ شانتا بھی یادداشت کھو بیٹھی ہے اس لیے وہ اسے اپنے طریقے سے استعمال کر سکتی ہے مگر زیبین بھی اس کا جسم حاصل کرنا چاہتی ہے اور دنیا میں ایک نئی زندگی کی شروعات کرنا چاہتی ہے اور اس جسم کے ساتھ ساتھ وہ بے شمار طاقتیں بھی حاصل کرلے گی سمرن جادوگرنی نے رینا کا واحد اور انوکھا ناگ جو پانی کا ناگ ہے ایک سپیرے سے حاصل کر لیا ہے اور وہ بھی کچھ واہیات سا ارادہ رکھتی ہے کہ اس ناگ کا کیا کرے گی مگر پانی کی ناگن بہت جلد انسانی جسم میں ڈھلنے والی ہے وہ ایسا ہرگز نہیں کرنے دے گی اور اگر اس نے ناگ کو حاصل نہیں کیا تو وہ انسانوں پر غضب اور قہر بن کر نازل ہو جائے گی وقت بہت ہی کم ہے اس ناگ کے جسمانی خدوخال تبدیل ہونے میں مگر سپیرے اور اس کی ساتھی لڑکی نے پانی کے ناگ کی تلاش شروع کر دی ہے بابا جی وہ کالا سایہ بلوان کہاں غائب ہے ہاں وہ تو کوہ قاف چلا گیا ہے اور کچھ دنوں کے بعد سید ھا تم دونوں کے پاس آئے گا اور تم دونوں سے چلے کے لیے ضرور کہے گا بابا جی اب ہم کیا کریں کہ اس جادوائی چکر سے نکل جائے ہاں بیٹا بتاتا ہوں شکر ہے کہ بروقت تم لوگ میرے پاس آ گئے ورنہ بری طرح اس چالباز جادوگرنی کے جال میں پھنس جاتے بابا جی آپ ہمیں طریقہ بتائیں ہم اس قصے کو ختم کرنا چاہتے ہیں ٹھیک ہے طریقہ یہ ہے کہ تمہیں ایک چلہ کرنا ہوگا نورانی علم کا چلہ بابا جی نے ضاویال سے کہا اور یہ چلہ پندرہ دنوں کا ہوگا بابا اس چلے سے کیا ہوگا اس چلے سے یہ ہوگا کہ تم اس ناگ کی ناگن سے مل جاؤ گے میرا مطلب ہے کہ وہ ناگ کی ناگن سمندر سے نکل کر خود بخود تمہارے پاس چلی آئے گی وہ انسانی روپ میں ہوگی اور سخت غصے میں ہوگی تب تم اسے کہو گے کہ میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ناگ کے بارے میں اسے بتاؤ گے وہ ناگ کا سن کر ہی نرم پڑ جائے گی اور تم آسانی سے اسے ملا لو گے۔

اسے سمرن جادوگرنی اور ارماش کے بارے میں بتاؤ گے اور پھر وہ خود بخود وہاں پہنچ جائے گی وہ اتنی حسین و جمیل ہو گی کہ ارماش اس کے سامنے بہک جائے گا کیونکہ اس کی سب سے بڑی کمزوری حسین اور معصوم لڑکیاں ہیں اور پھر وہ ایک ایک کر کے سب کو ڈس لے گی مگر سپیرے اور اس کے ساتھی کو بھی ناگن اتنی آسانی سے نہیں بخشے گی کیونکہ ان کی وجہ سے وہ اپنے ناگ سے جدا ہوئی تھی اور پھر جوگی بابا نے ضاویال کو عمل سمجھا دیا تم رات کے وقت اس عمل کو قبرستان میں پڑھو گے پندرویں رات یعنی آخری رات وہ ناگن خود بخود تمہارے پاس چلی آئے گی ٹھیک ہے بابا جی اور ہاں تم دونوں نے شانتا کو بھی بچانا ہوگا کیونکہ زیبین اور ضہاب اس کے ساتھ بہت برا کر رہے ہیں اور وہ جو چاہتے ہیں ایسا کبھی بھی نہیں ہو سکتا ہے یہ صرف ان کی بھول ہے ٹھیک ہے بابا جی زرلش بولی بابا جی شانتا مر ہی جائے تو اچھا ہے کیونکہ یہ سب کچھ اسی کی وجہ سے ہو رہا ہے اور اس نے میرے بھائی کو دین سے منہ موڑنے پر مجبور کیا تھا نہیں بیٹا ایسا مت کہو کچھ غلطیاں بھی ہیں ایک تو غیر مذہب لڑکی کو گھر میں جگہ دے دی اوپر سے اپنے بھائی پر نظر نہیں رکھی اور پھر ویرانے میں لے کر اس کا قتل کر دیا تھا مگر یہ تو اللہ کی مہربانی بھی ہے کہ وہ بچ گئی اور ہاں اس پر زیبین نے ایسا منتر پڑھا ہے کہ وہ کبھی بھی اپنی یادداشت نہیں پا سکے گی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان عمل کی وجہ سے یادداشت کھو گئی ہے ایسا زیبین نے کیا ہے ٹھیک ہے بابا جی ہم ان سب شیطانوں کو دیکھ لیں گے ضاویال نے جوش سے کہا۔ اور بابا جی نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ

پھیرلیا۔

زیبین نے شالو کے سامنے ٹرے رکھ دی یہ کھالو یہ کیا ہے شالو نے ناگواری سے کہا یہ بہت ہی زبردست قسم کا کھانا ہے کیونکہ اس میں تمہارے لیے فائدہ ہے ٹھیک ہے مگر یہ ہے کیا چیز۔ شالو نے پوچھا دراصل یہ کچھ خاص نہیں ہے بس عمل والا خوراک ہے تاکہ تمہارے سر کا بوجھ ہلکا ہو جائے ٹھیک ہے اس نے وہی بدبودار گوشت کچھ ہی کھایا تھا مگر ابکیوں کی وجہ سے نہ کھا سکی اور پلیٹ کو دور پھینک دیا اس نے تو میرا امن خراب کر دیا اف ہوا ایسا نہیں کرتے کیونکہ اس سے تمہاری یاداشت عمل میں لائی جائے گی مگر یہ تو بہت ہی بدذائقہ کھانا ہے اچھا مت کھاؤ مگر یہ شکل تو ٹھیک کر و اچھا مگر زیبین کل رات میں نے ایک ڈروانا خواب دیکھا تھا۔

کیا دیکھا زیبین نے ہاتھ کی انگلی دانتوں تل کاٹی کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ضہاب جب عمل پورا کرتا ہے تو تم مجھے اس آسیب زدہ کنویں میں پھینک دیتی ہو میں چیختی چلاتی رہتی ہوں مگر تم دونون میری بے بسی پر ہنس رہے ہوتے ہو اور میں رفتہ رفتہ کنویں کی گہرائی میں ڈوب جاتی ہوں اور پھر میں جاگ جاتی ہوں اور میرے کو دوسری بار یہ خواب دکھائی ذے رہا ہے اور میں اس کو اب کو دیکھ کر سخت مضطرب ہو جاتی ہوں نہیں شالو تمہیں تو پتہ ہے کہ خوابوں کی تعبیریں الٹی ہوتی ہیں اور یہ تو تمہیں شاید معلوم ہی ہو گا کہ ہم تو نہیں سوچ بھی سکتے ہیں ہم دونوں تو تمہاری بھرپور مدد کر رہے ہیں اور تمہیں ضرور یہ خواب ہمارے کسی دشمن نے جادو کے زور پر دکھایا ہو گا ہاں یہ تو آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں اور آپ دونوں نے تو مجھے نئی زندگی دی تھی ایسا ہو نہیں سکتا وہ پراعتماد لہجے میں بولی ہاں سچ کہہ رہی ہو زیبین نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا ضہاب کا آج کنویں کے اندر ساتواں دن ہے وقت پر لگ کر اڑ رہا ہے بہت جلد یہ چالیس دن مکمل ہو جائیں گے ٹھیک ہے دونوں وہاں سے اٹھ کر جھونپڑی کے اندر چلی گئیں۔

بوت اس ویرانے میں ہم نہیں گئے ہیں باقی ہم نے ہر جگہ ڈھونڈ لی ہے اور اس ویرانے کا مکمل جنگل بھی چھان مارا ہے مگر اس شاطر جادوگرنی کا کوئی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ اس نے خود کو کون سے گٹر میں چھپا لیا ہے ہاں میں بھی حیران ہون کہ یہ لوگ آخر جا کہاں سکتے ہیں ہر وہ صحرائی اور پہاڑی علاقہ میں نے چھان مارا ہے مگر کچھ بھی پتہ نہیں ہے ان کا نہ چل سکا ہے ٹھیک ہے ایسا کرتے ہیں کہ ویرانے کا بھی ایک چکر مار لیتے ہیں بوت تم ٹھیک کہہ رہے ہو چلو کچھ دیر کے بعد وہ دونوں ویرانے میں نمودار ہوئے مگر سمرن کے پیچھے وہ آئے تھے مگر وہ جیسے ہی ویرانے کی حدود میں داخل ہوئے تھے تو ٹھٹک کر رک گئے امرتیا رک کیوں گئی بوت آگے نہ جاؤ کیونکہ یہاں پر حصار باندھا ہوا ہے اور یہ حصار بہت ہی مضبوط ہے میں اس حصار کو دیکھ سکتی ہوں مگر یہ حصار تمہیں نظر نہیں آ رہا ہے امرتیا نے کہا اور مجھے پتہ چل گیا ہے کہ یہ حصار کیوں باندھا گیا ہے بوت بولا کیوں باندھا گیا ہے یہاں پر کوئی عمل کر رہا ہے بوت نے کہا یقیناً یہ سمرن ہو گی نہیں بوت تمہارا اندازہ غلط ہے سمرن جادوگرنی یہی بالکل بھی نہیں ہے اور نہ ان کے ساتھیں کیونکہ یہ چلہ کوئی بھوت کر رہا ہے اور آسیب زدہ کنویں میں صرف بھوت افریت ہی اتر سکتے ہیں سمرن جادوگرنی نہیں امرتیا جی آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ سمرن جادوگرنی اور وہ ارماش جوگی یہ جگہ چھوڑ چکے ہیں بالکل ایسا ہی ہے اور اب ہمیں انہیں کسی اور جگہ پر تلاش کرنا چاہیے امرتیا جی کہیں یہ سمرن جادوگرنی کا کوئی چیلہ تو چلہ نہیں کر رہا ہے بوت سپیرے نے رائے کا اظہار کیا نہیں بالکل بھی نہیں امرتیا نے سپاٹ لہجے میں کہا دراصل یہ کوئی اور ہے اور ہم حصار کو نہیں توڑ سکتے بلکہ یوں کہہ لیں کہ حصار کو توڑنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے ٹھیک ہے امرتیا جی ہم یہاں سے واپس چلتے ہیں دونوں وہاں سے غائب ہو گئے۔

ضاویال نے بھی نورانی عمل کا چلہ شروع کر دیا اور پہلی رات تو اس کی بہت ہی آسانی سے گزر گئی اور وہ آج دوسری رات کا عمل کر رہا تھا زرلش نے نماز پڑھ کر لاکھوں دعاؤں کے سائے میں اسے رخصت کیا اس نے رات کے اندھیرے میں قبرستان کا زنگ آلود گیٹ دھکیلا جس سے چرچراہٹ کی آواز پیدا ہوئی وہ دل کو مضبوط کر کے قبروں کو پار کرتا ہوا ایک بڑے قبر کے پاس رک گیا اس قبر کے اوپر ایک تناور درخت بھی موجود تھا جو کہ رات کے اندھیرے میں بھیانک سایہ ساد کھ رہا تھا اس نے اردگرد حصار کھینچا اور قبر کے اوپر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور عمل شروع کر دیا ابھی کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ سرسراہٹ کی بھیانک آواز پیدا ہوئی اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو چادر میں لپٹا ہوا وجود اس کی جانب بڑھ رہا تھا اے لڑکے کیا کر رہے ہو۔

ایک مردانہ بھاری آواز کی گونج اس کی سماعتوں میں سنائی دی اس نے غور سے سامنے کھڑے وجود کو غور سے دیکھا تو کچھ لمحوں کے لیے کانپ گیا سامنے قبرستان کا گورکن کھڑا تھا جو کہ غصیلی نظروں سے اسے گھور رہا تھا اس کے کندھے پر بندوق تھی ضاویال کے ذہن میں باباجی کی باتیں یاد آ گئیں کہ عمل کے دوران کسی بھی چیز سے باتیں نہ کرنا ورنہ ذرا معمولی سی بات بھی تمہارا عمل کو ناکام کر سکتی ہے اس لیے ضاویال نے اسے نظرانداز کر دیا اور عمل پڑھنا شروع کر دیا اے لڑکے میں نے کچھ پوچھا ہے اس کی آواز میں اس بار غصہ بھی شامل تھا ضاویال نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور اپنے عمل پر توجہ دی میں تمہیں گولی مار دوں گا اگر تم نے میرے سوال کا جواب نہ دیا اس نے بندوق کی نال ضاویال کی طرف کی مگر ضاویال کانپ کر رہ گیا وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر انجانی طاقت اسے ایسا کرنے سے روک رہی تھی اے لڑکے بھاگ یہاں سے گورکن نے تحکمانہ لہجے میں کہا وہ کہنا چاہ رہا تھا مگر اچانک بزرگ بابا کی شرگوشی اسے سنائی دی ضاویال بیٹا اپنے عمل پر دھیان دو ضاویال نے اپنے عمل پر توجہ دی تب وہ گورکن بولا تو تم میری بات نہیں مانوں گے میں ابھی جاتا ہوں اور قبرستان کے ساتھ ملحقہ آبادی والوں کو لاتا ہوں تاکہ تمہیں سنگسار کر دیں میں اسے کہوں گا کہ یہ جادو کر رہا ہے اور تمہیں وہ لوگ زندہ نہیں چھوڑیں گے وہ آبادی کی سمت کی طرف چلا گیا ضاویال گورکن کی یہ دھمکی سن کر لرز اٹھا اور سوچنے لگا کہ عمل چھوڑ کر بھاگ جاؤں پتہ نہیں وہ گورکن اور آبادی والے میرے ساتھ کیا سلوک کریں وہ اپنے اس خیال پر عمل کرنے والا تھا کہ ایک دم باباجی کی آواز سنائی دی ضاویال بیٹا ایسا ہرگز نہ کرنا ورنہ مر جاؤ گے حصار اگر توڑو گے تو خود کو ختم کر لو گے چاہے جو بھی آئیں یا جو بھی ہو تم حصار سے باہر مت نکلنا اس نے ایک بار پھر چلے پر دھیان دیا اور زور سے عمل پڑھنے لگا کچھ دیر کے بعد گورکن کے ساتھ مرد بوڑھے اور نوعمر بچے بھی تھے ان سب کے ہاتھوں میں کچھ نہ کچھ تھے کسی نے پتھر اٹھائے ہوئے تھے کسی نے بڑی بڑی اینٹیں ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تھیں چند نوجوانوں کے ہاتھو میں چھریاں اور چاقو بھی تھے اور ضاویال کو غصے سے گھور رہے تھے گورکن چیخ کر بولا مار دو اسے سب نے ہاتھ ہوا میں بلند کر دیئے۔ اور ضاویال لرز گی اس نے موت کے خوف سے آنکھیں بند کر لیں ایسے لگ رہا تھا کہ وہ اور بیک وقت سب لوگوں نے اس پر کانٹے چھریاں اور پتھر پھینک دیئے مگر سب حصار سے ٹکرا کر گر گئے ضاویال کو کچھ حوصلہ ہوا اور اس نے عمل پر توجہ دی گورکن بولا یہ جادو کر رہا ہے ہم اسے صبح دیکھ لیں گے وہ سب ایک طرف کو طلے گئے اور صبح کی آزانوں سے کچھ دیر پہلے ضاویال نے اپنا عمل مکمل کیا وہ ڈرتے ڈرتے حصار سے باہر نکلا اس کے ذہن پر چلے والے واقعات سوار تھے مگر کوئی بھی نہیں آیا اور نہ حصار کے باہر وہ چھریاں اور پتھر تھے جو ان لوگوں نے مارے تھے۔

دن پر دن گزرتے جا رہے تھے اور یہ بلوان سایہ بس کوہ قاف کا ہو کر رہ گیا ہے سمرن جادوگرنی نے کوئی منتر پڑھا تو بلوان سایہ حاضر ہو گیا سمرن جادوگرنی کیسے یاد کیا بلوان مجھے خبر ملی ہے کہ اس ضاویال نے ایک نورانی عمل کا چلہ شروع کر دیا ہے اور اس چلے کو ہمارے خلاف استعمال کر رہا ہے سمرن جادوگرنی کس نے آپ کو یہ بتایا ہے مجھے یہ سب کچھ

سفید سائے نے بتایا ہے تم نے ان کی طرف سے غفلت اختیار کی ہے اور وہ لوگ تمہاری چال کو سمجھ گئے ہوں گے اب کیا ہوگا سمرن جادوگرنی چیخ کر بولی ارماش جوگی سے مدد لو ناں بولان نے کہا ارماش خود ایک مل کر رہا ہے وہ اپنی کھوئی ہوئی چند طاقتوں کے حصول کے لیے ایسا کر رہا ہے ٹھیک ہے میں خود جاتا ہوں اور ضاویال کو پہلے پیار سے سمجھاتا ہوا کہ یہ عمل چھوڑ دے اگر نہ مانا تو پھر مجھے کئی طریقے آتے ہیں بلوان گرج کر بولا جلدی کرو سمرن جادوگرنی بھی گرج کر چیخی بلوان اپنی جگہ سے غائب ہوگیا اور پندرہ منٹ کے بعد واپس ظاہر ہوگیا۔ کیا ہوا سمران جادوگرنی حیرت سے بولی جادوگرنی جی اب تم خود ہی ان کے کانٹے راہوں میں کانٹے بچھاؤ کیونکہ ان دونوں نے گھر کے باہر ایک طلسمی لکیر کھینچ دی ہے جسے عام انسان پار کرسکتے ہیں مگر جن چڑیل بھوت اور بدروحیں نہیں پار کرسکتیں اب میں ضاویال سے مل ہی نہیں سکتا کیونکہ میں نے پتہ لگالیا ہے اس شاہ تاج بزرگ بابے نے سب کچھ ہمارے بارے میں بتایا ہے کہ ہم نے کسے اس کو استعمال کیا ہے سمرن جادوگرنی یہ سن کر آگ بگولہ ہوگئی ہمارے دشمنوں کی فوج میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے اور یہ سب تمہاری کم عقلی کا نتیجہ ہے میں اس لڑکے سے ایک اور عمل کروانا چاہتی تھی مگر وہ بڈھا شاہ تاج بہت ہی ذلیل نکلا پتہ نہیں کیسے ہم سے بازی لے گیا وہ بلوان کو کوسنے لگی اور بہت غصہ میں آگئی تھی سفید سائے تم معلوم کرو کہ کہیں اس کلموہی امرتیا کو ہمارے اس رہائش کے بارے میں معلوم تو نہیں ہوگیا جی کہہ کر سفید سایہ غائب ہوگیا اور بلوان تم معلوم کرنے کوشش کرو کہ یہ ضاویال آخر چاہتا کیا ہے ٹھیک ہے جادوگرنی جی وہ بھی غائب ہوگیا۔

❁❁❁

بزرگ بابا کل رات میرے ساتھ عمل میں انتہائی غیر معمولی واقعات پیش آئے تھے ضاویال نے رات والے تمام واقعات بزرگ بابا کو بتادیئے تو بزرگ بابا بولے بیٹا ضاویال خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم ثابت قدم رہے دراصل وہ تمہیں خوفزدہ کرنے کی سخت شازش کر چکے تھے تاکہ تم چلہ چھوڑ کر حصار توڑ دو وہ سب نظری دھوکہ ہوتا ہے ورنہ اصل میں ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا ہاں باباجی کل کے واقعات جب ضاویال نے مجھے سنائے تو مجھے لگا کہ میں اگر اس کی جگہ ہوتی تو فوراً عمل چھوڑ دیتی یا پھر وہی بے خودی کے عالم میں پہنچ جاتی زرلش نے بھی گفتگو میں حصہ لیا بابا نے دونوں کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کل رات مجھے لگا کہ وہ شیطان جادوگرنی کا چیلہ تمہارے پاس آسکتا ہے اس لیے میں نے تمہارے گھر کے باہر ایک طلسمی لکیر کھینچ دی ہے اب تمہارے گھر کی چوکھٹ کوئی بھی پار نہیں کرسکے گا ٹھیک ہے باباجی یہ آپ کا ہم پر بہت ہی بڑا احسان ہے وہ دونوں خوشی سے اور سر جھکا کر بولے شاہ تاج باباجی نے دو عدد تعویذ ان کی طرف بڑھائے اور کہا یہ بھی پہن لو تاکہ کوئی شیطانی چیلہ تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے ان دونوں نے تعویذ اسی لمحے اپنے گلوں میں پہن لیے اب تم دونوں جاؤ میرے آستانے پر اور بھی لوگ آرہے ہیں۔

❁❁❁

بوت اور امرتیا ہاتھ باندھ کر کھڑے تھے گروجی کی آنکھیں انگاروں کی مانند سرخ ہورہی تھیں اور وہ سخت غصے میں تھے اور آخر اس جادوگرنی کو آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی کہاں گئی وہ کم بخت جادوگرنی گروجی میں نے ہر اس علاقے کا چپہ چپہ چھان مارا جہاں اس کے ملنے یا رہنے کے آثار موجود ہوں ایک بھی علاقے کو نہیں چھوڑا دریاؤں کے میدانی علاقوں سے لے کر طوفانی اور پہاڑی اور چوٹیوں کی بلندیوں پر بھی اس کو تلاش کیا مگر وہ کسی ایسے جگہ روپوش ہوگئی ہے کہ اس کا ملنا ناممکن لگ رہا ہے امرتیا ناگ کے جون بدلنے میں بہت ہی کم وقت رہ گیا ہے اور اگر یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا پھر شاید ہی ہمارا مقصد پورا ہو امرتیا بھی گروجی کے انداز میں زیرلب بڑبڑائی گروجی آپ نے بھی تو عمل کیا تھا کہ سمرن جادوگرنی کے ٹھکانے کے بارے میں جان لو گے اس عمل کا کیا بنا امرتیا نے پوچھا۔ شاید جادوگرنی بہت ہی شاطر اور تیز ہے کیونکہ میرا عمل ضائع ہوگیا ہے اور میں خود حیران ہوں کہ آخر وہ ایسی کون سی جگہ میں روپوش ہوگئی ہے کہ ہمیں ہمارے

عمل کی بدولت بھی پتہ نہ چل سکا ہو کہیں اس جوگی اور سمرن جادوگرنی مل کر کوئی ایسا عمل تو نہیں کیا ہے جس سے سب کی نظروں میں وہ روپوش ہوگئے ہو اور کسی کو نظر نہیں آرہے ہو گروجی امرتیا سے کہا نہیں گروجی میں جس جس جگہ پر بھی گئی ہوں اگر کوئی روپوش ہونے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہاں پر کوئی ہے جو کہ غیب ہے اس لیے میں نے جہاں پر بھی سمرن کو تلاش کیا ہے مکمل تسلی سے اس جگہ کا جائزہ لیا ہے ٹھیک ہے تم دونوں پھر بھی سمرن جادوگرنی کی تلاش جاری رکھو شاید کبھی نہ کبھی تو ہوگی ٹھیک ہے گروجی ہم اس بار نئی جگہوں کا رخ کریں گے اور پرانے علاقوں میں بھی اس کو تلاش کریں گے ٹھیک ہے بس تم اتنا کرو کہ صرف ایک بار میرے کو اس کے بارے میں پتہ چل جائے اس بار میں اس کو نہیں بخشوں گی امرتیا کو اس کے بارے میں پتہ چل جائے اس بار میں اس کو نہیں بخشوں گی امرتیا نے نفی میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں گروجی کی طرف دیکھنے لگے گروجی اگر پانی کے ناگ نے اپنی جون یعنی روپ بدل لیا تو پھر وہ ہمارے لیے کیا کارآمد نہیں رہے گا امرتیا نے گروجی سے پوچھا نہیں وہ ہر روپ میں کارآمد رہے گا مگر ناگ کے روپ میں ہم اسے آسانی سے قابو کرسکتے ہیں امرتیا گروجی کی بات سمجھ کر سر کو ہلانے لگی ٹھیک ہے گروجی پھر وہ دونوں زمین کی غار سے باہر نکل گئے اور امرتیا نے کچھ ادھر ادھر دیکھا اور پھر غائب ہوگئے وہ دونوں ایک بار پھر سمرن جادوگرنی کی تلاش میں ادھر ادھر بھاگ دوڑ کرنے لگے اور اس بار پھر امرتیا تمام طاقتوں کو یکساں طور پر استعمال کررہی تھی۔

❁❁❁

دن پر دن گزرتے گئے اور آج ضاویال کے چلہ بھی پورے دس دنوں کا ہوگیا تھا صرف پانچ دنوں کا چلہ باقی رہ گیا تھا اور ان دس دنوں میں اس گورکن والے واقع کے بعد کوئی کاص بات نہیں ہوئی تھی آج تو پوری طرح تاریک رات تھی اور مہینے میں پہلے کبھی اتنی تاریک نہیں تھی شاید آج بالکل چاند آسمان پر نہیں تھا اور بادلوں نے تاروں کو بھی چھپا رہا تھا مگر نہ تو آسمان میں گرج چمک ہورہی تھی اور نہ بارش کا امکان تھا بس ہر طرف گھپ اندھیرا تھا اور ہر جگہ تاریکی کا رج تھا ایسے لگ رہا تھا کہ کسی نے آسمان پر کالی چادر اوڑھ رکھی ہو کیونکہ اوپر تاریکی کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا ضاویال نے عمل شروع کردیا آدھے گھنٹے کے بعد زرلش دوڑتی ہوئی آئی اور ڈری ہوئی تھی اس کے چہرے خوف کی سلوٹیں تھیں ضاویال۔ ضاویال وہ جب بول رہی تھی تو لڑکھڑا رہی تھی ضاویال ہمارے گھر کو آگ لگ گئی سب کچھ جل کر راکھ ہوگیا اور میں کیا کروں کہاں جاؤں یہ بات سن کر ضاویال تو بری طرح کانپ اٹھا چلے ضاویال وقت ضائع مت کریں وہ ضاویال سے کہنے لگی اس کو ایک لمحے کے لیے بھول گیا سب کچھ زرلش رونے لگی اب کیا ہوگا ہم کہاں جائیں گے وہ حصار میں کھڑا ہوگیا تب اچانک اسے کسی سرگوشی سی سنائی دی کچھ بھی ہوجائے حصار مت توڑنا باہر موت ہے وہ سرگوشی کو پہنچان گیا تھا وہ شاہ تاج باباجی کی سرگوشی تھی چلے میں بولنا منع تھا تب بھی عمل ناکامیاب ہوسکتا تھا اس لیے وہ حصار میں دوبارہ بیٹھ گیا اور عمل میں مصروف ہوگیا ضاویال اٹھو ناں کیا ہوگیا ہے چلو ناں مجھے اس قبرستان میں بہت ہی ڈر لگ رہا ہے آج کتنی تاریک رات ہے وہ اونچی آواز میں بین کرنے لگی کچھ ہی دیر گزری ہوگی کہ وہ وہاں پر خاموش ہوکر بیٹھ گئی اور ضاویال کو پرامید نظروں سے گھورنے لگی اچانک زرلش کے اردگرد کالا دھواں پھیل گیا اس کی ایک بلند چیخ اندھیرے کو چیرتی ہوئی خارج ہوئی اور اس دھویں نے چند لمحوں کے بعد بلوان کا روپ دھار لیا اس نے ایک قہقہہ لگایا وہ ایسے ہنس رہا تھا کہ زرلش کو کچا چبا جائے گا زرلش اندھیرے میں ایک طرف بھاگی اور بلوان بھی اس کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوا کچھ لمحوں کے بعد وہ بالوں سے کھینچتا ہوا اسے اس کی طرف آرہا تھا۔

اے چھوڑ دے یہ عمل میں کہتا ہوں ورنہ میں تیری جان سے پیاری بیوی کو کسی کا قابل نہیں چھوڑوں گا ضاویال کی آنکھیں باہر کو ابھری زرلش چیخی ضاویال مجھے اس ظالم کے ہاتھوں سے بچاؤ اور چھوڑ دو یہ عمل خدا کے لیے ضاویال بات تو کرلو اور پھر بلوان نے کہا میں آخری بات کہتا ہوں ورنہ میں اس کو ماردوں گا اور جب ضاویال ٹس سے مس نہ ہوا

تو بلوان نے زرلش کو چھیڑ پھاڑ کے رکھ دیا اور پھر ضاویال کا دل دھک سے رہ گیا وہ حصار میں کھڑا ہو گیا مگر صبر کر کے بیٹھ گیا بلوان قہقہہ لگا کر غائب ہو گیا اور پھر کچھ دیر کے بعد اس کا عمل ختم ہو گیا۔ وہ سیدھا گھر جانا چاہتا تھا اور سیدھا گھر چلا گیا اسکے من میں طرح طرح کے خیال آ رہے تھے جب گھر کے سامنے پہنچا تو اسے اطمیں ان ہو گیا کہ سب کچھ ٹھیک ہے وہ نظروں کا دھوکہ تھا اور اس کے لیے امتحان تھا۔

❁❁❁

رات کے آخری پہر ہی تھا کہ ساحل سمندر کے پانی کے تیز شور سے ایک لڑکی آہستہ آہستہ نکل رہی تھی اس کی آنکھیں آسمانی رنگکی تھی چہرہ سیب کی طرح سرخ اور خوبصورت تھا لمبے گھنے بال تھے اور وہ بھیگی ہوئی تھی اس کے تن پر کپڑے نہیں تھے ساحل سمندر پر کوئی بھی نہیں تھا اس نے ایک سرسری سی نظر پورے ساحل پر ڈالی وہ دور سے ایک ہیولہ لگ رہی تھی جیسے کہ کسی کا سایہ پانی کی لہروں سے نکل رہا ہو وہ بلا کی حسین تھی وہ آہستہ آہستہ ساحل پر چل رہی تھی وہ حیران نہیں تھی وہ وہی ناگن تھی اس نے روپ بدل لیا تھا اسے انسانوں کے متعلق بھی معلوم ہو چکا تھا ریت کے زروں پر اس کے قدم نشان چھوڑ رہے تھے اسے کپڑوں کی تلاش تھی اب سڑک تک آ چکی تھی ہر سو تاریکی پھیلی ہوئی تھی وہ سڑک تک آئی اگے بنگلے بنے ہوئے تھے اس نے ان تمام مکانوں میں سے ایک مکان کا انتخاب کیا مگر ان بنگلوں کے مکین شاید سوئے ہوئے تھے اس لیے تو ہر سو گہری خاموشی تھی تب اس کو محسوس ہوا کہ سامنے ایک چھوٹے سے بنگلے میں اسے کھڑا کوئی دیکھ رہا تھا کیونکہ اس کو اپنے جسم پر چبھن سی محسوس ہوئی اور اس کی حس بہت ہی تیزی سے کام کر رہی تھی مگر وہ اندھیرے میں کھڑی تھی اسی لیے دیکھنے والے کو وہ کسی کالے سائے کی مانند ہی دکھائی دے سکتی تھی مگر ادھر روڈ پر سٹریٹ لائیٹس بھی دور دور تک جلائی گئی تھی اس لیے سامنے والا یہ محسوس کر سکتا تھا کہ یہ کوئی لڑکی ہی ہے ناگن کو محسوس ہوا کہ وہ شخص جو بھی ہے نیچے آ رہا ہے اس نے اردگرد دیکھا تو اسے ایک بہت ہی بڑا کپڑا نظر آیا جلدی سے وہ کپڑا اس نے اپنے اردگرد دیکھا تو اسے ایک بہت ہی بڑا کپڑا نظر آیا جلدی سے وہ کپڑا اس نے اپنے اردگرد لپیٹ لیا اور اسی گھر کے دروازے پر نظریں مذکور رکھیں وہ کپڑا جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا مگر اس نے پوری طرح اپنا جسم اس کپڑے میں چھپا لیا ٹھیک طرح اپنا بدن ڈھانپنے کے بعد اس کی نظریں سامنے گھر پر جم کر رہ گئیں کچھ دیر کے بعد اس کی نظریں دروازے کے لیور پر جم گئی وہ بھی دل ہی دل میں اس آدمی کے سامنے خود کو تیار کر چکی تھی اچانک وہ آدمی گھر سے باہر نکلا ناگن بھی مکمل طور پر روشنی میں کھڑی ہو گئی تا کہ وہ اس سے ڈر نہ جائے وہ روشنی میں انتہائی حسین و جمیل لگ رہی تھی وہ اس کو دیکھ کر محو حیرت رہ گیا آپ کون ہیں اور اس وقت کیا کر رہی ہے یہاں ناگن نے کہا۔

میرا نام علیزہ ہے اور میں ساحل پر کھو گئی تھی کیا میں تمہارے گھر میں آ سکتی ہوں ہاں کیوں نہیں اس نے ہنستے ہوئے کہا جگہ جگہ سے ناگن کا جسم کپڑے سے جھانک رہا تھا گھر میں مکمل خاموشی کا راج تھا وہ دونوں اسی کمرے میں آ گئے گھر چھوٹا سا تھا نیچے والے منزل میں کوئی نہیں تھا اوپر والی منزل میں دو کمرے تھے ایک تو بند تھا مگر دوسرا کھلا ہوا تھا اس آدمی نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا اس نے ناگن کی طرف دیکھا وہ ہلکی سی مسکرائی اچانک ناگن کی نظریں ایک بڑے سائز کی تصویر پر جم گئی اس میں وہی آدمی تھا اور ایک عورت زیورات سے لدی پھندی کھڑی تھی یہ کون ہے ناگن نے آہستہ سے پوچھا یہ میری بیوی ہے مگر ڈرنے کی ضرورت نہیں وہ آج رات گھر پر نہیں ہے بلکہ یوں تو وہ کچھ دنوں کے لیے شہر سے باہر گئی ہے مگر تم کچھ دنوں کے لیے میرے پاس رہ سکتی ہو ٹھیک ہے ناگن نے اثبات میں سر ہلایا وہ اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا تم کہاں رہو گے کیا ساتھ والے کمرے میں۔ ناگن نے دانستہ طور پر کہا نہیں اس نے نفی میں سر ہلایا وہ سمجھ گئی تھی ٹھیک ہے اور وہ اس کے مزید قریب ہو گیا ناگن اس کے ارادوں کو سمجھ چکی تھی اس لیے اپنے دونوں دانت اس کی شاہ رگ پر رکھ دیئے اور اس کو کئی بار ڈس لیا آدمی کے منہ سے چیخ تک بلند نہ ہو سکی اور وہی پر گر گیا اس کے ہونٹ اس

آدمی کے خون سے سرخ ہو چکے تھے ایسا لگ رہا تھا کہ اس نے شوخ رنگ کی سرخی لگائی ہوئی اگلے لمحے اس نے الماری کھولی اور تو اس میں سے ایک بڑا سوٹ کیس پڑا تھا اس نے سوٹ کیس کھولا اس میں زیورات کے کئی ڈبے موجود تھے ساتھ نوٹوں کی گڈیاں بھی رکھی ہوئی تھیں اور اس میں اور ضروری کاغذات تھے ساتھ ہینگرز میں زنانہ و مردانہ جوڑے رکھے ہوئے ناگن نے اس میں سے ایک خوبصورت جوڑا نکال لیا اور پہن لیا اور وہاں سے چلتی بنی۔

❁❁❁

صبح کی ہلکی پھلکی روشنی ہر سو پھیل چکی تھی اور سمرن جادوگرنی بھی جاگ چکی تھی وہ سیدھی چلتی ہوئی ناگ کے کمرے میں گئی اس نے وہاں پر ایک خوبصورت دلکش سراپے کے مالک اور وجیہہ قد آور نوجوان کو پایا جس کے بال شانوں تک تھے اور اس کی آنکھیں گہری نیلی تھیں اس نے اپنے جسم کے اردگرد چادر لپٹا ہوا تھا اور وہ گم صم بیٹھا ہوا تھا سمرن جادوگرنی اسے دیکھ کر حیران رہ گئی وہ فوراً سمجھ گئی کہ یہ یقیناً ناگ ہو گا کیونکہ اس نے اپنی جون بدل لی تھی اور کل رات تو بہت ہی کالی اور ڈراؤنی رات تھی اس لیے تم ناگ ہوناں۔ ہاں اس نے اثبات میں سر ہلایا میں ناگ ہو اور تم جادوگرنی ہو تم نے مجھے اس کمرے میں بند کیا ہے مجھے جانے دو میری ناگن میرا انتظار کر رہی ہو گی سمرن اس کی بات پر ہنسی نہیں تم میرے من کا شہزادہ ہو میں تمہیں ساری عمر اپنی آنکھوں کے سامنے بیٹھا سکتی ہوں اور تم میرے ہو اور کہا مجھے لباس کی ضرورت ہے ٹھیک ہے میں تمہیں لباس دیتی ہوں اس نے منتر پڑھا تو اس کے سامنے وہ لباس میں موجود تھا اور وہ شہزادوں کی طرح حسین و جمیل لگ رہا تھا سمرن جادوگرنی میرا اور تمہارا ملاپ ناممکن ہے میں ایک زہریلہ ناگ ہوں اور تم ایک جادوگرنی ہو میں ڈس لیتا ہوں وہ اب بھی پھنکارا میں تمہارا راز ہر ختم کر دوں گی اور اگر تم پھر مجھے سو مرتبہ بھی ڈسو تمہارا زہر مجھ پر کام یعنی اثر نہیں کرے گا سمرن مسکرائی ٹھیک ہے تم مجھے سوچنے کے لیے وقت دو میں کچھ سوچوں سمرن نے اسے ناگ کے روپ میں ہی بے بس کر دیا تھا مگر اب بھی جاتے ہوئے اس نے کوئی منتر اس کی آنکھوں میں پھونک دیا اب تم مجھے چھوڑ کر کہی بھی نہیں جا سکو گے سمرن نے کہا اور ناگ نے اپنا سر پکڑ لیا میں نے تمہارا نام بھی سوچا ہے اور وہ نام ہے شہزاد ناگ اس انکشاف پر دنگ رہ گیا یہ نام اسے علیزہ ناگن کہتی تھی اور یہ نام اسے بے حد پسند تھا اور وہ ناگن کو علیزہ یا لیزا کہتا تھا کیوں پسند نہیں آیا کیا۔ سمرن نے دھیمے لہجے میں کہا پسند آیا وہ گھمبیر لہجے میں بولا شہزاد تم ایک بات سوچ لو فیصلہ تم میرے حق میں ہی کرنا ورنہ میں تمہاری ناگن کو تمہارے سامنے مار ڈالوں گی شہزاد کو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ انسان بہت ہی ظالم ہے اس لیے وہ شش و پنج کی کیفیت میں مبتلا رہ گیا اور سمرن جوگی ارماش کے پاس چلی گئی اور ساری بات اسے بتا دی جوگی ارماش بولا سمرن تم نے مجھے بہت ہی اچھی خبر سنائی ہے اور کل رات میرا عمل بھی مکمل ہو گیا میرا عمل کامیاب ہو گیا ہے اور پوشپا ڈائن تو نہیں ہے مگر اس کی ہمزاد ہے جسے میں نے حاصل کر لیا ہے اور اب یہ طاقت ور ہمزاد ہمیں ہر خطرے کی خبر سے پہلے ہی آگاہ کرے گا مبارک ہو ارماش جوگی جوگی کے پیچھے پوشپا ڈائن کا ہمزاد کھڑا تھا وہ شکل اور چال سے بالکل پوشپا ڈائن ہی لگتی تھی ایسا لگتا تھا کہ پوشپا ڈائن دوبارہ ان میں آ گئی ہے۔

❁❁❁

امریتا اور بھوت اس بار بہت ہی پریشان کھڑے تھے اور گرو جی بھی بہت ہی پریشان تھا وہ رات آئی بھی اور گزر بھی گئی مگر اتنے دنوں کی محنت کے بعد بھی تم دونوں ناکام ہوئے میں نے دو چلے کیے مگر بری طرح ناکام ہوا کچھ پتہ نہ چل رہا ہے ان لوگوں کا جوگی بابا اور سمرن بھی متواتر چلے کر رہے ہیں شاید اس لیے وہ ابھی تک محفوظ ہوں ہاں امرتیا تم ٹھیک کہہ رہی ہو وہ لوگ یکطرفہ طور پر مقابلہ کر رہے ہیں اس لیے محنت زیادہ کر رہے ہیں اور ابھی مسلسل کامیابیاں ہی ان کے حصے میں آئی ہیں اور ہم ابھی تک ناکام رہے ہیں ہمارا مقصد ناگ کو حاصل کرنا تھا مگر ناگ نے انسانی روپ اختیار کر لیا اب بھی ہمارے پاس وقت ہے امرتیا اگر تم اس بار ایک عمل کر دوں تو شاید تم کامیاب ہو جاؤ گی امرتیا نے

گروجی کی بات پر سر ہلایا اور بولی گروجی مگر کیسے چلا۔ امر تیا تم ہر عمل میں کامیاب ہوئی ہو اور یہ عمل ویرانے کے پار اس جنگل میں کرنا ہے لیکن تم نے صبح کے وقت ایک انسان کو پکڑنا بھی ہوگا اور تمہیں دس انسانوں کو پکڑنا ہوگا روز جنگل میں انہیں ذبح کروں گی اور ان کا خون ایک بہت بڑی ڈرم نما چیز میں جمع کروں گی رات کو تم اس خون پر منتر پڑھو گی اور پھر دس دنوں کے بعد ہم اس خون سے ناگ کے مجسمے کو غسل دیں گے۔ اور پھر ہم اس سے جو بھی پوچھیں گے یہ ہمیں بتادے گا ٹھیک ہے گروجی میں عمل کرنے کو تیار ہوں بس مجھے منتر سکھائیں۔ کچھ دیر ہی میں امر تیا نے منتر ذہن نشین کرلیا اور وہاں سے غائب ہوگئی وہ منتر کو یاد کر چکی تھی اور اس وقت شہر کی مختلف گلیوں میں گھوم پھر رہی تھی عنقریب اس کو ایک صحت مند اور تندرست آدمی ملا وہ اس سے ٹکرا گئی اے بی بی دیکھ۔۔ وہ اگلے لمحے امر تیا کی آنکھوں کے سحر میں ڈوب گیا تھا اور پھر وہ اسے مختلف گلیوں میں سے ہو کر لوگوں کی نظروں سے بچائے اسے غائب کر دیا امر تیا رات سے پہلے پہلے جنگل میں موجود تھی اور وہ آدمی کو اس نے ایک موٹے درخت کے ساتھ باندھ رکھا تھا وہ بے ہوش تھا امر تیا نے ایک ڈرم نما بڑی سی بالٹی کا بندوبست کیا اور عمل کے لیے جگہ بھی منتخب کرلی وہ رات کا انتظار کرنے لگی

❁❁❁

شالو نے زیبین سے کہا کہ میرے سر میں شدید قسم کا بوجھ ہے عمل کو جب سے شروع کیا ہے میرے سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنی شروع ہوگئی ہے دیکھ شالو یہ تکلیف وقتی ہے کیونکہ ابھی تو عمل پورے پچیس روز باقی ہیں تمہارے ذہن پر بوجھ اس لیے بڑھ رہا ہے کہ تمہاری یاداشت واپس آرہی ہے شاید ایسا ہی ہو لیکن اتنا دور پہلے میرے ذہن میں کبھی نہیں تھا اور جب تم منتر پڑھتی ہو اور اس وقت تو مجھے شدید ذہنی اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ایسا لگتا ہے کہ کسی نے میرے ذہن میں آگ لگادی ہو اور میں راکھ ہو رہی ہوں شالو یہ صرف تمہارا وہم ہے ورنہ حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے دراصل لاؤ میں تمہارا سر دبا دوں اور تمہیں آرام پہنچا دوں شالو نے نا چاہتے ہوئے بھی اپنا سر زیبین کی گود میں رکھ دیا اور وہ کوئی منتر آہستہ سرگوشی کے انداز میں پڑھنے لگی اور اس کے سر پر پھونکیں مارنے لگی اور اپنے سرد ہاتھوں سے اس کا ماتھا بھی دبانے لگی اس عمل سے شالو کو ذہنی کوفت تو محسوس ہوئی مگر کچھ دیر کے بعد وہ نیند کی آغوش میں چلی گئی زیبین زیر لب بڑبڑائی میری جان صرف پچیس دنوں تک یہ تکلیف مزید سہہ لو اس کے بعد آزادی تمہارا مقدر ہوگی وہ آہستہ سے مسکرائی۔

❁❁❁

علیزہ ناگن بہت ہی تیز نکلی اس نے انسانوں کو چند لمحوں میں ہی پرکھ لیا تھا اور وہ تمام انسانوں کو اچھی طرح جان چکی تھی وہ جب راستے میں چلتی تھی تو ہر کوئی اسے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی اور دینا کی باسی ہو مگر پھر اس نے محسوس کیا کہ یہ تو ہر لڑکی کو ایسے ہی گھور کر دیکھ رہے ہیں اس نے ایک مارکیٹ سے سودا لی تو اس نے پیسے مانگے علیزہ اس وقت سخت حیران رہ گئی کہ پیسے کیا ہوتے ہیں مگر جب ساتھ ایک ضعیف العمر عورت نے اپنے پرس سے پیسے نکال کر دیئے تو اسے یاد آیا کہ اس کے پاس بھی بیگ میں پیسے تھے اس نے ایک سبز رنگ کا بنڈل پیسوں کا نکالا اور دکاندار سے کہا کہ کتنے پیسے بنتے ہیں تو اس نے کہا آٹھ سو روپے علیزہ نے ایک نوٹ بنڈل سے نکال کر دیا تو دکاندار نے کہا او بی بی جی باقی تو لیتے جاؤ علیزہ نے کہا کہ باقی رکھ لو وہ بازار میں گھوم پھر رہی ہے تو سب کچھ سمجھ گئی ہے کہ پیسے کیا ہوتے ہیں مگر وہ ابھی تک پیسوں کے متعلق صحیح طور پر نہیں جان سکی وہ شام تک گلیوں اور بازاروں میں ماری ماری پھرتی رہ اسے رات گزارنے کے لیے جگہ کی تلاش تھی وہ گم صم سی چل رہی تھی کہ کل والا ڈرامہ پھر سے کرے کہ نہیں ایک ایک گھر میں پانچ چھ فرد رہتے ہیں کس کس کو ڈسے گی کل تو قسمت نے ساتھ دے دیا تھا۔ اس لیے پیسے بھی مل گئے زیور بھی مل گئے اور اس شخص کو مار دیا تھا وہ ان ہی خیالوں میں جا رہی تھی کہ ایک نوجوان لڑکے سے ٹکرا گئی اس کے ہاتھوں سے شاپر گر گیا اور میں سے چیزیں باہر آگریں نوجوان نے اسے دیکھا تو لمحوں میں کھو گیا وہ بھی اس کی طرف دیکھنے لگی دونوں چند ثانیوں

تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے اس کے بعد نوجوان کی نظریں بکھری ہوئی چیزوں پر پڑیں۔ وہ چیزوں کو سمیٹنے لگا اور شاپر اس کی طرف بڑھا دیا وہ مڑنے لگا سنو علیزہ نے کہا۔ علیزہ کو وہ نوجوان بہت ہی پسند آیا تھا نوعمر خوبصورت تھا گھنی زلفیں تھیں تراشا ہوا چہرہ سبز اور نیلی رنگ کی آنکھیں تھیں خوبصورت سطوی سی ناک تھی اور دراز قد کا مالک تھا مگر پتلا تھا اور ہینڈسم سمارٹ لگ رہا تھا جی کہیے علیزہ نے بیگ بھی نیچے رکھ دیا یہ ڈیفینس ٹائپ کا علاقہ تھا لوگوں کا رش نہ تھا۔ اور گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے علیزہ نے اسے آزمانے کا فیصلہ کرلیا کیسی مدد دراصل مجھے یہاں پر مکان کی ضرورت ہے علیزہ نے کہا میں مشکل میں ہوں۔

کیا۔ وہ لڑکا حیران رہ گیا کرائے کا مکان چاہیے یا خریدنے کا ارادہ ہے وہ نوجوان نے پوچھا تم مجھے تفصیل سے سمجھاؤ نوجوان نے اسے سمجھایا تو وہ بولی مجھے کرائے کا مکان چاہیے میرے پاس سب کچھ ہے مگر میں اس دنیا میں اکیلی ہوں اور میں اس جگہ پر رہنا چاہتی ہوں کیا تم میری مدد کر سکتے ہو ہاں باجی کیوں نہیں علیزہ کو یہ نام عجیب لگا اور بولی میرا نام علیزہ ہے تم مجھے علیزہ یا لیزا کہہ سکتے ہو اور تمہارا نام۔ جی میرا نام علیان ہے علیزہ تمہیں ایک بات بتاؤں۔ جی کہیے۔ آپ ایسا کریں کہ ہمارے گھر میں آجائیں علیزہ کو کل والا مدد یاد آگیا اس نے بھی اسے اپنے گھر میں علیزہ کو پناہ دی تھی مگر اس کا مطلب بھی کچھ تھا وہ جھرجھری لے کر رہ گئی تمہارے گھر میں کون کون ہے وہ بولا مرے گھر میں میری دادی کے علاوہ دو تین ملازم ہیں اور تمہارے ماں باپ علیزہ نے فوراً کہہ دیا یہ سن کر عالیان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ کیا امر تیا چلے میں کامیاب ہوگی کیا علیزہ ناگ کو پالے گی شالو یعنی شانتا کے ساتھ کیا ہوگا کیا ضا دیال نورانی عمل میں کامیابی حاصل کرے گا اور ناگن علیزہ سے مل جائے گی یہ سب جاننے کے لیے کانٹے کا آخری حصہ پڑھیے۔

❁❁❁

میں ارہ نور

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ دریائے کنارے بیٹھے تھے اچانک آپ کی نظر ایک بچھو پر پڑی جو پانی میں ڈوب رہا تھا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے بچھو کو پکڑا تو اس نے ڈنک مار دیا کچھ دیر بعد وہ بچھو دوبارہ پانی میں جا پڑا۔ آپؒ اسے نکالنے کے لئے دوبارہ آگے بڑھے اور بچھو نے اپنی فطرت کے مطابق دوبارہ ڈنک مار دیا۔ چار بار یہی واقعہ پیش آیا آخر ایک دوست سے خاموش نہیں رہا گیا۔ اسنے جھنجھلا کر کہا۔ شیخ آپؒ کا یہ عمل ہماری عقل سے بالاتر ہے بچھو ڈنک مارے جا رہا ہے اور آپ اس کو نکالنے سے باز نہیں آتے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے شدید تکلیف کے عالم میں بھی مسکراتے ہوئے فرمایا۔ جب وہ برائی سے باز نہیں آتا تو پھر میں نیکی کرنے سے کیوں باز رہوں۔

☆......گلشن ناز۔ ٹھٹھہ قریشی

c انسانوں سے امیدیں وابستہ کرنے کی بجائے اللہ کے سامنے انکساری کرو۔ (حضرت علیؓ)
c علم وحکمت پیغمبروں کی میراث ہے اور مال وزر فرعون کی۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)
c انسان کا حق: باطل میں وہ تمام اعتقادات اور تعلیمات جو انسان کو اس کی زندگی میں بدقسمت بنائے اور جھوٹے ہیں وہ سارے جذبے جو اسے مایوسی اور بدبختی کی طرف لے جائیں۔ انسان کا حق ہے کہ وہ زمیں پر کامیابی کی زندگی بسر کرے۔ (خلیل جبران)

جنت دو قدم: ایک اللہ والے فرمایا کرتے تھے کہ جنت دو قدم ہے۔ کسی نے پوچھا۔ حضرت دو قدم ہے اسکا کیا مطلب ہے۔ فرمایا۔ اے دوست تو اپنا پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ لے تیرا دوسرا قدم جنت میں پہنچ جائے گا۔

☆......گلشن ناز۔ ٹھٹھہ قریشی

مایہ کال ریوالوڈ

---تحریر۔ محمد وارث آصف۔ واں بھچراں۔ قسط نمبر۲---

سعد نے اشلوک پڑھنا بند کیئے اور تلوار اٹھانے لگا اللہ کا نام لے کر اس نے پوری قوت سے زور لگایا اور اڑتا ہوا کالے آدمی سے آٹکرایا وہ کالے آدمی کو لیتا ہوا غار کے فرش پر آگرا کالے آدمی کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اتنے میں غار میں موجود بھیڑیئے تیزی سے اس پر جھپٹے سعد نے پاس پڑی تلوار اٹھا کر ایک بھیڑیئے کی گردن اڑادی اس نے اتنی زور سے تلوار ماری تھی کہ تلوار اس کی گردن کاٹتی ہوئی دوسرے بھیڑیئے کے پیٹ میں اتر گئی وہ خونخوار آواز میں خرخرا کر مر گیا تیسرا اڑ کر اس پر جھپٹا تو اس نے سائیڈ پر ہو کے اس کی گردن بھی اڑادی اس نے اپنے خاندان کے قاتلوں کو دردناک موت دے ڈالی تھی ابھی تو گھومنے ہی والا تھا کہ اسے یوں لگا کہ جیسے اس کا نچلا دھڑ کٹ گیا ہو بھیانک چیخ اس کے منہ سے نکلی اور اس کے نیچے دیکھا ایک تلوار اس کے جسم کے آر پار ہو چکی تھی اس نے نوشین کی دردناک چیخ سنی سعد نے تیزی سے گھوم کر پیچھے دیکھا کالا آدمی اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا اس پر شدید نقاہت طاری ہونے لگی اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں اس نے لپک کر تیزی سے اپنے جسم سے تلوار نکالی مگر ساتھ ہی خون کا دریا سارس کے جسم سے نکلا اور اس کے منہ سے چیخوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تلوار نکال کر وہ کالے آدمی پر جھپٹا مگر اس نے جواباً اسے ایک زوردار لات ماری اور وہ اڑتا ہوا ایک دھماکے سے دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا اور اوندھے منہ گر گیا تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا کالے آدمی نے دوسری تلوار اٹھائی اور شیطانی کا نام لے کر بلند کی اور نوشین کا سر کاٹنے لگا سعد نے رہی سہی ہمت کو یکجا کیا مگر اس سے اٹھا نہ گیا نوشین اسے خود کو تلوار سے مارتا ہوا دیکھ کر سعد کو پکارنے لگی اس کی آنکھوں میں خوف سا سمٹ آیا تھا اور ڈیلے خوف کے مارے سفید ہو گئے تھے وہ تیزی سے کھڑا ہوا اور ایک بار پھر جھپٹا اور تلوار کالے آدمی کے جسم کے آر پار کر دی کالے آدمی کے منہ سے اتنی بھیانک آواز نکلی کہ سارا غار دہل گیا سعد لڑکھڑا کر چبوترے پر آگرا کالے آدمی نے سعد کو بالوں سے پکڑا اس پر شدید نقاہت تھی اس ..نے آخری بار نوشین کی حسرت بھری آنکھیں دیکھیں اور پھر اس کی آخری دردناک چیخ سنی تو اس کا دل ٹوٹ گیا نوشین کی گردن کٹ چکی تھی اور خون تیزی سے پیالے میں جمع ہو رہا تھا کالے آدمی نے اسے بالوں سے گھسیٹا اور غار کے دوسرے راستے پر گھسیٹتا ہوا دروازے پر آکر یا منہ پر آکر اس زور سے نیچے گرادیا اس کا بے جان جسم لڑھکیاں کھاتا ہوا تیزی سے پہاڑ سے نیچے گرنے لگا اور خون کی ایک لکیر سی اس کے گرتے ہوئے پتھروں پر بننے لگی اس کی آنکھیں مکمل طور پر بند تھیں۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

اسی اثنا میں بخشو نے تیزی سے کہا عفیفہ صاحبہ بیٹھئے ہمیں دیر ہو رہی ہے رانی کسی روبوٹ کی طرح گاڑی میں بیٹھ گئی اس کی نظروں کا مرکز بخشو ہی تھا جو بار بار مسکراہٹ سے ونڈ سکرین پر رانی کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات دیکھ کر خوش ہو رہا تھا ہانیہ پرسکون انداز میں بیٹھی ہوئی تھی رانی بار بار منتر پڑھ رہی تھی مگر ہر بار اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا تھا اس کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے موت کے خوف نے اس کے چہرے کی رونق ہی چھین لی تھی چلتے چلتے ہانیہ کا گھر نزدیک آ گیا۔ اور وہ عفیفہ سے مل کر اتر گئی گاڑی دوبارہ چل پڑی اب تو رانی کا منہ دیکھنے کے لائق تھا اچانک ہی بخشو کی آواز سنائی دی کہو رانی کیسا لگا میرا یہ انداز میں اگر چاہتا نہ صرف یہ کہ ہانیہ کے سامنے تیرا سارا

پول کھول دیتا اور تجھے جہنم بھی رسید کر دیتا مگر نہیں میں کمزوروں پر وار نہیں کرتا تم جیسی کو تو میں اپنی پھونک سے بھی اڑا دوں آج کے بعد اگر میں نے تم کو ہانیہ کے اردگرد اگر دیکھ لیا تو تمہارے حق میں بہتر نہیں ہوگا میری طرف سے تم کو یہ وارننگ ہے میری طاقتیں تو تم دیکھ ہی چکی ہو تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی ہو اور نہ ہی تمہارا وہ مایہ کال میرا کچھ کر سکتا ہے تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم ہانیہ کا پیچھا چھوڑ دو۔

مم۔مگر مایہ کال مجھے مار دے گا۔۔رانی نے ڈرتے ہوئے التجائی لہجے میں کہا بھگوان کے لیے مجھ پر کرپا کرو میں مجبور ہوں میں اس کی آگیا کا پالن کرنا دھرم سمجھتی ہوں تم جو کوئی بھی ہو مجھے شما کر دو یا پھر مہاراج مایہ کال سے خود کہو کہ مجھے وہ آگیا دے میں اس کی اجازت کے بغیر اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتی ہوں تم کو بھگوان کا واسطہ تم مجھے ایسا کرنے کو مت کہو رانی رو دینے والے انداز میں بولی۔ میرا نام مہاراج ہے اور میرے سامنے بھگوان کا نام مت لو میں مسلمان ہوں اک خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنے والا ادنی سا انسان رہی بات شمع کرنے کی تو ٹھیک ہے میں تمہاری بات سے قائل ہو گیا ہوں۔ مگر میرا ایک پیغام اپنے آقا کو دے دینا۔ کیا۔ کیا تم نے مجھے شمع کر دیا ہے اوہ۔ مہاراج مجھے وشواس ہی نہیں ہو رہا ہے دھنے واد۔ کہو مہاراج کیا سندیسہ دینا ہے ان کو رانی خوش ہو کر بولی تم اس کو کہنا کہ اگر کچھ دن جینا چاہتے ہو تو ہانیہ سے شادی کا خیال بھی ذہن سے نکال دو ورنہ عبرتناک موت کے لیے تیار رہو۔ مہاراج غصے سے بولا اوش مہارج ربتو مایہ کال ایسا کرے گا نہیں کیونکہ دیگر پجاریوں کی نسبت شیطان آقا اس کے زیادہ قریب ہے اور دیگر دیوی دیوتاؤں کا آشیرواد بھی اسے حاصل رہے وہ ایک مسلمان کے کہنے پر اپنا سپنا کبھی نہیں توڑے گا چاہے جو بھی ہو جائے وہ مر جائے گا مگر جھکے گا نہیں شمع کرنا مہاراج مایہ کال اتنا بزدل نہیں ہے ک وہ آپ کے سامنے گھٹنے ٹیک دے وہ کوئی ایسا حل ڈھونڈ نکالے گا کہ آپ اس کے سامنے جھک جائیں گے رانی۔ مہاراج زور سے دھاڑا پھر اس نے تیزی سے کار کو بریک لگائی جس سے فضا میں چھائی ہوئی خاموشی یکدم ٹوٹ گئی اور چرررکی آواز نے دور دور تک کا فاصلہ طے کر لیا مہاراج تیزی سے کار سے باہر نکلا اور رانی کو بالوں سے پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ ساتھ میں کار کا دروازہ بھی ٹوٹ کر بازو میں جھولنے لگا اس نے نہایت ہی تیزی سے رانی کو ایک درخت کی جانب اچھال دیا رانی چیخیں مارتی ہوئی اور ہوا میں اڑتی ہوئی درخت سے جا ٹکرائی درخت کی نوکیلی شاخوں نے اس کے نہ صرف کپڑے پھاڑ دیئے بلکہ اس کے جسم کو بھی جگہ جگہ سے چھلنی کر دیا جن سے خون نکلنے لگا اس کی چیخوں سے اردگرد کا ماحول لرز اٹھا وہ درخت سے ٹکرا کر منہ کے بل جا گری اور اس کے منہ سے بھی خون نکلنے لگا۔ مہاراج نے اسی پر بس نہ کی اس نے تیزی سے اپنی ٹانگ اس زور سے رانی کے پیٹ میں ماری کہ و، دوبارہ سے ایک بھیانک چیخ مار کر اڑتی ہوئی آدھے کلومیٹر سے بھی زیادہ کے فاصلے پر کھڑے ایک اور درخت سے اس زور سے ٹکرائی کہ اس کا جسم دو حصوں میں بٹ گیا اور درخت بھی جڑ سے اکھڑ کر زمین پر جا گرا رانی کے جسم کا قیمہ بن گیا اس کے کٹے ہوئے جسم سے کالے رنگ کا بدبودار خون اردگرد پھیل گیا اس کی آنکھیں ابل پڑیں اور جسم کے حصے دور دور تک بکھر گئے۔ مہاراج تیزی سے اس جگہ گیا اس نے نہایت ہی کراہت سے اس کے جسم کے پھیلے ہوئے حصوں کو دیکھا اچانک ہی رانی کے سر میں سے آواز آئی۔

مہاراج چاہے تم بھی مجھے کچھ چباڈ ولو مگر تم مجھے مرتیوڈنڈ نہیں دے سکتے میں پاربتی دیوی کی پجارن ہوں وہ دیوی جو پورے سنسار کی دیوی ہے جو شیو دیوتا سے بھی شکتی شالی ہے اور مجھے اس کا آشیرباد حاصل ہے تم میری طاقتوں کو سلب کر سکتے ہو مجھے اذیت دے سکتے ہو مگر مرتیوڈنڈ نہیں دے سکتے اس کے ساتھ ہی رانی کے جسم کے بکھرے ہوئے اعضا تیزی سے فضا میں معلق ہو کر اک جگہ جمع ہونا شروع ہو گئے اس کے دونوں دھڑ پیٹ کے اندر کے حصے اور آخر میں سر بھی ایک جگہ جمع ہو کر اعضا آپس میں مل گئے اور ایسے ملے کہ جیسے پہلے کبھی ٹوٹے ہی نہ ہوں رانی پورے وجود کے

ساتھ کراہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی شمع کرنا مہاراج شمع کرنا میرا مقصد آپ کو ایذا دینا نہیں تھا میں نے تو آپ کو وہ بتایا جو میں جانتی ہوں میں اس وقت آپ کے رحم و کرم پر ہوں آپ جو چاہیں وہ کر سکتے ہیں یہ کہہ کر رانی مہاراج کی جانب خوفزدہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ مہاراج کے لیے یہ منظر حیران کن نہیں تھا اسے شیطان کے پجاریوں کی ان حرکتوں اور ایسے کارناموں کا اندازہ تھا اس لیے اس نے کوئی خاص ردعمل نہیں دکھایا تھا۔ دفع ہو جاؤ میری نظروں سے تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے اب کوشش کرنا کہ کبھی بھی تمہارا اور میرا سامنا نہ ہو۔ باؤ۔ وہ دھاڑا اور رانی آن کی آن میں غائب ہو گئی۔

مہاراج میں تباہ کر دوں گا تجھے۔ مایہ کال شراب کی بوتل کو دیوار پر مارتے ہوئے اتنی زور سے دھارا کہ درودیوار گونج اٹھے رانی اس وقت اس کے قدموں سے لپٹی ہوئی تھی اسے تمام داستان سنا چکی تھی جسے سن کر مایہ کال آپے سے باہر ہو گیا۔ دیگال۔ مایہ کال نے تیزی سے دیگال کو بلایا جو پلک جھپکتے ہی مایہ کال کے قدموں میں تھا مایہ کال جلدی سے پتہ کرو اس کمینے کا حدود اربعہ اس کی رہائش وغیرہ اس نے رانی پر اتیاچار کر کے اچھا نہیں کیا اس کی اسے قیمت چکانی ہوگی میں پہلے تو سمجھ رہا تھا کہ جوانی کا جوش ہے اسے خود ہی سمجھ آ جائے گی مگر یہ کیڑا ابھی پر لگنے کے بعد خود کو کچھ اور ہی سمجھ رہا ہے اسے سمجھا ہوگا کہتے ہیں کہ وقت کا لگایا ہوا ایک ٹانکہ آنے والے سو ٹانکوں سے بچاتا ہے لہذا اسے اب ٹانکا لگانا ہی ہوگا تمہارے پاس صرف ایک گھنٹہ ہے دیگال اس کا پتہ کرواگر ایک گھنٹے میں تم نے مجھے روپوٹ نہ دی تو میں تمہیں ذلیل کر دوں گا اب دفع ہو جاؤ۔ جو آ گیا مہاراج دیگال نے سر جھکا کر کہا اور پھر بڑی تیزی سے نکلا وہاں جا کر اس نے جلدی سے منتر پڑھے اور تمام غلاموں کو بلایا اور تمام بات سمجھا کر ان کو اس اہم کام پر بھیج دیا تقریبا پندرہ منٹ کے بعد ہی اس مہاراج کی زندگی کا مکمل نقشہ دیگال نے غلاموں کی مدد سے اسے بتلا دیا تمام واقعات سن کر مایہ کال کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں۔

دیگال نے اسے جو نقشہ بتایا تھا اس کے مطابق اس علاقے میں بدی کی طاقتوں کا جانا ناممکن ہی تھا وہ ہر لحاظ سے مکمل پاک علاقہ تھا جہاں ہر وقت اللہ کی عبادت کی جاتی تھی ہر سو رحمت جلوہ گر تھی مایہ کال ہر قیمت پر وہاں جا کر ادھم مچانا چاہتا تھا اور وہ بوڑھے سے بدلہ لینے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا وہ سوچ میں پڑ گیا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس نورانی علاقے میں کیسے جائے کافی سوچ بچار کے بعد اس کے ذہن میں ایک بھیانک منصوبہ آیا اس نے جلدی سے اس منصوبہ کی کڑیوں کو ملایا اور اس علاقے کی جانب روانہ ہو گیا تھوڑی دیر بعد وہ اس علاقے میں تھا وہاں صرف ایک کچی مسجد ساتھ میں محراب اور قریب ہی صاف پانی کا ایک چشمہ دکھائی دیا منصوبے کے مطابق اس نے اپنے کپڑوں پر مائع پاخانہ مل دیا اور سیدھا حجرہ کی جانب چل دیا اس کی سوچ کے عین مخالف اس کا راستہ کسی نے بھی نہ روکا تھا اور وہ حجرہ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا وہ یہ سوچ کر حیران کر رہ گیا کہ نیکی کی شکتیوں نے اس کے خلاف کوئی مزاحمت نہ کی بحرحال جو بھی تھا اس کے لیے تو بہت اچھا شگون تھا ابھی اس نے پہلا قدم اندر داخل کرنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک ایک رعب دار آواز گونجی جس سے وہ تقریبا اچھل پڑا مایہ کال باہر رکو میں آ رہا ہوں اندر تم جیسے شیطان کے داخلے کی کوئی جگہ نہیں خبردار جو اندر آئے تو ایک لمحے میں ہی جل جاؤ گے وہیں رکو بارعب آواز اسے قدم رکھنے سے روک دیا اور اس نے اپنا کرتہ تیزی سے اتار کر ہاتھ میں پکڑ لیا جیسے ہی بارعب آواز والی شکتی کی ایک جھلک اسے دروازے میں نظر آئی اس نے نہایت ہی تیزی سے وہ کرتہ اس کے جسم پر اچھال دیا کرتا جیسے ہی فضا میں اچھل کر حجرہ کے دروازے پر موجود شخصیت کی طرف گیا اسے راستے میں ہی آگ لگ گئی اتنی شدت کی آگ کہ وہ کرتا پلک جھپکتے ہی جل دیا اسی اثنا میں اس ہتی کا ایک پاؤں دروازے سے باہر نکلا تو اس پر غلاظت کے قطرے جا گرے وہ ہستی ٹھٹھک

کررک گئی ان کے جسم پر غلاظت کے پڑنے سے انکا وضو ٹوٹ گیا مایہ کال نے تیزی دکھائی اور اتنی جلدی سے اس نے اس ہستی کو پاؤں سے پکڑ کر کھینچا کہ خود اسے بھی حیرانگی ہوئی مایہ کال کے زور میں کافی تیزی تھی اور وہ ہستی ہوا میں بلند ہو گی اور دھڑام سے حجرے کے دروازے کے آگے کمر کے بل گری ہاہاہا۔۔ مایہ کال کے قہقہے بلند ہوئے شیر محمد اوہ ہو میں بھول گیا معاف کریں باباجی شیر محمد اپنے آپ کو بڑا شکتی دان سمجھتا ہے ہاں مگر میں تجھ سے بھی بڑا شکتی دان ہوں اور میں آج تیرا سرو ناش کرنے آیا ہوں بلا اپنے اس لخت جگر کو جس کی چھوٹی سی شکتی پر اسے اتنا گھمنڈ ہے اس نے بہت تکلیف دی ہے مجھے اور میرے چیلوں کو مگر تو فکر نہ کر میں اسے اتنی آسان موت نہیں ماروں گا اسے تڑپا تڑپا کر ماروں گا اس کے جسم کے اتنے ٹکڑے کروں گا کہ وہ تو وہ تیری روح بھی بلبلا اٹھے گی وہ غرایا مایہ کال تو نے دھوکے سے وار کیا ہمت ہے تو مجھے وضو کرنے دے مجھے اٹھنے دے پھر میں دیکھتا کہ تو یا تیرے شیطان اللہ کے بندے کو کیسے ایذا دیتے ہیں۔

شیر محمد رعب سے بولے واہ بڈھے واہ میرے رحم وکرم پر پڑا ہے اور ابھی تک اکڑ رہا ہے مجھ سے ٹکرانے کی ہمت تو آسمان کے فرشتوں نے نہیں کی پھر تو حقیر سا کیڑا کون ہے اور میں اتنا بے قوف نہیں کہ اپنے دشمن کو سنبھلنے کا موقع دوں اپنی موت کے لیے تیار ہو جاؤ ذلیل بڈھے تیرے تمہوت میری کامیابی کی پہلی سیڑھی اور تیرے بیٹے کی بربادی کا پہلا قدم ہو گی میں اس زمین پر بسنے والے تمام شیطان آقا کے دشمنوں کو ختم کر دوں گا اور بطور انعام میں شکتی حاصل کروں گا اور ایک دو وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس روئے زمیں پر مجھ سے زیادہ کوئی شکتی شالی نہیں ہو گا ہاہاہا۔ یاد رکھ شیطان کی اولاد شیطان جتنا بھی شکتی شالی ہو اللہ کے آگے بے بس ہے اور تو جن شکتیوں کا خواب دیکھ رہا ہے اللہ کی قسم وہ کبھی پورا نہیں ہو گا ٹھیک ہے کہ میری موت تیرے ہاتھوں میں ہو رہی ہے مگر انشاء اللہ تیری موت میرے بیٹے کے ہاتھوں میں ہو گی وہ تجھے اتنا ذلیل کر کے مارے گا کہ تیری روح پھر کبھی بھی مسلمانوں سے لڑنے کا بھی نہیں سوچ گی۔ ذلیل بڈھے مایہ کال زور سے چیخا اور جادوائی تلوار کو شیر محمد کے دل میں آر پار کر دیا اللہ کا کلمہ پڑھتے ہوئے ان کی جان نکل گئی ان کے خون سے فضا میں عجب سی مہک پھیل گئی مایہ کال نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا پھر اس نے منتر پڑھا اور چاروں طرف پھونک ماری اس کی پھونک سے آگ نکلی اور ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جنات جو درختوں پر بے بسی کے عالم میں سارا منظر دیکھ رہے تھے وہ بھی اس آگ کی لپیٹ میں آگئے اور ان کی چیخوں سے سارا علاقہ گونج اٹھا آگ نے چاروں طرف تباہی مچا دی ہر چیز جل گئی مگر محراب مسجد اور حجرہ اس سے محفوظ رہے جنات کی چیخوں اور مایہ کال کے قہقہوں نے عجیب سا ماحول بنا دیا وہ فخریہ انداز میں لگی آگ اور جلتے ہوئے جنات کو دیکھ رہا تھا اس کے سینے میں ابلتا ہوا لاوہ ٹھنڈا ہونے لگا اس نے شیر محمد کے خون سے مسجد کی دیوار پر بزرگ کے نام ایک سندیسہ لکھا پھر اس نے جادو کے زور پر اسی دیوار میں کیلیں گاڑیں اور جادوائی رسی کو شیر محمد کے گلے میں پھندا بنا کر اسے سندیسے کے اوپر پھانسی پر لٹکا دیا اور قہقہے لگاتا ہوا چل دیا اس کے ذہن میں اب صرف یہی بات تھی کہ وہ آج ہی اپنے غلاموں کو اپنے ماں باپ کی صورت دے کر ہانیہ کے گھر بھیجے گا اور ایک ہفتے کے اندر اندر وہ نا صرف ہانیہ سے شادی کرے گا بلکہ کسی بھی طرح وہ اس سے اس خونی مورتی کے حصول میں نجانے کتنے پجاری مر گئے ہیں وہ حاصل کرے گا اور اس سنسار پر اپنی حکومت بنا کر شیطان کا بول بالا کرے گا اس تمام درگھٹنا پر اسے اتنی مسرت تھی کہ اس کے قدم زمیں پر نہیں ٹک رہے تھے خوشی اس کے انگ انگ سے چھلک رہی تھی اپنے محل جا کر اس نے دیگال کو یہ خوشخبری سنا دی اور جشن کا انتظام کرنے کو کیا بلاشبہ یہ اس کے لیے اور اس کے غلاموں کے لیے ایک اہم خوشخبری تھی جسے وہ پوری طرح سے منانا چاہتے تھے اور کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھنا چاہتے تھے رانی اور دیگال پر مسرت انداز میں جشن کی تیاریاں کرنے لگے۔

دیگال فوراً تخت والے کمرے سے شیطان کے بت والے کمرے کی جانب آیا اور اس نے فوراً شیطان کو سجدہ کیا اور سجدے میں ہی بڑبڑانے لگا یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ کوئی منتر پڑھ رہا ہو اس کے بڑبڑانے میں کافی تیزی آنے لگی تھوڑی دیر بعد ہوائیں چلنے لگیں جو آہستہ آہستہ تیز سے تیز ہوتی چلی گئیں کمرے میں بھونچال سے آنے لگا اور کمرے میں موجود اکا دکا چیزیں ہوا کے زور سے ادھر ادھر اڑنے لگیں مگر شیطان کے بت اور دیگال کو کچھ بھی نہ ہوا اچانک آسمان پر زور سے بجلی چمکی اور کمرے کے اک کونے سے دھواں سا نکلنے لگا جو بڑھتے بڑھتے پورے کمرے میں پھیل گیا تمام بت خانہ کالے دھویں سے بھر گیا۔ جب مکمل طور پر کمرے میں دھواں ہوا تو کونے سے دھواں نکلنا بند ہو گیا اور پھیلنے والا دھواں تیزی سے ایک ڈھانچے میں تبدیل ہو گیا اب وہاں دھویں سے بنا ہوا ایک کالا سیاہ ڈھانچہ کھڑا تھا جس نے فوراً ہی گردن ارد گرد ایسے گھمائی کہ جیسے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہو پھر اس نے بھی تیزی سے شیطان کو سجدہ کیا دیگال اسے سجدہ کرتے دیکھ کر خود اٹھ گیا اور کالے سیاہ ڈھانچے کو پر مسرت انداز سے دیکھنے لگا ڈھانچہ چند لمحوں بعد اٹھا اور دیگال کی جانب گردن ہلا کر ایسے دیکھنے لگا کہ جیسے وہ سچ مچ ہی اسے دیکھ رہا ہو۔

اچانک ڈھانچے کے اندر سے آواز گونجی کہو دیگال مجھے کیوں بلایا تم ہر بار شیطان مہاراج کے بت کے سامنے مجھے حاضر کرتے ہو جس سے میں نا چاہتے ہوئے بھی حاضر ہو جاتا ہوں تم جان بوجھ کر ایسا کرتے ہو یہ ٹھیک نہیں ڈھانچے نے قدرے غصے سے کہا ڈھانچوں کے سردار نا جس تم کو مہاراج مایہ کال کا ایک سندیس دینا ہے مہاراج آج ایک بہت بڑی خوشی کو سر عام منانا چاہتے ہیں اس لیے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو بلا کر یہ آگیا دوں کہ تم اس روئے کائنات کے تمام شیطان مہاراج کے پجاریوں کو جا کر مہاراج مایہ کال کا ہی سندیس دو کہ آج کی رات وہ ان کے جشن میں شرکت کریں دیگال نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اسے مایہ کال کا حکم سنایا۔ اوہ مہاراج مایہ کا سندیس۔ پھر تو مجھے لازمی جانا ہو گا اور اس کام کے بدلے میری خوراک کہاں ہے خوراک یہاں ہے۔ اچانک دوسری طرف سے رانی کی آواز ابھری تو کالے ڈھانچے نے دوسری جانب گردن موڑ کر دیکھا وہاں رانی ایک بے ہوش انسان کو کاندھے پر لیے کھڑی مسکرا کر کالے ڈھانچے کی جانب دیکھ رہی تھی جبکہ دیگال مسکرا کر ڈھانچے کو دیکھ رہا تھا کالے ڈھانچے نے فوراً انسان کو دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑا اپنے استخوانی ہاتھ اس کی گردن پر رکھے اور ایک جھٹکے سے اس کی گردن موڑ دی اس کے جھٹکے میں اتنا دم تھا کہ گردن جلد اور ریڑھ کی ہڈی سمیت اکھڑ گئی اور خون تیزی سے نکلنے لگا اچانک ڈھانچے کے منہ میں نہ جانے کہاں سے زبان آگئی اور وہ غٹا غٹ خون پینے لگا خون اس کی ہڈیوں کو رنگین کرتا ہوا نا جانے کہاں غائب ہو گیا خون غائب ہونے سے ایسا لگتا تھا کہ جیسے ہڈیوں میں ہی کہیں اس کا کوئی پیٹ ہو یا کچھ ایسا ضرور ہو کہ جہاں خون جائے ڈھانچے نے لمحوں میں ہی اس کا سارا خون نچوڑ لیا اور ٹوٹی ہوئی گردن پر تیزی سے زبان پھیری پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اچانک اس کی آنکھوں کے گڑھے سے کالے رنگ کی تیز روشنی نکلی جو اس انسان کے جسم پر پڑی روشنی جہاں بھی لگتی وہ جگہ کالے دھویں میں تبدیل ہو کر ڈھانچے کی ہڈیوں میں سما جاتی تھوڑی ہی دیر وہاں انسان کا نام ونشان بھی نہیں تھا اور تمام جسم کالے دھویں میں تبدیل ہو کر کالے ڈھانچے کے جسم کی کالی ہڈیوں میں سما چکا تھا اس کا اسی طرح کا کالا ڈھانچہ کھڑا تھا جبکہ پورے کا پورا انسان اس کی ہڈیوں میں سما چکا تھا نجانے کیا اثر تھا وہ انسان جس کا جسم کا دھواں اس ڈھانچے کی آنکھوں سے نکلنے والی تیز لہر سے بنا تھا وہ کیسے سما گیا بحرحال ڈھانچے کا مطلوبہ مطالبہ پورا کر دیا گیا تھا اب وہ ایسے کھڑا تھا کہ جیسے وہ حکم کا منتظر تھا اب میری بات غور سے سنو۔

اس روئے کائنات کے تمام شیطان عظیم دشمن کے مرنے کی خوشی میں ایک بہت بڑے جشن کا اہتمام کیا گیا ہے اور روئے زمیں کے تمام چیلوں پجاریوں اور جادوگروں کو مدعو کیا گیا ہے لہذا تم سب کو سندیس دے آؤ اور ہاں کوئی بھی بچنا نہیں چاہیے سب کو سندیس ملنا چاہیے۔ دیگال نے تیزی سے کہا اور ہاں رانی تیزی سے بولی مہاراج مایہ کال کی

خوشی بہت بڑی ہے اور وہ اسے پورے جوش وخروش سے منائیں گے اور تمہارے ذمے تمام پیروکاروں کو سندیس دے کر بلانا ہے اور مہاراج کی خوشی کو دوبالا کرنا ہے اور یاد رکھو اگر ایک بھی پیروکار محفل میں آنے سے رہ گیا تو مہاراج کی محفل پھیکی پڑ جائے گی ان کو دکھ لگے گا اور غصہ بھی آئے گا اور تم جانتے ہو گے ہی مہاراج کا غصہ۔ ہاں ہاں۔ جانتا ہوں تم بے فکر ہو جاؤ سب کو سندیس ملے گا کوئی بھی پیروکار رہ نہیں جائے گا مگر ایک بات تو بتاؤ مجھے سیاہ ڈھانچہ کچھ کہتے کہتے رک گیا بولورانی نے کہا ایسی کون سی خوشی ہے جس کو مہاراج اتنے جذبے اور ولولے سے منا رہے ہیں اوہ ہورانی نے دیگال کی جانب اکتا کر کہا تب دیگال نے سے مختصر الفاظ میں ساری بات بتادی تو ڈھانچے نے سر ہلایا اور تیزی سے کالے دھوئیں میں تبدیل ہو کر وہاں سے غائب ہو گیا جلد ہی تمام پیروکار مایہ کال کے جشن میں شریک تھے نئے نئے رنگ کیسے گئے محفل کے مزے کو دوبالا کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا گیا کسی بھی طریقے سے محفل کے رنگ کو پھیکا نہیں پڑنے دیا گیا مایہ کال نے اپنے راستے میں آنے والے پہلے کانٹے کو ہٹا کر اس کا پورا پورا مزا لیا اور مختلف حربوں سے اس محفل کو جگمگا دیا۔

❁❁❁

مایہ کال۔ بزرگ حلق کے بل زور سے دھاڑا آنسو اس کے گالوں سے لڑھکنے لگے اپنے والد کی پھانسی پر لٹکی لاش کو دیکھ کر اس کے انگ انگ میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی یہ صورت حال اس کے لیے نہایت ہی حیران کن اور افسردہ تھی اپنے والد کی اس طرح کی بھیانک موت دیکھ کر اس کا روں روں غصے سے کانپ گیا تھا اس نے تیزی سے والد کی لاش اتاری اور اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر رونے لگا آنسوؤں کا دریا سا اس کی آنکھوں سے نکلنے لگا کافی دیر تک وہ دھاڑیں مار مار کر روتا رہا اور اپنے اندر انتقام کی آگ کو بھڑکاتا رہا آگ سلگتی رہی اور آنسو نکلتے رہے اس کے اندر اور باہر اک ہی آواز تھی کہ جیسے بھی ہو اس نے مایہ کال کو ایسے ہی مارنا ہے جیسے اس نے ان کے باپ کو مارا تھا اور دشمنی کوئی قتلوں کے بدلے یا انتقام پر نہ تھی بس صرف ہانیہ اور اس کے اندر چھپے ہوئے اس مورتی کے راز تک تھی جسے مایہ کال نے حال میں حاصل کرنا تھا اور اس مورتی کو حاصل کرنے کا مطلب ساری دینا پر شیطان کی حکمرانی تھا اور اسے حاصل کرنے کے لیے ہانیہ کی مرضی سے شادی کرنے اور پھر کم سے کم آٹھ ماہ کے صبر آزما انتظار تک تھا اور اسے پانے کے لیے مایہ کال نے بھیس بدل کر اور ہانیہ سے جھوٹ موٹ کی محبت کا ڈرامہ رچا کر اب مایہ کال اپنے غلاموں کو اپنے والدین کے بھیس میں ہانیہ کے گھر بھیجنے کا تہیہ کر چکا تھا جبکہ بزرگ نے مایہ کال کو طلسمی مورتی تک پہنچنے سے روک دینے کا ارادل کر لیا تھا مگر سب سے پہلا دھچکا اسے اپنے والد کی موت کی صورت میں لگا تھا جس نے اس کے ہوش وحواس چھین لیے تھے اور اب دشمنی انتقام میں تبدیل ہو گئی تھی مایہ کال نے بہت برا کیا تھا اس کے ساتھ بحرحال اس نے اور درختوں پر موجود نیک جنات نے نماز جنازہ پڑھ کر دفنا دیا تھا بزرگ کو کوئی ہوش نہیں تھا وہ اپنے بابا کی قبر پر بیٹھ کر آنسو بہانے لگا اور دل ہی دل میں وہ چیخ چیخ کر خود سے اور بابا کی قبر سے کہنے لگا یہ کیسے ہو گیا یہ کیسے ہو گیا بابا میں نے اس لیے تو اس شیطان کے مدمقابل کھڑا ہو گیا تھا مجھے کیا معلوم تھا کہ میرے ایسا کرنے سے مجھ سے تیرا شفیق سایہ اٹھ جائے گا میں اب اس دکھ بھری دنیا میں کیسے اکیلا رہوں گا میری کون رہنمائی کرے گا۔

اٹھ جا بابا اٹھ جا دیکھ میں کتنا تنہا ہوں تیرے بغیر بالکل اسی طرح جیسے میں نوشین کی موت کے وقت ہوا تھا جس قدر میں اس وقت اندر سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا بالکل اسی طرح میں آج بھی اندر سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہوں تم نے مجھے کیوں زخمی حالت میں دریا سے نکالا مجھے مرجانے دیا ہوتا اور میں سکھ سے اپنی جان محبوب نوشین کے پاس تو جاتا میں مر گیا ہوتا تو آج میری جگہ آپ تو زندہ ہوتے میری بجائے آپ کی ضرورت اس دنیا کو زیادہ ہے میں اکیلا تن تنہا اس معصوم کو اس شیطان سے کیسے بچاؤں گا بابا کیسے بچاؤں گا مجھے قسم ہے تیری قبر کی اس مٹی کی کہ میں تیرے قاتل کو

اسی جگہ لا کر ماروں گا جس جگہ اس کمینے نے تجھ کو مارا تھا نوشین کی موت کا غم ابھی تازہ ہی تھا کہ تیرا غم بھی مجھے مل گیا اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کا غم ابھی تازہ تھا جو اس شیطان کی بھینٹ چڑھ گئے اور میں زندہ ہوتے ہوئے بھی ان کو نہ بچا سکا پھر مجھے تیرا آسرا ملا اور تو میں بھی اس شیطان کے انتقام کی بھینٹ چڑھ گیا اور میں طاقتور ہوتے ہوئے بھی تجھ کو نہ بچا سکا نہ بچا سکا۔۔ وہ مسلسل کہتا گیا اور اپنے دل کا غبار ہلکا کرتا گیا اس کے اپنے اندر بھی ایک کہانی تھی وہ پہلے بھی بالکل اسی طرح سے ٹوٹا تھا اس پر اس سے بھی بھیانک ٹائم اس سے پہلے بھی چار سال پہلے آچکا تھا جو اس نے بڑی مشکل سے جھیلا تھا

❁❁❁

بزرگ کو یہ غم مناتے ہوئے کافی دن گزر گئے وہ اپنے والد کی قبر پر بیٹھا رہا اسے کسی بھی چیز کا کوئی ہوش نہ تھا نہ کھانے پینے کا اور نہ ہی دنیاداری کا وہ بس باپ کی قبر کے پاس سر جھکائے آرام سے بیٹھا تھا اسے اپنے سب سے بڑے دشمن کا بھی خیال نہ رہا تھا اسے تو بس اپنے باپ کی موت کا دکھ تھا وہ اس وقت ماضی میں پہنچا ہوا تھا اسے رہ رہ کر اپنی محبت اور منگیتر نوشین کی یاد نے گھیر رکھا تھا اس کا ذہن مسلسل اسی کے خیالات میں الجھا ہوا تھا آج سے ٹھیک چار سال پہلے اسی طرح نوشین کی موت نے اسے آدھ موا کر دیا تھا وہ اسی طرح ہوش وحواس سے بیگانہ ہو گیا تھا نوشین کی دردناک موت نے اس کی زندگی سے رونقیں چھین لی تھیں وہ اسے آج تک نہیں بھلا سکا تھا اور آج اسی طرح اس کا منہ بولا باپ بھی اس دنا میں اکیلا چھوڑ گیا تھا شیر محمد حقیقی باپ نہیں تھا اس کا شیر محمد نے تو اسے پہاڑوں میں سے اٹھایا تھا جب وہ وہاں بے ہوش پڑا تھا انہوں نے اس کی زندگی بچائی تھی اور اسے نورانی علم دیا تھا۔ ان کی کہانی اتنی دردناک تھی کہ شیر محمد بھی اسے سن کر آبدیدہ ہو گئے تھے انہوں نے ہی اسے زندہ رہنے کا دلاسہ دیا تھا اور اسے علم دیا تھا تاکہ اور کوئی نوشین دردناک موت سے نہ گزرے اور نہ ہی کوئی بزرگ بھری دینا میں اتنے بڑے صدمے کو جھیلے اس کی آنکھوں میں نمی تھی اور بہت بڑا دکھ اس میں جھلک رہا تھا اک دردناک کہانی کی کڑی سے کڑی مل رہی تھی اور گزرا ہوا تمام واقعہ اور بزرگ کی گذشتہ زندگی اک کہانی کی صورت میں اس کی آنکھوں سے چھلک رہی تھی وہ کہانی کچھ یوں تھی

وہ دسمبر کی ایک سرد اور طویل رات تھی شدید سردی اور دھند نے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اور اوپر سے یک بستہ سرد ہواؤں نے سونے پر سہاگا کر رکھا تھا کسی بھی جاندار کا ایسے ماحول میں باہر نکلنا ناممکن تھا مگر ایک گھر میں ابھی تک لوگ جاگ رہے تھے اس گھر کے مکینوں میں پریشانی نے غلبہ طاری کر رکھا تھا اسی گھر سے ایک عورت کے درد سے بلبلانے کی یکے بعد دیگرے آوازیں ماحول میں چھائی خاموشی کو توڑنے کی ناکام کوشش کرتیں تھوڑی دیر بعد اسی گھر سے ایک ہیولہ تیزی سے باہر نکلا اور ویران گلی میں تیزی سے چلتا ہوا ایک سمت روانہ ہو گیا اس کے چلنے کی رفتار تیز تھی اور وہ تقریباً دوڑ رہا تھا شدید سردی سے اس کے دانت بج رہے تھے مگر وہ برابر اپنی دھن کے بعد ایک چھوٹے سے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا اس نے تیز تیز دستک دی دستک کی آواز نے ماحول میں چھائی ہوئی خاموشی کو توڑا تو آس پاس کے گھروں میں موجود کتوں نے اپنے ٹھکانوں سے سر نکال کر جوابی آوازیں نکالیں جیسے کہہ رہے ہوں میاں بے شک ایٹمی دھماکہ کر دو ہم اپنی جگہوں سے نہیں نکلنے والے۔ دوسری بار کی تیز دستک میں اسی گھر کے ایک کمرے میں بلب آن ہوا اس کا مطلب تھا کہ وہ جاگ گئے ہیں تھوڑی دیر داخلی لکڑ کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آیا جی فرمائیے۔ اتنی رات گئے خیریت تو ہے ناں بچے تیری والدہ گھر پر ہیں ان سے کہو کہ بلال آیا ہے ربیعہ کی طبیعت کافی خراب ہے مجھے لگتا ہے کہ شاید ہمارا۔۔ اس نے بات راستے میں چھوڑ دی اچھا۔۔ اچھا ٹھیک ہے بلال چچا۔ آپ ٹھہریں میں امی کو اٹھا دیتا ہوں اس نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا تھوڑی دیر ایک چھوٹے قد والی موٹی سی عورت کے ہمراہ وہ واپس آیا تو بلال کو بڑی بے چینی سے اپنا منتظر پایا بلال بیٹا تم۔ عورت نے کہا۔

جی خالہ میں آپ پلیز ذرا جلدی کریں ربیعہ درد سے بلبلا رہی ہے بلال نے پریشان کن لہجے میں کہ اللہ خیر کرے گا بلال گھبراؤ مت چلو وہ تینوں بلال کے گھر کی سمت چل پڑے امی جان ساتھ والے ماسٹر جی بتا رہے تھے کہ رات کو چاند گرہن لگے گا تم اللہ سے مدد کی دعا کرنا اور خوب عبادت کرنا ایسے موقعے بڑے نازک ہوتے ہیں نوجوان نے امی کو بلایا ہاں بچے مجھے بھی پتا ہے میں نے بھی سنا تھا کہ تم بس دعا کرو کہ چاند گرہن لگنے سے پہلے ہی اللہ ہم پر مہربانی کردے اور ہسپتال کی زحمت سے بچالے بلال نے اسی لہجے میں کہا بلال بیٹے ایسا ہی ہوگا تم بے فکر ہو جاؤ اللہ رحم کرے گا اور کسی بھی مشکل سے محفوظ رکھے گا عورت نے اسے تسلی دی چلتے چلتے بالآخر وہ بلال کے گھر جا پہنچے عورت سیدھی ربیعہ کے کمرے میں چلی گئی جبکہ ربیعہ کے ساتھ اس کی ساس پہلے سے موجود تھی نوجوان کو بلال نے ساتھ والے کمرے میں بٹھا دیا اور خود نہایت بے چینی سے ٹہلتا رہا ذرا سا بھی کھٹکا ہونے پر وہ بے اختیار ربیعہ والے کمرے کی جانب تیزی سے دیکھتا۔ اسے پیاس کی حاجت ہوئی تو وہ باہر صحن میں گیا پانی پی کر واپس آیا تو اس نے بے اختیار آسمان کی جانب دیکھا چاند کو آہستہ آہستہ گرہن لگ رہا تھا۔

اس نے فوراً ہی کلمہ طیبہ کا ورد کرنا شروع کر دیا عین اسی کمرے میں کسی بچے کے رونے کی آوازیں آئیں اس نے شکر مندی سے ایک لمبا سانس لیا اور خدا کا شکر ادا کیا اظہار تشکر سے اس نے اوپر دیکھا تو مکمل چاند گرہن لگ چکا تھا اک پل کے لیے تو وہ پریشان ہو گیا پھر اچانک اسے دائی نے آواز دی تو وہ سب خیالات ذہن سے جھٹکا کر تیزی سے ربیعہ والے کمرے کی جانب لپکا اندر داخل ہوا تو دائی نے اسے مبارک دی اور کہا۔ مبارک ہو بلال اللہ نے تم پر کرم کیا ہے اور چاند سی بیٹی کا باپ بنا ڈالا ہے یہ سن کر بلال خوشی سے سرشار ہو گیا فرط محبت سے اس نے اپنی نومولود بچی کو ہاتھوں میں اٹھا کر چوم لیا بلال کی یہ پہلی بیٹی تھی شادی کے چھ سال بعد آج پہلی بار اللہ ان پر راضی ہوا تھا اور چاند سی گڑیا عطا کی تھی بلال کا اس دنیا میں سوائے ایک ماں اور بہن کے کوئی رشتہ دار نہ تھا بلال کی وٹہ سٹہ کی شادی تھی اس کی بہن کے ہاں بیٹا تھا اور حیرت انگیز طور پر اس کے بعد اولاد نہیں ہوئی وہاں بھی صبح سویرے بلال کے گھر محلے والوں کا آنا جانا شروع ہو گیا سب بلال کو مبارک باد سے نواز رہے تھے بلال کی بہن اقصیٰ بھی صبح سویرے آ گئی ساتھ میں اس کا چار سال کا بیٹا سعد بھی تھا ننھا سعد معصوم بچی کو دیکھ کر ایسے خوش ہوا جیسے وہ اس کے لیے کھلونا ہو وہ آتے ہی بچی سے چمٹ گیا اس کے ننھے منے ہاتھوں سے کھیلنے لگا اور اس سے ٹوٹی پھوٹی زبان میں باتیں کرنے لگا بچی بھی اس سے مانوس ہو گئی وہ جتنی دیر اس سے کھیلتا رہا بچی ایک بار بھی نہ روئی وہ جب بھی باہر جاتا بچی رونے لگ جاتی اس کے باریک کانوں میں بچی کے رونے کی آوازیں آتیں تو وہ بے اختیار اس کی جانب کھنچتا چلا آتا اور دوبارہ اس سے کھیلنے لگ جاتا حیرت انگیز طور پر وہ صرف چند لمحوں کے لیے ہی کمرے سے باہر نکلا اور خلاف توقع نہ تو اس نے پڑوسیوں کے لڑکوں سے مل کر ادھم مچایا نہ ہی کس کو مارا پیٹا پہلے اکثر یہ ہوتا تھا کہ سعد جب بھی ماموں کے گھر آتا محلے والوں کے ساتھ مل کر اودھم سا مچا دیتا یا پھر کسی نہ کسی بچے کی دھلائی لازمی کرتا اور شام کو یا پھر اسی وقت اس گھر کا کوئی نہ کوئی فرد شکایت لیے دروازے پر ہوتا اس کے کھلونے بھی ویسے کے ویسے ہی صحن میں ایک جگہ چھپے ہوئے تھے اس نے ان کو ہاتھ بھی نہ لگایا تھا محلے کے بچے بھی اس سے ملنے آئے اور ساتھ لے جانے پر اصرار کیا وہ ان کے ساتھ چلنے لگا ابھی وہ صحن میں ہی تھا کہ اسے ایک بار پھر بچی کے رونے کی آواز سنائی دی تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی رک گیا اور واپس مڑ گیا۔

بچوں نے اس پر استفسار کیا تو اس نے ان کو سختی سے منع کیا اور بچی کے پاس چلا گیا روتی ہوئی بچی اسے دیکھ کر چپ ہو گئی اور وہ اس سے کھیلنے لگا صبح سے شام ہو گئی وہ اپنی ممانی یا پھپھو کے ساتھ چمٹ کر بیٹھا رہا اور رات کو سویا بھی تو عین بچی کے ساتھ والی چارپائی پر گھر کے تمام سعد کا یہ عالم دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیئے ننھا سعد بچی سے بہت مانوس

ہو گیا تھا وہ اس کسی بھی پل اکیلا اور کسی بھی قیمت پر رونے نہیں دینا چاہتا تھا بچی بھی اس سے گھل مل گئی تھی اصل جھگڑا تو تب ہوا جب اس کی ماں نے کہا کہ اٹھو سعد تم کو نہلا دوں پھر گھر جانا ہے سعد نے یہ سن کر تو ہنگامہ کھڑا دیا اس کا کہنا تھا کہ وہ کسی بھی صورت میں یہاں سے نہیں جائے گا ماں نے اسے ڈانٹا تو اس نے رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیا بلال نے یہ دیکھ کر بہن سے کہا اقصیٰ بچہ ہے اسے مت ڈانٹو بچی سے مانوس ہو گیا ہے اس لیے سے چھوڑنے سے انکاری ہے کچھ دن ٹھہر جائے پھر اسے لے جانا خواہ مخواہ اسے مت رلاؤ بھائی کی بات سن کر اقصیٰ چپ ہو گئی اور سعد کے کپڑے وغیرہ انہیں دے کر چلی گئی بچی کا نام نوشین تجویز کیا گیا تھا۔ کوئی ڈیڑھ ہفتے بعد اقصیٰ دوبارہ لینے آئی تو وہی حال ہوا سعد نے دوبارہ مزید رہنے پر ضد کی مگر اقصیٰ نے کسی بھی صورت اسے مزید رہنے نہ دیا اور سب کے روکنے کے باوجود اسے زبردستی نوشین کی طرف تھا مسلسل دو دن تک اس نے نہ تو کچھ کھایا نہ پیا بس ایک ہی بات کا رٹہ لگاتا رہا کہ مجھے نوشین کے پاس جانا ہے سعد کا باپ بچے کی یہ حالت دیکھ کر اندر سے کڑھ گیا فوراً اسے اپنی بہن کے گھر پہنچا دیا سعد نے جیسے ہی نوشین کو دیکھا اس نے نہ صرف یہ کہ رونا بند کر دیا بلکہ خوب سیر ہو کر دلیہ اور دودھ بھی پیا ربیعہ نے جب اپنے بھائی پر یہ انکشاف کیا کہ گذشتہ دو دن سے اسے نوشین نے کافی تنگ کیا ہے نہ تو ٹھیک سے دودھ پیا نہ چین سے سوئی بس رونے کا پروگرام ہی طے کیے رکھا ہے بڑے تھے آخر بچوں کے دل کی بات سمجھ گئے۔

ربیعہ اس کے بھائی نے بچوں کی یہ حالت دیکھ کر کہا نہ تو سعد کسی صورت نوشین کو چھوڑنے کو راضی ہے نہ ہی نوشین اک پل بھی اگر دونوں کو جدا کر دیا جائے تو تڑپنے لگتے ہیں ہاں بھائی ربیعہ نے مسکراتے ہوئے کہا جانتی ہو کیوں نہ سعد کو ادھر ہی رہنے دیا جائے اور یہاں رہنے کا بھی اس کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ساتھ میں ہی مسجد اور سکول بھی ہے یہیں داخل کروا لیتے ہیں اسی بہانے اس کا دل بھی بہل جائے گا روئے گا بھی نہیں اور پڑھ لکھ بھی جائے گا باقی رہا اپنے گھر والوں سے ملنے کا سوال تو میں بلال سے کہہ دوں گی وہ روزانہ ادھر چکر بھی تو ویسے ہی لگاتا رہتا ہے سعد کو بھی ساتھ لیتا جائے گا کیوں بھائی۔ ہوں۔ اس کے بھائی نے تائید کی میں بھی یہی سوچ رہا ہوں اقصیٰ سے بھی میری اس بارے میں کافی بحث ہوئی ہے مگر وہ ماں ہے ناں بچے سے دور نہیں رہنا چاہتی ہے اسے کون راضی کرے۔ ہاں یہ تو ہے مگر بھابھی کو بھی کسی صورت یہ جدائی برداشت کرنا ہوگی اب دیکھو ان دونوں کو الگ الگ کر کے کتنی بار ہم نے بھی دیکھا ہے بھابھی نے بھی یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا تو ہوتے نہیں اگر کر بھی دیا جائے تو سعد کو تو کسی صورت یہ گوارا نہیں اس کا اور تو کوئی حل ہے نہیں سوائے اس کے کہ دونوں کو ساتھ رکھا جائے ہاں ربیعہ میرا بھی یہی خیال ہے مگر اقصیٰ۔ وہ کہتے کہتے رکا بھائی تم اس کو میرے پاس بھیج دینا وہ جانے اور میں۔ بس اب فیصلہ ہو گیا ہے سعد اسی گھر میں رہے گا ہمارے ساتھ ہمارا بیٹا بن کر میں اسے پالوں گی اس کی تمام ذمہ داری اب میری ربیعہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اک شرط پر میں سعد کو یہاں رہنے دوں گی۔ اقصیٰ نے بھائی شوہر بھابھی اور ماں کے بے حد اصرار کے بعد کہا

۔ہاں۔ ہاں بھئی بولو اقصیٰ کیا شرط ہے اس کی ماں نے تیزی سے کہا۔

آپ لوگوں کو نوشین کا ہاتھ ہمیں دینا ہوگا۔ مطلب۔ اسے میری بہو بنانا ہوگا ربیعہ نے تیزی سے کہا۔ لو جی ۔۔بلال نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا ادھر سنو۔ تم بات تو ایسے کر رہی ہو جیسے ہم کوئی غیر ہیں ارے بھئی یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ وہ یک قالب دو جان ہیں شاید خدا نے ان کو پیدا ہی ایک دوسرے کے لیے کیا ہے تو ان کو ساری عمر ساتھ رہنا چاہیے اور ویسے بھی اور تو کوئی خاندان میں لڑکا یا لڑکی ہے نہیں تو سیدھی سی بات ہے کہ یہ شیطان ہمارا ہی داماد بنے گا اس میں اتنا استفسار کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے پگلی تو میری بہن ہے تو جو کچھ مانگ تجھے ملے گا۔ تو پھر ہو جائے مٹھائی سعد نے باپ نے بغل میں سے مٹھائی نکال کر خوشی سے کہا وقت کا پہیہ تیزی سے رواں رہا دن ہفتوں اور مہینوں میں تبدیل ہوتے رہے سعد کو مقامی سکول میں داخل کرا دیا گیا اور مسجد میں بھی قرآن پڑھنے جاتا اب تو

مسجد میں اس کے ساتھ نوشین بھی جاتی تھی نوشین اب چار سال کی تھی سعد نے محلے کے بچوں سے کھیلنا کم کر دیا تھا بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا وہ ہوتا۔۔نوشین اور سارا گھر۔اور ان کی شرارتیں۔۔بہت اپنائیت تھی دونوں میں ہمیشہ ساتھ ساتھ ہی رہتے تھے ایکدن عجیب واقعہ ہوا جس نے سب کو حیران کر دیا ظہر کے بعد نوشین اور سعد مسجد گئے جماعت کے بعد امام صاحب نے بچوں سے قرآن سنا جب نوشین کی باری آئی تو اسے سبق یاد نہ تھا حالانکہ اس نے یاد بھی کیا تھا مگر خلاف معمول اسے بھول گیا امام صاحب نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا تو وہ رونے لگی یہ دیکھ کر سعد پیچ و خم کھانے لگا اپنی جگہ پہلو بدلنے لگا اس سے شاید نوشین کے آنسو برداشت نہ ہوئے امام صاحب نے اسے کافی ڈانٹا اور ایک تھپڑ مزید مارا تو وہ ہچکیاں لے لے کر رونے لگی امام صاحب شاید غصے میں تھے سبق یاد نہ کرنے پر وہ سخت برہم تھے قریب تھا کہ وہ اسے سوٹی سے مارتے ایک تھپڑ مزید مارا تو سعد سے برداشت نہ ہوا نورانی قاعدے کے نیچے رکھنے والی لکڑی کی روحلی اٹھائی اور پوری قوت سے امام صاحب کی جانب اچھال دی روحلی اڑتی ہوئی امام صاحب کے سر پر جا ٹکرائی روحلی لگنے سے ان کے چودہ طبق روشن ہو گئے مسجد میں ہنگامہ کھڑا ہو گیا سعد نے چپکے سے نوشین کا ہاتھ پکڑا اور گھر بھاگ گیا اس کا ننھا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اسے پنی غلطی کا شدت سے دکھ ہو رہا تھا مگر نوشین کے آنسو اس سے برداشت نہیں ہو رہے تھے اس لیے وہ ایسا کر گزرا مگر بعد میں اسے شدید پچھتاوا ہوا گھر میں کوئی نہ تھا سب فصل کاٹنے گئے ہوئے تھے۔

نوشین کا رو رو کر برا حال تھا اس کا ننھا سر دکھنے لگا تھا وہ چارپائی پر لیٹ گئی جلد ہی اسے بخار نے آلیا اور وہ بخار میں تپنے لگی یہ حالت دیکھ کر پہلے تو سعد نے ڈاکٹر کو لانے کا سوچا پھر اسے خیال آیا کہ اس نے جو کارنامہ کیا ہے شاید استاد نے اس کے پیچھے بچوں کو نہ لگا دیا ہو کہ جیسے ہی سعد باہر نکلے اسے پکڑ کر میرے حوالے کر دو یہ سوچ کر وہ سہم گیا مگر نوشین کی حالت اس کی برداشت سے باہر تھی اس نے تیزی سے اپنے کپڑوں کو پھاڑا اس سے پٹیاں سی بنائیں اور پانی میں گیلا کر کے نوشین کے سر پر رکھنے لگا امام صاحب کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی خدشہ لاحق تھا کہ ماموں اسے ماریں گے شام کو تھکے مارے بلال نے راستے میں ہی امام صاحب نے روک لیا ان کے سر سے خون نکلنے لگا تھا جس کی انہوں نے ڈاکٹر سے جا کے پٹی کروائی تھی بلال کو ساری صورت حال بتائی اور سعد کی خوب شکایت کی اور مزید پڑھانے سے انکاری ہو گئے بلال نے ان سے معافی مانگی ان کو جیسے تیسے کر کے راضی کیا مگر اندر سے وہ کھولنے لگے گھر جا کر جیسے ہی انہوں نے سعد کو نوشین کی پٹیاں کرتے اور روتے دیکھا تو سارا لاوہ بجھ گیا وہ تیزی سے نوشین کے پاس آئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ بخار سے تپ رہی تھی اسے فوراً حکیم صاحب کے پاس لے جایا گیا حکیم صاحب نے اس کی نبض چیک کی اور دوائیں دیں اگلی صبح جا کے نوشین کا بخار اترا مگر اس دوران نہ تو وارث کو چین آیا نہ ہی نوشین کو نوشین تو ویسے ہی بخار میں تپ رہی تھی مگر سعد اس کی حالت پر بے چین ہو رہا تھا جیسے ہی اسے آرام آیا سعد کو بھی تب چین آیا تب بلال نے دونوں سے سارا واقعہ معلوم کیا تو دونوں نے ڈرتے ڈرتے سب واقعہ سنا دیا بلال نے یہ سن کر دونوں کو تو کچھ نہ کہا البتہ ربیعہ سے کہا مجھے لگتا ہے کہ سعد کو نوشین سے شدید محبت ہے اس سے اس کے آنسو گوارا نہیں ہوتے ... نوشین کو سعد کسی بھی صورت میں دکھ میں نہیں دیکھ سکتا تھا اگر ان کو مزید ایک ساتھ پڑھایا گیا تو ہو سکتا ہے کہ جیسا واقعہ کل ہوا ہے ... ہو لہٰذا ہمیں چاہیے کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ پڑھایا جائے سعد کے باپ اور ماں کو بھی ساری صورت حال بتا دی ... تو انہوں نے کسی بھی قسم کی حیرت کا اظہار نہ کیا جیسے سعد کی اس سے چاہ تھی ایسی بات لازمی ہونا تھی بحر حال سعد کو الگ اور نوشین کو الگ الگ جگہوں پر پڑھنے بھیج دیا گیا۔

ایسے واقعات تو معمول بنتے گئے جیسے جیسے سعد اور نوشین بڑے ہوتے گئے ان کی محبت بھی پروان چڑھتی گئی جو بھی محلے میں یا گھر میں نوشین کو تکلیف دیتا گھر والوں کے علاوہ تو اس کی شامت آجاتی سعد اس کا وہ حال کرتا کہ

سات نسلوں کو بھی وصیت کر جاتا کہ بھائیوں سے پنگا مت لینا نوشین اور سعد کے ماں باپ بچوں کی محبت کو دیکھ کر جتنے خوش ہوتے تھے اتنے ہی سعد کے نوشین کا تکلیف دینے والے کسی بھی بچے کو سعد کے ہاتھوں ٹرپل ایچ کے جیسے گھونسے اور سی ایم پنک جیسی لاتیں رسید کرنے پر افسردہ۔وہ سعد کی اس حالت پر کڑھتے تھے ان کے مطابق سعد کو ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا مگر سعد تو ٹرپل ایچ اور سی ایم پنک بنا ہوا تھا ٹرپل ایچ کے ہتھوڑے جیسا ڈنڈہ اس نے اسپیشلی اسی مقصد کے لیے تیار کر رکھا تھا محلے کے اکثر بچے اس ٹرپل ایچ سے خائف رہتے اور کنی کتراتے تھے مامی۔۔مامی پتہ ہے آج ماسٹر جی نے ہمیں ایک لطیفہ سنایا پتہ ہے وہ کیسا تھا۔۔سعد نے سکول سے واپس آتے ہوئے گھر میں موجود کام کرتی ہوئی اپنی مامی کو پریشان دیکھا تو اس سے رہا نہ گیا ان کو خوش کرنے کے لیے تیزی سے بولا ہاں بولو بیٹا کون سا لطیفہ تھا ہمیں بھی تو سناؤ تو پھر سنیئے اور پھر اس نے لطیفہ سنا کر ان کو ہنسا دیا۔

❁❁❁

خزاں کے زرد پتوں کا وہ منظر یاد کرتا ہے۔
اسے کہنا بہت اس کو دسمبر یاد کرتا ہے
اسے کہنا کہ یخ بستہ ہوائیں زخم دیتی ہیں۔
اسے کہنا اسے ایک شخص اکثر یاد کرتا ہے
اسے کہنا کہ اس کے بن اداسی میں ہیں سب راستے۔
اسے کہنا کہ اسے بھرا سمندر یاد کرتا ہے۔
اسے کہنا کہ اسے بھول جانا کسی کے بس سے باہر ہے۔
اسے کہنا کہ اسے کوئی برابر یاد کرتا ہے
اسے کہنا کہ نہیں اس کے بن اب گھر میں جی لگتا۔
اسے کہنا کہ لوٹ آئے اسے گھر یاد کرتا ہے

نوشین کو سعد نے جب یہ غزل سنائی تو اُسے بہت پسند آئی اور اس نے جلدی سے نوٹ کر لی انہی شرارتوں لڑائیوں میں چھ سال پلک جھپکنے میں گزر گئے سعد کی عمر انیس سال اور نوشین سولہ سل کی ہو گئی دونوں نے بچپن کی حدود سے نکل کر جوانی میں قدم ڈال دیئے تھے نوشین میٹرک میں آ گئی اور سعد تھرڈ ائیر میں داخلہ لے لیا اس کے گاؤں میں کالج نہیں تھا مجبوراً اسے شہر جانا پڑتا جبکہ نوشین گاؤں میں ہی پڑھ رہی تھی وہ کبھی کبھار تو اپنے باپ یا ماموں کے ساتھ سکول جاتی آتی یا کبھی کبھار محلے کی لڑکیوں کے ساتھ یا کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اسے اکیلا بھی جانا پڑتا نوشین کا خوبصورت تھی گورا رنگ موٹی آنکھ پتلے ہونٹ کافی دبلی پتلی سی خوبصورتی کا ایک نمونہ تھی محلے کے کئی لڑکے دل ہی د میں اس پر فریفتہ تھے مگر سعد ٹرپل ایچ کے سامنے بے بس تھے لیکن وہ اسے دیکھ کر آہیں بھرا کرتے تھے ان میں ایک بار عبداللہ نے نوشین پر محبت کا جال پھینکا تھا مگر اس کی سعد نے ایسے دھلائی کی تھی کہ سب نے چپ سادھ لی سب اسے گھور گھور کر دیکھتے تھے مگر اس سے بڑھ کر کچھ کرنا ان کے بس میں نہیں تھا کیونکہ ان کے مدمقابل ٹرپل ایچ جس سے جان لینا دبگ شو کو دور انڈر ٹیکر بھی کترا جاتا تھا پچھلے ایک ہفتے سے نوشین محسوس کر رہی تھی کہ سکول میں آ جاتے ہوئے اسے اکثر ایک چالیس بیالیس سال کا ایک کالا آدمی مسلسل اسے گھورتا رہتا ہے اس کی شکل واجبی سی گہرا سانولا رنگ کسی پہلوان جیسا جسم اور خاص کر اس کی وہ آنکھیں جن میں ایک ساحرانہ کشش تھی جو دیکھنے والو اپنے اندر اترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی وہ اسے اکثر اپنے راستے میں کھڑا دیکھتی تھی پہلے پہل تو اس نے یہ سوچا تھا شاید کسی عزیزہ کو لینے یا چھوڑنے آتا ہو گا یا جب وہ دیگر لڑکیوں کیساتھ ہوتی تھی تو اسے محض چھچھورا پن سمجھتی تھی مگر ا

دن جب وہ اکیلی گھر جا رہی تھی تو اس نے نہ صرف یہ کہ اسے عجیب نظروں سے گھورا بلکہ اس کے تعاقب میں گھر تک آیا نوشین اس کی اس حرکت پر کافی گھبرا گئی لایقینی طور پر اس کو اس آدمی سے کافی خوف محسوس ہوا اور اپنے اندر خوف کی لہروں کو اترتا ہوا اس نے واضح نوٹ کیا تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس نے گھر میں قدم رکھا تو سامنے ماں کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی اس کے پسینے سے نکل رہے تھے اور اس نے جلدی سے اپنی گھبراہٹ کو قابو کیا۔

سارا دن اور رات اس کی نگاہوں میں اسی خوفناک نقش والے آدمی کا چہرہ منڈلاتا رہا خلاف معمول اس نے کسی سے بھی زیادہ بات نہ کی اور سوگئی سعد نے اس کی اس حرکت کو خاصا نوٹ کیا مگر وہ درگزر کر گیا اگلے دن جیسے ہی گھر سے نکلی گلی کا موڑ مڑتے ہوئے اسے اپنا منتظر پایا ایک لمحے کے لیے تو اس کی جان بھی نکل گئی اس کے قدم وہیں رک گئے جیسے کسی نے باندھ دیئے ہوں وہیں رک گئے جیسے کسی نے باندھ دیئے ہوں پھر اس نے جلدی سے خود پر قابو پایا اور تیز تیز چلنے لگی وہ آدمی بھی اس کے تعاقب میں سکول تک گیا سکول گاؤں کی آبادی میں ہی تھا اس لیے نوشین کو اتنا سا حوصلہ ضرور تھا کہ وہ آدمی کوئی بھی ایسی ویسی حرکت نہیں کرے گا مگر یوں اس کا تعاقب کرنا اپنے اندر کیا معنی رکھتا ہے وہ یہ جاننے سے قاصر تھی البتہ دل میں ہزار باتیں ضرور گردش کر رہی تھیں اس نے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا شاید وہ نیا نیا ہی آیا تھا بحر حال وہ سکول میں داخل ہوئی تو اسے تحفظ کا احساس ہوا اور اس کا خوف کم ہو گیا واپسی پر اسی طرح کا ڈرامہ شروع ہو گیا۔ محلے کے کسی بھی لڑکے شخص میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اس کا پیچھا کرتا یا اس پر ڈورے ڈالتا مگر یہ آدمی کون تھا اتنی زیادہ عمر میں اس کی یہ حرکت کیا معنی رکھتی تھی ایک جگہ پر جا کر وہ ٹھہر گئی اس سے اب مزید برداشت نہ ہو وہ اس قصے کو ختم کرنا چاہتی تھی اس نے تیزی سے گھوم کر تعاقب کرنے والے کو تیکھی نظروں سے دیکھا اور قدرے غصے میں بولی اے مسٹر تم جو کوئی بھی ہو خبردار جو دوبارہ میرے آس پاس دکھائی دیئے تو ٹانگیں تڑوا دوں گی اپنی عمر دیکھی ہے اپنی بیٹی کی عمر کی لڑکی کا پیچھا اس نے ایک سانس میں اسے خوب پھولوں اور گلاستوں سے نوازا تو وہ شخص کچھ گھبرا سا گیا اسے شاید ایسے جواب کی توقع نہ تھی اس نے جلد ہی اپنی گھبراہٹ پر قابو پایا اور تیزی سے کیا۔

دعا۔ میری بچی مجھے تو غلط مت سمجھ تو میری بیٹی ہے جو کئی سال پہلے مجھ سے جدا ہو گئی تھی میں نے تجھے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا یا پاگلوں کی طرح میں ساری دینا چھانتا رہا تجھ کو پانے کے لیے، تو اب مجھے ملی ہے میری بیٹی میں تیرے لیے ترس گیا تھا تجھے ایک نظر دیکھنے کے لیے جانے کتنے میں نے جتن کیے وہ روانی میں بولتا چلا گیا اب حیران اور گھبرانے کی باری نوشین کی تھی اس شخص کے ایک ایک لفظ نے اسے حیرانگی کے اتھاہ سمندر میں گرانا شروع کر دیا اس کی سوچوں اور احساسات پر ایک دم پانی سا پھر گیا اسے اپنے سابقہ کہیے گئے الفاظ پر ندامی سی ہوئی اس نے تیزی سے کہا تم۔۔ تم اپنے یہ ڈائیلائیگ کسی اور پر مارنا اور کسی اور کے سامنے اپنی دکھی کہانی پیش کرنا نہ تو میں تیری بیٹی ہوں اور نہ ہی میں تجھے جانتی ہوں میرے باپ کا نام بلال ہے اور وہ میرے لیے جان سے بھی بڑھ کر ہیں میں خوب سمجھتی ہوں تیری ان چالبازیوں کو ایسی باتیں کر کے تمصرف دوسروں کو مرعوب کر سکتے ہیں مجھے نہیں سمجھے اب دفع ہو جاؤ نہیں تو۔۔ اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑی اور اس کے جانب سے آنے والے کسی بھی ممکنہ جواب کی پرواہ کیے بغیر تیزی سے مڑ کر گلیوں میں گم ہو گئی اور وہ شخص اسے ہونقوں کی طرح کھڑا دیکھتا رہا عجیب آدمی ہے کیسی باتیں کر رہا ہے خود کو بڑا چالاک سمجھتا ہے جب ایسے بات نہیں بنی تو قربت حاصل کرنے کے لیے بیٹی بنانے کا ڈرامہ رچا لیا اور مگر مچھ کے آنسو بہانے لگا خوب سمجھتی ہوں میں ان مردوں اور خاص کر ان ٹھرکی بوڑھوں کی اٹکھیلیاں امید ہے کہ اتنی عزت افزائی کے بعد دوبارہ میرا نام لینے کی ہمت نہیں کرے گا۔ اگر لے بھی لیا تو میں سیدھا سعد کو بتلا دوں گی ار پھر وہ یاس کی دکھی رام کہانی کا موثر طریقے سے اینڈ کرے گا۔۔۔

ذلیل انسان کیسے کیسے تیخ چلیوں سے دنیا بھری ہوئی ہے کسی کی عزت کا تو ان کو خیال ہی نہیں بس اپنی ہوس

پوری جائے بس وہ سوچتی ہوئی گھر میں داخل ہو گئی سامنے مسکراتے ہوئے سعد کو دیکھ کر اس کے چہرے پر چھائی ہوئی پریشانی فشو ہو گی سعد کی آنکھوں سے چھلتی اپنے لیے بے پناہ محبت نے اسے اپنے دور سے ہی لشکارہ دے دیا تھا جس کی چکا چوند روشنی میں ہی وہ ڈھل گئی۔ دو تین دن بڑے آرام سے گزر گئے چوتھے دن بلال گھر واپس آیا تو اس کا چہرہ اترا اترا سا تھا اس وقت گھر میں سب موجود تھے سعد کالج کام کر رہا تھا نوشین ہنڈیا پکا رہی تھی جبکہ ربیعہ ویسے ہی چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی شوہر کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر اس نے تیزی سے پوچھا تو بلال نے اسے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ اکیلے میں بتائے گا ربیعہ بھی پریشان ہو گئی کہ نا جانے ایسی کیا بات ہے جو وہ اسے اکیلے میں ہی بتائے گا خیر وہ کچھ سوچ کر چپ ہو گئی جیسے ہی رات کی تاریکی نے خلف اٹھایا بلال آہستہ سے ربیعہ کو باورچی خانے میں لے گیا اور اسے جو بتایا اسے سن کر ربیعہ بھی حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئی بلال نے بتایا کہ وہ شام کو جیسے ہی کام سے واپس آ رہا تھا اسے راستے میں ایک گہرے سانولے رنگ کے موٹے آدمی نے رکنے کا اشارہ کیا وہ آدمی اس کے لیے تو کیا سارے شہر کے لیے اجنبی تھا اشارہ پا کر وہ یہ سوچ کر رکا کہ شاید کوئی ضروری کام ہو گا یا اس نے کسی کا پیغام اسے لا کر دینا ہو گا کیونکہ ظاہر طور پر وہ اس شخص سے بالکل ناواقف تھا دھیمے دھیمے قدموں سے وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور بولا میرا نام فرید ہے میں آپ کے لیے اور آپ میرے لیے اجنبی ہیں۔

جی ہاں میں نے بھی تائید کی دیکھئے بھائی آپ سے میری ایک درخواست ہے اس نے سوالیہ لہجے میں کہا جی جی محترم فرید صاحب حکم کیجئے۔ کیا بات ہے اور آپ کو میری طرف کس نے بھیجا ہے اک منٹ ایک منٹ ایسا کرتے ہیں سامنے سڑک کنارے بیٹھتے ہیں۔ وہی تفصیل سے بات ہو گی میں نے تیزی سے کہا تو اس نے جواب میں صرف اتنا کہا کہ بہت بہتر وہاں بیٹھ کر اس نے کہا بھائی بلال بات ہے کہ بلکہ میں آپ کو پوری تفصیل سے بتاتا ہوں میری اکلوتی اولاد جو مجھے دس برسوں کے طویل انتظار کے بعد ملی اس کے بعد میری بیوی مر گئی بیٹی کی صورت میں میرے لیے ایک نشانی رکھ چھوڑی میں نے اس کا نام دعا رکھا تھا کیونکہ وہ ہماری دعاؤں کا ہی ثمر تھی اپنی بیٹی کو میں نے ماں باپ دونوں بن کر پالا ہے اسے کی بھی چیز کی کمی نہ ہونے دی نہ ہی اسے یہ محسوس ہونے دیا کہ اس کی ماں نہیں ہے وہ تیزی سے بڑی ہو گئی اور اس کی عمر نو سال ہو گئی میں نے اسے اچھے سکول میں داخل کروایا غرض ہر طرح سے اس کا مکمل خیال رکھا انہی دنوں ہمارے گاؤں میں ایک اڈھیر عمر پتلا سا کمزور سا جھریوں والے چہرے کا ایک ملنگ آیا وہ سارا دن لوگوں کے گھروں سے آٹا یا روٹی یا سالن مانگتا تھا بلکہ عقیدت سے اسے خود ہی لوگ سب چیزیں دے جاتے تھے وہ ملنگ بھی بہت پہنچا ہوا تھا میں نے انعام علی پڑوسی کے بیٹے کو کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا ہر جگہ سے علاج کرایا گیا مگر وہ ٹھیک نہ ہو اور اسی ملنگ بابا کے دم سے ٹھیک ہوتے دیکھا تھا لہذا دلی طور پر میں ان کا گرویدہ تھا ہمارے گھر میں بیری کا ایک بڑا سا درخت تھا جس پر پھل لگتے تھے میں ضروری کام سے باہر گیا تھا اور واپس آ رہا تھا دوپہر کا ٹائم تھا ملنگ بابا بھی گھومتا گھومتا اسی درخت کے نیچے آ کر لیٹ گیا اتنے میں دعا گھر سے نکلی اس کے ہاتھ میں پتھر تھا اس نے بیر کھانے کی غرض سے جھاڑی کے بیروں کی طرف اچھال دیا پتھر تھوڑا سا وزنی تھا ہوا میں بلند ہوا بیروں کو تو نہ لگا البتہ ملنگ بابا کے ماتھے پر زور سے آ لگا سوتا ہوا ملنگ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا لگنے والے پتھر نے اسے دن میں تارے دکھا دیئے تھے اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا جسے اس نے آستین کی مدد سے صاف کیا دعا ڈری ڈری سی ملنگ بابا کو دیکھ رہی تھی ملنگ کی آنکھوں میں بجلیاں سی کوند رہی تھیں اس نے پر جلال انداز میں کہا ذلیل چھوکری تیری یہ مجال کہ تو مجھے کشٹ میں ڈالے تیری اتنی ہمت کیسے ہوئی کہ تو مجھے زخمی کرے میں تجھے شراپ دیتا ہوں کہ تو بھی اسی طرح کشٹ اٹھاتی اٹھاتی بہت جلد پرلوک سدھار جائے گی ہاں اسی طرح درد سے بلبلاتی رہے گی جیسے تو نے مجھے درد دیا ہے ملنگ نے تیز گرج سے کہا دعا یہ سن کر رونے لگی میں اس وقت ان کے قریب آ گیا تھا میں نے جو ملنگ بابا کو بددعائیں دیتے ہوئے دیکھا تو میں سہم

گیا میں جانتا تھا کہ ان لوگوں کی بد دعائیں ضرور پوری ہوں گی انجانے خطرے سے میرا دل دہل گیا۔

میری بچی تو نے کیا کیا ملنگ بابا کو زخمی کر دیا۔ میں نے قدرے نرمی سے پریشان کن لہجے میں کہا تو دعا روتی ہوئی مجھ سے لپٹ گئی میں نے تیزی سے اسے خود سے دور کر کے غصے سے کہا او نالائق مجھ سے نہ لپیٹ ملنگ بابا سے معافی مانگ ورنہ انہوں نے جو بد دعا دی ہیں وہ ہر حال میں تجھے برباد کر دیں گی جلدی معافی مانگ دعا مجھے چھوڑ کر اپنے ننھے ہاتھوں کو جوڑ کر ملنگ باا کے آگے کر دیا اس کا یہ معافی مانگنے کا انداز۔ میرا دل کاٹ کر لے گیا اس کے آنسو تھے جو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے میں نے بھی ان سے معذرت کی تو ملنگ کا دل پسیج گیا اس نے فوراً دعا کے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھ سے کہا بالک سادھو کا دیا ہوا شراپ تو اٹل ہے اسے روکنا یا واپس کرنا ناممکن ہے میں اسے تو نہیں ٹال سکتا البتہ جیسے ہی یہ پرلوک سدھارے گی اس دن چاند گرہن ہوگا اور اس کی روح بھگوان کے پاس جانے کی بجائے یہاں سے بہت دور ریتیلے میدانوں میں اک بستی میں اترے گی اور وہاں ایک چھوکری اس ٹائم پیدا ہوگی اس کے شریر میں اتر جائے گی اور اس بچی کا وہ دوسرا روپ ہوگا تو جا کے اس بچی کو لے آنا اور ہاں اس چھوکری کی نشانی یہ ہوگی کہ اس کی چال میں واضح خم اور دائیں ہاتھ کی چار انگلیاں خون کی طرح سرخ ہوں گی یہ کہہ کر ملنگ بابا مجھے اور دعا کو روتا ہوا چھوڑ کر چلا گیا میں شدید پریشان تھا میں نے اسی دعا کے آنسو صاف کیئے اور اسے دلاسہ دیا اور گھر لے گیا مگر میرے دل میں عجیب طرح کے وسوسے جنم لے رہے تھے دل کسی انجانے خوف سے دھڑک رہا تھا میں کسی بھی صورت دعا کو تکلیف میں دیکھنے پر راضی نہ تھا تو پھر اسے کیسے مرتا ہوا دیکھ سکتا تھا تمام دن میرا پریشانی سے گزر گیا رات کا کھانا بھی ٹھیک سے نہ کھا سکا اور لیٹ گیا دعا تو جلدی سو گئی مگر میری نیند مجھ سے روٹھ گئی۔

ساری رات میں دعا کو کسی بھی طرح بچانے کی ترکیبیں سوچتا رہا مگر مجھے کوئی بھی حل نہ مل سکا۔ رات کے کون سے پہر میری آنکھ لگ گئی ابھی مجھے سوئے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ دعا کی بھیانک چیخ سے میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا میں نے تیزی سے لالٹین جلائی اور دعا کو ہلایا جلایا تو اسکے جسم میں کوئی حرکت نہ تھی میں نے ڈاکٹر کو بلایا تو اس نے مجھ پر پہاڑ گرا دیا کہ میری بچی اب اس دینا میں نہیں ہے میری تو دینا تاریک ہو گئی دعا کی اس پراسرار موت نے میرے اوسان خطا کر دیئے۔ ڈاکٹر واپس چلا گیا تو مجھے کمرے میں اسی ملنگ بابا کی آواز سنائی دی نہ رو بالک نہ رو تو چنتا مت کر میں نے تیری کنیا کو کشٹ سے بچالیا ہے آج سے ٹھیک چالیس دن بعد میں اس کی روح پر چلا کروں گا اور اس کی معیاد چالیس دن ہوگی جیسے ہی یہ چلہ ختم ہوگا اسی رات چاند گرہن لگے گا اور بس اس کی روح اس چھوکری کے جسم میں ڈال دوں گا بس تو سمے کا انتظار کر ملنگ کی بات سے کسی حد تک مجھے سکون ملا شام تک اسے دفنا دیا گیا میں تیزی اور بے صبری سے دن گننے لگا وہ رات آ گئی طویل صبر کے بعد میں نے اس کے بعد اپنا گھر محلے والو کے حوالے کر دیا اور دعا کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اس سفر میں مجھے کیا کیا تکلیفیں آئیں کیا کیا مصیبتیں آئیں میں کیسے کیسے ملاقات سے گزرا یہ اک الگ کہانی ہے مگر شکر ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو پالیا ہے انجانے آدمی نے اپنی دکھی کہانی سنانے کے بعد مجھ سے کہا تو میں بھی بہت حیران ہوا اور مجھے اس آدمی پر بے حد ترس آیا وہ واقعی غموں کا مارا لگتا ہے مگر سوال یہ تھا کہ اس کا مجھے ایسی کہانی سنانے کا کیا مقصد ہے میں نے تیزی سے کہا بھائی جان آپ کی کہانی بہت اذیت ناک اور دکھ بھری ہے اسے سن کر میرا دل پسیج گیا ہے مگر میں آپ کی مشکل یا آپ کے کام کیسے آ سکتا ہوں یہ سن کر اس نے تیزی سے کہا بھائی اک آپ ہی ہو جو میری اس مشکل کو آسان کر سکتے ہو ایک تم ہی ہو جو میری مدد کر سکتے ہو اس نے کہا تو میں شدید حیران ہوا بھلا میں اس کی کیسے مدد کر سکتا ہوں میری بیٹی کی روح جس رات ایک لڑکی کے جسم میں داخل ہوئی وہ کوئی اور نہیں تیری بیٹی ہے اور وہی میری دعا کا دوسرا جنم ہے اور وہی میری اصل بیٹی ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جس طرح وہ پیدا ہوئی اس رات چاند گرہن تھا تم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو میں بے ہوش

ہوتے ہوتے بچا میرا دل دھڑکنا بند ہو گیا اور جسم ایسے سن ہو گیا جیسے میں انسان نہیں پتھر کا بت ہوں کیا میرے منہ سے ایک ہی لفظ نکلا۔ جی آپ کی بیٹی دراصل میری بیٹی ہے اور میں اسے یہاں سے لینے آیا ہوں دنیا کی کوئی بھی طاقت مجھے میری بیٹی کو لے جانے سے نہیں روک سکتی بس اتنا سا کام ہے تم سے میں تین سے چار دن میں اسے یہاں سے لے جاؤں گا اس نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر چل دیا میں نے اسے آوازیں دیں مگر اس نے جیسے سنا ہی نہیں۔

اس کے لہجے میں بہت واضح دھمکی تھی اور اس کی کہانی میں واضح سچائی۔ مجھے بہت ڈر ہے کہیں وہ سچ مچ نوشین سے جدا نہ کر دے میں نے ربیعہ کے چہرے پر بھی ایک انگ آ رہا تھا میری طرح وہ بھی پریشان ہو گئی یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ڈرامہ کر رہا ہو یا پس پردہ کوئی اور آدمی اسے یہ کام کرنے پر اکسا رہا ہو اور ویسے ہی یہاں کئی اک لڑکیاں ہیں جو نوشین سے بھی خوبصورت ہیں ربیعہ نے خیال پیش کیا نہیں اس نے جس طریقے سے مجھے کہانی سنائی ہے وہ تو نہیں لگتا ہے کہ وہ کوئی ڈرامہ ہے اور ہو بھی سکتا ہے لیکن پھر بھی مجھے اس پراسرار آدمی کی باتوں سے خوف محسوس ہو رہا ہے یوں لگتا ہے کہ جیسے کچھ نہ کچھ عجیب ہونے والا ہے۔

بلال نے سوچتے ہوئے کہا۔ اللہ نہ کرے بلال تم بھی نہ بس۔۔ خواہ مخواہ مجھے بھی پریشان کر رہے ہو اور خود بھی ہلکان کر رہے ہو دیکھو میری بات سنو جو آدمی ایسا دھندہ کرنے والا ہوتا ہے وہ بتا نہیں دیتا کہ بھائی میں نے کل رات تمہارے گھر میں چوری کرنی ہے مجھے تو بس یہ کوئی لفنگا یا چور چکا ہی دکھائی دیتا ہے اور تم کو پریشرائز کر رہا ہے اور تم ایویں ہی اس کی باتوں میں آ گئے اگر اس نے ایسا کچھ کرنا ہوتا مطلب سچ مچ میں نوشین کو لے جانا ہوتا تو اب تک اسے لے جاتا اور ہم اس وقت آنسو بہا رہے ہوتے دوسری بات یہ کہ اس کی سنائی گئی کہانی محض ایک چال ہے اور کچھ نہیں تم اس پر دھیان مت دو اس نے تین چار دن کا ٹائم دیا ہے نا تو ان تین یا چار دنوں میں سعد سے کہہ دیں گے وہ خود اسے چھوڑنے بھی جائے گا اور واپس بھی لے آئے گا اور ویسے بھی سعد کو تم تم جانتے ہو جو بھی نوشین پر بری نگاہ رکھتا ہے اس کا وہ حشر نشر کر دیتا ہے اور اگر سعد کے سامنے اس نے ایسا کچھ کہہ ڈالا تو میرے خیال میں وہ اس معاملے کو بڑے اچھے طریقے سے ہینڈل کر لے گا بس تم پریشان مت ہو اور ایزی فیل کرو جیسے کہ تم پہلے کرتے ہو بس ربیعہ کے مضبوط دلائل نے بلال کے دماغ کے سارے وسوسے ہوا کر دیئے اور اسے ایسے لگا کہ جو کچھ اس سے ربیعہ نے کہا ہے بالکل ویسے ہی ہے اور ہو گا اس نے اظہار تشکر سے ربیعہ کا ماتھا چوم لیا سچ کہتے ہیں دنیا میں اگر سچا پیار ہے تو بیوی اور شوہر کا ہے۔

سعد بیٹے سعد۔۔ ربیعہ نے اونچی آواز میں پکارا تو سعد جو کالج کی تیاری کر رہا تھا بولا جی مامی ادھر آؤ اچھا اس نے کہا اور تیزی سے ممانی سے کہا جی بیٹا ایسے کرو تم تین چار دن کالج سے چھٹی کر لو اور نوشین کو سکول سے لانے اور لے جانے کی ذمہ داری تمہاری۔ کیوں۔ کوئی خاص بات۔۔ نن نہیں۔ بس ایسے ہی میں نے کہہ دیا ہے اس کے ٹیسٹ ہو رہے ہیں اور وہ اکیلی واپس آتی ہے اس لیے مگر وہ پہلے بھی تو اکیلی آتی جاتی ہے اب کوئی نئی بات تو نہیں اس نے ناسمجھی سے کہا سعد بحث مت کرو جو کہا ہے وہی کر بس اسے چھوڑ آؤ سکول ربیعہ نے کہا اور وہ تیزی سے باہر مڑ گئی مگر سعد کو سوچوں میں ڈال گئی ضرور کوئی نہ کوئی بات ہے جو ممانی نے مجھ سے ایسے کہا ہے۔ خیر میں معلوم کر لوں گا نوشین ۔۔نوشین۔۔ ہاں اس نے دور سے ہانک لگائی جلدی تیار ہو جاؤ میں نے تم کو سکول چھوڑنے جانا ہے نوشین نے جب یہ بات سنی تو حیران رہ گئی جھٹ سے اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ ضرور اس دن اس آدمی کی عزت افزائی کرتے ہوئے اسے کسی نے سن لیا ہوگا اور امی یا ابو کو کسی نے بتلایا ہوگا جبھی تو انہوں نے سعد کی ڈیوٹی لگائی ہے اس نے سوچا اور تھوڑی دیر وہ اس ے لے کر سکول چھوڑنے نکل پڑا تھا نوشین ۔۔ یہ آج خاص طور پر ممانی نے مجھے تم کو چھوڑنے اور لانے کے لیے کیوں کہا ہے اور میری چار دن کے لیے کالج سے چھٹی بھی کرا دی ہے خیریت تو ہے ناں اس نے چلتے

ہوئے کہا تو نوشین بات گول کر گئی مجھے کیا پتہ ان کو ہی پتہ ہوگا جنہوں نے تم سے کہا ہے پھر بھی آخر کچھ تو پتہ چلے مجھے بھی یار بات ہضم نہیں ہو رہی ہے مجھ سے اس نے موڑ مڑتے ہوئے کہا نوشین نے سامنے نظر اٹھا کر دیکھا تو اسے وہی آدمی وہاں کھڑے نظر آیا اس کی آنکھیں غصے کی شدت سے پھیل گئی وہ سوچنے لگی عجیب آدمی ہے اتنی بے عزتی کروا کر بھی نوشین کی جانب سے آدمی کو غصے سے گھورتے دیکھا اس نے بھی سرسری نظر اس آدمی پر ڈالی جو نوشین کو گھور رہا تھا تم نے جواب نہیں دیا سعد نے کہا تو وہ سوچ کی دنیا میں سے واپس آئی کہا ناں مجھے نہیں پتہ اس نے ٹالنے والے انداز میں کہا سعد نے بے اختیار اسی آدمی کو دیکھا جو مسلسل نوشین کو گھور رہا تھا سعد کو اس کا یوں گھورنا بہت برا لگا تھا مگر وہ چپ ہو گیا۔

اتنی دیر میں سکول آیا اس نے نوشین کو واپس چھوڑا اور گھر چل دیا واپسی پر بھی چھٹی کے بعد جب نوشین اس کے ساتھ تھی تو سعد نے اسی طرح سے اس آدمی کو برابر گھورتے ہوئے دیکھا اگر وہ جوان آدمی ہوتا تو اور بات تھی وہ اس کے باپ کی عمر کا تھا اس لیے وہ چپ کر گیا گھر آ کر اس نے ممانی اور نوشین سے بار بار سے پوچھا مگر سب نے اسے ٹال دیا مگر وہ ان کے ٹالنے سے مطمئن نہ ہوا وہ جانتا تھا کہ ضرور کوئی نہ کوئی بات ہ جو اس سے چھپائی جا رہی ہے اور اس کا تعلق بھی نوشین سے ہے خیر دو دن مزید گزر گئے۔

سعد نے ایک بات خاص طور پر نوٹ کی کہ وہ کالا آدمی نوشین کے راستے میں سکول سے آتے اور جاتے ہوئے لازمی موجود ہوتا اسے دیکھ کر نوشین خاموش ہو جاتی اور غصے سے اسے دیکھنے لگ جاتی کئی بار اس کے ذہن میں آیا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کالے آدمی کا کوئی معاملہ ہو مگر ہر بار وہ اس خیال کو جھٹک دیتا اگلے دن اس کے ذہن میں نجانے کیا سمائی کہ اس نے اس کالے آدمی کا پیچھا کرنے کا منصوبہ بنایا سکول سے واپسی پر اس نے نوشین کو گیٹ پر چھوڑا اور تیزی سے واپس مڑا اس کا رخ اس آدمی کی طرف تھا گل میں وہ تقریبا دوڑتا ہوا اس کالے آدمی کے تعاقب میں روانہ ہوا دو تین گلیاں مڑنے کے بعد اس نے بالآخر اس آدمی کو جا لیا وہ تیز تیز قدموں سے شہر سے باہر جانے والے راستے پر گامزن تھا سعد نے دور سے اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا وہ آدمی چلتا چلتا شہر سے یا گاؤں سے باہر نکل گیا اس کا رخ جنگل کی جانب تھا جو گاؤں سے تھوڑے سے فاصلے پر تھا جنگل میں ہر طرح کے درخت تھے مگر وہ درندوں سے پاک تھا وہ آدمی چلتا ہوا جنگل میں گھس گیا سعد بھی محتاط قدموں سے اس کا متواتر تعاقب کرنے لگا جنگلی کانٹے دار جھاڑیوں سے اور کانٹوں سے وہ خود کو مشکل سے بچا رہا تھا مگر وہ کالا آدمی راستے پر ایسے چل رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی جنگل کا راستہ نہ ہو پکا روڈ ہو جنگل سے کافی فاصلے پر تھے چلتے چلتے وہ آدمی پہاڑوں کے نزدیک آ گیا سعد حیران تھا کہ اس کالے آدمی کا ان پہاڑوں میں کیا کام۔ یہ پہاڑ نہ صرف یہ کہ بنجر سے تھے بلکہ ان کے متعلق طرح طرح کے قصے بھی اس نے لوگوں کی زبانی سن رکھے تھے جن میں جنوں بھوتوں کے بارے میں اکثر باتیں اور کئی اک نے قسمیں وغیرہ بھی کھائی تھیں کہ پہاڑوں میں ان کا سامنا جنوں بھوتوں سے ہو چکا ہے اگر یہ باتیں سچ تھیں تو پھر اس آدمی کا وہاں جانا کیا معنی رکھتا ہے اور جس انداز سے وہ جا رہا تھا ایسے لگتا تھا کہ جیسے پہاڑ اس کا مسکن ہوں اسی طرح کی کئی باتیں اس کے ذہن میں ہچکولے کھانے لگیں بحرحال وہ پہاڑوں کے پاس آ کر ایک لمبے سے ڈھلوان والے پہاڑ کے اوپر چڑھنے لگا اوپر چڑھ کر وہ اس سے ملحقہ دوسرے پہاڑ میں ایک نظر آنے والے غار میں گھس گیا سعد نے کافی دیر اسے دیکھا مگر وہ غار سے باہر نہ آیا تو اس نے فوراً سوچ لیا کہ ہو نا ہو یہ پہاڑ اور اس کی غار ہی اس کا اصل ٹھکانہ ہیں کافی دیر بعد جب اس کی واپسی ہوئی تو نوشین کو بڑی شدت سے اپنا منتظر پایا کہاں گئے تھے تم اور اتنی دیر کہاں لگا دی اس نے بے صبری سے پوچھا تو سعد نے شانے اچکائے ذرا ضروری کام تھا اس لیے دروازے سے ہی مڑ گیا تھا اک دوست سے ملنا تھا کیوں اس نے صاف جھوٹ بولا جسے نوشین نے واضح پڑھ لیا تھا مگر وہ خاموش ہو گئی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ

ضرور سعد اسی کالے آدمی کے پاس اس کو سمجھانے یا بات کرنے گیا ہوگا خیر اس نے مزید نہ کریدا اور کہا۔

بس ایسے ہی میں تجھی شاید۔۔ ہاں شاید کسی اور کو بھی گھر پہنچانا ہوگا۔۔ ہیں جی۔۔ اس نے تیزی سے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو نوشین مسکرا اٹھی نہیں جی۔ اول تو تم ایسا کر نہیں سکتے اور اگر ایسا کرو گے بھی تو میں انڈر ٹیکر بن کر اس والی ٹیکنک استعمال کر کے تمہارا بھیجا نکال دوں گی۔ ہاں جی۔ ہیں جی۔ پھر تو میری توبہ جو ایسا سوچا تو سعد نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا بلکل۔۔ اس نے تائید کی تو سعد لپک کر اس کے قریب ہوا اور بولا پگلی اس دل کی دنیا میں صرف تیری ہی حکومت ہے تیرے بنا یہ دل کی نگری ویران ہے تم ہی تو میری کائنات ہو تمہارے سوا میں کسی اور کی طرف دیکھنا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔

دن رات سوچتا ہوں تجھے اتنا پیار میں دوں
جو کبھی اتر نہ پائے تجھے وہ خمار میں دوں
مجھے ایسے تو کچھ ملا ہے جیسے کہ کوئی دعا ہے
تجھ پر کوئی آنچ آئے تو میں خود کو بھی جلا دوں

اچھا جی یہ بات ہے تو پھر تم بھی سنو نوشین نے تیزی سے کہا۔

ہر وقت تجھے سنبھالوں تیرے سارے غم میں اٹھا لوں
میرا دل تو یہی چاہے تجھے روح میں سجا لوں
تیرا عکس نور سا ہے تو ایک سرور سا ہے
دل کش تیری ادا کا ہر لمحہ میں چرا لوں

اس نے جوابی شعر پڑھا اور ساتھ میں کہا یاد رکھنا مجھ سے دور نہ ہونا۔ شام کو بلال جب واپس آیا تو اس کا رنگ کافی حد تک اترا ہوا تھا اس نے فوراً ربیعہ کو کمرے میں بلایا اور کہا ربیعہ آج مجھ دوبارہ وہی شخص ملا تھا اور اس نے کہا تھا کہ تم کو میں نے جو ٹائم دیا تھا وہ اب پورا ہو گیا ہے میں کل اپنی بیٹی کو ہر حال میں لے جاؤں گا پھر۔۔ پھر کیا میں نے اسے پہلے دوستانہ انداز میں سمجھایا مگر وہ بضد رہا تو میں نے اسے دھمکی دی تو اس نے کہا کہ اس دھمکی کو اپنے پاس رکھو میں نے جو فیصلہ کرنا تھا کر لیا ساتھ ساتھ اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اس کے پاس کالا جادو ہے اور وہ اسی کے زور پر اسے اٹھا کر لے جائے گا میں نے اس کا مذاق اڑایا تو وہ غصے میں آ گیا اس نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونکا تو میں اندھا سا ہو گیا مجھے کچھ دکھائی نہ دیا بس کانوں میں اس کے قہقہے گونجتے رہے تھوڑی دیر بعد اس نے دوبارہ مجھ پر پھونک ماری تو میں ٹھیک ہو گیا پہلی بار حقیقی معنوں میں مجھے خوف محسوس ہوا کہ وہ جو کہہ رہا ہے وہ کر گزرے گا اس نے کہا کہ وہ سب کو ایسے ہی اندھا کر کے نوشین کو ساتھ لے جائے گا مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے ربیعہ اس کے پاس واقعی کوئی جادو ٹونا ہے جس سے وہ کام لے کر ہمیں ہماری بچی سے جدا کر دے گا بلال نے چہرے پر ہوائیاں اڑاتے ہوئے کہا تو ربیعہ بھی یہ سن کر پریشان ہو گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ کالے علم والے بے حد خطرناک ہیں ایک بار جس کے پیچھے پڑ جائیں اسے آسانی سے نہیں چھوڑتے اب کیا کریں ایک حل ہے اس کا۔

ربیعہ نے سوچتے ہوئے کہا تو بلال اچھل پڑا جلدی بتاؤ کیا حل ہے اگر اس نے تم پر جادو کر کے اپنا آپ منوایا ہے تو ہم بھی ایسا کریں گے کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ مطلب یہ کہ ہم بھی کسی اللہ والے سے اس سلسلے میں بات کرتے ہیں وہ ضرور کوئی نہ کوئی حل نکال لے گا اور ویسے بھی اللہ کے کلام میں بے حد طاقت ہوتی ہے کالا علم جتنا بھی خطرناک کیوں نہ ہو اللہ کا کلام اس پر بھاری ہے سعد کے باپ کے ایک جاننے والے ہیں شیر محمد وہ کافی نیک ہیں اور ایسے کاموں کے ماہر ہیں تم ایسا کرو کہ سعد کے باپ کو یہاں بلا لو ان سے مشورہ بھی کر لیتے ہیں اور تم راتوں رات ان کے

پاس چلے جانا اور ان کو ہر حال میں ساتھ لے آنا رہا سوال نوشین کا تو وہ کل کہیں نہیں جائے گی وہ گھر میں ہی رہے گی جب تم واپس نہیں آجاتے اللہ نے چاہا تو ضرور اس کا کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا تم بس جلدی کرو کھانا وہیں کھا لینا جلدی سے جاؤ اور ان کو لے آؤ اور سنو اقصیٰ کو ادھر ہی بھیج دینا رات کو وہ ادھر ہی رہے گی ہمارے ساتھ ربیعہ نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو بلال اٹھ کھڑا ہوا اس نے ربیعہ سے نوشین کی حفاظت کرنے کو کہا اور چادر لے کر تیزی سے گھر سے نکل گیا شام کا اندھیرا گہرا ہونے لگا تھا سعد چونکہ گھر میں فارغ تھا لہذا اس دن وہ دوستوں کے ساتھ گھومنے چلا گیا تھا یا ہوٹلنگ میں مصروف تھا بلال گھر سے تیزی سے نکلا اور اس کا رخ اپنی بہن کے گھر کی جانب تھا وہ تیز تیز قدموں سے فاصلہ طے کر رہا تھا اس کے دماغ میں سوچوں کے جھکڑ چل رہے تھے۔

پراسرار آدمی نے اسے کافی حد تک پریشان کر رکھا تھا گھر جا کر اس نے مختصر سے الفاظ میں ساری روداد بیان کی تو دونوں میاں بیوی حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئے انہوں نے فوراً اس کے ساتھ چلنے پر رضامندی دکھائی بلال نے پہلے تو اپنی بہن کو اپنے گھر چھوڑا پھر وہ اور سعد کا باپ مل کر شیر محمد کے آستانے کی طرف چل پڑے مگر وہاں جا کر ان کو مایوسی ہوئی شیر صاحب عمرے پر گئے ہوئے تھے اور آج کل میں ان کی آمد یقینی تھی واپس آ کر انہوں نے بجھے قدموں سے گھر والوں کو سارا واقعہ کہہ سنایا جسے سن کر سب پریشان ہو گئے تب سعد کے باپ نے کہا کہ آپ لوگ پریشان مت ہوں میں کل کسی نہ کسی علم والے کو لے کر آؤں گا رات کے نو بج چکے تھے ابھی تک سعد کا کوئی پتہ نہیں تھا نوشین بار بار سعد کی راہ دیکھ رہی تھی اس کا آج دل کیوں نہ جانے گھبرا رہا تھا کہ آج ضرور کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے ۔دروازے پر دستک ہوئی بلال نے دروازہ کھولا تو سامنے والے بندے کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے سامنے وہی کالی صورت والا انعام علی اپنی بھیانک مسکراہٹ کے ساتھ کھڑا تھا۔

کون ہے بلال بھائی۔سعد کے باپ نے پوچھا تو جواب ندارد وہ ایسے ہی دیکھنے کے لیے اٹھ کر دروازے کی جانب آ گیا تو اندھیرے میں اسے مہمان آدمی کی صورت واضح نظر نہ آئی میں ہوں انعام علی۔اور میں اپنی امانت لینے آیا ہوں مگر تم تو۔۔ہاں میں نے کل کا کہا تھا کہ مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ تم نے مجھے زیر کرنے کے لیے علم والوں سے مدد لینے کی ٹھان لی ہے تو مجھ سے یہ برداشت نہ ہو سکا لہذا میں ابھی اسی وقت اسے لے کر جاؤں گا المختصر تھوڑی دیر کے بعد وہ گھر سے نکلا تو اس کے کاندھے پر کسی کا ہوش ہوا اس سے بیگانہ وجود تھا اور گھر والے تمام افراد نوشین والے کمرے میں بے ہوش پڑے تھے کالی صورت والا اپنا کام کر گیا تھا اس نے اپنی ماورائی طاقتوں کے نتیجے میں ان سب کو ہوش وحواس سے بے گانہ کیا اور نوشین کو اٹھا کر انہی پہاڑوں کی سمت چلنے لگا اسے راستے میں کسی نے بھی نہ تو آتے ہوئے دیکھا اور نہ ہی جاتے ہوئے دیکھا۔

❁❁❁

کیا۔۔سعد کے منہ سے نکلا۔ربیعہ نے روتے ہوئے اسے ساری رام کہانی بتا دی سعد کے باپ نے اور بلال اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تھے اور عورتیں اپنی بے بسی پر آنسو بہا رہی تھیں بہت برا کیا آپ نے میرے ساتھ ۔مجھے آپ سے قطعاً یہ امید نہ تھی کہ آپ لوگ مجھ سے ایسی بات چھپائیں گے اگر نوشین کے ساتھ کچھ ہوا تو میں آپ لوگوں کو کبھی بھی معاف نہیں کروں گا رہی بات اسے واپس لانے کی تو میں ہر حال میں اسے اس ظالم کے چنگل سے واپس لاؤں گا چاہے اس کی قیمت میری جان ہی کیوں نہ ہو لیکن میں آپ لوگوں کو کبھی معاف نہیں کروں گا کبھی معاف نہیں کروں گا سعد نے روتے ہوئے کہا اور تیزی سے ان کو روتا ہوا چھوڑ کر چل دیا اس نے کسی خیال کے تحت جب اس کالے آدمی کا پیچھا کیا تھا اس کی یہ محنت رائیگاں نہیں گئی تھی اب نہ صرف یہ کہ اسے اس کالے آدمی کا ٹھکانہ معلوم تھا بلکہ وہ اس سے راتوں رات ہی نمٹ سکتا تھا گھر سے آتے ہوئے وقت وہ پسٹل اور کافی تعداد میں گولیاں لانا نہیں

بھولا تھا۔اس کے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں کہ وہ کسی بھی قیمت پر نوشین کے خلاف غلط نگاہ کو برداشت کرنے سے قاصر تھا تو پھر اسے اغوا کرنے والی اس حرکت کو وہ کسی بھی صورت معاف نہیں کر سکتا تھا وہ اس پستول کی ساری کی ساری گولیاں اس کالے آدمی کے سینے میں اتار دینا چاہتا تھا جس نے اس کی محبت پر غلط نگاہ ڈالی تھی اور اغوا کر لیا تھا کاش وہ اسی وقت اسے ٹھکانے لگا دیتا جس وقت اس نے پہلی بار اس آدمی کو نوشین کو گھورتے ہوئے دیکھا تھا تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا مگر اب سوائے افسوس کے کچھ نہیں ہو سکتا تھا بحر حال اس نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ وہ ہر صورت میں نوشین کو اس کے چنگل سے واپس لائے گا۔جنگل سے نکل کر وہ چاند کی روشنی میں پہاڑوں کی جانب گامزن تھا جو تھوڑے سے فاصلے پر تھے اور یہی پہاڑ ان میں موجود تھے جہاں غار تھی جہاں اس آدمی کا ٹھکانہ تھا جس کو ایک بار وہ دیکھ چکا تھا جیسے جیسے پہاڑ قریب آ رہے تھے اسے مدھم روشنی میں کوئی دیو قامت بھوت دکھائی دے رہے تھے یہ ایسا علاقہ تھا جو مافوق الفطرت واقعات سے بھرا پڑا تھا ان میں کتنا سچ تھا یا جھوٹ اسے نہیں معلوم تھا لیکن رات تو رات دن کو بھی کوئی بھولے سے بھی ادھر نہیں بھٹکتا تھا کیونکہ سب کے دلوں میں خوف سا تھا طرح طرح کی باتوں نے انہیں ڈرایا ہوا تھا اس لیے وہ ان پر نہ صرف یہ کہ یقین کرتے تھے بلکہ اسی بنیاد پر ادھر جانے سے بھی کتراتے تھے۔

پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سعد نے پستول نکال لیا تھا اور اس کی میگزین بھی لوڈ کر کے وہ اسے ہاتھ میں پکڑے محتاط قدموں سے غار کی جانب بڑھ رہا تھا اس نے اتنی احتیاط سے قدم بڑھا رکھے تھے کہ اسے بھی بڑھتے ہوئے قدموں کی آواز نہیں آ رہی تھی ادھر ادھر دیکھ کر وہ جھکے جھکے انداز میں تیزی سے غار کے قریب پہنچ گیا وہ غار سے تھوڑے فاصلے پر موجود تھا ایک بڑے سے پتھر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا اس نے احتیاط کے طور پر چند لمحے وہاں گزارے وہ وہاں رہ کر یہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ آیا اس کے ساتھ اور بھی افراد ہیں یا نہیں۔تھوڑی دیر بعد وہ اٹھا اور غار کے کنارے لگ کر محتاط نگاہوں سے غار میں دیکھا مگر غار میں سوائے اندھیرے کے کچھ نہ تھا اس نے پستول پر اپنی گرفت مضبوط کر لی اور لپک کر تیزی سے اندر داخل ہو گیا اس نے غار کا معائنہ کیا غار میں کافی حد تک کھلی تھی اور کشادہ تھی اور لمبی بھی تھی سعد نے اللہ کا نام لیا اور غار میں آگے کی طرف چلنے لگا وہ کافی دیر تک چلتا رہا مگر غار شیطان کی آنت کی طرح لمبی ہوتی جا رہی تھی غار میں کسی بھی قسم کی کوئی آواز نہیں تھی چلتے چلتے غار میں ایک موڑ آیا۔اور جیسے اس نے موڑ مڑا تھوڑے سے فاصلے پر اسے روشنی سی دکھائی دی جس سے اس نے اندازہ لگا لیا کہ غار میں ایک موڑ بھی ہے اور خدا جانے کیسی غار تھی کہ اور اسے کیسے بنایا گیا تھا غار کی دیوار کی سائیڈ سے وہ لگ کر تیزی سے چلنے لگا موڑ پر آ کر اس نے اندر جھانکا تو اندر ایک کشادہ سا کمرہ بنا ہوا تھا اور اس کمرے میں ایک بھیانک سا بت بھی نظر آیا بت کے ساتھ ایک چبوترہ سا بنا ہوا تھا جس پر اسے ایک نسوانی وجود لیٹا ہوا نظر آیا جسے اس نے پہلی ہی نظر میں جان لیا کہ وہ کوئی اور نہیں اس کی منگیتر نوشین ہے چبوترے کے پاس ہی آدمی آلتی پالتی مارے بیٹھا نظر آیا۔

وہ بت کے سامنے جھکا ہوا تھا اور بڑے انہماک سے کوئی چیز پڑھ رہا تھا اس آدمی سے ذرا فاصلے پر ایک بھیڑئیے نما کوئی جانور بھی بیٹھا ہوا تھا جو یقیناً اس نے اپنی حفاظت کے لیے رکھا ہوا تھا غار کے اندر مشعلیں روشن تھیں جن کی روشنی غار میں چمک رہی تھی اور اس روشنی میں غار کی سب چیزیں پراسرار نظر آ رہی تھیں غار کے اندر کا منظر کافی ہیبت ناک تھا اور غار میں عجیب سی بدبو پھیلی ہوئی تھی مثلاً کسی مرے ہوئے وجود کی جو پھٹ چکا ہو اور اس میں سے بدبو خارج ہو رہی ہو بھیڑیا بھی انہماک سے اس کالے آدمی پر نگاہ جمائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اسے کسی بھی چیز کا کوئی بھی ہوش نہیں تھا سعد نے چند لمحے تک تو غار کا اندرونی معائنہ کیا پھر پستول والا ہاتھ بلند کر کے بھیڑیے کا نشانہ لیا۔اور ٹریگر دبا دیا گولی تیزی سے چیمبر سے نکلی اور سنسناتی ہوئی بھیڑیے کے دماغ میں سوراخ کر گئی گولی کی آواز سے غار میں خاصی گونج پیدا ہوئی تھی اور غار کی چھتوں پر بیٹھے اور لٹکے ہوئے چمگادڑ تیزی سے غار میں اڑنے لگے بھیڑیا بغیر تڑپے

ہی ہلاک ہوگیا کالے آدمی نے چونک کر بھیڑیئے کو دیکھا اتنے میں سعد نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر پستول رکھ دیا خبردار اگر ہلنے کی کوشش کی تو سوراخ کردوں گا بھیجے میں اس نے غراہٹ سے کہا تو کالا آدمی نے اسے کوئی جواب نہ دیا تم نے نوشین کو اٹھا کر اپنی موت کو آواز دی ہے تو کیا سمجھتا ہے کہ اسے تو اٹھا کر یہاں لے آئے گا اور تیرا پتہ کسی کو بھی نہیں چلے گا ذلیل انسان تیری ہمت کیسے ہوئی اسے اغوا کرنے کی میں تیرا وہ حال کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی تیری روح بلبلاتی رہے گی سعد نے انتہائی غصے سے کہا اور ٹریگر دبا دیا پستول میں موجود تمام گولیوں نے یکے بعد دیگرے نکل کر دماغ میں گھس گئیں اور دوسری طرف نکل گئیں کالے آدمی کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی جس کی گونج گولی کی آواز سے بھی تیز تھی ہولناک آواز سے چیخنے کے بعد وہ آدمی فرش پر اوندھے منہ گرا اور وہیں سے گھوم کر اس نے ایک زبردست کک سعد کے پیٹ میں ماری سعد اڑتا ہوا غار کی چھت سے ٹکرایا اور تیزی سے غار کے فرش پر اوندھے منہ گر پڑا اب کی بار اس کی درد سے بلبلاتی ہوئی کئی گونجیں بلند ہوئی اس کا منہ بری طرح سے پتھروں پر رگڑا گیا اور سامنے سے اس کے ہونٹ پھٹ گئے جن میں سے خون تیزی سے نکلنے لگا وہ درد سے کراہنے لگا۔

اتنے میں اسی آدمی نے اٹھ کر اسے دونوں ہاتھوں کی مدد سے در سے بلند کیا اور غار کی دیوار پر اچھال دیا وہ اڑتا ہوا زور سے دیوار سے ٹکرایا اور اوندھے منہ گرا اس کے منہ سے بہنے والے خون کی مقدار اور رفتار تیز ہوگئی وہ ادھ مویا سا ہوگیا کالے آدمی نے لپک کر ایک بار پھر اسے اٹھا کر دیوار پر دے مارا تیزی سے وہ نیچے گرا تو اس کا بایاں بازو ٹوٹ گیا اس کے منہ سے چیخوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا کالے آدمی نے اسے چیختا دیکھ کر زور زور سے قہقہے لگائے اور اس کی بے بسی پر خوب خوش ہوا اس کے بعد اس نے کئی زوردار لاتوں سے سعد کے پیٹ کا انجر بنجر ہلا دیا وہ نیم بے ہوش ہوگیا اس کے منہ سے کراہنے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔

وہ شدید زخم ہوگیا تھا کالے آدمی کے جسم میں بے پناہ طاقت تھی وہ اس کے قریب آکر بیٹھ گیا اور اس کے سر کے بال جو کہ اس کے خون میں رنگے ہوئے تھے ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچے اور سر اوپر اٹھا کر اس نے ہاتھ کی مدد سے نوشین کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اس کی توجہ بھی وہاں مبذول کرائی دیکھ اس چھوری کو غور سے دیکھ۔ اس جیسی دس چھوریاں میں نے شیطان کے بت کو بلی دی ہیں اور یہ وہ خاص چھوری ہے جو چاند گرہن کے وقت پیدا ہوئی تھی اور چاند گرہن کا وقت غیض وغضب کا وقت ہوتا ہے اس سمے پیدا ہونے والا امنش شکتیوں والا ہوتا ہے دس سال ہوگئے مجھے شیطان کی پوجا کرتے ہوئے دس سال ۔۔ اور ان دس سالوں میں مجھے سوائے ایک آدھ شکتی کے کچھ نہیں ملا لیکن اس چھوری کی بلی میری دس سال کی محنت کا ثمر ہے اس کی بلی دے کر میں شکتی شالی بن جاؤں گا ہواؤں جنگلوں پاتالوں میں میری حکومت ہوگی دنیا میں میں شیطان کا نائب ہوں گا تو ۔۔ تو کیا سمجھتا ہے کہ تو اس لوہے کے کھلونے سے مار دے گا نہیں بالکل نہیں میں اتنا کمزور نہیں ہوا ں مایہ کال اتنا کمزور نہیں ہے کہ ایک کھلونے سے مر جائے تو تو کیا۔ تیری سات پشتیں بھی نہیں مار سکتی ہیں دس سال میں میں نے کتنے کشٹ کئے کیا کیا تکلیفیں دیکھیں ۔ اپنی سگی بیٹی کو بھی میں نے بلی چڑھا دیا یہ یہ ۔۔ یہ اس نے اس کا رخ موڑ کر مرے ہوئے بھیڑیے کی جانب کرتے ہوئے کہا۔ جس کو تو نے کھلونے سے مارا ہے اس جیسے کئی غلام باہر گھوم پھر رہے ہیں جنہوں نے تجھے یہاں آتے ہوئے دیکھا تھا مجھے خبر دی مگر میں نے کہا کہ آنے دو اسے اگر میں انکو اشارہ کرتا تو وہ تیری بوٹی بوٹی کر ڈالتے مگر نہیں تو نے مجھ سے ٹکر لی ہے مایہ کال سے ٹکر لی ہے اور تجھے اتنی آسان موت نہیں دونگا ایسی موت ماروں گا کہ تو ہر روز مرے گا تڑپے گا اور مجھے سکون ملے گا سعد نے نیم بے ہوشی سے اس کے سر کا جائزہ لیا وہاں سے خون نالیوں کی صورت میں بہہ رہا تھا جس نے اس کے چہرے پر نالیاں سی بنالی تھیں اور غار کے فرش پر گر کر ایک تالاب کی صورت اختیار کرنے لگا تھا خون کے لگنے سے اس کا چہرہ بہت بھیانک ہوگیا تھا اور اس کی آنکھوں میں سے آگ نکل رہی تھی اسے اٹھ کر کچھ پڑھا اور جھٹکا دے کر اسے

فضا میں بلند کردیا سعد کے پاؤں زمین سے اٹھ گئے اس نے بڑی بے دردی سے بالوں کو ایک ہاتھ سے کھینچ رکھا تھا جسے سے وارث کی تکلیف میں حد درجہ اضافہ ہوگیا تھا شدید اذیت سے اس کا چہرہ سیخ پا ہوگیا تھا اس کا سارا منہ پھٹ گیا تھا ایک بازو بھی ٹوٹ گیا تھا اور خون نے اس کے سارے کپڑے رنگین کردیئے تھے وہ شدید تکلیف میں تھا مگر اسے خود سے زیادہ نوشین کی فکر تھی جو اس وقت بے ہوش پڑی تھی اور کسی بھی وقت اسے بلی پر چڑھا دیا جانا تھا۔

کالے آدمی کے جسم میں اتنی پھرتی تھی کہ اس پر گولیاں بھی بے اثر تھیں وہ حتمی طور پر اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا تھا مگر وہ کسی بھی قیمت پر اس سے نوشین کو چھڑا لے جانا چاہتا تھا مگر وہ کالا آدمی بہت طاقتور تھا اس کے پاس جسمانی طاقت کے علاوہ کالی طاقتیں بھی تھیں اور سعد کے پاس کچھ بھی نہ تھا وہ صرف اور صرف خدا سے ہی دعا کرسکتا تھا مایہ کال نے اسے وہیں سے دیوار پر پٹخ دیا سعد جیسے ہی دیوار کے ساتھ لگا اس کا جسم وہیں جم گیا یوں لگتا تھا کہ جیسے اسے کسی نے باندھ دیا ہو اس نے ہلنے کی کوشش کی مگر وہ ہل نہ سکا صرف گردن ہی موڑ سکتا تھا یہ صورت حال اس کے لیے حیران کن تھی اس کالے آدمی نے اس پر نجانے کیا پھونک کر اسے دیوار پر مارا تھا کہ اس کے جسم نے ہلنا ہی بند کردیا تھا یوں لگتا تھا کہ جیسے اس کے دھڑ میں جان ہی نہ ہو اس کے ٹوٹے ہوئے بازو سے ناقابل برداشت درد اٹھ رہا تھا چہرہ بگڑ گیا تھا اور اسے بے پناہ درد ہو رہا تھا مگر اس نے بڑی مشکل سے خود پر قابو کر رکھا تھا اسے خود سے زیادہ نوشین کی فکر تھی سعد نے اب اس کالے آدمی کی کالی طاقت کا اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کتنے پانی میں ہے وہ نہتا تھا اس کا کچھ بھی نہیں کرسکتا تھا یہ بات وہ جان چکا تھا ابھی اس چھوری کو بلی دینے کا سمے نہیں ہے۔

وہ جلدی سے بولا ابھی آدھا گھنٹہ باقی ہے تو اس سمے تک ایک کھیل کھیلتے ہیں اور دیکھ کر مزے بھی لیتے ہیں وہ پراسرار مسکراہٹ سجا کے بولا اس کے سر سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا مگر اسے حیرت انگیز طور پر کوئی درد یا نقاہت نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ ایسے باتیں کر رہا تھا کہ جیسے اسے کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ کھیل بڑا سنسنی خیز ہے اور مجھے کھیلتے ہوئے مزا آئے گا اور یقیناً سعد تم کو بھی دیکھ کر مزا آئے گا مگر خبردار منہ سے بولنا نہیں بولے گا تو مجھے طیش آجائے گا اور میں کھیل کو خطرناک بنادوں گا اس نے دھمکی سے کہا اور کچھ بڑبڑانے لگا اور پھر سامنے دیوار پر پھونک ماری پھونک پڑتے ہی دیوار میں ایک ہلکا سا نقطہ سا ابھرا اور وہ چوڑا ہوتا گیا اس کی لمبائی اور موٹائی میں اضافہ ہوگیا اور اب وہاں ایک قد آور سکرین تھی جو خالی تھی تھوڑی دیر بعد اس پر ایک گاؤں کا منظر ابھرا اور پھر اس گاؤں کا ایک گھر سامنے سے فوکس ہو کر سکرین پر آگیا جسے دیکھ کر سعد نے جان لیا یہ اس کے ماموں بلال کا اور نوشین کا گھر تھا سکرین اتنی واضح تصویریں دکھا رہی تھی کہ اسے کمرے میں بیٹھی اپنی ماں اور ممانی نظر آرہی تھی ہاہاہاہا۔۔ وہ مکروہ ہنسی سے بولا اس گھر کو جانتا ہے سعد نے اثبات میں سر ہلایا شاباش اب کھیل شروع ہوا چاہتا ہے اس نے پراسرار انداز میں کہا تو سعد کا دل انجانے خوف سے دھڑکنے لگا نہ معلوم وہ کیا کھیلنا چاہتا تھا اس نے پھر کچھ بڑبڑا کر سکرین پر پھونک ماری تو کمرے کا دروازہ زور سے بند ہوگیا اور اسے کمرے میں تین بھیڑیئے دکھائی دیئے جو خونخوار نظروں سے اس کی ماں اور ممانی کو دیکھ رہے تھے وہ انہیں اچانک کمرے میں دیکھ کر حیران اور خوفزدہ ہوگئیں اور چلانے لگیں اٹھ کر وہ چارپائی پر کھڑی ہوگئیں نہیں ۔۔ نہیں ۔۔ سعد زور سے چلایا نہیں ان کو کچھ مت کہو وہ مری ماں ہے ۔۔ ان کو چھوڑ دو خدا کے لیے انکو چھوڑ دو وہ زور سے چلا کر گڑگڑانے لگا ہاہاہا ۔۔ ہاہاہا ۔۔ تو مجھے دھمکی دے گا میری روح کو بلبلائے گا ۔۔

تیری تو۔ ٹوٹ پڑو میرے شیرو تکا بوٹی کردو انکی ۔ اس نے غصے سے زور سے کہا تو بھیڑیوں نے اچانک جستیں لگائیں اور اڑتے ہوئے ان عورتوں پر ٹوٹ پڑے سعد کی ماں کو ایک بھیڑئے نے چارپائی سے نیچے گرا دیا اور اس کی گردن پر اپنے خونی پنجے گاڑ دیئے اور اس کا نرخرہ ادھیڑ دیا ربیعہ کو دونوں بھیڑیوں نے نیچے گرایا اور اک نے گردن اور دوسرے نے پیٹ کو چیر پھاڑ دیا ان کی چیخوں سے سارا کمرہ گونج اٹھا وہ بچاؤ بچاؤ کی آوازیں بلند کرنے لگیں اور

خودکو ان بھیڑیوں کے چنگل سے چھڑانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے لگیں مگر ان کی قوت مدافعت کمزور پڑنے لگی اور رفتہ رفتہ وہ آدھ موئی ہوگئیں اور پھر ان کی روح نے ان کے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا بھیڑیوں نے ان کے جسم کا سارا گوشت اڈھیر کر ہڈیوں سمیت ان کو ہڑپ کرلیا خون کا ایک تالاب سا کمرے میں بن گیا اور بھیڑیے اس خون کو تیزی سے چاٹنے لگے ان کے خون میں لت پت کپڑے جو کہ بری طرح سے ادھڑے ہوئے تھے ٹکڑوں کی شکل میں کمرے میں بکھرے پڑے تھے غار سعد کی چیخوں سے اور کالے آدمی کے قہقہوں سے گونج رہا تھا میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا کمینے۔ تم نے میری ماں کو مار ڈالا کتے ان کو کیوں مارا ان کا کیا قصور تھا وہ تو معصوم تھیں تجھے اگر مارنا ہی تھا تو مجھے مار دیتا۔۔ آہ۔۔ میری ماں۔۔ ماں۔۔ ماں۔۔

میں تجھے ایسی ہی دردناک موت دوں گا شیطان کی اولاد۔ ظالم میری ماں کو مار ڈالا ماں وہ درد سے بلبلاتا رہا اور اس کو ستا رہا اس کے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ سوائے گردن کے جسم نہیں ہلا پا رہا تھا مگر وہ پورا زور لگا رہا تھا اس کی ہولناک چیخیں مایہ کال کے قہقہوں میں دبتی جا رہی تھیں اس کے بعد ایک منظر اور ابھرا اب کی بار سکرین پر اس کے والد اور ماموں تھے وہ اس وقت کسی جنگل میں تھے کہ ان پر بھی نہ جانے کہاں سے بھیڑیے نمودار ہوئے اور ٹوٹ پڑے خدا کے واسطے میری ماں کو تو مار دیا ہے میرے باپ کو چھوڑ دو تجھے پیدا کرنے والے کا واسطہ۔ تجھے اس کالے بت کا واسطہ مریے باپ کو بخش دے سعد زور سے رو رو کر اس سے معافی اور والد کی جان بخشی کرا رہا تھا مگر اس پر تو کسی بھی التجا کا کوئی بھی اثر نہیں ہو رہا تھا وہ الٹا اس کے گڑگڑانے سے خوش ہو رہا تھا اور اسے زور زور سے گڑگڑانے کو کہہ رہا تھا۔

اس کے چہرے پر اس وقت بے پناہ خوشی تھی سعد گڑگڑاتا رہا اور وہ قہقہے لگا رہا تھا اور سکرین میں بھیڑیوں نے اس کے ماموں اور باپ کا بھی وہی حال کیا جو اس نے اس کی ماں اور ممانی کا کیا تھا رو رو کر اس کی آنکھیں سوج گئی تھی اس کی آنکھوں سے اتنے آنسو نکلے تھے کہ جنہوں نے اس کے چہرے پر لگا خون بھی دھو دیا تھا مگر اس پر ذرا اثر نہیں ہو رہا تھا نجانے کیا دشمنی تھی اس کو جو اس نے پورے خاندان کو ہی اذیت ناک موت دے کر آ رہے تھے ان کو دیکھ کر سعد کا خون کھول اٹھا اس نے ان کو مارنے کے لیے پورا زور لگا دیا مگر وہ اپنی جگہ سے ذرہ بی نہ ہلا بھیڑیے ادب سے کالے آدمی کے سامنے جھک گئے تھے اور وہ ان پر پیار سے ہاتھ پھیر رہا تھا اور ان کو شاباش دے رہا تھا نے پورا ز۔ر لگا دیا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا اس کے دل میں انتقام کا لاوا ابل رہا تھا اگر اس کا بس چلتا تو وہ سب ٹکڑے کر دیتا مگر وہ اس وقت کافی مجبور اور بے بس تھا کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا سوائے اس کے کہ وہ زور زور سے رو اور چلا ئے اور اپنی بے بسی کا ماتم کرے۔

دیکھا دیکھا میں نے کیسا کھیل کھیلا ہے ہاہاہا۔۔ ہاہاہا۔۔ میں نے کہا تھا کہ میں تجھے ایک بار نہیں ہزار بار مار گا تجھے جان سے نہیں ماروں گا اور واقعی تجھے اتنی جلدی جان سے نہیں ماروں گا اور تو واقعی اپنے گھر والوں مرتا ہوا دیکھ کر ہزار بار مرا ہے میرے ان غلاموں نے ان کی تکیا بوٹی کر دی ہے اور اب اس کھیل کا اگلا مرحلہ ہے ہے اس لڑکی کی بلی ہاہاہا۔۔ اس سمے کا میں نے دس برس انتظار کیا ہے کیا کیا کشٹ اٹھائے ہیں کیا کیا سپنے دیکھے ہیں اب وہ سپنا حقیقت بن جائے گا اور میں اس سنسار کا شہنشاہ بن جاؤں گا ہاہاہا۔۔ تو مجھ سے ان کی شمع مانگتا ہے! اس سمے او۔ شکتی کے لیے میں نے اپنی بیٹی اور بیوی کو بلی چڑھا دیا اپنے ہاتھوں سے مجھے ہر حال میں وہ شکتی چا جس کی مجھے تمنا تھی اور میں نے۔۔ بلی دی شیطان کو اور اب میری یہ آخری بلی ہے۔۔ اس منزل کی یہ آخری ہے اور اس کے بعد میں کالی دنیا اور کالے طلسم کا راجا بن جاؤں گا سب سادھو جادوگر علم والے میرے تابع ہوں میر اس دنیا میں شیطان کی کالی نگری کا راجہ بن جاؤں گا ہاہاہا۔۔ نہیں نوشین کو چھوڑ دو اسے خدا کے لے چھوڑ دو

اس کو لے کر یہاں سے چلا جاؤں گا سب کچھ بھول جاؤں گا حتیٰ کہ اپنے خاندان کی موت بھی مگر خدا کے لیے ان کو چھ چھوڑ دو ورنہ میں مر جاؤں گا یہ میری جان ہے اسے کچھ مت کہنا تو جو بھی کہے گا میں تیری ہر بات مانوں گا سب کچھ کروں گا تو جو کہے گا میں وہی کروں گا تو اسے چھوڑ دے میں اس کے بنا نہیں رہ سکتا اس نے بے بسی سے گڑگڑاتے ہوئے اور روتے ہوئے اس کی منتیں کیں مگر وہ برابر قہقہے لگاتا ہوا نفی میں سر کو ہلا رہا تھا وہ ایسے ہنس رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی بکری ذبح کر رہا ہو۔ اس نے سعد کے تمام واسطے سنے ان سنے کر کے نوشین پر پھونک ماردی وہ ایک جھٹکے سے ہوش میں آ گئی اس نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور اس وقت حیرانگی کے عالم میں تھی کالے آدمی کو دیکھ کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اٹھنے لگی مگر وہ اٹھ نہ سکی وہ صرف بیٹھ سکتی تھی اور بس سعد کی طرح اسے بھی فرش پر چپکا دیا گیا تھا نوشین۔۔ سعد نے اسے پکارا تو اس نے گھوم کر سعد کی طرف دیکھا جو خون سے بھرے ہوئے چہرے اور جسم کے ساتھ دیوار سے چپکا ہوا تھا اور رو رو کر اس کا حلیہ بگڑ گیا تھا۔ سعد۔ مجھے بچاؤ۔ یہ۔۔ یہ آدمی۔۔

وہ رونے لگی سعد سے اس کا رونا دیکھا نہ گیا اور وہ بھی بے بسی سے دھاڑیں مار مار کر رونے لگا نوشین اسے اس انداز میں روتا ہوا دیکھ کر بے بسی سے اسے دیکھنے لگی کالے آدمی نے اتنے میں بلی دینے والے اشلوک تیزی سے پڑھنے شروع کر دیے وہ آنکھیں بند کیے پوری توجہ سے اشلوک پڑھ رہا تھا اور نوشین برابر چیخ رہی تھی اس وقت وہ کالے اور بھیانک بت کے سامنے سیدھی لیٹی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایک خون آلود تلوار پڑی تھی بت کو دیکھ کر خوف سے اس کی گھگھی بندھ گئی اس نے زور سے رونا اور بھاگ جانے کو زور لگایا مگر وہ ہل نہ سکی اس کی خوبصورت آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت میں گرنے لگے اور وہ بے بسی سے سعد کو دیکھنے لگی جو اس سے اس وقت نظریں نہیں ملا رہا تھا بس وہ دھاریں مار مار کر رو رہا تھا۔

بچاؤ کوئی مجھے بچاؤ نوشین برابر چیخے جا رہی تھی مگر اس وقت اس کی فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا اس کا پیار بھی اس وقت کالے آدمی کے رحم کرم پر تھا سعد نے اشلوک پڑھنا بند کیے اور تلوار اٹھانے لگا اللہ کا نام لے کر اس نے پوری قوت سے زور لگایا اور اڑتا ہوا کالے آدمی سے آ ٹکرایا وہ کالے آدمی کو لیتا ہوا غار کے فرش پر آ گرا کالے آدمی کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اتنے میں غار میں موجود بھیڑیے تیزی سے اس پر جھپٹے سعد نے پاس پڑی تلوار اٹھا کر ایک بھیڑیے کی گردن اڑا دی اس نے اتنی زور سے تلوار ماری تھی کہ تلوار اس کی گردن کاٹتی ہوئی دوسرے بھیڑیے کے پیٹ میں اتر گئی وہ خونخوار آواز میں خرخرا کر مر گیا تیسرا اڑ کر اس پر جھپٹا تو اس نے سائیڈ پر ہو کے اس کی گردن بھی اڑا دی اس نے اپنے خاندان کے قاتلوں کو دردناک موت دے ڈالی تھی ابھی تو گھومنے ہی والا تھا کہ اسے یوں لگا کہ جیسے اس کا نچلا دھڑ کٹ گیا ہو بھیانک چیخ اس کے منہ سے نکلی اور اس کے نیچے دیکھا ایک تلوار اس کے جسم کے آر پار ہو چکی تھی اس نے نوشین کی دردناک چیخ سنی سعد نے تیزی سے گھوم کر پیچھے دیکھا کالا آدمی اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا اس پر شدید نقاہت طاری ہونے لگی اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں اس نے لپک کر تیزی سے اپنے جسم سے تلوار نکالی مگر ساتھ ہی خون کا دریا سارس کے جسم سے نکلا اور اس کے منہ سے چیخوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تلوار نکال کر وہ کالے آدمی پر جھپٹا مگر اس نے جواباً اسے ایک زوردار لات ماری اور وہ اڑتا ہوا ایک دھماکے سے دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا اور اوندھے منہ گر گیا تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا کالے آدمی نے دوسری تلوار اٹھائی اور شیطانی کا نام لے کر بلند کی اور نوشین کا سر کاٹنے لگا۔

سعد نے رہی سہی ہمت کو یکجا کیا مگر اس سے اٹھا نہ گیا نوشین اسے خود کو تلوار سے مارتا ہوا دیکھ کر سعد کو پکارنے لگی اس کی آنکھوں میں خوف سا سمٹ آیا تھا اور ڈیلے خوف کے مارے سفید ہو گئے تھے وہ تیزی سے کھڑا ہوا اور ایک بار پھر جھپٹا اور تلوار کالے آدمی کے جسم کے آر پار کر دی کالے آدمی کے منہ سے اتنی بھیانک آواز نکلی کہ سارا غار دہل گیا

سعد لڑکھڑا کر چبوترے پر آگرا کالے آدمی نے سعد کو بالوں سے پکڑا اس پر شدید نقاہت تھی اس نے آخری بار نوشین کی حسرت بھری آنکھیں دیکھیں اور پھر اس کی آخری دردناک چیخ سنی تو اس کا دل ٹوٹ گیا نوشین کی گردن کٹ چکی تھی اور خون تیزی سے پیالے میں جمع ہو رہا تھا کالے آدمی نے اسے بالوں سے گھسیٹا اور غار کے دوسرے راستے پر گھسیٹتا ہوا دروازے پر آکر یا منہ پر آکر اس زور سے نیچے گرا دیا اس کا بے جان جسم لڑھکیاں کھاتا ہوا تیزی سے پہاڑ سے نیچے گرنے لگا اور خون کی ایک لکیر سی اس کے گرتے ہوئے پتھروں پر بننے لگی اس کی آنکھیں مکمل طور پر بند تھیں اگر وہ اس وقت زندہ بھی ہوتا گرنے کے بعد اس کا بچنا ایک معجزے سے کم نہ تھا یوں ایک خاندان ایک جان دو قالب اور دو پیار کرنے والے شیطان کی بلی چڑھ گئے اذیت ناک موت ان کا مقدر ٹھہری لڑھکیاں کھاتا ہوا اس کا جسم نیچے آگرا جہاں پانی کا ایک چشمہ بہہ رہا تھا اس کے خون سے پانی رنگین ہوتا چلا گیا اور وہ اوندھے منہ پڑا تھا اس کا سب کچھ لٹ چکا تھا خاندان محبت اور شاید وہ خود بھی انہوں نے نماز کے لیے وضو کرنا چاہا جیسے ہی ہتھیلی میں پانی بھرا تو بے اختیار ان کی آنکھیں پانی پر جم گئیں جس کا رنگ سرخ تھا یوں لگ رہا تھا کہ جیسے اس پانی میں خون ہو انہوں نے حیرت سے پانی کو دیکھا ان کی نظروں نے دھوکہ نہیں کھایا تھا وہ واقعی ہی خون تھا جس کا انہوں کو پتہ چل گیا تھا انہوں نے پانی پھینک دیا اور اس جانب دیکھا جہاں سے چشمہ بہہ رہا تھا ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں خون کی ایک لکیر سی آرہی تھی بہتا پانی پاک ہوتا ہے چاہے جیسے ابھی ہو مگر انہوں نے اس خون کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا اور جگہ سے اٹھ کر چشمے کے مخالف چلنے لگے خون کی ایک لکیر سی بہتی ہوئی واضح نظر آرہی تھی وہ اس کا اصل جاندار ڈھونڈنا چاہتے تھے انہیں ایسے لگا کہ جیسے یہ کوئی انسان ہے نجانے کیوں ان کا دل اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ تیزی سے چلتے ہوئے خون کی نشاندہی کرتے ہوئے جا رہے تھے کافی دیر چلنے کے بعد خون کی مقدار بڑھنے لگی تو انہوں نے بے اختیار آگے دیکھا تو چونک پڑے سامنے کسی کا زخمی وجود چشمے میں بے حرکت پڑا تھا اور خون یقیناً اسی کے جسم سے آرہا تھا۔

وہ تقریبا دوڑتے ہوئے گئے اور اس زخمی آدمی کو جا لیا وہ شدید زخمی تھا جو انیس بیس سالہ نوجوان تھا جس کا چہرہ اور پیٹ اور کمر خون سے لت پت تھے اس کے بال خون سے اٹے ہوئے تھے انہوں نے سب سے پہلے اس کی نبض چیک کی مگر وہ بے جان تھی ان کا دل بیٹھنے لگا انہوں نے تیزی سے اسے سیدھا کیا تو ان کو شدید جھٹکا لگا نوجوان کا سارا منہ کٹا کٹا سا اور چھلنی تھا اور پیٹ میں بڑا سا سوراخ تھا جس میں پتھر پھنسا ہوا تھا انہوں نے اس کا دل چیک کرنے کے لیے اس پر کان رکھے تو ان کو ایسے لگا کہ جیسے دل دھڑک رہا ہے انہوں نے یقین دہانی کرنے کے لیے ایک بار پھر نبض پکڑی تو انہیں حرکت سی معلوم ہوئی ان کے چہرے پر خوشی کی لہر ابھر گئی انہوں نے تیزی سے کسی کو آواز دی تو چند لمحوں کے بعد تین نوجوان آدمی نجانے کہاں سے نکل کر سامنے آئے اس نوجوان کو لے جاؤ اور کسی بڑے اسپتال میں لے جا کر اس کا علاج کراؤ۔ اور سنو جتنی جلدی ہو سکتا ہے جاؤ انہوں نے تیزی سے کہا اور نوجوان نے لپک کر اس کو کاندھوں پر اٹھا لیا اور تیزی سے ایک طرف لے جانے لگے وہاں ایک گھوڑا اور تانگہ کھڑا تھا انہوں نے زخمی نوجوان کو اس پر لٹایا اور گھوڑے کو چابک ماری گھوڑا ہوا سے باتیں کرنے لگا پتہ نہیں کون ہے بے چارہ۔ بہت بری طرح سے زخمی ہے اللہ تجھے صحت دے بچے انہوں نے اس کو دعا دی اور واپس چلنے لگے اس کا خون ان کے ہاتھوں پر لگ چکا تھا انہوں نے خون کو دیکھا تو ان کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی سی بجی اسے ہاتھ پر لگے خون میں ایسے لگا کہ جیسے خون میں کسی شیطانی غلام کا بھی خون شامل ہے وہ اللہ والے تھے اور کافی نیک تھے ان کے پاس نورانی علم کا خزانہ تھا اس لیے وہ پہلی نظر میں ہی جان گئے کہ ضرور کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہے انہوں نے فوراً جھونپڑی نما حجرہ میں جو کہ ایک مسجد کے ساتھ تھا جا کر خون آلود ہاتھ کو ایک کپڑے پر مسلا اور کپڑے کو سامنے رکھ کر وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگے کافی دیر تک پڑھنے کے بعد انہوں نے کپڑے پر پھونک ماری تو عجیب سا واقعہ ہوا کپڑے والا خون سے کپڑے پر ہلنے لگا اور دو طرح کے

بڑے بڑے دھبے بن گئے جو کہ کپڑے کے دو کونوں پر موجود ہو گئے انہوں نے تیزی سے پھر کچھ پڑھا اور پھونک ماری تو دونوں خون آپس میں اسی طرح ملے اور پھر کپڑے میں ایک سکرین سی بن گئی اور اس میں عجیب عجیب سے منظر ابھرنے لگے کپڑے میں کسی غار کا منظر تھا جس میں ایک نوجوان زخمی حالت میں ملا تھا اور انہوں نے اسے ہسپتال میں بھیجا تھا خالد۔۔ انہوں نے بلند آواز سے پکارا تھوڑی دیر بعد ایک اور نوجوان حجرے میں موجود تھا۔

جی سرکار ایسا کرو نجیب اللہ اور دو اور نوجوان ایک زخمی حالت میں نوجوان کو ہسپتال لے گئے ہیں اس کا پتہ کرو اور ہاں جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جائے تم نے اسی کے پاس رہنا ہے اور علاج میں ہسپتال والوں کی مدد کرنی ہے تم سمجھ گئے ہو ناں ساری بات۔۔ جی سرکار سمجھ گیا اجازت۔ ہاں جاؤ شاباش۔ پھر انہوں نے ایک بار پھر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا تو ہوا نے ان کا وجود اٹھا لیا اور ان کو لے کر ایک غار میں کے سامنے پہنچا دیا انہوں نے کچھ پڑھ کر خود پر پھونکا اور غار میں داخل ہو گئے غار کافی کشادہ اور لمبا تھا غار میں جگہ جگہ انسانی تازہ خون پھیلا ہوا تھا اور بت کے نیچے ایک خون آلود پیالہ بھی تھا جس میں تازہ تازہ خون کے کچھ قطرے بھی تھے اور کالے بت پر خون کے جگہ جگہ تازے نشانات تھے یوں لگتا تھا کہ جیسے بت کو خون سے نہلایا گیا ہو اچبوترے پر ایک تلوار بھی پڑی تھی جو مکمل طور پر خون سے بھری ہوئی تھی سامنے ایک جگہ دیوار پر بھی خون لگا تھا اور جس راستے پر وہ آئے تھے وہاں بھی کسی کے وجود کو گھسیٹنے کے نشانات تھے اور خون ایک چادر کی صورت میں پھیلا ہوا تھا انہوں نے نہایت ہی جلال سے کالے بت کو ٹھوکر ماری بت کرچیوں میں بٹ گیا انہوں نے چند لمحے تک تو ارد گرد کا جائزہ لیا ان کے ذہن میں گزرے ہوئے تمام واقعات ایک فلم کی صورت میں چلنے لگے پھر انہوں نے ہوا کو حکم دیا کہ تو اس نے ان کو اڑا کر واپس اسی حجرہ میں لے آئی۔

نوجوان کو چار ماہ کے بعد ہوش آ گیا تھا سعد کا ذہن جیسے روشن ہو گیا اس نے ہولے ہولے سے آنکھیں کھولیں تو اس نے اپنے آپ کو ایک ہسپتال میں پایا اس کا جسم مکمل طور پر پٹیوں میں بندھا ہوا تھا اور اس سے ہلنا بھی مشکل ہو گیا تھا پھر اس کے ذہن میں ایک فلم سی چلنے لگی گزرے تمام واقعات ایک ایک کر کے اس کے ذہن میں آتے گئے اور اس کی آنکھیں بہنے لگیں اس کا سب کچھ لٹ چکا تھا کچھ بھی نہیں بچا تھا والدین محبت خاندان سب کچھ ایک دردناک حادثے کا شکار ہو گیا تھا۔ کاش وہ بھی مر گیا ہوتا اس نے دکھ سے سوچا اس بھری دنیا میں وہ نوشین اور ماں باپ کے علاوہ کیسے جی سکتا تھا لیکن خدا نے اسے نئی زندگی دی تھی پتہ نہیں کون فرشتہ تھا جو اسے یہاں لایا اور وہ بچ گیا مگر اس کے بچنے کا کیا فائدہ۔ وہ اپنے دشمنوں کو نہیں مار سکتا تھا کیونکہ وہ اس سے زیادہ طاقتور تھا اس کی آنکھیں مسلسل آنسو بہانے لگیں گزرے واقعات اور خاص کر نوشین کی یاد نے اسے تڑپانا شروع کر دیا وہ اسکے بغیر رہ بھی نہیں سکتا تھا اور اب وہ اس کے بغیر تنہا زندگی گزارے گا یہ سوال اس کے ذہن میں ہتھوڑے سے برسانے لگا اور وہ زندگی سے مایوس ہونے لگا کیسے ہو نوجوان۔ اس کے کانوں میں ایک شیریں آواز گونجی۔ اس نے اس سمت دیکھا ایک خوش شکل نوجوان کو مسکراہٹ سمیت دیکھا شکر ہے تم ہوش میں آ گئے تم پورے چار ماہ بعد ہوش میں آئے ہو اور تم کو ہمارے پیرومرشد نے زخمی حالت میں چشمے سے اٹھایا تھا تم اس وقت مکمل بے ہوش تھے اور تقریبا مر چکے تھے تم اس کو خدا کا کرشمہ سمجھو کہ تم زندہ ہو میرا نام خالد ہے میرا ساتھی نجیب پیرومرشد کو خبر کرنے گیا ہے ابھی آتا ہی ہو گا نوجوان نے اسے بتلایا تو اسے پتہ چلا کہ وہ کیسے ادھر آیا اور کون لایا مگر تم نے مجھے یہاں لا کر میرے زخموں کو ہوا دی ہے اس سے تو اچھا تھا کہ مجھے مر جانے دیا ہوتا سعد نے غمگی سے کہا نہیں نوجوان مایوسی کفر ہے زندگی ایک نعمت ہے اور دکھ سکھ کا سنگم ہے انسان کو ہر حال میں اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے اس کی طرف سے کبھی بھی ناامید نہیں ہونا چاہیے تم فکر نہ کرو ہمارے پیرومرشد تمہاری سب کہانی جانتے ہیں وہ تمہاری ہر حال میں مدد کریں گے لو وہ آ گئے اس نے تیزی سے کہا اور احترام کے طور پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا سرکار یہ رہا وہ نوجوان۔ خالد نے اشارہ کیا اسی لمحے سعد نے ایک نورانی چہرے والے

بزرگ کو دیکھا جن کے چہرے پرنور ہی نور تھا وہ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولے خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم کو نئی زندگی دی ہے کیسے ہو نوجوان ٹھیک ہو ناں۔ انہوں نے شفقت سے کہا اور سعد مسکرا دیا تم جلدی جلدی ٹھیک ہو جاؤ اور ہاں خالد تم یہ پانی اس نوجوان کو پلا دو خدا نے چاہا تو کل یہ خود چل کر تمہارے ساتھ آئے گا۔ خالد نے پانی لے لیا اور وہ چل دیئے سعد نے پانی پیا تو اس کو ایسا لگا کہ جیسے اس کے اندر توانائی دوڑ گئی ہو اسے تمام زخم مندمل ہوتے ہوئے محسوس ہوئے صبح اسے ڈسچارج کر دیا گیا اور تمام پٹیاں کھول دی گئیں اس نے حیرانگی سے اپنے جسم کو دیکھا ذرہ بھر بھی زخم یا چوٹ کا نشان نہ تھا اور جسم ایسے تھا کہ جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ دیکھا میرے پیر و مرشد کا کمال۔۔ خالد نے مسکراتے ہوئے کہا سعد کے دل میں سے آواز آئی واقعی مرشد ہو تو ایسا ہو اور یہ یقیناً میری مدد کریں گے۔

❁❁❁

وہ اس وقت حجرے میں تھا اور بہتے ہوئے آنسوؤں سے اپنی تمام کہانی سنا چکا تھا جسے سن کر سب آبدیدہ ہو گئے میرا نام شیر محمد ہے بزرگ نے تعارف کرایا اور یہ جو خالد اور نجیب ہیں یہ انسان نہیں مسلمان جن ہیں اور تمہاری ٹریننگ یہی کریں گے تم کو نورانی علوم تک پہنچائیں گے اور ہم تمہاری اس شیطان کو جہنم واصل کرنے میں مدد کریں گے سعد نے سنا تو اس کا چہرہ کھل اٹھا اس کے بعد کٹھن دور شروع ہوا سعد سے کئی کئی خطرناک چلے کروائے گئے ایسی ایسی منزلوں سے گزارا گیا کہ وہ لرز اٹھا مگر شیر محمد کے ساتھ نے اسے کامیابی دلائی اور وہ تین سال کے طویل اور پر آزما مصیبتوں کو جھیل کر نورانی علم والا بن گیا اور اس نے لوگوں کی مدد کرنا شروع کر دی اس کے اندر انتقام کا جذبہ پہلے سے بڑھ گیا تھا مگر شیر محمد نے اسے ایک خاص عرصے تک خاموش رہنے کو کہا یوں وہ خاموش ہو گیا۔

❁❁❁

شیر محمد کی قبر کے کنارے بیٹھا ہوا وہ اپنی گزری ہوئی زندگی کے واقعات کی کڑی سے کڑی ملا رہا تھا اس کے عظیم محسن آج شیطانوں کے چنگل میں پھنس کر اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئے آج وہ خود کو ویسے ہی تنہا محسوس کر رہا تھا کہ جیسے وہ نوشین کے مرتے وقت تنہا ہو گیا تھا اس کا سب سے بڑا سہارا اس سے دور ہو گیا تھا اس کے اندر ایک لاوہ سا ابل رہا تھا سعد نے اسی وقت اپنے بابا کی قبر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ وہ ہر حال میں ہانیہ کو اس مایہ کال سے بچائے گا اور اسے نوشین کی طرح مرنے نہیں دے گا اور نہ ہی وہ اس کی معصوم زندگی میں مایہ کال کو زہر گھولنے دے۔ گا جیسا کہ پچھلی بار اس نے اس کے ساتھ ایسا کیا تھا اور اس کی زندگی اجیرن بنا دی تھی انتقام کا سمندر اس کے اندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا وہ وہاں سے اٹھا اور ایک طرف چل گیا دبے دبے قدموں سے آواز آ رہی تھی اور وہ ایک بار پھر اس دینا میں اکیلا رہ گیا تھا مگر اب کی بار وہ نہتا نہ تھا اس کے پاس نورانی علوم تھے اور ان سے وہ شیطانوں سے اچھی طرح جنگ کر سکتا تھا خالد اور نجیب اور تمام جنات آگ میں جل گئے تھے مگر اس نے مسجد اور منبر کو دوبارہ آباد کرنا تھا اور اسی طرح سے اللہ کی عبادت کرنا تھی جیسے کہ اس کے منہ بولے والد کرتے تھے وہ قبر سے اٹھا تو اس کے اندر ایک نیا ولولہ اور تازگی تھی اور ایک نیا عزم تھا۔ وہ کیا کرنا چاہتا تھا یہ سب جاننے کے لیے آئندہ ماہ کا شمارہ ضرور پڑھئے۔

❁❁❁

m پہلا دوست (دوسرے سے) معاف کیجئے یہ گدھا آپ کا ہے؟ دوسرا دوست جی نہیں۔ پہلا دوست پیچھے تو آپ ہی کے چل رہا ہے۔ دوسرا دوست۔ میرے پیچھے تو آپ بھی چل رہے ہیں۔

c بیٹا ماں سے: امی میں نے دعوت میں اتنا کھایا کہ چل نہیں سکتا تھا اس لئے گھوڑے پر بیٹھ کر آیا ہوں۔ ماں: تمہیں شرم آنی چاہئے تمہارے ابو کو لوگ کھانے کے بعد چارپائی پر ڈال کر لائے تھے۔

☆.....عبدالصمد گبول-کراچی

مردہ جادوگر

تحریر:---

ہمیں لاشوں کا ایک ڈھیر دکھائی دیا زیادہ تر لاشوں کے جسم سے گوشت اتر چکا تھا اور وہ ڈھانچوں کی شکل اختیار کر چکی تھیں لیکن کچھ لاشین ایسی بھی تھیں جن کے جسموں پر ابھی گوشت باقی تھا ان لاشوں سے بہت گندی بد بو آ رہی تھی وہاں ایک منٹ رکنا بھی محال تھا ہم آگے بڑھنے لگے اچانک لاشوں کے اس ڈھیر میں مجھے ایک ایسی لاش دکھائی دی جسے دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے وہ لاش میری جان نائلہ کی تھی اس کا سر دھڑ سے الگ تھا میں بھاگ کر اس کی جانب لپکا میں ابھی اس ڈھیر سے تھوڑی دور ہی تھا کہ اس ڈھیر میں موجود لاشوں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور وہ سب کی سب اٹھ کھڑی ہوئیں میں نے یہ خوفناک منظر دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں کاشف بھاگ کر ہمارے پاس آؤ کچھ دیر بعد حجاب کی آواز سن کر میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے قریب ہی ان ڈھانچوں کو دیکھ کر میرا سانس رکنے لگا میں نے اللہ کا نام لے کر پیچھے کی جانب دوڑ لگا دی جلد ہی میں ہامون جادوگر اور حجاب کے پاس پہنچ چکا تھا ہامون جادوگر نے دوبارہ منہ میں کچھ پڑھا اور ان ڈھانچوں کی جانب پھونک ماری تو اس کے جسم سے ایک بار پھر روشن شعاعیں نکلیں اور ان ڈھانچوں نما لاشوں کی جانب بڑھنے لگیں جیسے ہی وہ روشن شعاعیں ڈھانچوں سے ٹکرائیں ان کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا ایک خاص بات جو میں نے اس دوران نوٹ کی تھی وہ یہ تھی کہ جوں جوں ہامون جادوگر کے جسم سے روشن شعاعیں نکلتی جا رہی تھیں اس کے جسم کی روشنی جو چلہ کرنے سے پیدا ہوئی تھی کم ہوتی جا رہی تھی اس کا مطلب تھا کہ روشنی ہی ہامون جادوگر کی طاقت تھی اور وہ روشنی ختم ہونے کے بعد اس کا جسم دوبارہ مردہ ہو جانا تھا اچانک ہماری نظر ایک کالی شکل والے آدمی پر پڑی وہ ہماری طرف آ رہا تھا اس کی شکل بہت بھیانک تھی چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا قد آٹھ نو فٹ تھا اس کے چہرے سے وحشت ٹپک رہی تھی اسے دیکھتے ہی حجاب اور ہامون جادوگر کی آنکھوں میں چمک ابھری وہ ہم سے کچھ دور رک گیا اوہ ہم پر وار کرتا ہامون جادوگر نے کچھ پڑھ کر اس کی جانب پھونک ماری تو ہامون جادوگر کے جسم سے ایک بار پھر شعاعیں نکلیں اور حشام جادوگر کی جانب بڑھنے لگیں جونہی وہ شعاعیں حشام جادوگر کے جسم سے ٹکرائیں اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی کچھ ہی دیر بعد اس کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری تھے میں نے اپنی نائیلہ کا انتقام لے لیا تھا وہ سیاہ شکل والا آدمی جو حشام جادوگر تھا ختم ہو چکا تھا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

نائیلہ جلدی کرو ہم لیٹ ہو رہے ہیں ساڑھے پانچ بج چکے ہیں سورج غروب ہونے میں صرف دو گھنٹے باقی ہیں جبکہ گاؤں کا سفر تین گھنٹوں کا ہے ہمیں راستے ہی میں رات ہو جائے گی میں نے نائیلہ کے روم کے دروازے کو ناگ کر کے کہا تو اندر سے نائیلہ کی آواز سنائی دی پلیز ویٹ یار آئی ایم کمنگ ان جسٹ ٹو منٹس میں جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا اور نائیلہ کا انتظار کرنے لگا آج میں بہت خوش تھا آج میں اپنے بابا کا خواب پورا کرنے کے بعد گاؤں واپس جا رہا تھا میرے بابا کا خواب تھا کہ میں سی ایس ایس کروں میں ان کے اسی خواب کو پورا کرنے گاؤں سے شہر آیا تھا ہمارے گاؤں میں صرف ایک سیکنڈری سکول تھا اس کے علاوہ وہاں

کوئی تعلیمی ادارہ نہیں تھا گاؤں کے سکول سے میں نے میٹرک کی تھی نائیلہ نے بھی گاؤں کے سکول ہی سے میٹرک کی تھی میں اور نائیلہ بچپن سے ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے نائیلہ میری کزن تھی نائیلہ کو پڑھنے کا بہت شوق تھا۔

جب میں شہر آیا تھا تو اس نے بھی ضد کی تھی کہ وہ بھی میرے ساتھ آئے گی اور آگے پڑھے گی پہلے تو سب گھر والوں نے انکار کر دیا تھا لیکن پھر سب کو اس کی ضد کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے اور وہ میرے ساتھ شہر آ گئی اور ہم دونوں پڑھائی میں مصروف ہو گئے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم دونوں کے درمیان پیار بڑھتا چلا گیا اور ہم جنون کی حد تک ایک دوسرے کو چاہنے لگے آج ہم دونون اپی تعلیم مکمل کر کے اپنے گاؤں واپس جا رہے تھے اور میں نے سی ایس ایس کا امتحان پاس کیا تھا جبکہ نائیلہ نے ماسٹر کیا تھا گاڑی کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر میں ہوش کی دنیا میں واپس آ گیا دروازے کھولنے والی نائیلہ تھی میں نے اس کی جانب جب دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس نے سرخ کلر کا ڈریس پہنا ہوا تھا جو اس کے جسم پر بہت سوٹ کر رہا تھا وہ بہت سندر دکھائی دے رہی تھی میری نظریں اس کے حسین چہرے پر جم سی گئی تھیں۔ کیا بات ہے کاشف کہاں کھوئے ہوئے ہو نائیلہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

میں مسکرا دیا اور کہا میں سوچ رہا ہوں کہ آج چاند بہت زیادہ حسین دکھائی دے رہا ہے چاند کون سا چاند تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے چاند تو رات کو دکھائی دیتا ہے اور وہ بھی آسمان پر بھلا زمین پر اس کا کیا کام میں نے کہا میں اس چاند کی بات تھوڑی کر رہا ہوں میں تو اس چاند کی بات کر رہا ہوں جو زمین پر رہتا ہے۔ اور دن کے وقت بھی دکھائی دیتا ہے وہ میرا چاند ہے میرے دل کا ٹکڑا ہے میرا پیار ہے میں نے نائیلہ کے چہرے پر پیار سے ہاتھ لگایا اور دوبارہ بولا میرا یہ چاند آسمان کے چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہے میرے چاند کے آگے آسمان والے چاند کا حسن ماند پڑ جاتا ہے۔ اب بس بھی کرو کاشف چھوڑو اس خوشامد کو اور گاڑی چلاؤ ہمیں دیر ہو رہی ہے میں نے نائیلہ کی بات سن کر گاڑی سٹارٹ کی اور گاؤں جانے والی سڑک پر ڈور ادی جلد ہی ہم شہر کی آبادی سے باہر نکل چکے تھے۔ آسمان پر آہستہ آہستہ بادل چھا رہے تھے کچھ ہی دیر میں بادلوں نے پورے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا موسم بہت ہی سہانا ہو گیا تھا یہ موسم میرا اور نائیلہ کا آئیڈیل تھا ہم دونوں اس حسین موسم کو انجوائے کر رہے تھے اچانک بہت تیز بارش شروع ہو گئی ساتھ تیز ہوائیں بھی چلنے لگیں میں ے گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی تا کہ جلدی سفر ختم ہو جائے اور ہم گاؤں پہنچ جائیں موسم مزید خراب ہوتا جا رہا تھا بارش سپیڈ پکڑتی جا رہی تھی ہوائیں بھی مزید تیز ہو رہی تھیں انہوں نے ایک بہت بڑے طوفان کا روپ اختیار کر لیا تھا میرے لیے گاڑی سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا طوفان اتنا تیز تھا کہ درخت گرتے جا رہے تھے ۔میں نے گاڑی روک دی اور اس طوفان کے رکنے کا انتظار کرنے لگا نائیلہ بہت گھبرائی ہوئی تھی وہ بہت ڈرپوک تھی وہ رات کو کمرے سے باہر نکلنے سے ڈرتی تھی وہ اس طوفان سے بھی ڈر گئی تھی وہ بھی بہت سہمی ہوئی تھی میں نے اسے حوصلہ دیا کہ یہ طوفان جلد ہی ختم ہو جائے گا اور ہم دوبارہ سے اپنا سفر سٹارٹ کریں گے میری باتوں سے اسے کچھ تسلی ہوئی۔

ہم کافی دیر اس طوفان کے رکنے کا انتظار کرنے لگے لیکن وہ مزید شدت اختیار کرتا جا رہا تھا میں سخت پریشان تھا آس پاس کوئی آبادی نہ تھی کہ ہم کسی گھر میں ٹھہر جاتے رات کی تاریکی بھی چھانے لگی تھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں جوں جوں اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا میری پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا مجھے اپنے آپ سے زیادہ نائیلہ کی فکر تھی اس کی حالت بہت خراب تھی خوف کی وجہ سے اسے بخار ہو گیا تھا اس کے پورے جسم میں کپکپی طاری تھی اس کی یہ حالت میری برداشت سے باہر تھی طوفان تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا

میں دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا تھا کہ جلد از جلد موسم ٹھیک ہو جائے اور ہم دوبارہ سے اپنا سفر جاری کریں اور جلد از جلد گاؤن پہنچ جائیں گاؤں والے بھی ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے اور پریشان بھی ہوں گے ہمارے موبائلز کے سنگلز بھی نہیں آ رہے تھے کہ انہیں فون کر کے صورت حال سے آگاہ کر دیتے میں نے کار سٹارٹ کی اور آہستہ آہستہ منزل کی طرف بڑھنے لگا اس طوفان میں ڈرائیونگ میں دشواری ضرور پیش آ رہی تھی لیکن میرے پاس اس کے سوا کوئی بھی چارہ نہیں تھا۔

وقت گزرتا جا رہا تھا لیکن راستہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا گاؤں کے آثار دور دور تک دکھائی نہیں دے رہے تھے اچانک میرے دماغ کے کسی گوشے میں ایک بہت بھیانک خیال ابھرا کہ کہیں میں اپنے گاؤں کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور طرف آ نکلا تھا طوفان کی شدت میں کمی آ چکی تھی نائیلہ نیند کی دنیا میں جا چکی تھی اب اس معاملے کو مجھے اکیلے ہی ہینڈل کرنا تھا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں میں نے گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی میرا دماغ سوچوں کے بھنور میں بری طرح الجھا ہوا تھا اچانک گاڑی کے سامنے روڈ پر ایک بہت بڑا درخت گرا میں ے بریک لگائی لیکن یہ دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے کہ بریک فیل ہو چکی تھی گاڑی درخت کے ساتھ ٹکرائی اور الٹ گئی میرا سر بہت زور سے اسٹیرنگ سے ٹکرایا اور میں ہوش وحواس کی دنیا سے بیگانہ ہوتا چلا گیا۔

اس وقت آفتاب طلوع ہو چکا تھا جب میں ہوش کی دنیا میں واپس آیا میں نے گردن گھمائی تا کہ نائیلہ کی حالت دیکھ سکوں کہ وہ کیسی ہے لیکن جونہی میری نظر نائیلہ والی سیٹ پر پڑی میرے ہوش اڑ گئے نائلہ وہان موجود نہیں تھی گاڑی کا دروازہ بھی بند تھا اس کے باہر نکلنے کے چانسز بہت کم تھے مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کہاں چلی گئی ہے میں بہت بری طرح پھنسا ہوا تھا میں کافی دیر کوشش کرنے کے بعد گاڑی سے نکل آیا تھا میرا پورا جسم زخمی تھا کون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے میری حالت بہت خراب تھی میرا سر چکر رہا تھا اور کھڑے ہونے میں بھی دشواری پیش آ رہی تھی بار بار کھڑا ہوتا اور پھر گر پڑتا مجھے اس وقت اپنی پرواہ نہیں تھی مجھے صرف نائیلہ کی فکر تھی نجانے وہ کہاں چلی گئی تھی میں اسے وہیں گاڑی کے ارد گرد تلاش کرنے لگا لیکن اس کا کہیں نام ونشان نہیں تھا جب وہ کہیں نظر نہ آئی تو میں اسے آوازیں دینے لگا نائلہ نائلہ ۔۔نائلہ۔۔ میری جان کہاں ہو تم پلیز میری بات کا جواب دو میرے پاس آؤ نائیلہ ۔۔نائیلہ میں کافی دیر تک چلاتا رہا ساتھ ہی ساتھ میری آنکھوں سے اشک بھی بہہ رہے تھے میرے دماغ میں طرح طرح کے خیالات جنم لینے لگے تھے مجھے یوں لگ رہا تھا کہ میری نائیلہ مجھے اس ظالم دینا میں اکیلا چھوڑ کر عالم ارواح میں جا چکی ہے لیکن ساتھ ہی ایک اور خیال اس خیال کو جھوٹا ثابت کر دیتا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہوتا تو اس کی لاش تو گاڑی ہی میں موجود ہوتی یوں غائب نہ ہوتی انہی خیالوں میں ڈوبا ہوا میں ایک جانب بڑھنے لگا مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں کدھر جا رہا ہوں میں قدم خود بخود اٹھتے جا رہے تھے ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی ان دیکھی قوت مجھے اپنی جانب کھینچ رہی ہے میں کسی روبوٹ کی طرح چلتا جا رہا تھا یونہی چلتے چلتے میں ایک جنگل میں داخل ہو گیا میرا دماغ نائیلہ کی سوچوں میں کھویا ہوا تھا میری آنکھوں سے اشکوں کا نہ تھمنے والا سلسلہ جاری تھا اچانک اپنے سامنے ایک محل نما گھر کو دیکھ کر میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔

اس ویران جنگل میں اتنے خوبصورت گھر کو دیکھ کر مین حیران رہ گیا میرے دماغ میں چلنے والی سابقہ تمام سوچیں رک گئیں اور میں مبہوت ہو کر اس گھر کو دیکھنے لگا اچانک اس گھر کا دروازہ کھلا اور ایک بار پھر ان دیکھی قوت مجھے اندر کی جانب کھینچنے لگی میرے قدم بے اختیار آگے کی جانب بڑھنے لگے صحن سے گزرنے کے بعد میں ایک ہال کمرے میں داخل ہوا آؤ کاشف مجھے تمہارا ہی انتظار تھا اپنے دائیں جانب سے مجھے کسی عورت کی آواز سنائی دی میں نے گردن اس کی جانب

گھمائی تو اسے دیکھ کر میری حیرت میں مزید اضافہ ہوگیا وہ ایک پچیس چھبیس سالہ حسینہ تھی ادھر میرے قریب آؤ کاشف اس کی آواز سن کر میرے قدم بے اختیار اس کی جانب بڑھنے لگے میں اس کے قریب جا کر رک گیا اور سر سے پاؤں تک اسے غور سے دیکھنے لگا میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے میں تو پہلے ہی نائیلہ کی وجہ سے پریشان تھا اس کے بعد کسی ان دیکھی قوت کا مجھے اپنی طرف کھینچنا اور پھر اس ویران جنگل میں اس حسین گھر کا موجود ہونا اور پھر اس گھر میں اس تنہا حسینہ کا ہونا مجھے پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ حیران بھی کیے جا رہا تھا۔

میں جتنا بھی زیادہ سوچتا تھا میرا دماغ اتنا ہی زیادہ الجھتا تھا میں ابھی تک اس لڑکی کے سامنے خاموش کھڑا تھا اس نے بھی کوئی بات نہیں کی وہ مسلسل میرے چہرے کو تکے جا رہی تھی شاید وہ میری اندرونی کیفیت کو جاننے کی کوشش کر رہی تھی کافی دیر ہم دونوں کے درمیان خاموشی رہی میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے اور اس ویران جنگل میں کیا کر رہی ہے لیکن میری زبان میرا ساتھ نہیں دے رہی تھی میرے ہونٹ ساکت ہو گئے تھے میں بس بت بنا اسے دیکھتا جا رہا تھا وہ حسینہ بھی بہت غمگین دکھائی دے رہی تھی شاید وہ بھی غموں کے پرخار دریا میں غوطہ زن تھی اس جھیل جیسی آنکھوں یں ویرانی اور مایوسی کے سوا کچھ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا اچانک اس نے اپنے ہونٹوں کو جنبش دی کاشف تم نے آنے میں بہت دیر کر دی میں کئی برسوں سے تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں مجھے یقین تھا کہ ایک دن تم ضرور آؤ گے اور آج تم آ گئے میری انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئی ہیں میں بہت خوش ہوں اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ خاموش ہو گئی میں ابھی تک حیرانگی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا مجھے اس کی باتوں کی بالکل بھی سمجھ نہیں آئی تھی میں نے بڑی مشکل سے اپنے لب ہلائے تم کون ہو اور میرا انتظار کیوں کر رہی تھیں میں چپ ہوگیا تو وہ بولی یہ سب باتیں میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی ابھی تم بہت زخمی ہو آؤ میں تمہاری مرہم پٹی کر دوں پھر تم کچھ دیر ریسٹ کر لینا شام کو میں تمہیں اپنے بارے میں بتاؤں گی نہیں مجھے آرام نہیں کرنا ہے اور نہ ہی مرہم پٹی کرنی ہے میری نائیلہ پتہ نہیں کہاں ہوگی اور میں کس حال میں ہوگی جب تک وہ مجھے نہیں مل جاتی میں آرام سے نہیں بیٹھوں گا میں نے اتنا کہا اور مڑ کر چل دیا۔

ٹھہرو کاشف پیچھے سے مجھے اس کی آواز سنائی دی کہاں جا رہے ہو تم میں نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا اور کہا اپنی نائیلہ کو ڈھونڈنے جا رہا ہوں۔ وہ بولی تم نائلہ کو کبھی نہیں ڈھونڈ سکتے وہ تمہیں کبھی نہیں ملے گی اس کی بات سے مجھے یوں لگا کہ جیسے وہ جانتی ہے کہ میری نائلہ کہاں ہے میں نے کہا صاف صاف کہو کیا کہنا چاہتی ہو پلیز مجھے بتا دو کہ نائیلہ کہاں ہے مجھے لگ رہا ہے کہ تم جانتی ہو کہ اس وقت نائیلہ کہاں ہے میں چپ ہوگیا اور وہ گہری سوچوں میں کھو گئی کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ بولی کاشف یہ دینا انسان کے لیے ایک عارضی ٹھکانہ ہے یہاں انسان اپنی زندگی کے چند دن گزارنے آتا ہے جب وہ دن پورے ہو جاتے ہیں تو موت اسے دبوچ لیتی ہے موت تو برحق ہے اس دینا میں جو بھی آیا ہے اس کی موت لازمی ہے آدمؑ سے لے کر آج تک جتنے بھی انسان آئے ہیں انہوں نے موت کا ذائقہ چکھا ہے اور جو زندہ ہیں انہوں نے بھی چکھنا ہے اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی میری نظریں مسلسل اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں وہ چل کر میرے قریب آئی اور میں اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگا چند ثانیے خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔

کاشف جو بات میں تمہیں بتانے جا رہی ہوں اسے تم بڑی ہمت اور حوصلے سے سننا میں جانتی ہوں کہ یہ بات سننے کے بعد تم پر قیامت ٹوٹ پڑے گی میں نے کہا جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کہہ دو پہلیاں نہ بجھواؤ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں مجھے مزید پریشان مت کرو وہ بولی کاشف تمہاری نائلہ اب اس دنیا میں نہیں

ہے وہ عالم ارواح میں پہنچ چکی ہے
ک۔۔ک۔کیا۔۔۔کیا یہ تم کیا کہہ رہی ہو تم جھوٹ بول رہی ہو میری نائلہ مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتی ہے میں نے چلاتے ہوئے کہا تو وہ بولی کاشف میری بات کا یقین کرو میں سچ کہہ رہی ہوں تمہاری نائلہ واقعی تم سے بہت دور جا چکی ہے اب تم اس سے کبھی نہیں مل پاؤ گے میں چلایا تم مجھے فریب دے رہی ہو جھوٹ بول رہی ہو بکواس کر رہی ہو میری نائیلہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ زندگی بھر میرا ساتھ دے گی وہ مجھے یون تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتی ہے تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے میں چپ ہوگیا وہ بولی ہاں میں ثابت کر سکتی ہوں کہ نائلہ مر گئی ہے تم سامنے والی دیوار پر دیکھو اس نے کچھ پڑھ کر دیوار کی طرف پھونک ماری تو وہ دیوار ایک سکرین بن گئی اور اس پر ایک منظر ابھرنے لگا اس منظر کو دیکھ کر میری چیخ نکل گئی اور میں وہیں گر کر بے ہوش ہو گیا۔

جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک کمرے میں بیڈ پر لیٹا ہوا تھا میرے پورے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں میرے قریب وہی حسینہ بیٹھی ہوئی تھی اور میرے بالوں میں اپنے ہاتھوں سے کنگھی کر رہی تھی اسے دیکھتے ہی مجھے بے ہوشی سے پہلے والا منظر یاد آ گیا اور میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ منظر بار بار میری آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا بار بار نائیلہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی اس منظر میں اس کی لاش کی حالت بھی بہت خراب تھی اس کا سر کٹا ہوا تھا اور جسم سے خون نچوڑ لیا گیا تھا اس کی لاش ایک بت کے قدموں میں پڑی ہوئی تھی ایک شیطان کا پجاری نائلہ کے خون سے غسل دے رہا تھا کاشف جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب تمہارے رونے سے نائیلہ نے واپس تو نہیں آنا ہے اس لیے رونا بند کرو اور اپنے آپ سے عہد کر لو کہ تم نے نائلہ کے قاتل سے انتقام لینا ہے اسے اسی طرح قتل کرو گے جس طرح اس نے تمہاری نائلہ کو مارا ہے اتنا کہہ کر وہ حسینہ چپ ہو گئی میں نے کہا میرا اپنے آپ سے اور اپنی نائلہ کی روح سے وعدہ ہے کہ میں اس کے قاتل سے بدلہ ضرور لوں گا چاہے اس کے لئے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑے تم مجھے اس کے قاتل کا پتہ بتا دو میں اس کو جہنم میں پہنچا دوں گا۔

وہ حسینہ بولی ریلیکس کاشف ریلیکس۔ وہ صرف تمہارے ہی پیار کا قاتل نہیں ہے وہ میرے پیار کا قاتل بھی ہے اس نے جس طرح سے تمہاری نائلہ کو قتل کیا ہے اسی طرح سے اس نے میرے فیصل کو بھی قتل کیا ہے میں کئی برسوں سے اس سے اپنے فیصل کا انتقام لینے کے لیے بے چین ہوں لیکن اب وہ وقت قریب ہے جب اس کی گردن میرے ہاتھوں میں ہوگی وہ چپ ہو گئی تو میں نے کہا تم نے اپنے بارے میں نہیں بتایا کہ تم کون ہو اور اس ویران جنگل میں اکیلی کیوں رہتی ہو اس نے ایک لمبی سانس خارج کی اور اپنی زندگی کی کہانی سنانے لگی۔

❀❀❀

میرے دادا بہت سی نورانی طاقتوں کے مالک تھے بہت سے جن بھوت چڑیلیں اور بدروحیں ان کے قبضے میں تھیں اس بات کا مجھے بچپن سے علم تھا کہ میرے اور گرینڈ پاپا میں کافی انڈرسٹینڈنگ تھی میں زیادہ تر وقت انہی کے روم میں گزارتی تھی وہ مجھے جن بھوتوں کے قصے سنایا کرتے تھے جنہیں میں بہت شوق سے سنتی تھی مجھے جن بھوت دیکھنے کا بہت شوق تھا میں اکثر دادا سے کہتی کہ مجھے جن بھوت دکھائیں لیکن وہ میری بات کو ہنس کر ٹال دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ابھی تم چھوٹی ہو جن بھوت بہت ڈراؤنے ہوتے ہیں تم ان کو دیکھ کر ڈر جاؤ گی جب تم بڑی ہو جاؤ گی تو پھر میں تمہاری ملاقات جنوں بھوتوں سے اور چڑیلوں اور بدروحوں سے بھی کراؤں گا ان کی بات سن کر میں دادا سے پوچھتی کہ میں کب بڑی ہوں گی تو وہ کہتے تھے تم بہت جلد بڑی ہو جاؤ گی مجھے بڑے ہونے کا بڑی شدت سے انتظار تھا میں جلد از جلد غیر انسانی مخلوقات سے ملاقات کرنا چاہتی تھی اس وقت میری عمر پندرہ برس تھی جب پہلی بار دادا

نے مجھے ایک بھوت دکھایا تھا وہ بھوت بہت ڈراؤنا تھا اسے دیکھ کر میں بے ہوش ہو گئی تھی پورے دو دنوں بعد مجھے ہوش آیا تھا اس کے بعد میں جن بھوتوں سے بہت زیادہ ڈرنے لگی تھی میں جن بھوتوں کا نام سن کر بھی خوفزدہ ہو جاتی تھی میں نے دادا سے جن بھوتوں کے قصے سننا بھی چھوڑ دیئے تھے دادا کو یہ سب اچھا نہ لگا۔

وہ مجھے بہادر بنانے کی کوشش کرنے لگے ان کی کوشش رنگ لائیں میں کچھ ہی عرصے میں بہت بہادر ہو گئی اب مجھے جن بھوتوں سے ڈر نہ لگتا تھا میں اکثر جن بھوتوں چڑیلوں بدروحوں سے ملتی تھی اور ان کے ساتھ سیر بھی کرتی تھی دادا کے غلام بھوتوں میں سے ایک بہت ہی حسین تھ وہ بالکل انسانوں جیسا تھا اس کا نام فیصل تھا میں اس کو پسند کرنے لگی تھی نجانے کیسے وہ میرے دل میں اتر گیا تھا میں اپنا اکثر وقت اسی کے ساتھ گزارنے لگی تھی وہ بھی مجھے بہت پسند کرتا تھا وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر ہواؤں کی سیر کراتا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارا پیار مزید بڑھتا چلا گیا۔

میں نے دادا کو بھی بتا دیا تھا کہ میں فیصل سے محبت کرنے لگی ہوں دادا تو فیصل کو پہلے ہی پسند کرتے تھے اب وہ انہیں اور اچھا لگنے لگا تھا میں بہت خوش تھی کہ میری زندگی بہت حسین ہو چکی تھی لیکن رفتہ رفتہ ایک بات پریشانی کا باعث بنتی چلی گئی دادا کی طبیعت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی وہ روز بروز لاغر اور کمزور ہوتے جا رہے تھے کچھ ہی دنوں بعد ان کی حالت اس قدر بگڑ چکی تھی کہ وہ چلنے پھرنے سے بھی قاصر ہو گئے ہم نے ان کا بہت علاج کرایا پورے شہر کے ڈاکٹرز کو دکھایا لیکن کسی ایک کو بھی سمجھ نہ آئی کہ ان کی بیماری کیا ہے۔ ایک دن دادا نے مجھے اپنے پاس بلایا وہ بہت پریشان دکھائی دے رہے تھے انہوں نے مجھے اپنے اس بیٹھنے کے لیے کہا میں ان کے پاس بیٹھ گئی دادا بولے۔ حجاب میں آج ایک ذمہ داری تمہارے کندھے پر ڈالنے جا رہا ہوں میں اپنا مشن تمہارے سپرد کر رہا ہوں تم جانتی ہو کہ میری حالت روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے اب تو میں اس قابل بھی نہیں رہا کہ اٹھ کر بیٹھ سکوں مجھے لگتا ہے کہ میری موت بہت قریب ہے میں اپنی تمام طاقتیں تمہارے حوالے کرنا چاہتا ہوں حجاب میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم ان طاقتوں کو ناجائز کاموں میں استعمال نہیں کرو گی بلکہ صرف اور صرف حق اور انسانیت کی فلاح کے لیے استعمال کرو گی تمہاری جنگ صرف اور صرف حق کے دشمنوں سے ہو گی بیٹی اس دنیا میں قدم رکھنے کے لیے انسان کو بہت بہادر بننا پڑتا ہے میں کافی عرصے سے اسی کوشش میں تھا کہ تمہیں بہت دلیر اور بہادر بنا سکوں اور میں اپنے مقصد میں کامیاب بھی رہا ہوں تمہارے اندر کا خوف ختم ہو چکا ہے اور تم بہادر بن چکی ہو۔

حجاب بیٹی میں ایک بار پھر تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی طاقتوں کو ہمیشہ حق کے لیے استعمال کرنا اور کسی بھی قسم کے حالات پیدا ہو جائیں تم نے گھبرانا نہیں ہے ہر پریشانی میں صرف اور صرف اپنے رب سے مدد مانگنا اور اسی پر بھروسہ کرنا وہ بہت غفور الرحیم ہے وہ تمہاری مدد ضرور کرے گا بیٹی یہ لو اس پتھر میں ساری طاقتیں ہیں میرے تمام غلام جن بھوت چڑیلیں اور بدروحیں آج سے تمہاری غلام ہیں تم جب بھی اس پتھر کو رگڑو گی تو اس میں سے جن بھوت نکلیں گے اور پھر تم ان سے جو کام بھی چاہو کرو کر سکتی ہو اس پتھر میں فیصل بھی قید ہے اگر تم اسے اپنا جیون ساتھی بنانا چاہتی ہو تو اس کے لیے پہلے تمہیں فیصل کو آزاد کرنا ہو گا اس کے بعد ہی تم فیصل سے شادی کر سکتی ہو دادا نے وہ پتھر جو ان کے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا مجھے پکڑا دیا وہ سرخ رنگ کا ایک عجیب و غریب پتھر تھا اس سے پہلے میں نے وہ پتھر کبھی نہیں دیکھا تھا دادا نے پتھر مجھے دینے کے بعد کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری تو میرے اندر ایک عجیب سی ہلچل پیدا ہو گئی مجھے اپنے آپ میں بہت تبدیلیاں محسوس ہونے لگیں میں اپنے آپ کو بہت بہادر محسوس کرنے لگی اچانک دادا کی گردن ایک طرف لڑھک گئی اور ان کی روح اس جہان فانی سے رخصت ہو گئی میں چیخنے لگی اور دادا کی طرف دوڑی۔

دادا۔ دادا۔ آنکھیں کھولیں پلیز، دادا آنکھیں کھولیں آپ ہمیں چھوڑ کر نہیں جا سکتے میری چیخوں کی آواز سن کر ممی پاپا بھی دونوں آ گئے دادا کی لاش کو دیکھ کر وہ بھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے وقت گزرتا گیا شام کے وقت دادا کی لاش کو دفن کر دیا گیا دادا کے جانے کے بعد میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کرنے لگی تھی فیصل کو میں نے آزاد کر دیا تھا اس کے باوجود وہ ہر وقت میرے پاس رہتا تھا وہ میری ہمت بڑھاتا ہے اس کی کوشش تھی کہ میں اس غم کے دریا سے باہر نکل آؤں جس میں میں دادا کے مرنے کے بعد گر گئی تھی فیصل کی کوشش رنگ لائیں اور میں کچھ عرصہ گزرنے کے بعد نارمل ہو گئی اور دادا کے مشن کو ایک بار پھر آگے بڑھانے لگی میں نے اپنے تین بھوت گاؤں کے لوگوں کی دیکھ بھال کرنے پر لگا دیئے وہ ہر وقت گاؤں میں انسانوں کے روپ میں گھومتے اور جس کسی انسان کو مشکل درپیش ہوتی وہ اس کی مدد کرتے تھے اگر گاؤں کے لوگ آپس میں جھگڑتے تھے تو بھوت ان کے درمیان صلح کروا دیتے تھے گاؤں کے لوگ ان تینوں کو فرشتے سمجھتے تھے۔

ایک رات ہمارے گاؤں سے ایک لڑکی غائب ہو گئی وہ لڑکی رات کو اپنے کمرے میں سوئی تھی لیکن صبح وہ وہاں موجود نہیں تھی ایک اور حیران کن بات یہ تھی کہ اس کے کمرے کا دروازہ بھی اندر سے بند تھا صبح جب اس کی ماں نے اسے جگانے کے لیے دستک دی تو اندر سے کوئی جواب نہ آیا ماں نے دوبارہ دستک دی لیکن پھر بھی کوئی جواب نہ آیا اس کے باپ اور بھائیوں نے کمرے کا دروازہ توڑ دیا لیکن یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ لڑکی اندر موجود نہ تھی رفتہ رفتہ یہ بات پورے گاؤں میں پھیل گئی ہر کوئی اس بارے میں اپنی اپنی رائے دے رہا تھا کوئی کہہ رہا تھا کہ اسے کوئی جن بھوت اٹھا کر لے گیا ہے میں نے اپنے ایک بھوت کو اس کام پر لگایا کہ وہ معلوم کرے کہ وہ لڑکی کہاں چلی گئی ہے لیکن جب وہ لوٹا تو وہ اس قابل ہی نہ تھا کہ مجھے کچھ بتاتا وہ بہت زخمی تھا اس کے جسم سے دھواں اٹھ رہا تھا پھر اس کا پورا جسم دھواں بننے لگا اور وہ ہوا میں تحلیل ہو گیا میں اس کی اس حالت سے بہت پریشان ہوئی نجانے اسے کیا ہوا تھا میں نے فیصل کو جب اس بات سے آگاہ کیا تو وہ بھی بہت پریشان ہوا وقت گزرتا گیا۔

اگلی رات ایک اور لڑکی گاؤں سے غائب ہو گئی اور پھر ایسے ہی ہونے لگا ہر رات ایک لڑکی گاؤں سے غائب ہونے لگی میں نے اپنے تمام غلام جن بھوت چڑیلیں اور بدروحیں گاؤں کی نگرانی پر لگا دیں لیکن پھر بھ کچھ بھی پتہ نہ چل سکا کہ آخر ہر روز لڑکیاں کہاں غائب ہو جاتی ہیں۔

ایک رات میں اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھی کہ مجھے محسوس ہوا جیسے کوئی میرے قریب موجود ہے میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی میرے قریب ہی ایک انسان کھڑا تھا اس کی شکل کافی بھیانک تھی چہرہ جھریوں سے بھرا تھا کالا سیاہ رنگ تھا قد آٹھ نو فٹ لمبا تھا اس ن ایک کالے رنگ کا لباس پہن رکھا ہوا تھا جس پر سفید رنگ کی کی کھوپڑیاں دکھائی دے رہی تھیں گردن میں مالا تھی اس شخص کو دیکھ کر میرا جسم خوف سے تھر تھر کانپنے لگا مجھے خالف دیکھ کر وہ بھیانک شخص مسکرا دیا اور بولا حجاب تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا میں تو تمہیں ایک آفر کرنے آیا ہوا اگر تم میری آفر قبول کر لو تو تم پوری دینا پر راج کرو گی لیکن اگر تم نے میری آفر کو ٹھکرا دیا تو پھر میں تمہارا دشمن بن جاؤں گا اور تمہیں کبھی چین سے نہیں بیٹھنے دوں گا اتنا کہہ کر وہ کاموش ہو گیا تو میں نے کہا۔ آفر کیس آفر میں تمہاری بات سمجھی نہیں ہو تم کہو جو کچھ بھی تمہیں کہنا ہے میں اپنے خوف پر کافی حد تک قابو پا چکی تھی وہ بولا میں شیطان کا پجاری ہوں میرے شیطان آقا نے مجھے بہت سی شکتیاں دے رکھی ہیں میں پوری دنیا پر حکومت کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ کام میرے بس میں نہیں ہے۔ اس کے لیے مجھے تمہارے ساتھ کی ضرورت ہے اگر تم میرا ساتھ دو اپنی طاقتوں کو میری طاقتوں میں شامک کر دو تو ہم پوری دنا پر شیطان آقا کی عکومت قائم کر سکتے ہیں وہ چپ ہو گیا تو

میں چنگھاڑتے ہوئے بولی میں لعنت بھیجتی ہوں تم پر بھی اور تمہارے شیطان آقا پر بھی میری طاقتیں صرف اور حق کیساتھ ہیں میں نے اپنے دادا سے یہ طاقتیں صرف اور صرف تم جیسے شیطانوں کو ختم کرنے کے لیے لی ہیں میں آج سے تمہاری دشمن ہوں میں بہت جلد تم کو ختم کردوں گی۔

میری بات سن کر وہ مسکرادیا اور طنزیہ لہجے مین بولا تم مجھے ختم کرو گی شاید تمہیں میری طاقتوں کا اندازہ نہیں ہے اگر میں چاہوں تو یہیں کھڑے کھڑے تمہاری جان لے سکتا ہون لیکن نہیں میں ایسا نہیں کروں گا میں تمہیں تڑپا تڑپا کر ماروں گا میں تمہاری دشمنی کو قبول کرتا ہوں آج سے ہم دونون دشمن ہیں اور ہاں ایک بات اور تمہیں بتاتا چلوں تمہارے گاؤں سے جو لڑکیاں غائب ہورہی ہیں انہیں غائب کرنے والا میں ہی ہوں میں بہت جلد تمہارے پورے گاؤں کو ختم کردوں گا ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔ اتنا کہتے ہی وہ غائب ہوگیا اور میں سوچوں کی دنیا میں گم ہوگئی اس شیطان کے پجاری نے مجھے پریشان کردیا تھا وہ واقعی بہت طاقتور تھا میری طاقتیں اس کی طاقتوں کے سامنے بے بس تھیں۔

وہ ہر روز گاؤں سے ایک لڑکی غائب کر کے لے جاتا تھا اور میری غلام چڑیلوں بدروحوں اور جنوں بھوتوں کو ہوا بھی نہ لگنے دیتا تھا اس سے یہی بات سامنے آتی تھی کہ وہ میری طاقتیں سے زیادہ طاقتور ہے میں نے اس سرخ پتھر کو ہاتھ پر رگڑا جس میں میری طاقتیں تھی اس میں سے جن بھوت نکل کر میرے سامنے ظاہر ہونے لگے میں ے انہیں حکم دیا کہ وہ اس شیطان کے پجاری کے بارے میں معلوم کرین کہ وہ کون ہے کہاں رہتا ہے اور کتنا طاقتور ہے میری بات سننے کے بعد وہ سب غائب ہوگئے میں اسی شیطان کے پجاری کے بارے میں سوچتے سوچتے سوگئی۔اگلی صبح جب میری آنکھ کھلی تو میرا ایک غلام بھوت میرے پاس کھڑا تھا میں نے اس سے اس شیطان کے پجاری کے ٹھکانے کے بارے میں پوچھا تو اس بھوت نے مجھے بتایا کہ اس شیطان کے پجاری کا نام حشام جادوگر ہے وہ بہت زیادہ طاقتور ہے اور بہت دور مشرق کی جانب ایک جنگل مین رہتا ہے اس جنگل میں حشام جادوگر نے اپنا طلسمی جال پھیلایا ہوا ہے اس کی اجازت کے بغیر نہ تو کوئی اس جنگل میں داخل ہوسکتا ہے اور نہ ہی باہر نکل سکتا ہے اتنا کہہ کر وہ بھوت چپ ہوگیا میں نے اسے جانے کا کہا وہ وہیں کھڑے کھڑے غائب ہوگیا۔اچانک ایک اور بھوت میرے سامنے حاضر ہوا وہ بہت گھبرایا ہوا تھا میں نے اس سے وجہ پوچھی۔

وہ اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بولا فیصل کو حشام جادوگر نے قتل کردیا ہے اس بھوت کی بات سنتے ہی میں ہوش وحواس کی دنیا سے بیگانی ہوتی چلی گئی۔جب مجھے ہوش آیا تو میں اپنے ہی روم میں تھی میں نے سرخ پتھر اپنے ہاتھ پر رگڑا تو جن بھوت نکل کر میرے سامنے ظاہر ہونے لگے چند لمحوں بعد میرے تمام غلام جن بھوت چڑیلیں اور بدروحیں شامل تھیں سب میرے سامنے جمع ہوچکے تھے ان کی تعداد تقریبا بیس تھی میں نے ایک ایک سے اس کی طاقت کے بارے میں دریافت کیا وہ سب بہت ہی طاقتور تھے ہر ایک اپنے اندر کوئی نہ کوئی انوکھی صلاحیت رکھتا تھا میں نے ان سے پوچھا کہ ان میں سے حشام جادوگر کو کون قتل کرے گا تو کسی نے بھی جواب نہ دیا میں یہ دیکھ کر رودی میرا دل پہلے ہی خون کے آنسو رو رہا تھا میرا فیصل مجھ سے بچھڑ گیا تھا میرے تمام سپنے ٹوٹ چکے تھے میرے دل میں جینے کی تمام امنگیں دم توڑ چکی تھیں میں نے اپنے آپ سے عہد کرلیا کہ میں حشام جادوگر سے ہر صورت میں اپنے فیصل کی موت کا بدلہ لوں گی میں نے تمام غلام جن بھوتوں بدروحوں اور چڑیلوں کو اپنے ساتھ لیا اور اس جنگل کی طرف چل دی جہاں حشام جادوگر رہتا تھا ہم سب ہوا میں اڑ رہے تھے کئی گھنٹے ہم لگاتار سفر کرتے رہے تب جا کر ہمیں منزل دکھائی دی ابھی ہم جنگل میں داخل ہوئے ہی تھے کہ ایک خوفناک آواز سنائی دی آگے مت بڑھنا ورنہ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے ہم اس طرف دیکھنے لگے جہاں سے وہ آواز سنائی دی تھی لیکن ہمیں کوئی بھی نہ دکھائی دیا ہم نے اس آواز کو نظر انداز کردیا اور ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔

ہم سب زمین پر اتر چکے تھے اور پیدل چل رہے تھے میں درمیان میں تھی باقی سب میرے اردگرد تھے اور آگے پیچھے تھے اچانک میرے آگے جو دو چڑیلیں تھیں انہیں آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔وہ پیچھے کی جانب دوڑیں وہ بہت زور زور سے چیخ رہی تھیں آگ مسلسل ان کو جلائے جارہی تھیں ان کو دیکھ کر باقی سب پریشان ہوگئے کچھ ہی دیر بعد آگ نے ان کے جسموں کو جلا کر راکھ بنادیا تھا پتہ نہیں انہیں کیا ہوا تھا کس ن انہیں آگ لگائی تھی میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا میں وہیں کھڑی اس کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ ایک اور بھوت آگے بڑھا وہ جب اس جگہ پہنچا جہاں چڑیلوں کو آگ لگی تھی تو وہ بھی چلانے لگا اور پیچھے کی جانب دوڑا جب میری نگاہ اس پر پڑی تو اسے بھی آگ لگی ہوئی تھی چند ہی لمحوں بعد اس بھی آگ نے جلا کر راکھ بنادیا تھا میں اس صورتحال سے پریشان ہوگئی تھی پہلے دو چڑیلیں جل کر خاک ہوگئیں اور پھر بھوت کا بھی وہی حال ہوا مجھے لگ رہا تھا کہ اس جگہ ضرور کوئی جادوئی چیز ہے جو وہاں جانے والے کو جلادیتی ہے لیکن وہ چیز دھائی نہیں دے رہی تھی۔ایک بار پھر آواز سنائی دی۔

آگے مت بڑھنا ورنہ تم سب کا بھی وہی حال ہوگا جو تمہارے ساتھیوں کا ہوا ہے میں نے اپنے اندر ہمت پیدا کی اور کہا کون ہو تم سامنے کیوں نہیں آتے ہو اگر ہمت ہے تو سامنے آؤ چھپ کر بزدلوں کی طرح وار کیوں کرتے ہو میں خاموش ہوگئی اچانک اسی جگہ دھواں دکھائی دینے لگا جہاں سے آواز سنائی دی تھی پھر اس دھویں نے ایک انسانی روپ دھارنا شروع کردیا جلد ہی اس نے ایک انسانی شکل اختیار کرلی اور اس انسان کو دیکھ کر میں غصے میں آپے سے باہر ہوگئی وہ حشام جادوگر تھا اس کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی میں نے اپنے غلام جن بھوتوں کو حکم دیا کہ وہ حشام جادوگر کو ختم کردیں وہ سب اس کی جانب بڑھے اچانک حشام جادوگر نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو بہت سے آگ کے گولے حشام جادوگر کے منہ سے نکلے وہ آگ کے گولے ہماری طرف بڑھنے لگے جونہی وہ گولے جن بھوتوں چڑیلوں اور بدروحوں سے ٹکرائے وہ جل کر راکھ ہوگئے ایک گولا میرے جسم سے بھی ٹکرایا تھا لیکن پتہ نہیں کیوں آگ نے مجھے نہ جلایا تھا میرے تمام ساتھی ختم ہوچکے تھے اور میں بالکل تنہا رہ گئی تھی میں تو وہاں حشام جادوگر کو ختم کرنے گئی تھی لیکن میں خود ہی بے بس ہوگئی تھی مجھے لگ رہا تھا کہ حشام جادوگر مجھے بھی ختم کردے گا۔

دیکھ لی میری طاقت مجھ سے دشمنی لے کر تمہیں کیا حاصل ہوا حشام جادوگر نے کہا اور جواب طلب نگاہوں سے میری جانب دیکھنے لگا میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا مجھے خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولا تجاب تمہارے پاس اب بھی وقت ہے تم اگر میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوجاؤ تو میں جو طاقتیں تم نے کھودی ہیں اس سے کئی گنا زیادہ تمہیں دوں گا میری اس رات والی آفر مان لو میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوجاؤ پھر تم اس دنیا پر راج کرو گی وہ چپ ہوگیا میں نے کہا میں آج بھی اپنی بات پر قائم ہو میرا فیصلہ آج بھی وہی ہے جو پہلے تھا میں تمہارا ساتھ ہرگز نہیں دے سکتی میں نے ہر حال میں حق کی راہ پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے میں چپ ہوگئی تو وہ قہقہے لگاتا ہوا بولا رسی جل گئی پر بل نہیں گیا خیر کوئی بات نہیں میرا نام بھی حشام جادوگر ہے میں بہت جلد ہی تمہیں اپنا ساتھ دینے پر آمادہ کرلوں گا وہ چپ ہوگیا اور کچھ سوچنے لگا تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اس کی زبان حرکت میں آئی اور وہ کہنے لگا۔اب تمہارے پاس یہاں سے واپس جانے کا بھی کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ تمہارے وہ ساتھی جو تمہیں یہاں لے کر آئے تھے وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے ہیں تمہارا شہر یہاں سے ہزاروں میل دور ہے اور ویسے بھی تم واپسی کا راستہ بھی نہیں جانتی ہو اس لیے تم کبھی واپس نہیں جاسکتی تمہارے

لیے بہتر یہی ہے کہ تم میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاؤ اور میرے ساتھ جنگل مین چلو میں نے کہا میں نہ تو تمہارا ساتھ دوں گی اور نہ ہی تمہارے جنگل میں جاؤں گی مجھے میرے اللہ پر پورا بھروسہ ہے وہ ضرور کوئی میری مدد کرے گا۔

میری بات سن کر حشام جادوگر قہقہے لگانے لگا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ غائب ہو گیا میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا کی اور واپس چل پڑی اچانک مجھے اپنے دادا کی آواز سنائی دی وہ مجھے ہی بلا رہے تھے آواز میری بیک سائیڈ سے سنائی دے رہی تھی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گئی وہاں واقعی میرے دادا کھڑے تھے دادا آپ مین نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو وہ بولے ہاں میں تمہارا دادا ہی ہوں میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں میری بات غور سے سنو میں ان کے قریب چلی گئی وہ چپ ہو گئے۔ جی دادا جی کہیے میں آپ کی ہر بات سن رہی ہوں میں نے کہا تو وہ بولے۔ حجاب میں جانتا ہوں کہ فیصل کی موت نے تمہیں بہت دکھی کر دیا ہے اور تم ہر صورت میں حشام جادوگر سے بدلہ لینا چاہتی ہو حشام جادوگر صرف تمہارا ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کا دشمن ہے وہ اب تک ہزاروں انسانوں کی اپنے شیطان آقا کے سامنے بلی دے چکا ہے بٹی اس کا مرنا بہت ضروری ہے لیکن تم اکیلی اسے نہیں مار سکتی ہو اس کے لیے تمہیں ایک ساتھی کی ضرورت ہو گی تمہیں اس کا انتظار کرنا ہو گا۔

اس لڑکے کا نام کاشف ہو گا اور وہ خود تمہارے پاس آئے گا کاشف کے پیار کو بھی حشام جادوگر ہی مارے گا وہ بھ تمہاری طرح اپنے پیار کا انتقام لینے کے لیے بے چین ہو گا حشام جادوگر کو مارنے کے لیے کاشف کو چلہ کرنا ہو گا ایک لاش پر وہ لاش جس پر کاشف کو چلہ کرنا ہو گا ہامون جادوگر کی ہے ہامون جادوگر حشام جادوگر کا دشمن تھا وہ اپنی ایک غلطی کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا کاشف جب ہامون جادوگر کی لاش پر چلہ کرے گا تو ہامون جادوگر کچھ عرصے کے لیے زندہ ہو جائے گا وہ اس وقت کاشف کے کنٹرول میں ہو گا ہامون جادوگر کو اپنی طاقتیں بھی واپس مل جائیں گی اس طرح وہ آسانی سے حشام جادوگر کو مار سکتا ہے اور ہاں بیٹا تمہاری تمام طاقتیں بھی ابھی ضائع نہیں ہوئی ہیں وہ سرخ پتھر جو تمہارے پاس موجود ہے اس کی ابھی آدھے سے زیادہ طاقتیں باقی ہیں تم اس پتھر کو ہاتھ پر رگڑ کر جو کام بھی کہو گی وہ وجائے گا دادا خاموش ہو گئے کچھ دیر چپ رہنے کے بعد وہ دوبارہ بولے حجاب میرا وقت پورا ہونے والا ہے اب مجھے واپس جانا ہے میں نے یہی باتیں تمہیں بتانی تھیں جو بتا دیں۔ دادا آپ نے کہاں جانا ہے میں نے کہا تو وہ بولے بیٹا تمہارے سامنے میرا جسم نہیں بلکہ روح کھڑی ہے تم جانتی ہو کہ میں مر چکا ہوں میں بس تمہاری مدد کرنے آیا ہوں اب مجھے واپس جانا ہے۔

دادا آپ نے یہ نہیں بتایا کہ کاشف مجھے کہاں ملے گا اور ہاں ہامون جادوگر کی لاش کہاں ہے اور کاشف لاش پر چلہ کیسے کرے گا۔ دادا بولے آنکھیں بند کر لو میں تمہیں اس جگہ لے چلتا ہوں جہاں کاشف تمہارے پاس آئے گا میں نے آنکھیں بند کر لیں کچھ دیر بعد دادا کی آواز سنائی دی آنکھیں کھول دو میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو میں ایک جنگل مین کھڑی تھی دادا بولنے لگے حجاب سرخ پتھر کو اپنے ہاتھ پر رگڑ کر کہنا کہ وہ تمہیں ہامون جادوگر کی قبر کے پاس لے چلے تو کچھ ہی دیر بعد تم اور کاشف ہامون جادوگر کی قبر کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ پھر تم اس قبر کو کھودنا اس میں ہامون جادوگر کی لاش ہو گی اور لاش کے نیچے ایک صفحے پر ایک تحریر ہو گی جس میں چلے کا طریقہ کار لکھا ہوا ہو گا اور کاشف تمہیں اسی جگہ پر ملے گا جہاں ہم کھڑے ہیں تم یہاں سرخ پتھر کو حکم دے کر ایک جادو کا گھر بنا لو اور کاشف کا انتظار کرو اسے آنے میں شاید کچھ وقت لگے تب تک تم یہیں رہو اور اپنی طاقتوں کو بڑھانے کی کوشش کرو تا کہ تم بھی حشام جادوگر کو ختم کرنے میں کاشف کی مدد کر سکو تمہیں جس چیز کی بھی ضرورت ہو

سرخ پتھر کو حکم دینا وہ تمہیں لا دے گا۔

اچھا اب میں چلتا ہوں دادا نے کہا اور ان کی روح آسمانوں کی طرف اڑنے لگی میں سرخ پتھر کو ہاتھ پر رگڑ کر حکم دیا کہ اسی جگہ میرے لیے ایک جادوئی گھر بناؤ کچھ ہی دیر بعد وہاں ایک گھر ظاہر ہوا اور میں اسی گھر میں رہنے لگی۔

کاشف میں پچھلے پانچ برسوں سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں آج تم آ گئے ہو تو میرا انتظار ختم ہو گیا ہے انشاء اللہ بہت جلد حشام جادوگر ہمارے قبضے میں ہو گا۔ اور ہم اسے تڑپا تڑپا کر ماریں گے وہ ایک بہت لمبی داستان سنانے کے بعد چپ ہو گئی اس کی کہانی سن کر مجھے علم ہوا کہ وہ میرے سے بھی زیادہ دکھی ہے۔ میں نے کہا میری نائلہ کو بھی حشام جادوگر نے ہی مارا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی لاش کہاں ہے وہ بولی ہاں نائلہ کو حشام جادوگر نے اپنے شیطان آقا کے قدموں مین قربان کر دیا ہے اس کی لاش اسی جنگل مین پڑی ہے جہاں حشام جادوگر رہتا ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے بار بار نائلہ کا معصوم چہرہ گھوم رہا تھا میرا جی چاہت تھا کہ اپنے آپ کو بھی ختم کر لوں لیکن مجھے حشام جادوگر کو ختم کر کے نائلہ کی روح کو سکون دوں میری بات سن کر حجاب بولی کاشف تم ابھی بہت زخمی ہو ابھی تم چلہ کرنے کی اجازت نہیں دوں گی تم آرام کرو میں آتی ہوں اتنا کہہ کر وہ اٹھ کر چلی گئی اور میں اس کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگا کافی دیر بعد وہ واپس آئی اس کے ہاتھ میں کھانا تھا میرا کچھ بھی کھانے کو جی نہین چاہ رہا تھا بس نائلہ کی یاد ستائے جا رہی تھی حجاب نے اصرار کیا تو مجبوراً مجھے کھانا کھانا پڑا اس کے بعد حجاب چلی گئی اور میں سو گیا۔

ایک ہفتے بعد میری صحت کچھ ٹھیک ہوئی زخم کافی حد تک بھر گئے تھے حجاب ہر روز میرے زخموں پر دوائی لگاتی اور پٹی کرتی تھی جس کی وجہ سے میری حالت بہتر ہوتی چلی گئی میں نے حجاب سے کہا کہ وہ مجھے ہامون جادوگر کی قبر کے پاس لے چلے اس نے سرخ پتھر اپنے ہاتھ پر رگڑا اور اسے حکم دیا کہ ہمیں ہامون جادوگر کی قبر کے پاس لے چلے۔ ہمیں ایک جھٹکا لگا اور ہمارے دماغ تاریکیوں میں ڈوبتے چلے گئے جب ہم ہوش کی دنیا میں واپس آئے تو ہم ایک ویرانے صحرا میں کھڑے تھے ہمارے قریب ہی ایک قبر تھی حجاب نے سرخ پتھر کو ہاتھ پر رگڑا اور حکم دیا کہ ہمیں قبر کھودنے کے اوزار مہیا کرے تو ہمارے قریب ہی قبر کھودنے کے اوزار نمودار ہوئے اور مین قبر کھودنے لگا حجاب بھی اس کام میں میری مدد کر رہی تھی میں نے اپنا بچپن گاؤں میں گزارا تھا اور اکثر کاموں میں لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا۔

ہمارے گاؤں میں گورکن نہیں ہوتا تھا لوگ خود ہی اپنے رشتہ داروں کی قبریں کھودتے تھے پوار گاؤں ان کی مدد کرتا تھا میں نے بھی کئی بار گاؤں والوں کے ساتھ قبر کھودوائی تھی اس لیے مجھے قبر کھودنے کا تجربہ تھا میں نے بہت تیزی سے قبر کھودی قبر میں سے ایک تابوت نکلا میں نے اس تابوت کو کھولا اس میں ایک لاش دفن تھی میں نے لاش کو تابوت سے باہر نکالا وہ لاش ایسی دکھائی دے رہی تھی کہ جیسے اسے ابھی ابھی دفن کیا گیا ہے ایک لمحے کے لیے میں نے سوچا کہ شاید وزندہ ہے میں نے اس کی نبض چیک کی وہ زندہ نہیں تھا میں نے تابوت کے اندر نگاہ ڈالی تو مجھے اس مین ایک کاغذ نظر آیا میں نے جھک کر وہ کاغذ اٹھا لیا اس مین چلے کا طریقہ لکھا ہوا تھا چلہ گیارہ دنوں کا تھا چلہ اسی قبر میں کرنا تھا جس سے وہ مردہ جادوگر نکلا تھا چلے کے دروان مجھے مردے کو اپنے سامنے بٹھانا تھا ساتھ ساتھ منتر پڑھنا تھا اور اس پر پھونکیں بھی مارنی تھیں چلہ سورج غروب ہونے کے بعد شروع کرنا تھا اور سورج طلوع ہونے سے قبل اختتام پذیر ہونا تھا اس کاغذ میں یہی باتیں لکھیں ہوئی تھیں اور آخر کار میں اس چلے کا منتر بھی یاد کرنے لگا جلدی ہی وہ مجھے یاد ہو گیا ہم نے مردے کو قبر میں لٹایا اور گھر واپس آ گئے میں نے اسی رات سے چلہ شروع کر دیا کیونکہ میں جلد از جلد اس منحوس حشام جادوگر کا نام ونشان اس دنیا سے مٹا دینا چاہتا تھا وقت گزرتا چلا گیا شام کے

سائے لہرانے لگے میں نے کھانا کھایا اور حجاب سے کہا کہ مجھے چلے والی جگہ پہنچا دے اس نے سرخ پتھر کو حکم دیا تو ہم کچھ ہی دیر بعد چلے والی جگہ پر تھے میں نے جادوگر کی لاش کو قبر کے اندر بٹھا دیا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا حجاب میرے قریب ہی کھڑی تھی اس کے چہرے پر ایک پیاری سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی وہ بہت خوش تھی میں ے چلے والے منتر کو اپنے ذہن میں دہرایا کہ کہیں بھول ہی نہ گیا ہوں لیکن نہیں وہ مجھے اچھی طرح یاد تھا تھوڑی دیر بعد سورج غروب ہو گیا اور میں نے اپنا چلہ شروع کر دیا۔

میں چلے کا منتر پڑھتا چلا گیا اور ساتھ ہی ساتھ اس مردے پر پھونکیں مارنے لگا نجانے کیوں مجھے اس مردے سے خوف آنے لگا جوں جوں اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا میرے اندر کا خوف بھی بڑھتا جا رہا تھا مجھے یوں لگ رہا تھا کہ ابھی وہ مردہ اٹھے گا اور میری گردن دبوچ لے گا۔ایک اور بات مجھے پریشان کیے جا رہی تھی کہ میں جوں جوں منتر پڑھ کر اس مردے پر پھونکیں مارتا جا رہا تھا اس کی آنکھوں مین ایک چمک پیدا ہوتی جا رہی تھی پھر اس نے ایک روشنی کا روپ دھار لیا جو آہستہ آہستہ تیز ہوتی گئی میرے اندر کا خوف روشنی بڑھنے سے مزید گہرا ہوتا جا رہا تھا وقت گزرتا چلا گیا صبح ہو گئی میرا پہلے دن کا چلہ ململ ہو گیا میں مردے جادوگر کو قبر میں لٹا کر خود باہر نکل آیا باہر حجاب میری منتظر کھڑی تھی وہ مجھے دیکھ کر مسکرا دی اور اس نے مجھے پہلے روز کا چلہ مکمل ہونے پر مبارک بادی اور ہم سرخ پتھر کے ذریعے دوبارہ اس کے طلسمی گھر آ گئے میں نے وضو کر کے فجر کی نماز ادا کی اتنے میں حجاب ناشتہ تیار کر چکی تھی ہم دونوں نے مل کر ناشتہ کیا مجھے نیند آئی ہوئی تھی سو میں سو گیا۔

اس وقت سورج سر پر تھا جب میری آنکھ کھلی حجاب میرے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی اور پیار بھری نظروں سے میری جانب دیکھ رہی تھی کیا بات ہے حجاب مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو میں نے اس کی آنکھوں کی تاب نہ لاتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دی اور بولی مجھے تم میں فیصل کی جھلک دکھائی دے رہی ہے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے تم کاشف نہیں ہو بلکہ میرے فیصل ہو وہ چپ ہو گئی میں بھی خاموش ہو گیا اس طرح دن گزر گیا اور رات کی تاریکی نے ایک بار پھر اپنی سلطنت قائم کر لی میں نے چلہ شروع کیا اس مردے کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی کل کی طرح آج بھی بڑھتی جا رہی تھی آہستہ آہستہ وہ روشنی اتنی تیز ہو گئی کہ مجھے اسکی آنکھوں میں دیکھنے میں مشکل پیش آنے لگی جی چاہتا تھا کہ میں اپنی نگاہیں اس کی آنکھوں سے ہٹا لوں لیکن ایسا کرنے سے میرا چلہ ناکام ہو جانا تھا اور اس طرح میں اپنی نائیلہ کا انتقام حشام جادوگر سے کبھی بھی نہیں لے پاتا۔

آج کا چلہ پچھلی رات سے زیادہ مشکل تھا اس مردے کی آنکھوں کی روشنی آہستہ آہستہ اتنی تیز ہو گئی کہ اس سے پوری قبر روشن ہو گئی تھی قبر کے باہر سے یوں دکھائی دیتا تھا کہ جیسے قبر میں کوئی بلب جل رہا ہو اس روشنی کی وجہ سے میری آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا اس کی آنکھوں سے نکلنے والی لائٹ ڈائریکٹ میری آنکھوں میں پڑ رہی تھی مجھے یوں لگ رہا تھا کہ میں چلہ مکمل نہ کر پاؤں گا میں ہمت ہارتا جا رہا تھا۔وقت گزرتا جا رہا تھا دوسری رات کا چلہ بھی مکمل ہو گیا آج بھی کل کی طرح حجاب میری منتظر تھی اس نے چلے کی کامیابی پر مجھے مبارکباد دی اور ہم واپس اس کے طلسمی گھر میں آ گئے میں نے نماز پڑھی اور ہم دونوں نے ناشتہ کیا اور میں سو گیا آج میں سارا دن سویا رہا جب آنکھ کھلی تو سورج غروب ہونے کے قریب تھا نائیلہ نے مجھے کھانا لا دیا میں نے کھانا کھایا نائیلہ نے سرخ پتھر کو حکم دیا کہ مجھے چلے والی جگہ پر پہنچا دے اس نے مجھے چلے والی جگہ پر پہنچا دیا میں قبر میں اترا جادوگر کی لاش کو اپنے سامنے قبر کے کنارے سے ٹیک لگا کر بٹھایا اور چلہ شروع کر دیا۔

آج میں جوں جوں چلے کا منتر پڑھ کر جادوگر کی لاش پر پھونکیں مارتا جا رہا تھا اسکا چہرہ روشن ہوتا جا رہا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی روشنی بڑھتی جا رہی

تھی چلہ ختم ہونے تک وہ روشنی لحہ بہ لحہ بڑھتی چلی گئی اس طرح تیسری رات بھی گزر گئی باہر نکلا تو حجاب کو حسب معمول اپنا منتظر پایا اور پھر میں واپس اس کے ساتھ اس کے طلسمی گھر آ گیا اسی طرح دن گزرتے چلے گئے اور میز چلہ کامیابی سے اپنی منزل کی جانب بڑھتا چلا گیا ہر روز جادوگر کے جسم کا ایک ایک حصہ روشن ہوتا چلا گیا اب میرا خوف بھی کافی حد تک کم ہو چکا تھا دسویں دن چلے کے اختتام پر جادوگر کا پورا جسم روشن ہو چکا تھا آج چلے کا گیارہواں دن تھا میں بہت خوش تھا کیونکہ اب وہ وقت زیادہ دور نہ تھا کہ مجھے ایک بہت طاقتور انسان بن جانا تھا اور سب سے بڑی خوشی اس بات کی تھی کہ مجھے اس قابل ہو جانا تھا کہ حشام جادوگر کو ختم کر سکوں ۔میں قبر میں اترا اور حسب معمول جادوگر کی لاش کو اپنے سامنے بٹھایا اور چلہ شروع کر دیا پہلا ایک گھنٹہ تو سکون سے گزرا کوئی غیر معمولی واقعہ رونما نہ ہوا پھر اچانک مردے کی آنکھوں میں حرکت پیدا ہو گئی وہ مجھے سرتا پاؤں کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا آہستہ آہستہ اس کے باقی جسم میں بھی حرکت پیدا ہونے لگی اور پھر وہ کچھ ہی دیر بعد سانس بھی لینے لگا میں چلے کا منتر پڑھ کر مسلسل اس پر پھونکیں مارتا جا رہا تھا میں چاہتا تھا کہ جلد از جلد چلہ ختم ہو جائے کیونکہ میں اس جادوگر سے خائف تھا اس کے ارادے بہت خطرناک دکھائی دے رہے تھے مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ابھی اٹھ کر مجھ پر حملہ کر دے گا اور مجھے مار کر میرا خون پی جائے گا سورج نکلنے کے آثار دکھائی دینے لگے تھے۔

میرا چلہ بس تقریباً مکمل ہو چکا تھا میں بہت خوش تھا ایک بہت بڑی شکتی میرے ہاتھ میں آنے والی تھی اچانک وہ اٹھ کھڑا ہوا اور میری جانب بڑھنے لگا میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی خوف سے میرا پورا جسم کانپنے لگا وہ دو قدم آگے بڑھا اور میرے بالکل قریب آ گیا میں نے چلے کا منتر پڑھنا بند کر دیا تھا سورج کی کرنیں زمین پر پڑنے لگیں تھیں میرا چلہ مکمل ہو چکا تھا میں اٹھ کھڑا ہوا وہ مردہ جادوگر میرے سامنے گردن جھکائے کھڑا تھا میں نے اسے قبر سے باہر نکلنے کا کہا وہ باہر نکلا تو میں بھی باہر نکل آیا۔آج بھی حجاب میرے انتظار میں کھڑی تھی وہ بہت خوش تھی اس نے ایک حسین مسکراہٹ کے ساتھ مجھے مبارکباد دی میں نے ہامون جادوگر سے کہا کہ ہمیں گھر پہنچا دو اس نے ہمیں آنکھیں بند کرنے کو کہا میں نے اور حجاب نے آنکھیں بند کر لیں۔

تھوڑی دیر بعد ہامون جادوگر کی آواز سنائی دی آنکھیں کھول لو ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم حجاب کے طلسمی گھر میں موجود تھے حجاب نے ناشتہ تیار کیا میں نے فجر کی نماز ادا کی اور ساتھ ہی شکرانے کے نوافل بھی ادا کئے پھر میں نے اور حجاب نے مل کر ناشتہ کیا ہامون جادوگر ہمارے قریب ہی کھڑا رہا ناشتہ کرنے کے بعد میں نے ہامون جادوگر کو حکم دیا کہ ہمیں حشام جادوگر کے جنگل میں لے چلو اس نے ہمیں ایک بار پھر آنکھیں بند کرنے کو کہا ہم نے آنکھیں بند کیں جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم ایک جنگل میں کھڑے تھے ہمارے اردگرد بھیانک شکلوں والی بلائیں کھڑی تھیں وہ سب ہماری جانب بڑھ رہی تھیں میں پہلے تو خوفزدہ ہوا پھر جیسے ہی مجھے ہامون جادوگر کا خیال آیا میں کچھ سنبھل گیا میں نے ہامون جادوگر سے کہا کہ ان سب کو ختم کر دو میرا حکم سنتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو اس کے جسم سے روشنی کی شعاعیں نکلنے لگیں جو ان بلاؤں کی طرف بڑھنے لگیں جب وہ شعاعیں بلاؤں سے ٹکرائیں تو ان کے جسم پانی بن کر زمین میں جذب ہو گئے۔

حشام جادوگر کہاں ہے میں نے ہامون جادوگر سے پوچھا تو وہ بولا وہ یہیں کہیں ہوگا وہ اتنی جلدی ہمارے سامنے نہین آئے گا پہلے وہ چھپ کر اپنی طاقتوں کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش کرے گا اگر وہ کامیاب نہ ہو سکا تو پھر ہمارے سامنے آئے گا چلو اسے تلاش کرتے ہیں وہ چپ ہو گیا اور ایک جانب چلنے لگا ہم بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اچانک ہمیں ا.شوں کا ایک ڈھیر دکھائی دیا زیادہ تر لاشوں کے جسم سے گوشت اتر چکا تھا اور وہ ڈھانچوں کی

شکل اختیار کر چکی تھیں لیکن کچھ لاشیں ایسی بھی تھیں جن کے جسموں پر ابھی گوشت باقی تھا ان لاشوں سے بہت گندی بدبو آ رہی تھی وہاں ایک منٹ رکنا بھی محال تھا ہم آگے بڑھنے لگے اچانک لاشوں کے اس ڈھیر میں مجھے ایک ایسی لاش دکھائی دی جسے دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے وہ لاش میری جان نائلہ کی تھی اس کا سر دھڑ سے الگ تھا میں بھاگ کر اس کی جانب لپکا میں ابھی اس ڈھیر سے تھوڑی دور ہی تھا کہ اس ڈھیر میں موجود لاشوں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور وہ سب کی سب اٹھ کھڑی ہوئیں میں نے یہ خوفناک منظر دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں کاشف بھاگ کر ہمارے پاس آؤ۔

کچھ دیر بعد حجاب کی آواز سن کر میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے قریب ہی ان ڈھانچوں کو دیکھ کر میرا سانس رکنے لگا میں نے اللہ کا نام لے کر پیچھے کی جانب دوڑ لگا دی جلد ہی میں ہامون جادوگر اور حجاب کے پاس پہنچ چکا تھا ہامون جادوگر نے دوبارہ منہ میں کچھ پڑھا اور ان ڈھانچوں کی جانب پھونک ماری تو اس کے جسم سے ایک بار پھر روشن شعاعیں نکلیں اور ان ڈھانچوں نما لاشوں کی جانب بڑھنے لگیں جیسے ہی وہ روشن شعاعیں ڈھانچوں سے ٹکرائیں ان کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا ایک خاص بات جو میں نے اس دوران نوٹ کی تھی وہ یہ تھی کہ جوں جوں ہامون جادوگر کے جسم سے روشن شعاعیں نکلتی جا رہی تھیں اس کے جسم کی روشنی جو چلہ کرنے سے پیدا ہوئی تھی کم ہوتی جا رہی تھی اس کا مطلب تھا کہ روشنی ہی ہامون جادوگر کی طاقت تھی اور وہ روشنی ختم ہونے کے بعد اس کا جسم دوبارہ مردہ ہو جانا تھا اچانک ہماری نظر ایک کالی شکل والے آدمی پر پڑی وہ ہماری طرف آ رہا تھا اس کی شکل بہت بھیانک تھی چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا قد آٹھ نو فٹ تھا اس کے چہرے سے وحشت ٹپک رہی تھی اسے دیکھتے ہی حجاب اور ہامون جادوگر کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

وہ ہم سے کچھ دور رک گیا اور بولا حجاب آج تمہاری موت تمہیں میرے پاس کھینچ لائی ہے اس دن تو تم میرے علاقے سے زندہ واپس چلی گئی تھی لیکن آج نہیں جا سکتی آج میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا تم کیا سمجھتی ہو کہ تم نے ہامون جادوگر کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے تو تم دونوں مجھے مار دو گے نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تم دونوں کی طاقتیں میرے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں اب تم تینوں مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اس سے پہلے کہ وہ ہم پر وار کرتا ہامون جادوگر نے کچھ پڑھ کر اس کی جانب پھونک ماری تو ہامون جادوگر کے جسم سے ایک بار پھر شعاعیں نکلیں اور حشام جادوگر کی جانب بڑھنے لگیں جونہی وہ شعاعیں حشام جادوگر کے جسم سے ٹکرائیں اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی کچھ ہی دیر بعد اس کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری تھے میں نے اپنی نائلہ کا انتقام لے لیا تھا وہ سیاہ شکل والا آدمی جو حشام جادوگر تھا ختم ہو چکا تھا حجاب بھی بہت خوش تھی اس نے بھی اپنے فیصل کی موت کا انتقام لے لیا تھا۔ ہامون جادوگر بولا۔

میرا وقت پورا ہو چکا ہے میں جس کام کے لیے زندہ کیا گیا تھا اب وہ مکمل ہو چکا ہے ابھی میرا جسم دوبارہ مردہ ہو جائے گا آپ مجھے اسی تابوت میں بند کر کے اسی قبر میں دفنا دیجئے گا جہاں میں پہلے دفن تھا اس کے جسم کی روشنی کم ہونے لگی کچھ دیر بعد اس کے جسم کی تمام روشنی ختم ہو چکی تھی روشنی ختم ہوتے ہی وہ زمین پر گر گیا حجاب نے سرخ پتھر کو حکم دیا کہ ہمیں اس جگہ پہنچا دو جہاں ہمون جادوگر کی قبر ہے ہمارے دماغ تاریکیوں میں ڈوبتے چلے گئے جب ہوش آیا تو ہم ہامون جادوگر کی قبر کے قریب کھڑے تھے میں نے اور حجاب نے ہامون جادوگر کی لاش کو تابو میں ڈالا اور قبر میں دفن کر دیا میں نے حجاب سے کہا کہ مجھے میرے گاؤں پہنچا دو گاؤں اس نے سرخ پتھر کو حکم دیا تو اس نے مجھے میرے گاؤں پہنچا دیا گاؤں والے میرے اور نائیلہ کے لیے بہت پریشان تھے جب میں نے بتایا کہ نائیلہ اب اس دنیا میں نہیں ہے تو ہر طرف ایک شور برپا ہو گیا

نائیلہ کی امی اپنی یادداشت کھو بیٹھیں اسی شام نائلہ کا غائبانہ نماز جنازہ ادا کیا گیا میں جنازہ پڑھ کر گھر واپس لوٹ رہا تھا میری آنکھوں سے آشک بہہ رہے تھے نائلہ بہت یاد آ رہی تھی میں اپنے آپ کو بالکل تنہا محسوس کر رہا تھا اچانک کسی نے پیچھے سے مجھے پکارا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حجاب تھی۔

حجاب تم یہاں کیسے میں نے کہا تو وہ بولی کاشف پتہ نہیں کیوں میں تمہارے بغیر رہ نہ سکی تمہارے آنے کے بعد میں اپنے آپ کو بہت تنہا محسوس کرنے لگی تھی مجھے لگتا ہے میں تم سے پیار کرنے لگی ہوں اسی لیے میں اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہارے پاس آ گئی ہوں پلیز کاشف مجھے اپنا لو میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہیں ہمیشہ خوش رکھوں گی کبھی تمہیں نائلہ کی کمی محسوس نہین ہونے دوں گی اس نے اپنا ہاتھ میری جانب بڑھایا میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور ہم دونوں گھر کی جانب چل پڑے۔

❁❁❁

قارئین کرام یہ تو تھی کاشف کی زندگی کی داستان امید ہے کہ آپ کو پسند آئی ہو گی اس سے پہلے آپ میری بہت سی تحریریں پڑھ چکے ہیں میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری تحریروں کو پسند کیا اس دوران دو بار مجھ پر تنقید بھی کی گئی میں ان دونوں حضرات کو جواب دینا چاہتا ہوں مجھ پر پہلی بار تنقید وارث آصف خان نے کی تھی انہوں نے تنقید میری پہلی سٹوری پر کی تھی شعیب شیرازی نے طنزیہ انداز میں کہا تھا کہ میری سٹوری ظالم جادوگر بچوں کے لیے اچھی تھی تو جناب میں آپ کو بتاتا چلوں کہ میں ابھی ہوں ہی بچہ میری عمر سترہ سال ہے اور میں سترہ سال کے انسن کا شمار بچوں ہی میں ہوتا ہے لہذا آئندہ میری سٹوری کے بارے میں رائے دیتے وقت اس بات کو ضرور مائنڈ میں رکھنا باقی سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے میری سٹوری کو پسند کر کے مجھے حوصلہ دیا کہ میں مزید لکھ سکوں اسپیشلی عمران رشید بھائی اور ریاض بھائی کے جون ۲۰۱۱ میں شائع ہونے والے لیٹرز نے میری ہمت بڑھائی میں انشاءاللہ تعالیٰ آپ سب کے لیے اور خوفناک کے لیے کچھ نہ کچھ لکھتا رہوں گا اور آخر میں وارث آصف خان اور شعیب شیرازی آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے تنقید کر کے مجھے مزید محنت کرنے پر مجبور کر دیا ہے اب اجازت چاہوں گا۔ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔

❁❁❁

ذکرِ الٰہی کی فضیلت

C اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے لئے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان رکھتا ہے۔
C جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے اس وقت میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔
C اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔
C اگر وہ مجھے کسی جماعت میں بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔
C میرا بندہ اگر میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں۔
C اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب دوڑ کر آتا ہوں۔

☆......حنف ناز

میت کے ساتھی

ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:
میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں جن میں سے دو واپس آ جاتی ہیں اور ایک اس کا ساتھ دیتی ہے۔
میت کے اہل وعیال، اس کا مال، اس کے اعمال۔ چنانچہ اہل وعیال اور مال تو واپس لوٹ آتے ہیں اور عمل باقی رہ جاتا ہے۔

☆......حنف ناز

❁❁❁

روحوں سے شادی

---تحریر: کامران احمد منڈی بہاؤلدین---

صبح جب بستی والوں نے یہ بھیانک لاش لٹکی ہوئی دیکھی تو سب کی چیخیں نکل گئیں بچے رونے لگے عورتیں کانپتی ہوئی گھروں کی جانب چلی گئیں سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے لوگوں نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس لاش کو دفن کر دیا حیرت کی بات یہ تھی کہ جب لوگ اس آدھی لاش کو دفن کر کے آ رہے تھے تو صبح دوبارہ وہ لاش اس جگہ لٹکی ہوئی تھی اور وہ لاش تھوڑی تھوڑی حرکت بھی کرتی لوگوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ جب کوئی رات کو قبرستان سے گزرتا ہے تو انہیں عجیب سی آوازیں سنائی دیتی ہیں کہ میں زندہ ہوں میں زندہ ہوں مجھے باہر نکالو مجھے زندہ درگور کر دیا گیا ہے کوئی ہے جو مجھے باہر نکالے ہائے ہائے--- میری شادی لوگوں کی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے لوگوں نے ایک بار پھر اس لاش کو دفن کر دیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

شانتی نگر کا یہ سولنگ اس وقت ویران اور اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا سولنگ کی ایک سائیڈ پر لگا بوڑھا پیپل کا درخت اپنی بے بسی پر رو رہا تھا اور اس کے سوکھے ہوئے پتے ہوا سے دور دور تک اڑ رہے تھے اسی ٹوٹی پھوٹی سولنگ کے ایک کنارے پر دو سائے دور سے ہی منڈلاتے ہوئے نظر آ رہے تھے یار کوئی لڑکی تجھ سے شادی کے لیے آمادہ ہی نہیں ہو رہی ہے فہیم نے مایوس ہو کر اپنے دوسرے ساتھی کو کہا کیا تم نے خانہ بدوشوں کی بستی میں چکر لگایا تھا عمران نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا میرے دوست میں تیرے لیے کہاں نہیں گیا کل گیا تھا عصر کے وقت ان خانہ بدوشوں کی بستی میں بھی ورنہ کون جاتا ہے ان مانگنے والوں کے ہاں جو ہر وقت کسی نہ کسی کی دہلیز پر بیٹھے ہوتے ہیں فہیم نے مانو کو سب کچھ بتایا اور پھر وہ دونوں باتیں کرتے کرتے کہیں دور نکل گئے۔

❁❁❁

عمران عرف مانو ایک پچاس یا پچپن سال کا تندمند چست و توانا شخص تھا موٹی آنکھیں مختصر ناک لمبے مگر گند سے بھرے بال گردن کو چھو رہے تھے اور اونچے دانت اور سیاہ چہرے میں ہیرے ے کی مانند چمک رہے تھے وہ ایک غریب قبیلے سے رکھتا تھا اس کا بسیرا بھی اس کی طرح مختصر کچا مگر مضبوط بنایا گیا تھا وہ کوئی کام کاج ڈھنگ کا نہ کرتا تھا اس کا کوئی خاندان وغیرہ نہ تھا ماں باپ پتہ نہیں بچپن میں ہی سے چھوڑ کر کہیں جا چکے تھے اسی بنا پر اس کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا تھا وہ روز بروز اپنے ایک دوست کو اپنے رشتے کے لیے بھیج دیتا لیکن لڑکیاں اور عورتیں اسے حقارت کی نظر و یکھتیں۔

اب تک تقریباً آٹھ یا نو رشتے آ چکے تھے جو صرف چاہے کی سرکیاں لگا کر چلے جاتے باہر افق پر چاند کا پورا تھال لٹک رہا تھا جو شاید اپنا رستہ بھول چکا تھا لیکن وہ دھیرے دھیرے کسی انجانے راستے پر چلے جا رہا تھا چاند کی دودھیا روشنی میں چاول کے کھیت لہرا رہے تھے اس میں موجود ہزاروں حشرات چیخ رہے تھے انہیں کھیت میں سے اچانک ایک سایہ اٹھا اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا شکستہ گلیوں میں جا گھسا شاید وہ مانو ہی تھا جو کہ اپنی لائف پاٹنر کی تلاش میں تھا وہ ایک بڑے سے گیٹ کے پاس جا کر رک گیا ہر طرف ہو کا عالم تھا چار سو خاموشی کی ہی زبان

تھی یہ نذیر کا گھر تھا نذیر اس کی بیوی اور نذیر کا بوڑھا باپ اس گھر میں رہتے تھے مانو نے دیوار پھلانگی اور کمرے کی طرف جانے لگا اتنے میں جب بوڑھے باپ کو پانی کی طلب ہوئی اور وہ اٹھا اس نے اپنے کیچن کے پاس ایک سائے کو دیکھا جب بوڑھے نے دیکھا تو واپس اپنے بیٹے کو جگانے گیا وہ دو قدم ہی آگے گیا تھا کہ مانو نے بوڑھے کی کمزور گردن مڑوڑ دی اس کی ایک دل حراش آخری چیخ نکلی اور وہ ہی پر گر پڑا نذیر نے جب یہ چیخ سنی تو جلدی سے اٹھا لیکن مانو اس وقت تک دیوار سے نیچے اتر چکا تھا مانو بھاگنے لگا اور اپنے گھر جا کر ہی دم لیا صبح نذیر کا گھر ماتم نگر بنا ہوا تھا سارا محلہ نذیر کے گھر اس کے باپ پر آنسو بہا رہا تھا۔

❁❁❁

وہ بھی ایک تپتی ہوئی دوپہر تھی جب مانو اور اس کو دوست فہیم ایک گھنے درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے مانو یار کیا تم نذیر کے گھر فاتحہ پڑھنے گئے تھے مانو ایک بار ٹھٹھکا پھر جلد ہی سنبھل گیا ہاں ہاں ۔۔ میں گیا تھا مانو تجھے ایک بات بتاؤں یار تیری عمر حد سے گزر رہی ہے جلدی سے شادی کر لے پہلے ہی تجھے کوئی پسند نہیں کرتا فہیم نے پیار سے مانو کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کس سے کروں شادی کمیں ہ کہیں کا بار بار تنگ کرتا ہے مجھے کون کرتا ہے مجھ سے شادی کروا دے کسی اپنی سے مانو نے ایک دم اٹھتے ہوئے کہا فہیم بے چارہ چپ چاپ گھر کو چل دیا او اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ مانو جیسے آدمی کو منہ نہیں لگائے گا مانو وہاں اکیلا ہی بیٹھا رہ گیا اور کچھ سوچنے لگا۔

❁❁❁

مانو ایک چھوٹے سے ہوٹل میں بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا ناشتہ کرنے کے بعد اس نے اپنی جیب میں ایک بوسیدہ سا ہوا نکال کر اس میں چند میلے کچیلے نوٹ بھی تھے نے ایک دس روپے کا نوٹ نکالا اور سگریٹ ۔یے اور ایک منہ میں رکھا دوسرے جیب میں آرام سے رکھ دیئے وہ کسی انجانے سے راستے پر چلنے لگا وہ چھوٹی بڑی گلیوں سے ہوتا ہوا ایک کچے راسے پر چلتے چلتے ایک ڈیرے سے گزرنے لگا کچھ ہی دیر بعد وہ ایک عامل کے پاس بیٹھا ہوا تھا بابا کیا مردے بھی زندہ ہو سکتے ہیں ۔ان کی روحوں سے ملاقات کا کوئی تو ذریعہ ہوگا مانو نے جاتے ہی پوچھ ڈالا کیوں پوچھ رہے ہو ان کے بارے میں وہ بس بابا تم سے کیا چھپانا ایک عورت کو زندہ کرنا ہے اور۔ مانو خاموش ہو گیا اور کیا اس بوڑھے پوچھا بابا تو چھوڑ اس کو بس تمہارا کام ہے کہ عمل کر کے اسے زندہ کرنا لاش میں تجھے دوں گا اس نے بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن ایک خیال خاص رکھنا لاش ایک ہفتہ سے زیادہ دنوں کی نہیں ہونی چاہیے ورنہ ان لاشوں میں ان کی روحیں اوپر کو جا چکی ہوں گی بوڑھے نے مانو کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اس بوڑھے کے گلے میں موٹے موٹے موتیوں کیا ایک تسبیح بھی تھی اور بہت سی گھنٹیاں بوڑھے تو بتا تو کیا لے گا بس تو صرف ایک کالے رنگ کا بکرا لے آوہ بھی میں نے عمل کے دوران ان سے کچھ کام لینا ہے پھر وہ دونوں دیر تک باتیں کرتے رہے۔

❁❁❁

اس وقت ایک عجیب سا سناٹا ادھر مسلط تھا رات کے گہرے سائے چھا چکے تھے جب مانو اپنے چھت پر لیٹا ہوا تھا جبکہ ارد گرد والے چھت پر سارے لوگ گہری نیند سو رہے تھے مانو اب بھی شاید کچھ سوچ ہی رہا تھا گاؤں والوں کو کیا پتہ کہ مانو کب شیطانی کھیل کھیلنے جا رہا ہے پھر نجانے کب مانو بھی نیند میں ڈوبتا چلا گیا صبح ابھی تک مانو سو رہا تھا سورج پوری طرح چمک رہا تھا جب مانو کی آنکھ کھلی تو گاؤں میں ہر طرف رونے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہوا کہ ٹھاکر کی بڑی بیٹی نوشین اس دنیا میں نہیں رہی ہے نوشی کو منہ کا

کینسر تھا ٹھا کر اس سے بہت ہی پیار تھا جس کی بنا پر اس نے کوئی ڈاکٹر یا حکیم نہ چھوڑا تھا شاید اس کے دن پورے ہو چکے تھے زندگی بھی کتنی عجیب شے ہے جنم جب ہوتا ہے تو ہر ایک کی آنکھوں میں خوشی چھلک کر گرتی ہے جبکہ جب موت ہوتی ہے تو ہر ایک المناک اور رقت انگیز ہوتے ہیں ادھر مانو بہت خوش تھا اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک نظر آ رہی تھی اسے زندگی میں جس دن کا انتظار تھا وہ دن آ چکا تھا اس کے دل میں بہت سی خواہشات جنم لے رہی تھیں وہ لوگوں کو ادھر جاتے ہوئے غور سے دیکھ رہا تھا اوئے مانو تجھے ایک بابا پیپل کے درخت کے نیچے بلا رہا ہے شاید مجھے تو کوئی جوگی لگتا ہے کسی گاؤں سے آیا ہے اور وہ تیرا پوچھ رہا ہے۔

ایک آدمی نے مانو کو بتایا مانو تھوڑی دیر کھڑا رہا پھر ایک جانب کو چل دیا جب مانو وہاں پہنچا تو وہ بوڑھا وہاں بیٹھا ہوا تھا جب اسے آتے ہوئے دیکھا تو اٹھ کھڑا ہوا اور بولا دیکھ مانو میں نے تم کو اس لیے بلوایا ہے کہ تو ایک بار پھر سوچ لے پھر کہیں تجھے بعد میں پچھتانا نہ پڑے پھر مجھے قصوروار نہ ٹھہرانا یہ کوئی عام بات نہیں تم نے ایک مردہ زندہ کروانا ہے جس کی روح نے اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا ہے میں تو کہتا ہوں کہ چھوڑ اس بات کو۔ نہیں بوڑھے میں نے سب کچھ سوچ سمجھ کر ہی کیا ہے تجھے کیا پتہ مانو جھٹ سے بولا میری عمر گزر گئی ہے جن بھوتوں چڑیلوں روحوں اور بدروحوں کے درمیان خیر جیسے تیری مرضی اب ہی تو وہ دن آئے ہیں جن کے لیے میں نے ۔۔ مانو بات کرتے کرتے اٹک گیا اور پھر ایک طرف کو چل دیا بوڑھا بھی کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد ایک طرف کو ہولیا۔

❁❁❁

رات کے نو بج رہے تھے باہر سڑک پر انتہائی تاریکی پھیلی ہوئی تھی دور دور کتے بونکنے کی آوازوں نے وحشت ناک ماحول بنا رکھا تھا چاند بھی خاموشی کے عالم میں ادھر ادھر تک رہا تھا شاید وہ بھی اپنے کسی ہمسفر کی تلاش میں ہی تھا مانو سڑک کے درمیان آہستہ آہستہ چلے جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ کوئی فلمی نغمہ بھی گنگنائے جا رہا تھا سڑک کے فٹ پاتھ پر کوئی کوئی لائٹ آن تھی زیادہ تر حالت کے ہاتھوں خراب تھی مانو شہر کی طرف جا رہا تھا وہ ایک کپڑوں کی دکان پر آ کر بیٹھ گیا اس نے دکاندار کو دو گز کفن بنانے کے لیے کپڑا خریدا اور پھر وہ کفن لے کر اپنی بستی کی جانب چلنے لگا کچھ گھنٹوں بعد مانو کے کندھے پر کوئی بوجھ بھی لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا اس نے اس بوجھ کو نیچے رکھا اور اپنے گھر کا دروازہ کھولا پھر دوبارہ اس کو اٹھائے اندر کی جانب بڑھ گیا گہرے اندھیرے میں یہ بوجھ صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا مانو نے اس کو نیچے بچھی ہوئی بوسیدہ سی چٹائی پر لٹا دیا اس نے کپڑا خریدنے کے لیے رقم کہاں سے لی تھی یہ ایک علیحدہ داستان ہے پھر اس نے لالٹین روشن کر دی اس میں اتنا تیل نہ تھا کہ کمرہ پوری طرح روشن ہو سکے کمرے میں مدھم زرد روشنی میں کوئی مرد کی لاش دکھائی دے رہی تھی اس نے لاش پر کفن لپٹنا شروع کر دیا لاش کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور دھیمی دھیمی روشنی میں بہت ہی خوفناک اور ڈراونی لگ رہی تھیں اور وہ مانو کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اس کا گلا دبوچ لے گا لیکن مانو اپنے کام میں مگن تھا وہ تیزی سے یہ سب کچھ کر رہا تھا تھوڑی ہی دیر بعد وہ کفن کی گرہ باندھ رہا تھا اس بستی کی یہ رات بہت ہی بھیانک اور پراسرار لگ رہی تھی ادھر نوشی کی لاش بالکل تیار تھی اس کی ماں کو تو جیسے سکتا طاری ہو گیا تھا وہ نجانے کیا کیا کہہ رہی تھی۔

ارے نوشی تیری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تو پھر کیوں جا رہی ہے اس کی ماں نے نوشی کی لاش کو اوپر اٹھاتے ہوئے کہا اس کو کیا پتہ تھا کہ اس کی نوشی اس جگہ جا چکی ہے جہاں سے شاید کوئی دوبارہ

واپس نہ آیا ہو ہر ایک کی آنکھ اشکبار تھی سب نے جنازے کو اٹھایا اور نوشی کی ماں بہنوں کو روتا ہوا چھوڑ کر گیٹ سے باہر نکل آئے گاؤں کا قبرستان کافی حد تک دور تھا باہر اندھیرے نے فوراً انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

مانو نے وہ لاش اپنے کندھے پر رکھی اور اندھیرے میں ایک طرف کو نکل گیا لوگ نوشی کی لاش کو لیے گھر سے تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ پیچھے سے انہیں چیخوں کی آواز سنائی دی جب لوگوں نے مڑ کر دیکھا تو نوشی کی ماں جو دوپٹہ گھسیٹتے ہوئے بھاگی چلی آ رہی تھی میری نوشی کہاں لے جا رہے ہو رک جاؤ نوشی کی مان چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی لوگوں نے جنازے کو نیچے رکھا اور اس کی طرف جانے لگے مانو جو کہ ساتھ والے کھیت میں چھپا ہوا تھا اچانک جلدی سے نکلا اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے موقعہ نہ جانے دیا اور جلدی سے لاشوں کو ادھر ادھر کیا پھر اسی کھیت میں غائب ہو گیا گہرے اندھیرے میں لوگوں نے کچھ نہ دیکھا دو آدمیوں نے اس کی ماں کو پکڑا اور گھر کی طرف لے جانے لگے لوگوں نے پھر چارپائی اٹھائی اور قبرستان کی جانب چل پڑے جب انسان زندگی سے ہار جاتا ہے تو اکثر قبرستانوں کی طرف ہی جانا پڑتا ہے شاید لوگ سچ ہی کہتے ہیں انسان کی آخری آرام گاہ قبرستان ہی ہے۔

❁❁❁

مانو اپنی چارپائی سے اٹھا اور چھت سے نیچے آیا اسی اکلوتے کمرے میں آ گیا اس کا ایک ہی کمرہ تھا پھر جیب سے ڈبیہ نکالی اور اینٹوں کے بنے ہوئے چولہے میں آگ لگا کر ایک سیاہ کیتلی چائے کے لیے چولہے پر چڑھا دی کچھ ہی دیر بعد مانو چائے کی سرکیاں بھر رہا تھا مانو کی یہ چار دیواری میں صرف ایک ہی کمرہ تھا جس میں وہ سوتا تھا اور وہی کھاتا بھی تھا حتیٰ کہ ہر کام وہ اسی کوٹھری میں کرتا تھا اس کوٹھری کو دیواریں سیاہ ہو چکی تھیں بہت سے کھانے کے برتن اس کے آس پاس بکھرے ہوئے پڑے تھے اس، نے سارے برتن اٹھا کر ایک کونے میں لگا دیئے اور اس کمرے کا دروازہ ند کر کے گلی کی ایک جانب چل دیا۔ قبرستان کی مشرقی جانب یہ کھنڈرات ایک عجیب سا سما پیدا کر رہے تھے جس کی ایک دیوار کے پاس ایک بوڑھا بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک الو بھی تھا بوڑھے نے ایک ٹیکا الو کے خون سے بھرا اور دوسری جانب پڑی نوشی کی ایک آنکھ میں لگا دیا پھر دوسری آنکھ میں بھی ایسا ہی کیا تھوڑی دیر بعد ان آنکھوں نے سارا خون جذب کر لیا کچھ خون نوشی کے خوبصورت رخساروں پر بہنے لگا اس وقت وہ ایک حسین لڑکی سے ایک خونی ڈریکولا محسوس ہو رہی تھی نوشی کی لاش بہت ہی بھیانک بن چکی تھی بوڑھے نے لاش کے چہرے سے خون صاف کیا پھر کفن اوپر کر دیا۔ نوشی کے گھر والوں کو کیا پتہ کہ جس نوشی کو وہ منوں مٹی کے نیچے اپنے ہاتھوں سے دفن کر آئے تھے اس کی لاش تو اسی رات سے بھٹک رہی ہے بوڑھے عامل نے لاش کو ایک طرف لگایا خود بھی ایک جانب بیٹھ گیا۔

رات کافی بیت چکی تھی لیکن مانو ابھی تک جاگ رہا تھا و، بہت بے چینی سے صبح ہونے کا انتظار کر رہا تھا وہ خوشی سے پاگل ہوئے جا رہا تھا خوشی آخر کیوں نہ ہوتی صبح اس کی ایک لڑکی سے شادی ہو رہی تھی وہ سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ کسی کو بھی اپنی شادی پر بلوانے کو کہے ک مانو بھی ایک لڑکی کا شوہر بن رہا ہے پھر مانو نے اسی حسین لمحات میں آنکھیں بند کر لیں۔

❁❁❁

بوڑھے عامل کا آخری عمل رہتا تھا وہ لاش کو ۔لیے ایک قدیم مگر خوبصورت مکان میں پہنچ گیا وہ مکان کے تہہ خانے میں اترنے لگا اندر گھپ اندھیرا تھا بوڑھے نے لائٹ آن کی لیکن لگتا ہے اس مکان کی طرح اس کی بجلی بھی بہت ہی قدیم تھی پھر

اس نے لاش کو بڑے ٹیبل پر لٹا دیا اور اس کے آس پاس چند اگر بتیاں بھی سلگا دیں اور خود دوسری جانب منہ کر کے کچھ بڑبڑانے لگا یہ عمل تین سے چار گھنٹے کا تھا یہ آخری اور کڑا عمل تھا تہہ خانے میں اگربتیوں کے دھویں نے ایک عجیب سا سما پیدا کر رکھا تھا نوشی کی کفن میں صرف آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں ۔ باقی سارا جسم کفن میں لپٹا ہوا تھا بوڑھے نے پھونک مارنے کے لیے لاش کی طرف دیکھا لاش کی آنکھیں اندھیرے میں چمک رہی تھیں بوڑھا وہی جامد و ساکت ہو گیا لاش کی آنکھیں بلب کی طرح چمک رہی تھیں بوڑھے نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے چند الفاظ نکالے تت تت تم زندہ ہو ۔روحیں کبھی نہیں مرتی وہ بدستور جسم ہی ہوتا ہے جو مر جاتا ہے لیکن روحیں ہمیشہ زندہ ہی رہتی ہیں دیکھ بوڑھے اگر تم نے میرے جسم سے کوئی ایسی حرکت کی تو اچھا نہیں ہوگا بوڑھا جو کہ بہت بڑا عامل تھا آج ڈر گیا اس کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہوئے بوڑھے عامل کی جھریوں دار پیشانی پر پسینہ صاف دکھائی دے رہا تھا اس کے خیال سے مردے خود بخود زندہ نہیں ہو سکتے بلکہ ان پر عمل کیا جاتا ہے لیکن یہ تو ۔۔اس کی حیاتی میں یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس نے بوڑھے کو اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا اندھیرے میں کفن میں دو سرخ روشن آنکھیں بہت ہی خوفناک لگ رہی تھیں۔

دیکھ عامل اگر تم نے میری لاش کو مانو کے حوالے کیا تو میرے جسم کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی تو تمہیں بھی سکون سے جینے نہیں دوں گی تیری زندگی عذاب بنا دوں گی لاش نے اٹھتے ہوئے کہا عامل جو کہ کسی بت کی مانند اس کی باتیں سن رہا تھا جب تمہیں مانو نے لڑکی لاش کا کہا تھا تو تیرے دل میں بھی شیطان کے وسوسوں نے جنم لے لیا اور تیری سب باتیں مانو نے سن لی تھیں دراصل جب مانو میری لاش کو چرائے گھر جا رہا تھا تو مانو کو کھیتوں سے ایک اور کفن میں لپٹی ہوئی لاش ملی اور مانو نے اسے اپنے دوسرے کندھے پر رکھ لیا اور چل پڑا عامل یہ سب سن کر حیران رہ گیا اور وہی کھڑا سوچنے لگا۔

❁❁❁

باہر کالی سیاہ رات میں ایک سایہ تیز تیز قدم اٹھائے ہوئے کہیں جا رہا تھا لمبے درخت جب ہلتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے دیو قامت چڑیلیں آپس میں لڑ جھگڑ رہی ہوں بجلی کی چمک سے ہر چیز منور ہو رہی تھی اچانک پتہ چلا کہ وہ مانو ہی تھا جو شاید اپنے گھر کی طرف چلے جا رہا تھا کھیتوں میں چھپے ہزاروں حشرات اپنی موجودگی کا احساس چیخ چیخ کر دلا رہے تھے اس کے دل میں بہت سی بے چینی پیدا ہو چکی تھی اس پر ایک عجیب سا شادی کا نشہ طاری تھا اس نے گھر کا دروازہ بے دردی سے کھولا اور اندر داخل ہو گیا مانو نے گھر بجلی نہ ہونے کے باعث ہر طرف اندھیرے کا راج تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے برسوں سے اس گھر میں کوئی نہ رہتا ہو اسی اندھیرے میں اچانک ایک لالٹین روشن ہو گئی مانو نے لالٹین ہاتھ میں پکڑی اور اسی کوٹھری میں داخل ہو گیا۔

اس نے لال ٹین کو ایک کھڑی ٹوٹی ہوئی چارپائی کی ایک ٹانگ پر لٹکا دی اور خود اس لاش کے پاس بیٹھ گیا بوڑھا تو اپنا الو سیدھا کرنے جا رہا تھا شکر ہے میں نے اس بدمعاش کی باتیں سن لیں تھیں ورنہ آج یہ خوشی میرے پاس نہ ہوتی بلکہ اس بوڑھے عامل کے چنگل میں ہوتی مانو نے اس لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے لاش سے کفن ہٹانا شروع کر دیا جب کفن سر سے ہٹا اس لاش کے سفید بال موتیوں کی طرح چمک رہے تھے مانو کی امید پر جیسے اوس پڑ گئی ہو اس کے اوسان خطا ہو گئے مانو نے ایک بار پھر اپنی دونوں آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دیکھا وہ کسی حسینہ کی لاش نہ تھی بلکہ ایک بوڑھی لاش کا ڈھانچہ تھا مانو کفن اتارتے اتارتے رک گیا اور اس بھیانک بوڑھیا

کی طرف دیکھنے لگا اس بوڑھی لاش کا منہ کھلا ہوا تھا اس منہ میں کوئی دانت نام کی چیز نہ تھی اسے ایک عجیب سا خوف اس لاش سے آنے لگا مانو کو ایسا لگا کہ یہ لاش ابھی اٹھے گی اور اسے دبوچ لے گی شاید مانو کی یہ بات سچ ہوگئی لاش میں ایک دم حرکت ہوئی مانو جلدی سے پرے ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد اس نے سوچا ضرور یہ میرا وہم ہے یہ بوڑھی لاش جو خود ایک ہڈیوں کا پنجرہ ہے یہ بھلا حرکت کیسے کرے گا پھر مانو نے اس لاش پر تھوکا اور ایک ٹھوکر اسے لگا دی۔

او مانو تیرا بیڑا غرق یہ تو نے کیا کیا مانو نے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا اس کمرے کی ایک بوسیدہ کھڑکی جس کا پھٹا ہوا پردہ ہوا سے اڑنے کی ناکام کوشش کررہا تھا باہر آج موسم بہت خراب تھا ہوا کے ساتھ ایک باریک۔ نہ رکنے والی بارش کا سلسلہ بھی شروع ہوچکا تھا گھپ اندھیرے میں جب بجلی چمکی تو پتہ چلا کہ مانو کے کندھے پر وہی لاش جھول رہی تھی وہ ایک گندے نالے کی طرف جارہا تھا جو اس کے گھر سے تھوڑے ہی دور تھا تھوڑی ہی دیر بعد وہ نالے کے ایک کنارے پر کھڑا تھا پھر اچانک مانو نے لاش کو بڑی تیزی سے اس نالے میں بے دردی سے پھینک دیا وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اس وقت تیز بارش میں ادھر کوئی زی روح نہ تھی پانی تھوڑا ہونے کی وجہ سے لاش کے گرنے کی کرکراہٹ بہت ہی وحشت ناک لگ رہی تھی چاند بھی یہ تماشا بڑے غور سے دیکھ رہا تھا شاید وہ مانو کے ہی بھیانک اور خوفناک کرتوت دیکھ رہا تھا مانو تھوڑی دور جانے کے بعد پیچھے کی طرف دیکھا خوف کی ایک تیز لہر مانو کے جسم سے گزرتی ہوئی چلی گئی وہ منظر ہی اتنا بھیانک تھا وہ بوڑھی لاش بھاگے جارہی تھی وہ ڈرا اور خوف سے بھاگنے لگا کچھ دیر بعد وہ کہیں اندھیروں میں گم ہوتا چلا گیا۔

❁❁❁

مجھے پتہ ہے عامل اگر میری روح میرے جسم میں نہ داخل کرتا تو ضرور میرے جسم سے کوئی زیادتی کرتا اور مانو سے کوئی جھوٹ بول کر اپنا کار سیدھا کر لیتا نہیں نہیں میں نے ایسا ہرگز نہیں سوچا تھا مانو نے ہی مجھے یہ سب کچھ کرنے پر مجبور کیا تھا میں نے تو اسے بہت سمجھایا تھا مگر وہ نہ مانا اس نے مجھے کہا کہ تو صرف اپنا عمل کر لاش میں تجھے لا دوں گا اور پھر دو دن بعد تیری موت ہوگئی اور مانو نے تیری۔۔ بوڑھا کچھ کہتا ہوا رک گیا شکر ہے ابھی تک میرے گھر والوں کو پتہ نہیں چلا اگر انہیں پتہ چل گیا کہ جس نوشی کو وہ اپنے ہاتھوں سے قبر کے اندر اتار کر آئے تھے وہ باہر بھٹک رہی ہے تو اس گاؤں میں ایک قیامت سی ٹوٹ پڑتی میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں خود انتقام لوں گی کچھ دیر یہ لاش عامل سے باتیں کرتی رہی پھر اچانک لاش کی آنکھیں بجھ سی گئیں اور بوڑھا حیران و پریشان اس کو دیکھتا رہا۔

❁❁❁

شام کا لال سورج آہستہ آہستہ کہیں نیچے اترے جارہا تھا ہر چیز پر کالی سیاہی غالب آنے لگی فہیم اپنے گھر سے نکلا اور اپنی ماں کے لیے کچھ دوائیاں لینے کی غرض سے شاید شہر کا رخ کیے جارہا تھا جب وہ گندے نالے کے پل پر چڑھا تو اسے دور ہی سے پل کے آخری سرے پر ایک شخص بیٹھا ہوا نظر آیا گہری تاریکی کی وجہ سے فہیم اس کو پہنچان نہ سکا کہ اس وقت یہ نالا بالکل سنسان اور ویران تھا اندھیرے میں اس شخص کا سفید لباس صاف دکھائی دے رہا تھا فہیم نے سمجھا کہ شاید پہرے دار ہو یا کوئی بھولا بھٹکا مسافر ہو لیکن جب اس کے قریب گیا تو فہیم حیران رہ گیا اور جلدی سے بول پڑا ممریز بھائی آپ اور اس وقت اس پل پر اس نے اس شخص کو گلے لگاتے ہوئے کہا بس یار بیٹھ تجھ بتاتا ہوں فہیم بھی اس شخص کے ساتھ بیٹھ گیا ممریز

بھائی آپ تو آگرہ میں چلے گئے تھے فہیم نے ایک دم خاموشی کو توڑا یار میں تو ایک کام سے آیا تھا اور سوچا کہ اپنے آبائی گھر کی طرف بھی چکر لگائے جاؤں اس شخص نے بتاتے ہوئے کہا اچھا یار یہ سب چھوڑو کہیں چل کر اچھی سی چائے پیتے ہیں بہت عرصہ بیت چکا ہے اکھٹے چائے پیے ہوئے لیکن یار میری پوری بات تو سنو کوئی بات وات نہیں چلو اٹھو چلو فہیم نے اس کے بازوؤں کو پکڑتے ہوئے کہا اچانک ممریز اٹھا یار چائے تو زندہ لوگ پیتے ہیں مردوں کو کیا فائدہ میرا جسم تو نجانے کب کا ظالم قبر نے کھا لیا ہوگا فہیم ایک دم اٹھا اور اس کے رونگھٹے کھڑے ہوگئے خوف سے اس کی آنکھیں ابل کر باہر کو آنے لگیں کیا تم۔۔ ہاں میں زندہ نہیں ہوں ممریز نے اپنی آنکھوں سے آئے ہوئے آنسو پونچھتے ہوئے کہا فہیم نے روحوں کو صرف خوفناک کہانیوں میں یا پھر فلم ڈراموں میں دیکھا یا پڑھا تھا آج اس کے سامنے ایک روح کھڑی تھی اور وہ اس سے باتیں کررہا تھا اس کے چہرے پر پسینہ کی ننھی ننھی بوندیں تھوڑی سے نیچے گرنے لگیں۔

فہیم میں تم سے ملنے ہی آرہا تھا دیکھو فہیم تمہارا ایک دوست مانو ہے ناں۔۔ ہاں ہاں۔ کیا کیا ہے اس نے یہ تو اس سے ہی پوچھنا بس اس کو کہہ دینا کہ ایک بار قبرستان آنا فہیم ابھی کچھ کہنے والا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ممریز کی روح تو کب کی جاچکی تھی اس نے تو ابھی اس سے بہت کچھ پوچھنا تھا خوف سے فہیم پسینے سے نہا رہا تھا اس کو زمین و آسمان گھومتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اس نالے میں موجود کیڑے مکوڑے سناٹے کو توڑ رہے تھے فہیم اپنا سر پکڑے نجانے کب تک اس پل پر بیٹھا رہا ۔صاحب جی پلیز آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ رات کافی بیت چکی ہے آپ ادھر سے چلے جائیں ایک پولیس والے نے فہیم کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جی جی ہاں۔۔ ہاں میں جارہا ہوں اور پھر فہیم بازار کی طرف جائے بغیر ہی بوجھل قدموں سے گھر کی طرف چلا گیا۔

صبح کا سورج حسب معمول آسمان پر اٹک گیا اور اپنی زرد کرنیں ارض آدم پر بکھیرنے لگا فہیم اپنی چارپائی سے اٹھا اور فریش ہوکر چھت پر چلا گیا وہ آج بہت پریشان تھا وہ چھت کے جنگلے سے ٹیک لگائے سوچوں میں گم تھا کچھ دیر بعد اسے ناجانے کیا سوجا اور وہ مانو کے گھر کی طرف جانے لگا اس کے دروازے کے پاس جاکر رک گیا لیکن کچھ ہی لمحے بعد لکڑی کے بڑے دروازے کی زنگ آلود کنڈی کو کھٹکھٹانے لگا۔

فہیم بہت دیر تک دروازہ کو کھٹکھٹاتا رہا لیکن اندر سے کوئی نہ آیا پھر اس نے کچی دیوار پھلانگی دو اینٹیں دھڑم سے نیچے آگری فہیم نے ایک بار پیچھے دیکھا پھر آگے کو چل دیا عمران مانو مانو کہاں ہے تو فہیم نے گھر کے چاروں جانب دیکھتے ہوئے بولا پھر فہیم نے اس کمرے کی جانب دیکھا جس کا دروازہ بند تھا شاید کنڈی نہ تھی اس نے اچانک ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا دروازہ کھولتے ہی ہزاروں مکھیاں فہیم کے منہ سے ٹکرائی ایک کونے میں برتنوں کی ڈھیری لگی ہوئی تھی جس پر ہزاروں مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں اس کمری کی چاروں دیواریں کالی سیاہ ہوچکی تھیں اور ہر طرف جالے لٹک رہے تھے جس میں مکڑیاں آرام سے سو رہی تھیں انہیں کوئی بھی پوچھنے والا نہیں تھا درمیان میں ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر دینا سے بے خبر مانو میٹھی نیند سو رہا تھا اچانک فہیم کا سر اس کھڑی چارپائی سے ٹکرایا لالٹین نیچے آگری کون ہے مانو نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا میں ہوں مانو اٹھ میں نے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے فہیم نے کہا تو وہ بولا آ میری جان آ بیٹھ یہاں۔ مانو کا ایک عجیب قسم کا ہیر سٹائل تھا بال ایسے بکھرے ہوئے تھے جیسے چڑیا کا گھونسلا ہو مانو تم نے میرے ساتھ جو بھی کیا میں بھول چکا ہوں فہیم نے

نرم لہجے میں کہا۔

یار تو نہ بھی آتا تو ویسے بھی میں تجھے بلانے والا تھا تیری بھابھی جو آ رہی ہے یار میری شادی ہو رہی ہے مانو نے چٹکی مارتے ہوئے کہا میں نے تجھے ایک پیغام دینا ہے وہ ممریز نہیں تھا وہ مجھے کل ملا تھا اور اس نے مجھے کہا کہ آج رات قبرستان میں آ جانا یہ سننا تھا کہ مانو سرخ پڑ گیا جیسے وہ کچھ چھپا رہا ہو مانو کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگی کہاں گم ہو گئے ہو مانو فہیم نے مانو کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا ہاں ہاں ٹھیک ہے مانو تو جیسے اپنے آپ کو فراموش کر چکا تھا باہر فہیم کی ماں اس کو بلا رہی تھی فہیم تو چلا گیا لیکن اس کی باتیں ابھی تک مانو کے بڑے بڑے کانوں میں گونجتی رہیں۔ مانو دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ میں نے تو اسے مار دیا تھا لیکن چھوڑ مانو یار کیا تم یہ منحوس باتیں لے کر بیٹھ گیا ہے تم بہت جلد ایک دوشیزہ کا دلہا بننے والے ہو جو ساری حیاتی تمہارے ساتھ رہے گی مانو اپنے آپ سے ہی باتیں کرنے لگا اس کی خوشی کی کوئی حد دور دور تک نظر نہیں آ رہی تھی مانو دوبارہ اسی ٹوٹی ہوئی چارپائی پر گر گیا اور اپنی دلہن کی حسین یادوں میں گم ہوتا گیا۔

❀❀❀

رات کافی بیت چکی تھی آسمان پر بے شمار چھوٹے مگر خوبصورت بلب چمک رہے تھے شاید سارے ہی لوگ گہری نیند میں سو چکے تھے لیکن فہیم ابھی تک تارے ہی گن رہا تھا وہ سونے کی بار بار ناکام کوشش کر رہا تھا وہ مانو ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ کبھی ادھر کبھی ادھر کروٹ بدلتا تو کبھی ادھر لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اس نے ممریز کو کیوں موت کے گھاٹ اتارا تھا اور اس کی روح اسے کیوں قبرستان میں جانے کو کہہ رہی تھی فہیم بہت ہی بے چین ہونے لگا کل میں ضرور مانو سے پوچھوں گا تیز ہوا کی وجہ سے مٹی اس کے سر اور کپڑوں میں داخل ہوئے جا رہی تھی ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی طوفان ہو فہیم جلدی سے اٹھا اور کمرے میں چلنے لگا صبح ہوتے ہی فہیم مانو کی طرف جانے لگا کچھ دیر بعد وہ مانو کے گھر میں تھا اور مانو کو آوازیں دے رہا تھا اس نے سارا گھر چھان مارا لیکن وہ نہ ملا میری جان آج منہ اندھیرے ہی خیر تو ہے مانو جو کہ اچانک چھت سے فہیم کو اوپر آنے کا اشارہ کر رہا تھا فہیم بھی چھت پر چلا گیا مانو تم سے ایک بات پوچھنی تھی فہیم بھی چارپائی پر بیٹھ گیا پوچھ جو کچھ پوچھنا ہے میرے یار مانو نے اپنی گھنی مونچھوں کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ تم نے ممریز کو کیوں قتل کیا تھا کیوں اس مظلوم کو مار ڈالا تم نے آخر کیوں۔

فہیم نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا نہیں نہیں میں اور کسی کو قتل بھلا میں ایسے کیوں کسی کو قتل کروں اس نے اپنی رکتی ہوئی زبان سے کہا مانو تو مجھے سچ سچ بتا کہ یہ کیا کھیل کھیل رہے ہو اور نہ ہی تم نے مجھے بتایا کہ تیرا سسرال کہاں ہے لڑکی کیسی ہے پہلے تو تم مجھے ہر دل کی بات بتایا کرتے تھے قبرستان ہے میرا سسرال جہاں زندہ تو نہ سہی مرے ہوئے انسان ضرور رہتے ہیں سن لیا تم نے یہی سننا چاہتے تھے ناں اب ٹھنڈ پڑ گئی ہے تیرے دل میں تم کیوں میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو اچھا ہو گا تو میرے راستے میں نہ آ بڑا آیا میرا انٹرویو لینے مانو نے فہیم کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

فہیم اچانک غصے سے اٹھا اس نے کچھ کہے بغیر گھر کی راہ لی مانو نے اپنی پیشانی پر آئے ہوئے پسینے کو قمیض کے گیرے سے صاف کیا اور ایک تھوک غصے سے باہر نکلی اور گھڑے سے ایک پیالے کے ساتھ پانی پینے لگا میری شادی کا کتنا دکھ لگ گیا ہے اسے پھر وہ گھر سے باہر نکل گیا۔

❀❀❀

وہ پتہ نہیں کدھر جا رہا تھا بند گلیوں سے ہوتا ہوا ایک بڑے روڈ پر آ گیا اچانک اس کی نظر نوشی کی طرف پڑی جو اکیلی فٹ پاتھ پر چلے جا رہی تھی میری نوشی اور یہاں ہائے وہ زندہ ہو گئی کتنی حسین ہے کہاں جا رہی ہو نوشی ما مانو نے اس کو آواز دیتے ہوئے کہا لیکن وہ اپنی مگن میں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چلی جا رہی تھی مانو اس لڑکی سے قریب آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اکیلی جا رہی جا رہی ہو اب تم میری دلہن ہو تم صرف میرے ساتھ باہر جایا کرو کمینے بدمعاش کہیں کے چھوڑو میرا ہاتھ کون ہو تم میں تمہیں نہیں جانتی لڑکی نے چیختے ہوئے کہا لڑکی کی آواز سن کر سارا روڈ اکٹھا ہو گیا انہوں نے مانو کو بہت سبق سکھایا مانو ادھر ادھر دیکھنے لگا وہ اپنے آپ سے شرمندہ سا ہونے لگا شاید اس نے سگریٹ کچھ زیادہ ہی پی لیے تھے اس کو ہر لڑکی میں نوشی ہی کی شکل نظر آ رہی تھی اس نے ایک بار پھر پیچھے دیکھا پھر آگے کو چل دیا چلتے چلتے اس کو اچانک خیال آیا کہ آج کی رات تو بوڑھے عامل نے لاش دینے کا وعدہ کا تھا کڑی دھوپ کی وجہ سے مانو کا چہرہ پسینہ پسینہ ہو رہا تھا اس کے دل میں ایک عجیب سی خوشی تھی جا شاید اس کے اندر سما نہیں رہی تھی پھر اس نے عامل کے ڈیرے کی طرف رخ کیا وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چلا آ رہا تھا کچھ ہی مسافت کے بعد وہ عامل کے ڈیرے پر پہنچ گیا جب مانو نے ادھر ادھر دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ادھر تو نہ ہی بوڑھا تھا اور نہ ہی اس کے چیلے مانو چاروں طرف دیکھتا رہا۔ لیکن اسے دور دور تک کوئی بھی آدم ذات نام کی کوئی چیز نہ نظر آئی مگر اس بڑے درخت کے نیچے ایک چارپائی ضرور بچھی ہوئی تھی وہ اس چارپائی پر بیٹھ گیا آس پاس سے تھوڑی دیر کے لیے کوئی آئے گا۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا لیکن کوئی بھی وہاں نہ آیا مانو اٹھا اور ایک طرف چلنے لگا کچھ ہی دیر چلنے کے بعد مانو کو ایک عورت دکھائی دی جس نے اپنے سر پر کوئی بوجھ اٹھا رکھا تھا اس نے جلدی سے اس عورت سے پوچھا بی بی ادھر ایک عامل بابا رہتا تھا وہ تو ادھر سے چلے گئے ہیں اور بتا رہے تھے کہ ہم اب اپنے پرانے مکان میں جا رہے ہیں اس عورت نے اپنے آنچل سے جسم کو ڈھ۔ نپتے ہوئے کہا مانو نے یہ سن کر ایک طرف کو دوڑ لگا دی وہ کچھ گھنٹوں کے بعد اس قدیم مکان کے پاس کھڑا ساری عمارت کو دیکھنے لگا پھر مانو اس مکان میں داخل ہو گیا جس گھر کا دروازہ شاید کھلا ہوا تھا اندر اس کو بہت سے کمرے دکھائی دیے لیکن پہلے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اور دروازے کے نیچے سے ایک موٹی دھار خون کی آ رہی تھی مانو نے کچھ سوچے سمجھے بغیر اس کمرے کا دروازہ کھولا اندر کوئی نہ تھا ایک عجیب سی خوشبو اس کے ناک سے ٹکرائی اور اس کے سر کو بھاری کرنے لگا اندر دھوئیں سے ہر چیز دھند کی ہی نظر آ رہی تھی جہاں پر خون بہہ رہا تھا اسی خون کے اوپر ایک درخت کا بہت بڑا پتہ نظر آیا مانو نے وہ جلدی سے اٹھایا اور دیکھا اس پر ایک مختصر تحریر بھی لکھی ہوئی تھی اس کو اس وقت عامل پر بہت غصہ آ رہا تھا کہیں وہ میری نوشی کو لے کر چلا نہ گیا ہو وہ اسی پریشانی میں اس عمارت سے باہر آیا اور ایک ہوٹل میں داخل ہو گیا اس نے ہوٹل پر ایک شخص جو کہ چائے کے مزے لوٹ رہا تھا۔ اس کو یہ پتہ دکھایا اور پڑھنے کو کہا پھر وہ شخص وہ تحریر پڑھنے لگا اور مانو بہت ہی غور سے سننے لگا وہ تحریر کچھ اس طرح تھی مانو شاید یہ چھٹی تیرے ہاتھ ہی لگے بیٹا میں اب اس دنیا میں نہیں رہا میں کیسے مرا یہ ایک لمبی کہانی ہے صرف تجھے اتنا بتاتا ہوں کہ چلو میں نے عمل کے دوران حصار نہ لگایا تھا جس کی وجہ سے تمام جنات بدروحیں چڑیلوں نے مجھے مار ڈالا اور تم اپنی دلہن کو ہمیشہ ہمیشہ خوش رکھنا آج رات قبرستان میں اکیلے جانا وہاں تیری دلہن تیرا انتظار کر رہی ہو گی تیری اس بھیانک خواہش نے میری بھی جان لے لی اور شاید تیری۔۔ خیر تجھے

تیری دلہن مبارک ہو میں نے سے زندہ کر دیا ہے اسے اپنا لے وہ اکیلی بیٹھی اپنے شوہر کا بے تابی سے انتظار کر رہی ہے عامل رضا۔

اس شخص نے ساری تحریر پڑھ ڈالی مانو تھوڑا سا حیران ہوا لیکن یہ خط سن کر اس کو اور یقین ہو گیا کہ ایک لڑکی اس کی دلہن بن رہی ہے مانو نے وہ خط وہی پھینک دیا اور گھر کی جانب چلنے لگا ایک ابر کا آوارہ ٹکرا سورج کے سامنے آ بیٹھا اور موسم ابر آلود بن گیا مانو گھر جا کر اپنے ایک پرانے صندوق میں سے کچھ چیزیں نکالنے لگا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا دھیرے دھیرے سے سورج غروب ہونے لگا پرندے اپنے اپنے گھروں کو لوٹنے لگے رات بھی اپنی گہری کالی چادر ارض آدم پر ڈالنے لگی لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے شاید کسان بھی اپنے کھیتوں کو ادھورا چھوڑ کر جا چکے تھے مانو اپنے گھر میں بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا پھر اس نے دوسرے گھروں میں نگاہ دوڑائی تو اسے پتہ چلا کہ لائٹ بھی جا چکی ہے اس نے وہی زنگ خور لالٹین روشن کی اور ہاتھ میں پکڑے قبرستان کی جانب چل دیا وہ آج اندھیرے میں قبرستان میں اپنی دلہن کو اپنانے جا رہا تھا تھوڑی دیر اندھیرے میں ڈوبی ہوئی گلیوں میں بھٹکتا ہوا وہ قبرستان کے راستے پر چلنے لگا۔

آج کی رات مانو اپنے مشن میں کامیاب ہونے والا تھا یا پھر موت اس کی تلاش میں تھی دور ہی سے آسمانی بجلی سے چمکتا ہوا قبرستان بہت ہی خوفناک اور خونخوار لگ رہا تھا دور دور بے شمار چھوٹے چھوٹے کچے پکے گھروندے بہت ہی اسرار لگ رہے تھے بادل گرجنے کی آواز نے مزید خوفناکی پیدا کر دی تھی مانو قبرستان کا خوفناک گیٹ پار کر چکا تھا مانو کے دل میں بھی خوف کی ایک دل ہلا دینے والی لہر نے بھی جنم لیا تھا وہ ہر قدم پھونک پھونک کر رکھ رہا تھا ہر آہٹ اس کے لیے جان لیوا ثابت ہو رہی تھی وہ چھوٹی بڑی قبروں سے ہوتا ہوا آگے ہی آگے کو جا رہا تھا وہ غور سے ہر قبر کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی کی تلاش میں ہو مانو کو دور سے پکی بڑی قبر پر کوئی چیز نظر آئی اس وقت مانو قبرستان میں اکیلا تھا یا وہ مردے اور روحیں تھیں جو کہ ابدی نیند سو رہے تھے وہ آگے کو بڑھا اور اس چیز کو دیکھا وہ کوئی اور چیز نہ تھی بلکہ نوشی کی لاش ہی قبر پر لیٹی ہوئی تھی اس نے ایک دم دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس کے ہاتھ سے اچانک لالٹین گر گئی اس سے پہلے کہ لالٹین سے تیل نیچے بہتا مانو نے جلدی سے اٹھا لی اور نزدیک کر کے اس لاش کو دیکھنے لگا۔

وہ لاش نہیں ایک حسین و جمیل دلہن تھی نوشی کے جسم پر کفن نہ تھا بلکہ ایک لال رنگ کا جوڑا تھا مانو سوچنے لگا کہ میرا خواب سچ ہو گیا اب میں اپنی دلہن کو اتنی دور لے جاؤں گا کہ کوئی بھی ادھر آ نہ سکے گا نوشی بے بسی سے قبر پر لیٹی بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی اس کے لمبے گھنے بال ہوا سے پوری قبر پر پھیلے ہوئے تھے ہونٹ جو کہ تھوڑے سے کھلے ہوئے تھے بے حد پیارے لگ رہے تھے اس کے گلابی رخسار پر بے شمار بالوں نے جگہ لے لی اس وقت وہ کوئی حسن کی دیوی لگ رہی تھی مانو اس کے عشق میں پوری طرح جکڑا جا چکا تھا اس کو کوئی ہوش و حواس نہ تھی بس وہ اس دوشیزہ کو دیکھتا ہی گیا اسے اس وقت یہ پرواہ نہ تھی کہ وہ رات کے بارہ بجے اندھیرے میں قبرستان میں کھڑا تھا اچانک اس خاموشی کو ایک گیدڑ کی چیخنے کی آواز ایسے آ رہی تھی جیسے بہت سی چڑیلیں بین کر رہی ہوں مانو نے ایک بار اردگرد نگاہ دوڑائی پھر اس قبر کی جانب چل دیا جس پر نوشی کی لاش لیٹی ہوئی تھی آسمانی بجلی نے ایک عجیب سا خوف اس قبرستان میں پھیلایا ہوا تھا وہ خوشی کے سر پر جا کر کھڑا ہو گیا اور نوشی کے اڑتے ہوئے بالوں کو سنوارنے لگا جب اس نے لاش کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تو اسے ایسا لگا جیسے ساتھ والی قبر میں

حرکت ہوئی ہو جیسے قبر پھٹنے والی ہو لیکن مانو نے ذرا بھی پرواہ نہ کی اور نہ ہی ادھر دھیان دیا اور لاش سے میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگا آج کی رات میری سب سے خوبصورت اور سہانی رات ہو گی تم آخر میری ہی دلہن بن گئی ناں۔۔

پھر زور زور سے ہنسنے لگا ہاہاہا۔۔ ہوا کی وجہ سے لاش کا دوپٹہ اڑنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا وہ حیران تھا کہ اس لاش نے ایسا لباس کہاں سے لیا لیکن اس کو جوڑے سے کوئی غرض نہ تھی پھر مانو نے پیار سے نوشی کی لاش کو اٹھایا اور ایک کھیت سے ہوتا ہوا اندھیرے میں گم ہو گیا اب قبرستان ویران اور سنسان تھا مردے بھی خاموشی سے لیٹے ہوئے تھے انہیں کوئی پرواہ نہ تھی کہ کوئی قبرستان میں کیا کر رہا ہے اور کیا نہیں لیکن وہ دور سے کچھ لوگ آئے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اندھیرے کی وجہ سے اان کا سفید لباس چمک رہا تھا وہ کمینہ نوشی کی لاش لیے پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے سر سے پاؤں تک کفن میں لپٹے نذیر کے باپ کی خوفناک لاش نے کہا ہاں لیکن وہ لاش کو کیے کس جاب گیا ہے ایک بھیانک بوڑھی لاش نے کہا جس کا سارا کفن پھٹا ہوا تھا اور بوسیدہ سا تھا وہ شادی کے چکروں میں اسے اٹھا کر ایک کھیت کی جانب رواں دواں تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ بہت دیر ہو چکی ہو اور وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو جائے۔

اے خدا مانو کی اس خواہش کو کبھی پورا نہ ہونے دینے ورنہ۔۔ آج اس نے یہ حرکت کی ہے کل کو کوئی ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا مریز کی لاش جو کہ اوپر ہاتھ اٹھائے ہوئے رو رو کر خدا سے التجا کر رہا تھا میرا خیال ہے کہ ہمیں ادھر جانا ہو گا جدھر وہ لاش کو لے کر گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ باتیں کرتی رہیں اور پھر وہ تینوں لاشیں مانو کی طرف جانے لگیں ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ انہیں اسی کھیت سے چیخوں کی آواز آنے لگی کچھ دیر بعد انہیں اس کھیت سے نوشی آتی ہوئی دکھائی دی اندھیرے میں اس کی آنکھیں سرخ انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں اس کے ساتھ کوئی چیز بھی تھی وہ اس چیز کو گھسیٹتے ہوئے تیزی سے چلی آ رہی تھی مجھے چھوڑ دو نوشین تم میری دلہن بن گئی ہو اور بیوی اپنے شوہر کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتی میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے چھوڑ دو اور گھر چلو مانو نے نوشی کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے کہا نوشی کی لاش اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے ابھی اسے کھا جائے گی۔ بے شرم تم نے مجھے بہت بھٹکایا ہے میری روح کو اذیتیں دیتے رہے ہو میں خاموشی سے یہ سب سہتی رہی میرے ماں باپ نے سمجھا کہ ہماری بیٹی قبر میں ہے لیکن تم نے مجھے میری قبر سے پہلی رات ہی چرا لیا میں پہلی ہی رات سے بھٹکتی رہی میں نے تو ابھی قبر کی نیند ہی نہیں چکھی اب میں تیرا حشر ایسا کروں گی باقی دنیا میں کبھی بھی کوئی ایسا نہیں کرے گا میں تجھے آخرت میں بھی نہیں چھوڑوں گی آخرت تک تیرا پیچھا نہیں چھوڑوں گی نوشی نے مانو کو پکڑ کر نیچے پھینکا مانو ایک پکی قبر کے ساتھ ٹکرایا اور اس کے سر سے خون بہنے لگا اب میں تیرے لیے خون آشام بن چکی ہوں اور اپنے ان دانتوں کو تیرے ہی خون سے لال کروں گی تو کیا سمجھتا ہے کہ تو مر جائے گا اور یہ تماشہ ختم ہو جائے گا میں تجھے مرنے کے بعد بھی سکون نہیں لینے دوں گی تو موت مانگے گا اور تجھے موت نہ آئے گی تیری راتیں تیرے لیے عذاب بنا دوں گی اور تو رات نام سے ڈرنے لگے گا۔

نوشی کی لاش کی اچانک حالت بگڑنے لگی میں تیرے لیے ایک پاکیزہ روح سے بدروح بن چکی ہوں پھر نوشی نے اپنے دانت مانو کی گردن پر کھبو دیئے مانو کی ایک بھیانک آہ پورے قبرستان میں گونجنے لگی، شاید یہ چیخ سن کر مردے بھی جاگ اٹھے ہوں اس قبرستان میں ایک عجیب سا سماں تھا شاید

ہی زندگی میں کسی نے ایسا منظر دیکھا ہو باقی تینوں لاشیں خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھنے لگی چھوڑ دے مجھے میری تم سے شادی ہو چکی ہے آخری دم تک مانو کے منہ سے شادی ہی نکل رہا تھا پھر وہ لاشیں بھی نزدیک آئی اور اپنی اپنی پیاس بجھائی مانو نے جب ان کو دیکھا تو اس کی ایک اور چیخ نکلی ان میں سے ایک لاش نے مانو کو نیچے لٹایا ہوا تھا اور اوپر سے ایک انیٹ مانو کے منہ پر رگڑنے لگا جیسے جیسے وہ رگڑتا اس کا خون اتنی ہی تیزی سے بہتا مانو کا چہرہ سارا جھلس گیا تھا ایک اور لاش نے مانو کی ایک ٹانگ اس کے جسم سے علیحدہ کردی ہائے آہ۔ وہ درد سے بلبلا اٹھا پھر ایسے ہی اس کے ایک بازو سے سلوک لیا مانو کا آدھا جسم بہت ہی ڈروانا اور وحشت ناک لگ رہا تھا کچھ ہی لمحے بعد مانو کے اس خوفناک چہرہ کی آنکھیں بھی باہر نکال لی گئیں۔

اس ادھورے اور بھیانک جسم سے ابھی بھی کچھ الفاظ نکل رہے تھے وہ آدھا جسم ابھی بھی بول رہا تھا اور بہت ہی خوفناک لگ رہا تھا نوشی کے ناختوں میں خون جم چکا تھا چند گھنٹوں بعد اس لاش کا نہ ناک تھا اور نہ ہی کان اور آنکھیں۔ ہائے ہائے کی آوازیں ابھی بھی اس آدھی لاش سے نکل رہی تھی چاند بھی اب نصف حصہ دے گیا تھا اور اپنے آدھے چہرے سے یہ سب عبرتناک منظر دیکھ کر حیران سا ہونے لگا انہوں نے اس کٹی ہوئی آدھی لاش کو بستی کے ایک بڑے درخت کے ساتھ لٹکا دیا اور اس کا آدھا حصہ ایک قبر میں دفن کردیا مانو کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اوپر ہی اوپر جا رہا ہو اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا ہو پھر اچانک اسے بہت سے مرد عورتیں نظر آئیں جو کوئی رو رہا تھا اور کوئی پریشان حالت میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے آس پاس بہت سی جھاڑیاں بھی اگی ہوئی تھیں اور حیرت کی بات یہ تھی کہ سب نے سفید لباس پہنے ہوئے تھے مانو کو کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے پھر یکدم اس کو محسوس ہوا کہ وہ اپنی دینا میں نہیں بلکہ الم ارواح میں جا چکا ہے اس نے ایک بار پھر ادھر ادھر نگاہ ڈورائی پھر اپنا سر پکڑے کھڑا رہا وہ بہت ہی بے بس نظر آ رہا تھا۔

اگلی صبح جب بستی والوں نے یہ بھیانک لاش لٹکی ہوئی دیکھی تو سب کی چیخیں نکل گئیں بچے رونے لگے عورتیں کانپتی ہوئی گھروں کی جانب چلی گئیں سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے لوگوں نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس لاش کو دفن کردیا حیرت کی بات یہ تھی کہ جب لوگ اس آدھی لاش کو دفن کر کے آ رہے تھے تو صبح دوبارہ وہ لاش اس جگہ لٹکی ہوئی تھی اور وہ لاش تھوڑی تھوڑی حرکت بھی کرتی لوگوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ جب کوئی رات کو قبرستان سے گزرتا ہے تو انہیں عجیب سی آوازیں سنائی دیتی ہیں کہ میں زندہ ہوں میں زندہ ہوں مجھے باہر نکالو مجھے زندہ درگور کردیا گیا ہے کوئی ہے جو مجھے باہر نکالے ہائے ہائے ۔۔ میری شادی لوگوں کی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے لوگوں نے ایک بار پھر اس لاش کو دفن کردیا۔

فہیم اپنے گھر سویا ہوا تھا رات بھی کافی بیت چکی تھی فہیم فہیم اچانک ایک خوبصورت لڑکی اس کے سامنے کھڑی تھی فہیم مجھے معلوم ہے تم ایک بہادر لڑکے ہو پلیز میری ایک بات مانو گے جی جی نوشی آپ۔ ہاں میں۔ میری لاش قبرستان میں جھاریوں کی اوڑھ میں پڑی ہوئی ہے کسی کو پتہ نہ چلے پلیز خدا کے لیے میری یہ التجا مانو اس کو وہاں سے اٹھا کر قبرستان میں جا کر دفن کردو۔ جی جی ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا فہیم نے ڈرتے ہوئے کہا تو وہ بولی بہت شکریہ تم نے میری مشکل حل کردی میں تم کو ملتی رہوں گی خدا حافظ اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئی تو فہیم کی آنکھ کھل گئی اور وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ لیکن اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کی لاش کو جھاڑیوں سے نکال کر دفن کردے گا اور پھر اس نے ایسا ہی کیا رات کو وہ قبرستان کی جھاڑیوں میں گیا تو اس کو واقعی جھاڑیوں میں نوشی کی لاش پڑی ہوئی ملی اس نے اس کو اٹھایا اور قبرستان میں اسی قبر میں دفن کردیا جہاں اس کے گھر والے آتے تھے جو آج تک اس قبر کو نوشی کی قبر سمجھتے تھے۔ وہ یہ راز جاننے کے لیے بے تاب تھا کہ ایسا کیسے ہوا اس کی لاش قبر سے نکل کر جھاڑیوں میں کیسے چلی گئی لیکن کوئی بھی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی نہ ہی اس نے کسی سے پوچھا اور پھر ایک رات نوشی پھر اس کے پاس آئی اور بولی میں جانتی ہوں کہ تم پریشان ہو کہ میری لاش قبر کی بجائے جھاڑیوں میں کیسے آئی تو یہ سب مانو کی وجہ سے ہوا ہے اس نے ہی میری جگہ کسی اور کو میری قبر میں دفن کردیا وہ میری لاش کو اپنے استعمال کے لیے لانا چاہتا تھا لیکن دیکھو میں نے اس کا کیا حال کردیا ہے ہر روز اسکی لاش کو درخت کے ساتھ لٹکا دیتی ہوں تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ وہ اپنی کہانی سنا کر غائب ہو گئی تو فہیم کی آنکھ کھل گئی اسے سب کچھ یاد آنے لگا کہ مانو نے کہا تھا کہ وہ شادی کرنا چاہتا ہے اور کس سے کرنا چاہتا ہے وہ کون ہے۔ یہ سب کچھ اس کا معلوم ہو گیا تھا وہ کوئی اور نہ تھی نوشی تھی جو مر گئی تھی اسے ایک ایک بات یاد آنے لگی کہ اس نے کہا تھا کہ میرا سسرال قبرستان ہے۔

صبح جب وہ اسی درخت کے پاس گیا تو مانو کی لاش وہاں لٹکی ہوئی تھی حالانکہ اسے ہر روز گاؤں قبرستان میں جا کر دفن کرتے تھے اس نے یہ راز کسی کو بھی نہ بتایا وہ جانتا تھا کہ نوشی جب اسے معاف کردے گی تو پھر اس کی لاش کہیں بھی دکھائی نہ دے گی اور پھر کچھ عرصہ بعد ایسا ہی ہوا کہ مانو کی لاش لوگوں کو درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی دکھائی نہ دی فہیم سمجھ گیا کہ نوشی نے اسے معاف کردیا ہے اب کبھی بھی مانو کی لاش درخت پر لٹکی ہوئی دکھائی نہیں دے گی۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا مجھے آپ کی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا۔

❀❀❀

انمول موتی

- محتاط لوگ عموماً کم غلطیاں کرتے ہیں۔
- جتنی جلدی کرو گے اتنی ہی دیر لگے گی۔
- سچ کبھی جھوٹ سے شکست نہیں کھاتا۔
- بہترین لباس بیوقوف کو عقلمند نہیں بنا سکتا۔
- قبروں سے نصیحت اور قیامت سے عبرت حاصل کرو۔
- وہ گھر قبرستان ہے جس میں تلاوت نہ ہو۔
- آزمائے ہوئے کو بار بار نہ آزماؤ۔
- خوش کلامی صدقہ جاریہ ہے۔

☆...... محمد ہارون قمر سیج پور ہزارہ

ماں

- ماں کی خدمت اپنے اوپر لازم کرلے کہ جنت ماں کے قدموں کے تلے ہے۔ (مشکوۃ شریف)
- دنیا میں ماں سے زیادہ ہمدرد ہستی کوئی ہے ہی نہیں۔ (خلیل جبران)
- جس کی ماں مر جائے وہ اس کائنات کا مفلس ترین آدمی ہے۔
- اگر کوئی اس حقیقت کو جان لے کہ ماں اس دنیا میں سب سے زیادہ مہربان ہستی ہے تو وہ کبھی بھی ماں کا نافرمانی کا تصور بھی نہ کرے۔
- جس کے دل میں اپنی ماں کے لئے محبت ہی محبت ہے وہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر شکست نہیں کھا سکتا۔
- وہ ہستی جس نے ہمیں زندہ رہنے اور آزادی سے زندگی گزارنے کا سبق دیا وہ ہماری ماں ہے۔
- دنیا کا کوئی بھی رشتہ ماں سے زیادہ پیارا نہیں۔

☆...... محمد لقمان اعوان۔ سریانوالہ

خوفناک قبر

---تحریر: فروا اختر خان ۔ملتان---

رات کی گہری تاریک میں وہ قبرستان میں داخل ہوتئے ہر طرف خوفناک سناٹا تھا اتنے میں اندھیرے میں اس قبر کو تلاش کرنا بڑا مسئلہ تھا اس قبر کی خاص نشانی یہ تھی کہ اس کے گرد سیاہ دائرہ بنا ہوا تھا کامران نے ٹارچ روشن کی اور قبر تلاش کرنے لگا کافی کوشش کے باوجود انہیں وہ قبر نہ ملی وہ تھک ہار کر بیٹھ گئے پتہ نہیں وہ قبر کہاں ہے بابا جی نے تو اسی قبرستان کا بتایا تھا کامران پریشانی سے بولا کامران وہ دیکھیں وہ کیا ہے فضا نے ایک طرف اشارہ کیا چلو چل کر دیکھتے ہیں کامران اور فضا اٹھ کر اس طرف بڑھے وہ ایک قبر تھی بہت زیادہ پرانی لگ رہی تھی کامران نے ٹارچ کی روشنی میں غور سے اس قبر کے اردگرد دیکھا فضا یہ دیکھو یہ وہی قبر ہے جس کی ہمیں تلاش تھی اس کے گرد سیاہ دائرہ بنا ہوا تھا کامران بولا ہاں کامران یہ ہی قبر ہے چلو اب جلدی سے ہمیں اپنا عمل شروع کرنا چاہیے فضا جلدی سے بولی دونوں قبر کے ایک طرف بیٹھ گئے اور عمل شروع کر دیا شروع شروع میں تو کچھ نہ ہوا پھر اچانک ایک زبردست طوفان آ گیا طوفان کی شدت اس قدر زوردار تھی کہ ان کا بیٹھنا دوبھر ہو گیا بہت مشکل سے وہ خود پر قابو کر کے بیٹھے تھے بہت دیر بعد آہستہ آہستہ طوفان رکنا شروع ہوا اور پھر بالکل ختم ہو گیا عمل کے ختم ہوتے ہی دونوں نے بیک وقت قبر پر پھونک ماری تقریباً دس سیکنڈ کے بعد زبردست گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ قبر کھلنے لگی فضا نے خوفزدہ ہو کر کامران کا بازو پکڑ لیا کامران نے اسے تسلی دی اور اسے قبر سے چلنے کا کہا۔ دونوں ڈرتے ڈرتے قبر میں اتر گئے ۔ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

کامران پارک میں اپنے دوستوں کے ساتھ گپیوں میں مصروف تھا باتیں کرتے کرتے اچانک اس کا دل زور سے دھڑکا اور نبض تیز ہو گئی سانسیں بے ترتیب ہونے لگیں آج پھر کچھ ہونے والا ہے کامران ہولے سے بڑبڑایا مگر کیا اور کس کیساتھ یہ جاننے کے لیے اس نے آنکھیں بند کیں اور دل میں ہونے والے واقعہ کا تصور کرنے لگا آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں کے پردے کے پیچھے ایک منظر روشن ہوا یہ منظر شہر کی بڑی مارکیٹ کا تھا جہاں بہت سے لوگ تھے لیکن ان مین سے کسی کا چہرہ واضح نہ تھا پھر اچانک اس ہجوم میں سے ایک چہرہ نمودار ہوا بہت واضح اور خوبصورت یہ چہرہ کسی لڑکی کا تھا کامران نے اس چہرے کو دماغ میں محفوظ کیا اور آنکھیں کھول دیں اس کے دوست اس کے گرد پریشان بیٹھے تھے کامران نے انہیں تسلی دی اور سر درد کا بہانہ بنا کر ٹال دیا اب اس کی حالت نارمل ہو چکی تھی وہ جلدی سے اٹھا اور دوستوں سے اجازت لے کر گاڑی کی طرف بھاگا گاڑی میں بیٹھ کر اس نے گاڑی کو مارکیٹ کے راستے پر ڈال دیا۔

❀❀❀

اف آج تو بہت گرمی ہے اور اوپر سے اس شاپنگ نے تھکا دیا ہے فضا بڑبڑاتے ہوئے چلی جا رہی تھی اس کے دونوں ہاتھوں میں شاپنگ بیگز تھے سامان زیادہ ہونے کی وجہ سے چلنا دوبھر ہو رہا تھا بہت مشکل سے وہ روڈ تک پہنچی دائیں بائیں دیکھا نزدیک کہیں کوئی گاڑی نہ تھی وہ مطمئن ہو کر سڑک کراس کرنے لگی

ابھی وہ سڑک کے درمیان میں پہنچی تھی کہ اس کے ہاتھ سے شاپنگ بیگ چھوٹ کر نیچے گر گیا وہ اسے اٹھانے کے لیے نیچے جھکی ٹھیک اسی وقت سڑک پر ایک ٹرک نمودار ہوا وہ تیزی سے فضا کی طرف آ رہا تھا فضا کو اپنی موت بہت قریب نظر آنے لگی اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اٹھ کر بھاگتی اس نے خوفزدہ ہو کر آنکھیں بند کر لیں اور دل میں آخری بار اللہ کو یاد کرنے لگی اچانک کسی نے اسے دھکا دیا اور وہ سڑک کے دوسری طرف جا کر گری۔

❁❁❁

کامران مارکیٹ پہنچ کر ادھر ادھر نگاہیں گھمائیں لیکن اسے وہ چہرہ کہیں نظر نہ آیا وہ تیزی سے آگے بڑھا کافی دیر ڈھونڈنے کے بعد بھی اسے وہ چہرہ کہیں نظر نہ آیا وہ مایوس ہو کر پلٹا۔ اور فٹ پاتھ پر چلنے لگا وہ دل میں سوچ رہا تھا کہ شاید وہ اسے نہیں بچا پایا کاش میں اسے بچا سکتا کامران نے بے بسی سے آسمان کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا راستے میں آئے پتھر کو اس نے زور سے ٹھوکر ماری پتھر کافی دور لڑھک گیا کامران کی نظروں نے پتھر کا تعاقب کیا پتھر کے پاس سے کوئی گزرا شاید وہی چہرہ وہ روڈ کراس کر رہی تھی کامران جلدی سے اس کی طرف بڑھا سڑک کراس کرتے وقت اس کا شاپنگ بیگ گرا کامران رکا وہ بیگ اٹھانے کے لیے جھکی پھر ایک بہت بڑے ٹرک کو اس کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر کامران کو ہوش آ گیا وہ پوری قوت سے دوڑا اس کے قریب پہنچ کر کامران نے اسے سڑک ایک طرف دھکا دیا اور خود تیزی سے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ فضا کپڑے جھاڑتی ہوئی اٹھا اور اس فرشتہ صفت انسان کی طرف بڑھی جس نے اس کی جان بچائی تھی تھینک یو سوچ آپ نے میری جان بچا کر مجھ پر جو احسان کیا ہے وہ شاید میں کبھی نہ چکا سکوں فضا نے اس کے قریب پہنچ کر کہا ارے نہیں اس میں احسان کی کیا بات ہے یہ تو میرا فرض تھا وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

ویسے مجھے سمجھ نہیں آئی جب میں سڑک کراس کرنے لگی تھی تو ارد گرد نزدیک کہیں کوئی بھی گاڑی نہیں تھی پھر یہ' اچانک ٹرک پتہ نہیں کہاں سے آ گیا فضا حیران ہوتے ہوئے بولی شاید آپ نے دھیان سے نہ دیکھا ہو خیر یہ شکر کریں کہ آپ کی جان بچ گئی وہ بولا۔ میرا نام فضا ہے اور میں یہیں ایک ہاسٹل میں رہتی ہوں اور آپ فضا نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا میرا نام کامران ہے میں ایک بھی ایک ہوٹل میں رہتا ہوں کامران نے مسکراتے ہوئے کہا اچھا اب میں چلتا ہوں آپ اپنا خیال رکھئے گا اور سڑک کراس کرنے سے پہلے ادھر ادھر اچھی طرح سے دیکھ ضرور لیجئے گا وہ خدا حافظ کہتا ہوا چلا گیا فضا بھی مسکراتے ہوئے ہوسٹل کی طرف چل دی۔

❁❁❁

کامران اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا جب وہ اٹھ سال کا تھا ت اس کی ماں انتقال کر گئی تھیں پھر اس کے باپ نے دوسری شادی کر لی کامران تو شروع سے ہی پڑھائی کی وجہ سے ہاسٹل میں رہتا تھا اور جب اس نے اپنے باپ کی دوسری شادی کی خبر سنی تو اس نے ان سے ہر رشتہ توڑ لیا شروع شروع میں اس کا باپ اسے منانے آیا اس کی سوتیلی ماں بھی ساتھ تھی ان دونوں نے بہت منتیں کیں لیکن وہ نہ مانا آخر کار اس کے باپ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا کامران جیسے جیسے بڑا ہوتا جا رہا تھا اس پر اس کے اندر چھپیں بہت سی حقیقتیں آشکارہ ہوتی جا رہی تھی اسے آنے والے کا وقت کا پتہ چل جاتا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے پہلے تو اسے یہ سب بہت عجیب لگتا کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیا ہو رہا ہے پھر ایک دن اس کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی انہوں نے اسے بتایا کہ تمہارے اندر ایک بڑی طاقت ہے تمہیں آنے والے وقت کے بارے میں پہلے سے معلوم ہو جاتا ہے اگر تمہیں ایسی طاقت اللہ تعالیٰ نے دی ہے تو بیٹا اسے انسانیت کی مدد کے لیے استعمال کرو لیکن بابا جی میں کیا کروں کامران الجھتے ہوئے بولا۔

دیکھو جب تمہاری اچانک دل کی دھڑکنیں تیز ہو جائیں اور نبض رکنے لگے تم سمجھ جایا کرو کہ کچھ ہونے والا ہے پھر تم جب اپنی آنکھیں بند کر کے اس بات کا تصور کرو گے کہ کیا ہونے والا ہے تو تمہیں وہ منظر نظر آئے گا جو کچھ بھی جس کے ساتھ ہونے والا ہوگا پھر اس سے پہلے کہ وہ حادثہ ہو جائے اسے تمہیں بچانا ہوگا جو کسی بھی حادثے کا شکار ہونے والا ہوگا بابا جی نے سمجھاتے ہوئے کہا اس کے بعد کامران نے ایسا ہی کیا جیسا بابا نے بتایا وہ کئی بے گناہ جانیں اور ہونے والے نقصانات سے کئی لوگوں کو بچا چکا تھا لیکن بابا کے کہنے پر اس نے پنی یہ خوبی کسی پر بھی ظاہر نہیں ہونے دی تھی سوائے ایسے شخص کے جس کے پس پہلے سے طاقتیں ہوں۔

❁❁❁

رات گہری ہو رہی تھی فضا اپنے کمرے میں بیٹھی مطالعہ کرنے میں مصروف تھی کہ اچانک لائٹ چلی گئی اس نے موم بتی جلانی چاہی لیکن نجانے کیوں وہ جل ہی نہیں رہی تھی ایکدم سے اسے محسوس جیسے کمرہ ہل رہا ہو پھر کمرے میں جیسے طوفان آ گیا تمام چیزیں نیچے گر کر ٹوٹنے لگیں فضا زور زور سے چیخنے لگی وہ مدد کے لیے پکار رہی تھی لیکن حیرت انگیز طور پر باہر کسی کو اسکی آوازیں سنائی نہیں دے رہی تھیں سب اپنے اپنے کمروں میں سو رہے تھے کافی دیر تک کمرے میں طوفان برپا رہا پھر آہستہ آہستہ تھمنا شروع ہو گیا فضا کا چیخ چیخ کر برا حال ہو چکا تھا ڈر کے مارے اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی وہ کمرے کے کونے میں بیٹھی رو رہی تھی پھر نجانے کس پہر روتے روتے اسے نیند آ گئی وہ وہیں سو گئی صبح جب اس کی آنکھ کھلی واس نے کمرے کا جائزہ لیا ہر چیز اپنی جگہ پر ترتیب سے پڑی تھی وہ اٹھی اور کالج کی تیاری کرنے لگی فضا کے ماں باپ بچپن سے فوت ہو گئے تھے کوئی رشتہ دار تھا سو وہ ہوسٹل میں رہنے لگی۔ ایسے خوفناک واقعات بچپن سے اس کے ساتھ ہو رہے تھے لیکن ابھی تک اسے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا پھر بھی وہ یہ سوچنے پر مجبور تھی کہ اس کے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے وہ اپنی دوستوں کو اس بارے میں بتاتی تو وہ یقین نہیں کرتی تھیں سو اب اس نے بتانا ہی چھوڑ دیا۔

❁❁❁

کامران لانگ ڈرائیو کی غرض سے گھر سے نکلا تھا گاڑی آہستہ سپیڈ سے چل رہی تھی تبھی اس نے فضا کو سڑک کے کنارے کھڑے دیکھا تو گاڑی اس کے قریب جا کر روک دی السلام علیکم فضا نے اسے دیکھتے ہی سلام کیا وعلیکم سلام آپ یہاں کیا کر رہی ہیں کامران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا وہ میں گاڑی کا انتظار کر رہی تھی فضا بولی آئیے میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں کامران نے آفر کی۔۔۔ لیکن۔۔۔ وہ فضا ابھی اتنا ہی بولی تھی کہ کامران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا لیکن ویکن کچھ نہیں آئیے میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں گاڑی نجانے کسی وقت آئے یا پھر سے گاڑی کے نیچے آنے کا ارادہ ہے فضا نے زیادہ بحث کرنا مناسب نہ سمجھا اور گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی لگتا ہے قدرت ہمیں کسی خاص مقصد کے لیے بار بار ملا رہی ہے کامران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسے فضا پہلی ہی نظر میں اچھی لگی تھی فضا کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ ہاں شاید۔ فضا دھیرے سے مسکرا دی تھوڑی دیر بعد فضا کو اس کے ہاسٹل ڈراپ کرنے کے بعد وہ اس سے اس کا موبائل نمبر لے چکا تھا وہ دونوں تیزی سے ایک دوسرے کے قریب ہوتے چلے گئے اور اب تو دونوں کا یہ حال تھا کہ وہ دونوں کے بغیر جینا محال تھا۔

❁❁❁

گرمی اپنے جوبن پر تھی فضا کالج سے آتے ہی نہانے گھس جاتی حسب معمول آج بھی وہ کالج سے آتے ہی سیدھا واش روم کی طرف بڑھی اندر جا کر اس نے دروازہ بند کیا اور پلٹی نظر سیدھی شیشے پر پڑی تو خوف سے اس کی چیخ نکل گئی شیشے پر تازہ خون کے بہت

سے چھینٹے تھے وہ جلدی سے باہر جانے کے لیے آگے بڑھی لیکن ایک انجانی طاقت نے اسے جکڑ لیا قدم زمین کے ساتھ جڑ گئے اور ہاتھ خود بخود اوپر اٹھے اور پیچھے لگی کھونٹی کے ساتھ چپک گئے فضا بری طرح چیخ رہی تھی اور اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی آخر تھک کر خاموش ہوگئی اور دل ہی دل میں اپنی قسمت پر آنسو بہانے لگی کتنی ہی دیر اس کی یہی حالت رہی پھر آہستہ آہستہ نارمل ہونے لگی اس نے جلدی سے دروازہ کھولا اور باہر بھاگی وہ بہت خوفزدہ تھی باہر جس نے بھی اسے بھاگتے ہوئے دیکھا روکنے کی کوشش کی لیکن اس نے پرواہ نہ کی کیونکہ اس کی باتوں پر تو کسی نے یقین نہیں کرنا تھا پھر بھینس کے آگے بین بجانے کا فائدہ۔ اسے کچھ ہوش نہ تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے فی الحال وہ وہاں سے دور جانا چاہ رہی تھی اسے اپنی زندگی کا کوئی مقصد نظر نہیں آ رہا تھا وہ خود کو ختم کرنا چاہتی تھی بھاگتے بھاگتے وہ اچانک رک مڑ کر دیکھا تو وہ چاقو تھا جس کی چمک اس کے چہرے پر پڑی تو ایک خیال تیزی سے اس کے ذہن میں آیا اور اس نے بھاگ کر چاقو اٹھا لیا اور زور سے اپنے سینے میں دے مارا ایک دو تین کتنے لمحے گزر گئے لیکن نہ تو کوئی درد محسوس ہوا اور نہ ہوں خون نکلا اسے محسوس ہوا کہ چاقو کسی کی جکڑ میں ہے فورا سے پہلے اس نے آنکھیں کھولیں تو حیران رہ گئی۔

❁❁❁

کامران اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا کتاب پڑھ رہا تھا اچانک اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا نبض تیزی سے چلنے لگی سانسیں بے ترتیب ہوگئیں اس نے آنکھیں بند کیں اور دل میں ہونے والے واقعہ کا تصور کیا تھوڑی دیر بعد اس کے سامنے ایک منظر تھا ان میں سب سے واضح چہرہ فضا کا تھا کامران نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں فضا کی جان کو خطرہ ہے کامران بڑبڑایا اور تیزی سے بھاگا کچھ ہی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں اس نے فضا کو دیکھا تھا لیکن وہاں کوئی نہ تھا کچھ دیر انتظار کے بعد وہ واپس پلٹا اچانک اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی وہ تیزی سے مڑا وہ فضا تھی جو اندھا دھند بھاگتی جا رہی تھی پھر اچانک رکی پلٹی اور سڑک سے اچکھ اٹھایا چاقو فورا سے پہلے کامران کے دماغ نے کام کیا اور وہ فضا کی طرف دوڑا اس سے پہلے کی فضا چاقو اپنے سینے مین اتارتی کامران نے الٹی سائیڈ سے چاقو کی تیز دھار نوک پر ہاتھ رکھ دیا۔

کامران آپ فضا آنکھیں کھولتے ہوئے حیرانگی سے بولی پھر اس کی نظر کامران کے ہاتھ پر پڑی جہاں تیز دھار چاقو نے اپنا کام دکھایا تھا اور کامران کا ہاتھ خون سے تر ہو گیا فضا نے جلدی سے چاقو نیچے پھینک دیا اور جلدی سے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر اس کے پر باندھ دیا یہ کیا کیا آپ نے دیکھیں کتنا خون نکل رہا ہے کیا ضرورت تھی آپ کو ایسا کرنے کی فضا نے پریشانی سے روتے ہوئے کہا ارے آپ روئیں نہیں دیکھیں لوگ دیکھ رہے ہیں اچھا چلیں آئیں اس طرف بیٹھ کر بات کرتے ہیں کامران اسے قریبی پارک میں لے آیا۔

اب بتائیں کیوں مارنا چاہتی تھی آپ اپنے آپ کو کامران بینچ پر بیٹھتے ہوئے بولا فضا نے روتے ہوئے اسے ساری بات بتا دی آخر میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے وہ کون ہے میرے پیچھے کیوں پڑی ہے میں نہیں جانتی اس نے میرا جینا مشکل کر دیا ہے میں اپنی دوستوں کو بتاتی ہوں تو وہ میرا مذاق اڑاتی ہیں میں تنگ آ گئی تھی ایسی زندگی سے فضا روتے ہوئے بولی جا رہی تھی دیکھو فضا موت ہر مسئلے کا حل نہیں ہوتی ہے ہم دونوں مل کر اس مسئلے کا حل نکال لیں گے میرے ایک جاننے والے بزرگ ہیں وہ بہت ہی پہنچے ہوئے ہیں چلو ابھی ان کے پاس چلتے ہیں کامران سمجھاتے ہوئے بولا۔ ٹھیک ہے پھر مجھے ان کے پاس لے چلو فضا کھڑے ہوتے ہوئے بولی ہاں چلو دونوں باباجی کے پاس چل دیئے۔

❁❁❁

باباجی پلیز میری مدد کریں ورنہ وہ مجھے مار دے گی فضا روتے ہوئے بولی اس نے باباجی کو ساری بات بتا دی تھی باباجی کچھ دیر خاموش رہے پھر بولے بیٹا مجھے آج کچھ عمل کرنا ہوگا پھر ہی میں ساری بات جان سکوں گا تم لوگ کل میرے پاس آنا پھر میں تمہیں ساری حقیقت بتاؤں گا ٹھیک ہے باباجی جیسے آپ کی مرضی فضا اور کامران اٹھ کر چلے گئے اگلے دن وہ پھر باباجی کے پاس موجود تھے بیٹا میرا شک ٹھیک نکلا ہے کل میں نے جب تمہیں دیکھا تھا تو مجھے ایسا لگا تھا کہ جیسے تم میں کوئی غیر معمولی طاقت ہے اور رات جب میں نے عمل کیا تو میرا شک ٹھیک نکلا تم میں واقعی طاقتیں چھپی ہوئی ہیں جن کے بارے میں تمہیں شاید معلوم نہیں ہے تمہیں کوئی طلسمی طاقت نہیں مار سکتی ہے سوائے کسی حادثے کے آج سے تقریبا بیس سال پہلے یہاں ایک چڑیل نے خون کی ہولی کھیلی تھی وہ ساری دنیا کی طاقتیں حاصل کرنا چاہتی تھی بہت مشکل سے جب اس نے اپنے شیطان آقا کی تمام شرائط پوری کر دیں تو شیطان اسے طاقتیں دینے پر راضی ہو گیا اتنا کہہ کر باباجی نے ایک گہری سانس لی اور پھر بولے۔

پھر جس دن اسے وہ طاقتیں ملنی تھیں اس دن تم پیدا ہوئی تمہارے اندر قدرتی طور پر طاقتیں تھیں تمہارے بارے میں شیطان کو جب پتہ چلا تو اس نے چڑیل سے کہا کہ جب تک وہ تمہارے اندر موجود طاقتیں حاصل نہیں کرے گی تب تک اسے کوئی طاقت نہیں ملے گی اور وہ خود سے تمہیں مار کر طاقتیں حاصل نہیں کر سکتی تھی کیونکہ تمہاری طاقت حاصل کرنے کے لیے یہ بات شرط تھی کہ جو تمہاری طاقت حاصل کرنا چاہتا تھا وہ کسی حادثے سے مرتیں تو اس چڑیل کو ایک عمل کرنا پڑتا اس کے بعد تمہاری طاقتیں اسے مل جاتین پھر اس چڑیل نے کئی دفعہ ایسے حالات پیدا کئے کہ تم حادثاتی موت مرتیں لیکن خدا کی قدرت کے تم ہر دفعہ بچ جاتیں یہ سب شیطان نے اس لیے چڑیل سے کہا تھا کہ کیونکہ اس نے تمہارے ہاتھ میں اس چڑیل کی موت کی لکیر دیکھ لی تھی وہ چاہتا تھا کہ تمہاری طاقتیں اس چڑیل کو مل جائیں پھر وہ آسانی سے تمہیں مار دیں گے اور ایک بات اور اس چڑیل کے پاس صرف بیس سال کا وقت تھا کہ وہ اس عرصہ میں تمہیں ختم کر دے ورنہ بیس سال کے بعد تم اس کی موت بن جاؤ لیکن وہ اس عرصہ میں ایسا نہ کر سکی اور اب بیس سال پورے ہونے کے بعد وہ وقت آ گیا ہے کہ تم اسے ختم کر سکو باباجی یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

لیکن باباجی ہم اسے کیسے ختم کریں گے جبکہ ہمیں معلوم بھی نہیں کہ وہ کہاں رہتی ہے کامران نے پوچھا دیکھو بیٹا تم دونوں میں طاقتیں چھپی ہیں اور ان کا استعمال تب ممکن ہے جب تم دونوں ایک ہو جاؤ باباجی نے کہا کیا مطلب باباجی کامران نے نا سمجھتے ہوئے کہا بیٹا تم دونوں شادی کر لو اس طرح سے تم ایک ہو جاؤ گے اور اپنی طاقتوں کو استعمال میں لا سکو گے کیا تمہیں منظور ہے باباجی نے پوچھا کامران اور فضا کے لیے اس سے بڑی کیا بات ہو سکتی تھی کہ وہ دونوں ایک ہو جائیں سو انہوں نے جھٹ سے ہاں کر دی اس طرح کچھ گواہوں کی موجودگی میں ان کا نکاح ہو گیا لو بیٹا اب میں تمہیں تمہاری طاقتوں کا استعمال او اس چڑیل کی موت کا راز بتاتا ہوں اس کے بعد باباجی انہیں سمجھانے لگے۔

❁❁❁

جو کچھ باباجی نے انہیں بتایا وہ بہت خوفناک تھا اس عمل میں انہیں ہر قدم احتیاط سے اٹھانا تھا ورنہ اس کا انجام بہت ہی برا ہوتا اس چڑیل کو ختم کرنے کے لیے انہیں خوفناک قبر میں اترنا تھا قبر کے نیچے ایک عجیب وغریب دینا تھا جہاں چڑیل کا طلسم پھیلا تھا کسی نہ کسی طرح انہیں یہ طلسم توڑنا تھا طلسم کے ٹوٹتے ہی وہ لوگ خود بخود سیاہ محل میں پہنچ جاتے جہاں انہوں نے چڑیل کی ندگی کا دیا گل کرنا تھا جیسے ہی وہ دیا بجھتا انہیں فورا وہاں سے قبر والے راستے کے ذریعے باہر آنا تھا کیونکہ چڑیل کے مرتے ہی قبر بند ہو جاتی اور اگر ذرا بھی دیر ہو جاتی تو وہ طاقتیں ہونے کے باوجود اس قبر سے کبھی

باہر نہ آسکتے تھے قبر کے بند ہوتے ہی وہاں زمین ایسے برابر ہو جاتی جیسے پہلے وہاں کبھی کوئی قبر ہی نہ پھر ان کا نام ونشان تک مٹ جاتا۔

❁❁❁

رات کی گہری تاریک میں وہ قبرستان میں داخل ہوتئے ہر طرف خوفناک سناٹا تھا اتنے میں اندھیرے میں اس قبر کو تلاش کرنا بڑا مسئلہ تھا اس قبر کی خاص نشانی یہ تھی کہ اس کے گرد سیاہ دائرہ بنا ہوا تھا کامران نے ٹارچ روشن کی اور قبر تلاش کرنے لگا کافی کوشش کے باوجود انہیں وہ قبر نہ ملی وہ تھک ہار کر بیٹھ گئے پتہ نہیں وہ قبر کہاں ہے بابا جی نے تو اسی قبرستان کا بتایا تھا کامران پریشانی سے بولا کامران وہ دیکھیں وہ کیا ہے فضا نے ایک طرف اشارہ کیا چلو چل کر دیکھتے ہیں کامران اور فضا اٹھ کر اس طرف بڑھے وہ ایک قبر تھی بہت زیادہ پرانی لگ رہی تھی کامران نے ٹارچ کی روشنی میں غور سے اس قبر کے اردگرد دیکھا فضا یہ دیکھو یہ وہی قبر ہے جس کی ہمیں تلاش تھی اس کے گرد سیاہ دائرہ بنا ہوا تھا کامران بولا ہاں کامران یہ وہی قبر ہے چلو اب جلدی سے ہمیں اپنا عمل شروع کرنا چاہیے فضا جلدی سے بولی

۔

دونوں قبر کے ایک طرف بیٹھ گئے اور عمل شروع کردیا شروع شروع میں تو کچھ نہ ہوا پھر اچانک ایک زبردست طوفان آگیا طوفان کی شدت اس قدر زوردار تھی کہ ان کا بیٹھنا دوبھر ہوگیا بہت مشکل سے وہ خود پر قابو کر کے بیٹھے تھے بہت دیر بعد آہستہ آہستہ طوفان رکنا شروع ہوا اور پھر بالکل ختم ہوگیا عمل کے ختم ہوتے ہی دونوں نے بیک وقت قبر پر پھونک ماری تقریباً دس سکینڈ کے بعد زبردست گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ قبر کھلنے لگی فضا نے خوفزدہ ہوکر کامران کا بازو پکڑ لیا کامران نے اسے تسلی دی اور اسے قبر سے چلنے کا کہا۔ دونوں ڈرتے ڈرتے قبر میں اتر گئے یہ ایک سرنگ نما راستہ تھا جس میں سے بمشکل ایک بندہ گزر سکتا تھا دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے جارہے تھے کافی مسافت کے بعد سرنگ ختم ہوگئی لیکن وہ کسی عجیب ہی دنیا میں آگئے یہاں دور دور تک صحرا ہی صحرا تھا کامران یہاں تو ہر طرف صحرا ہی صحرا ہے فضا گھبرائے ہوئے انداز میں بولی تسلی رکھو فضا انشاء اللہ ہم اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے چلو آگے چلتے ہیں شاید کوئی سراغ مل ہی جائے اس صحرا سے نکلنے کا کامران سمجھاتے ہوئے بولا وہ دونوں چلتے جارہے تھے لیکن صحرا ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا فضا بہت تھک چکی تھی چلتے چلتے وہ گر پڑی۔

بس کامران مجھ سے اور نہیں چلا جارہا ہے فضا کراہتے ہوئے بولا ہمت کرو فضا اگر اس طرح ہمت ہار گئیں تو ہم اپنی منزل تک کیسے پہنچیں گے کامران بولا اچانک ایک طرف سے مٹی ایک ایک بہت بڑا ریلہ ان کی طرف بڑھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے طوفان نے اپنے زور پر انہیں اٹھایا اور اڑا کر لے جانے لگا کافی دیر وہ طوفان کے زیر اثر اڑتے رہے پھر ایک جگہ طوفان نے انہیں پھینک دیا نیچے گرنے کے وجہ سے وہ درد کی شدت سے بے ہوش ہوگئے۔

❁❁❁

یہ۔ یہ ہم کہاں آگئے فضا فضا کہاں ہو تم مجھے کچھ نظر نہیں آرہا ہے کامران نے چلاتے ہوئے کہا اس نے فضا کو بلند آواز میں کہا اس سے کچھ فاصلے پر پڑی فضا کو اچانک ہوش آگیا کامران میں یہاں ہوں فضا بولی فضا ہم کہاں ہیں کامران اس طرف منہ کرتے ہوئے بولا جہاں سے فضا کی آواز آئی تھی فضا کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی اس طوفان نے ہمیں اندھے کنویں میں پھینک دیا ہے اب کیا ہوگا فضا مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے کامران بولا ایک منٹ کامران میں اپنی طاقت کے ذریعے روشنی کرتی ہوں فضا بولی کچھ دیر خاموشی رہی صرف فضا کے ہونٹ ہل رہے تھے تھوڑی دیر بعد کنواں روشنی سے نہا گیا کامران چلو ہم اس راستے پر چلتے ہیں دیکھتے ہیں کہ یہ کہاں جا کر نکلتا ہے فضا غار میں بنے ہوئے سرنگ نما راستے کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے بولی درنوں اس راستے رچل پڑے اچانک کامران بولا فضا مجھے لگ رہا ہے ہمارے ساتھ کچھ ہونے والا ہے کامران بابا جی نے کہا تھا یہاں قدم قدم پر موت ہے ہمیں حوصلے ہمت او ہوش سے کام لینا ہوگا۔

فضا چلتے ہوئے بولی وہ دونوں تیز تیز چلتے جارہے تھے کہ اچانک انہیں ٹھٹک کر رک جانا پڑا سامنے ایک خوفناک اژدھا موجود تھا اژدھا تیزی سے کامران کی طرف بڑھا اور اس کے جسم کے گرد لپٹ گیا فضا کچھ کرو میرا دم گھٹ رہا ہے یہ مجھے مار دے گا کامران بمشکل بولا اژدھا مکمل طور پر اسے جکڑ چکا تھا اس سے پہلے کہ وہ کامران کو نقصان پہنچاتا فضا نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھونکا اگلے ہی لمحے وہ غائب ہوگیا کامران گہرے گہرے سانس لینے لگا کامران تم ٹھیک تو ہو ناں فضا بے تابی سے بولی ہاں میں ٹھیک ہوں چلو جلدی آگے چلتے ہیں کہیں پھر کوئی مصیبت نہ کھڑی ہو جائے ابھی و دو چار قدم ہی چلے تھے کہ سامنے کا منظر دیکھ کر ان کے اوپر کے سانس اوپر اور نیچے کے نیچے رہ گئے بچھوؤں کی بہت بڑی فون ان کی طرف بڑھ رہی تھی ان سب کے آگے ایک بہت ہی بڑا بچھو تھا جو ان کا سردار تھا یہ خوفناک منظر دیکھ کر انہیں اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی کچھ دیر کے لیے وہ سب کچھ بھول گئے۔

فضا خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹی اور اس کا پیچھے ہٹنا ہی اس کے لیے بڑی غلطی ثابت ہوا سینکڑوں کی تعداد میں بچھو اڑ کر فضا کے جسم سے چمٹ گئے فضا کی دردناک چیخیں بلند ہوگئیں کامران اچانک ہوش میں آیا اس نے جلدی سے کچھ پڑھا اور نظریں اس بڑے بچھو پر جمادیں جو اس کی طرف بڑھ رہا تھا کچھ لمحوں بعد اس بچھو کے جسم میں آگ لگ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہو جل کر راکھ ہوگیا اس کے جلتے ہی تمام بچھو غائب ہوگئے کامران تیزی سے فضا کی طرف بڑھا جو زخموں کی شدت سے بے ہوش ہوگئی تھی فضا فضا کامران اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا کافی دیر بعد فضا کو بالآخر ہوش آگیا کامران فضا نے کراہتے ہوئے کہا فضا تم فکر مت کرو یہ معمولی سے زخم ہیں ابھی ٹھیک ہو جائیں گے بس تم وہ بابا جی کا بتایا ہوا ورد پڑھ کر خود پر پھونک لو کامران بولا فضا آہستہ آہستہ وہ ورد پڑھنے لگی پھر اس نے اپنے اوپر پھونک ماری کچھ دیر بعد وہ آہستہ سے اٹھی اور پھر خوشی سے بولی کامران مجھے اب بالکل بھی درد محسوس نہیں ہو رہا ہے ایسا بالکل نہیں لگ رہا ہے کہ ابھی مجھے بچھوؤں نے کاٹا ہے ہاں فضا یہ بابا جی کے ورد کا کمال ہے چلو اب جلدی سے اٹھو ہمیں آگے بھی جانا ہے کامران اٹھتے ہوئے بولا دونوں پھر سے آگے چل پڑے۔

اس دفعہ وہ کافی احتیاط سے چل رہے تھے سرنگ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی بہت دیر بعد آخر کار وہ سرنگ کے آخری سرے پر پہنچے تو دیکھا کہ آگے ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ اور پتھر ہی پتھر ہیں یہ ہم کہاں آگئے ہیں کامران یہاں سے نکلنے کا تو کوئی بھی راستہ نہیں ہے فضا گھبرا کر بولی لگتا ہے یہ اس چڑیل کا کوئی طلسم ہے جس میں ہم پھنس گئے ہیں کامران بھی پریشان ہوگیا ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ انہیں ٹک ٹک کی آوازیں سنائی دیں انہوں نے آواز کی سمت دیکھا تو خوف کے مارے ان کے حلق خشک ہوگئے کیونکہ سینکڑوں کی تعداد میں ڈھانچے ان کی طرف آرہے تھے۔

وہ گھبرا کر دوسری طرف بھاگے کامران نے فضا کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا بھاگتے بھاگتے ایک پتھر سے کامران کا پاؤں الجھا اور وہ اوندھے منہ گرا فضا بھی اس کے ساتھ ہی گری اس سے پہلے کہ وہ لوگ اٹھتے ڈھانچے ان کے سروں پر پہنچ چکے تھے فضا نے گھبرا کر پاس پڑا ہوا پتھر اٹھایا اور ڈھانچوں کی طرف پھینک دیا اور ایک دھماکہ ہوا اور ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا۔

❁❁❁

جیسے ہی دونوں کو ہوش آیا انہوں نے اپنے آپ

کو سیاہ محل میں موجود پایا کامران ہم سیاہ محل میں پہنچ گئے ہیں دیکھ فضا خوشی سے چیخی لیکن فضا وہ ڈھانچے کہاں گئے ہم یہاں کیسے پہنچ گئے کامران نے حیرانگی سے پوچھا ارے بھول گئے بابا جی نے کہا تھا کہ سیاہ محل پہنچنے کے کچھ شرائط ہیں اور وہ ہیں ان طلسموں کو توڑنا جن سے ہم گزر کر آئے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ اگر ہم ان طلسموں کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے تو خود بخود سیاہ محل میں پہنچ جائیں گے جو وہ ڈھانچے تھے وہ بھی اسی چڑیل کا طلسم تھا جو پتھر میں نے اٹھا کر انجانے میں ان ڈھانچوں کو مارا وہ حقیقت میں اس طلسم کا توڑ تھا طلسم ٹوٹتے ہی ہم لوگ سیاہ محل میں پہنچ گئے فضا تفصیل سے بتاتے ہوئے بولی ہاں یاد آیا اس کا مطلب ہے ہم کامیاب ہو گئے ہماری منزل اب قریب ہے اب ہم اس چڑیل کو جلدی ہی ختم کر دیں گے کامران بولا ہاں اب اٹھو چلو ہمیں جلدی سے اس چڑیل کی زندگی کا دیا بھی ڈھونڈنا ہے جو کہ ایک مشکل مرحلہ ہے فضا جلدی سے بولی۔

پھر دونوں دیا تلاش کرنے لگے انہوں نے سارا محل چھان مارا لیکن دیا کہیں نہ ملا آخر وہ دیا گیا کہاں بابا جی نے تو ہمیں بتایا تھا کہ وہ دیا سیا محل میں ہی کہیں رکھا ہے لیکن ہمیں ملا کیوں نہیں ہے کامران جھنجھلاتے ہوئے بولا۔اور ساتھ ہی ادھر ادھر کا جائزہ لیا ل۔آ۔۔آ۔آ دھڑام کی آواز کے ساتھ ہی فضا کی چیخ بلند ہوئی کامران تیزی سے فضا کی طرف بڑھا لیکن فضا وہاں موجود نہ تھی وہ اس جگہ کی طرف بڑھا جہاں فضا کھڑی تھی وہان اب ایک بڑا چوکور سوراخ تھا سوراخ کی دونوں سائیڈوں پر پٹ جھول رہے تھے دیکھنے میں یہ یہ بالکل کھڑکی سے مشابہ تھا وہ اسے غور سے دیکھنے لگا۔

کامران کامران۔۔سوراخ کے اندر سے فضا کی آواز سنائی دی تو کامران نے بھی اندر چھلانگ لگا دی یہ ایک تہہ خانہ تھا نہایت بدبودار اس کے ایک کونے مین دی جل رہا تھا کامران وہ دیکھو وہ دیا یہاں ہے فضا خوشی سے بھرپور لہجے میں بولی ہان یہ تو وہی دیا ہے جو بابا جی بتایا تھا فضا اب جلدی سے اس پر اپنا خون ڈال دو کہیں کوئی اور مصیبت نہ آ جائے کامران تیزی سے بولا فضا نے اپنے بازو پر زور سے کاٹا شدید درد محسوس ہوا لیکن اس نے نظرانداز کر دیا اور جلدی سے اپنا ہاتھ دیئے کے اوپر کر دیا خون دیئے پر گرنے لگا آگ ایک دم سے بھڑکی اور اور پھر بجھ گئی محل میں ایک دم سے زلزلہ آ گیا اور خوفناک آوازیں گونجنے لگیں فضا بھاگو ہمیں جلدی یہاں سے نکلنا ہے اگر قبر بند ہو گئی تو ہمیں کبھی نہیں نکل پائیں گے کامران نے فضا کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے بھاگا ہر طرف تباہی پھیلتی جا رہی تھی وہ جلدی سے سرنگ کے ذریعے باہر کی طرف بھاگنے گے زوردار گڑگڑاہٹ کے ساتھ سرنگ ہلنا شروع ہو گئی فضا لگتا ہے قبر بند ہو رہی ہے جلدی کرو کامران چیخا کچھ لمحوں بعد وہ سرنگ کے باہری سرے پر پہنچ گئے کامران نے تیزی سے باہر چھلانگ لگا دیا اور فضا کو باہر نکالنے لگا لیکن فضا کا پاؤں کسی چیز میں پھنس گیا تھا وہ پاؤں چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن نکل ہی نہیں رہا تھا قبر بند ہونے ہی والی تھی فضا کامران چیخا کامران مجھے بچاؤ فضا روتے ہوئے بولی۔

کامران نے ہاتھ پکڑ کر باہر کھینچنا چاہا لیکن وہ پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے اپنا ہاتھ کامران کے ہاتھ میں نہ دے رہی تھی فضا کی آخر چیخ بلند ہوئی اور قبر خوفناک آواز کے ساتھ ہی بند ہو گئی نہیں یہ نہیں ہو سکتا ہے میری فضا مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی فضا فضا تم کہاں ہو کامران دھاڑیں مار مار کر رونے لگا قبر زمین میں دھنسنے لگی کچھ دیر بعد وہاں قبر کا نام و نشان تک نہ تھا کامران روتے ہوئے بے ہوش ہو گیا جب اسے ہوش آیا تو بابا جی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے بابا جی یہ کیا ہو گیا میری فضا مجھے چھوڑ کر چلی گئی کامران بری طرح روتے ہوئے بولا۔

صبر کرو بیٹا جو خدا کو منظور تھا وہی ہونا تھا تم اٹھو اور وضو کر کے خدا سے فضا کی مغفرت کے لیے دعا کرو بابا جی افسردہ لہجے میں بولے کاش میں اسے بچا سکتا کامران کا رو رو کر برا حال تھا خیر وقت کے ساتھ ساتھ زخم بھر ہی جاتے ہیں کامران کو بھی آخر کار صبر آ گیا لیکن اس نے دوسری شادی نہیں کی بلکہ اس نے اس قبر والی جگہ پر ایک مزار بنوایا اور وہاں بہت سے لوگ آتے اور دعائیں کر کے چلے جاتے ہیں کامران بھی مزار کے دروازے پر بیٹھا رہتا ہے اور آتے جاتے ہوئے لوگوں کو دیکھتا رہتا ہے اور ہر گزرنے والے سے یہی کہتا ہے کہ میری فضا کے لیے دعا کرنا کہ اللہ اسے جنت الفردوس میں جگہ دے۔قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا مجھے آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔

❁❁❁

اقوال زریں

c جھوٹ سے بچتے رہو جھوٹ بولنے کی عادت انسان کو برائی کے راستے میں ڈال دیتی ہے۔
c یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی جھوٹی بات کرو جبکہ وہ تم کو اس بیان میں سچا سمجھتا ہو۔
c برے ساتھی کی ہم نشینی سے اکیلے رہنا بہتر ہے اور اچھے ساتھی کے ساتھ بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے۔
c جس شخص نے مریض کی عیادت کی اس نے خدا کی رضا حاصل کی۔
c حرص بخل اور ایمان کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔
c آنکھیں بغیر کاجل کے بھی خوبصورت ہو سکتی ہیں اگر ان میں حیا و شرم ہو۔
c خون کی ندیاں بہانے سے ہو شہرت حاصل نہیں ہو سکتی جو ایک آنسو پونچھنے سے ہوتی ہے۔
c کسی کی تعریف نہ کرو بلکہ اس کے طریقہ کو اپناؤ تاکہ تعریف کے قابل بن جاؤ۔
c ایک عالم کی طاقت ایک لاکھ جاہلوں سے زیادہ ہوتی ہے۔
c خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔

☆......محمد صفدر دکھی-کراچی

قابل عمل باتیں

c اچھے کام کرنے کی کوشش کرو کیونکہ اچھے کام کرنے سے خدا اسے پسند کرتا ہے اور جس کو خدا پسند کرے دنیا اور آخرت دونوں پھر اس کے ہوئے۔
c دوسروں کے کام آنے کی کوشش کرو۔
c دوسروں کی خوشیوں کو اپنی خوشی محسوس کرو۔
c دوسروں کے ساتھ پیار سے پیش آؤ۔
c دوسروں کی ضرورت کو اگر ہو سکے تو پورا کرنے کی کوشش کروں۔

☆ آفتاب احمد عباسی-سعودی عرب

ہنسیں مسکرائیں

m مالک: ابھی تم نے مچھر نہیں مارے میرے کان میں گنگنا رہے ہیں۔نوکر بولا: صاحب! مچھر تو مار دیئے ہیں یہ تو ان کی بیوائیں ہیں جو غم سے رو رہی ہیں۔
m ڈاکٹر نے نرس سے پوچھا جب تم قریب ہو کر کسی نوجوان لڑکے کی دل کی دھڑکنیں گننے کے آلے کو سنتی ہو تو حساب کیسے لگاتی ہو؟ نرس مسکرا کر بولی: جتنی رفتار آتی ہے اس سے پچاس فیصد کم کر کے درج کر لیتی ہوں۔

☆......پرنس افضل شاہین-بہاولنگر

انمول باتیں

c مُردوں کو گالی نہ دو۔(بخاری شریف)
c اپنے مُردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرو۔(ترمذی شریف)
c جو شخص مر گیا اور جہاد نہ کیا نہ جہاد کا خیال دل میں لایا تو اس کی موت نفاق کی ایک قسم پر ہوئی۔(مسلم شریف)
c نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے۔(حضرت عمر فاروقؓ)
c موت ایک بے خبر ساتھی ہے۔(حضرت علیؓ)

بھیانک رات

---تحریر: ساحل دعا بخاری۔ بصیر پور---

میں ہر ماہ کی تیرہ تاریخ کو آزاد ہوتی ہوں میری روح کو ایک عامل نے قید کر رکھا ہے پورا ایک ماہ میں سخت اذیت میں ہوتی ہوں اس کے لہجے میں کرب پنہاں تھا۔ تم اس سے چھٹکارا کیوں نہیں پا لیتیں۔ وہ بے قرار ہوا نہیں پا سکتی ہوں ناممکن ہے۔ وہ نفی میں سر ہلا گئی صرف ایک رات کے لیے میں آزاد ہوتی ہوں۔۔ ایسا ہی تھا کازر نے اسے قید کر رکھا تھا ہر ماہ تیرہ تاریخ کو وہ رات بھر کے لیے آزاد ہوتی تھی۔ افرا میں۔۔ تم سے بے حد محبت کرتا ہوں شدت جذبات سے اس کی آواز رندھ گئی میں بھی وہ برستی آنکھوں سے بولی میں چلتی ہوں اپنا خیال رکھنا اور ہاں یہ لو اس سے تم پوشیدہ چیزیں دیکھ سکو گے اس نے ایک ہیرا اسے دیا اگلے ماہ آؤ گی ناں مجھ سے ملنے بلال نے اک آس سے دریافت کیا۔ ہاں۔ وہ اثبات میں سر ہلا کر اوجھل ہو گئی وہ آنسو پیتا سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

وہ جنوری کی ایک یخ بستہ رات تھی اوائل دنوں کا چاند دھند کی اوٹ میں تھا سردی نے سب کو گھروں تک محدود کر دیا تھا مگر کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو باہر نکلنے پر مجبور تھے یہ مجبوری بھی کتنا بے بس اور لاچار لفظ ہے اس کی گہرائی کو کوئی مجبور ہی سمجھ سکتا ہے مجبوری انسان سے وہ کچھ کروا لیتی ہے جو عام حالات میں انسان سوچ بھی نہیں سکتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر انسان ہی کسی نہ کسی طرح مجبور ہے وہ بھی مجبور تھا وہ اس وقت سنسان طویل سڑک پر چلا جا رہا تھا بلیو ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر پر کافی کلر کی ہائی نک پہنے وہ سردی کی شدت کو محسوس کر رہا تھا اس کے سیاہ سلکی بال پیشانی پر بکھرے تھے سرد ہوا کے تھپیڑے تلخی سے اسے چھو رہے تھے وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اس نے ہوش کی دنیا میں قدم رکھا تو صرف باپ کو دیکھا ماں اسے جنم دیتے ہی چل بسی تھی بابا نے ہی اس کی پرورش کی تھی وہ اپنی تعلیم مکمل کر چکا تھا اور ایک پرائیویٹ فرم میں جاب کر رہا تھا۔

کچھ عرصہ پہلے اس کے بابا جوڑوں کے مرض میں مبتلا ہو گئے تھے اور آج صبح ہی وہ عدم آباد سدھار رہے تھے وہ انکے کفن دفن کے بعد وحشت زدہ سا ہو کر گھر سے نکل پڑا تھا ایک تو ان کے کسی سے اتنے خاص تلعلقات نہ تھے دوسرے شہروں کی زندگی ہی اتنی مسورف ہوتی ہے لہذا کوئی بھی ان کے گھر نہ رہا تھا کوئی قریبی رشتہ دار بھی نہ تھا وہ تنہائی سے گھبرا کر ہی وہ گھر سے نکلا تھا

میری جانب چل کر آتا اتنا پیاسا کون تھا
شہر بھر تنہا تھا لیکن مجھ سا تنہا کون تھا۔
کوئی برا تھا کوئی بھلا تھا خار کچھ گلزار کچھ
ہر کوئی انسان تھا آخر فرشتہ کون تھا.

چلتے چلتے اسے احساس ہوا کہ کوئی شے برق رفتاری سے شارع کر کے گزری ہو اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا تاہم کچھ دکھائی نہ دیا سڑک کے اطراف میں عمارتیں وغیرہ تھیں جنتیں سجات میں نے تیرے لیے جھوموں دیوانہ بن کے تیرے لیے۔ ہاں تیرے لیے ہاں تیر لیے کسی گھر میں عاطف اسلم کی آواز گونج رہی تھی اس کی نظر ایک دو منزلہ مکان کی چھت پر اٹھی اور وہ ٹھٹھک گیا وہاں ایک خوبصورت لڑکی کھڑی تھی اس کے کھلے بال پشت پر لہرا رہے تھے اگرچہ وہ ایک عام سی لڑکی ہی لگ رہی تھی تاہم اسے جانے کیوں وہ عجیب سی لگ رہی تھی بظاہر کوئی وجہ نہ تھی مگر اس کی خوبصورتی کوئی سگنل دے رہی تھی

تیرے بن میں یوں کیسے جیا کیسے جیا تیرے بن۔ سانگ چینج ہوگیا تھا اس کے قدم جم چکے تھے کیسے بتائیں کیوں تجھ کو چاہیں یار بتا نہ پائیں تو جانے نہ تو جانے نہ عاطف اسلم کسی کو لاعلم ٹھہرا رہے تھے۔

لڑکی بدستور وہیں کھڑی تھی پھر وہ چھت پر بنے کمرے کی جانب دیکھ کر مسکرائی وہاں سے ایک خوش شکل نوجوان نمودار ہوا وہ مسکرا کر اس لڑکی سے باتیں کرنے لگا لڑکی بھی کافی خوش لگ رہی تھی اگرچہ اسے ان کی باتیں تو سمجھ نہیں آرہی تھیں تاہم ان کے تاثرات سے اندازہ ہو رہا تھا کہ دونوں ہی کافی خوش ہیں او جان جان دونوں جہاں مہری بانہوں میں آ بھول جل۔ اس کے عقبی گھر میں اگلا سانگ گونج رہا تھا لڑکے نے گھمبیر انداز میں کچھ کہا لڑکی کچھ بولتے ہوئے جذباتی سی ہوگئی وہ دائیں ہاتھ سے اس کی ریشمی زلفیں سہلاتا رہا جو خوابوں خیالوں میں سوچا نہیں تھا تو نے مجھے اتنا پیار دیا میں جب بھی جہاں بھی کڑی دھوپ میں تھا تیری زلف نے مجھ رسایہ کیا اس بار صرف گانا ہی نہیں منظر بھی چینج ہوگیا تھا لڑکی نے شہادت انگلی کے ناخن سے کھٹ سے لڑکے کی گردن اتا دد وہ ساکت کھڑا اس لڑکی کو لڑکے کا کون پیتا دیکھتا رہا گم صم --گم صم پیار دا موسم رج نہ دورد جگاویں۔ خون پینے کے بعد اس نے گوشت کھایا پھر ایک انگڑائی لے کر بلی کا روپ دھارا اور آخری ہڈی منہ میں ڈال کر نیچے چھلانگ لگائی ۔یہاں بھی ہوگا وہاں بھی ہوگا اب تو سارے جہاں میں ہوگا۔ میرا ہی جلوہ۔ وہ پنجوں کے بل گری اور ہڈی چباتے ہوئے سبک خرانی سے چل دی بلال کے جی میں جانے کیا آئی کہ وہ اس کے پیچھے چل دیا وہ سفید چمکدار بالوں والی بلی مسلسل چل رہی تھی چند گلیاں چھوڑ کر وہ ایک تنگ سی گلی میں گھس گئی وہ بدستور اس کے پیچھے تھا وہ اچھل کر ایک دروازے پر چڑھی اور گھر میں کود گئی بلال نے دروازے کی جھری سے دیکھا وہ اسے اندر جاتے دکھائی دی کمرے کا دروازہ خود بخود کھل گیا تھا۔

زرد بلب کی روشنی میں ایک چارپائی دکھائی دے رہی تھی رضائی اوڑھے کوئی وجود خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا اس بات سے بے خبر کہ موت سر پر کھڑی ہے اس نے اس کی گردن پر منہ مارا اور نرخرہ ادھیڑ دیا کچھ دیر تڑپنے کے بعد وہ ساکت ہوگیا اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے نوجوان کا ہوا تھا وہ باہر نکلی تو ایک خوبرو نوجوان کے روپ میں تھی اس نے گرم کپڑے پہن رکھے تھے اس کا رخ ایک کشادہ گلی کی جانب تھا وہ سفید رنگ کے گھر کے سامنے رکا کچھ دیر گھر کو گھورتا رہا پھر ایک کھڑکی پر دستک دی اوہ سلارم تم آ گئے کسی نوجوان لڑکی نے کھڑکی کھولی اور گرم جوشی سے بولی تانیہ بلائے اور سلارم نہ آئے ایسے بھی حالات نہیں وہ دلکشی سے مسکرایا بلال کا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ تانیہ کو اس کی اصلیت بتا دے اس نے ایسا کرنا چاہا تو۔ چل ہی نہ پایا اس کے قدم جم سے چکے تھے وہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی اپنی جگہ سے ہل بھی نہ پایا صرف چند منٹ کا کھیل تھا تانیہ بھی اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی وہ پلٹا اور ایک انگڑائی لی اب وہاں ایک حسین دوشیزہ تھی بلیک ساڑھی میں نہایت مختصر بلاؤز میں اس کا سراپا نہایت ہوشربا تھا اس کی آنکھیں نیلی تھیں سنہری چمکدار بال چہرے کے اطراف میں لہرا رہے تھے اس کے چلتے ہی بلال بھی حرکت میں آ گیا۔

وہ ایک قدرے ویران مکان میں گھس گئی اندر ایک کمرے میں شور شرابا ہو رہا تھا وہ طویل برامدے میں سے گزر کر اس کمرے میں چلی گئی بلال وہیں برآمدے میں رک کر دیکھنے لگا اندر چند لوباش صورت آدمی تاش کی بازی لگا رہے تھے پاس ہی شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ واہ بھئی قسمت ہو تو ایس اتنی پیاری لڑکی خود چل کر آئی ہے ایک خبیث صورت انسان نے حریصانہ نظروں سے اسے دیکھ کر کہا۔ سچ کہتا ہے تیئں اتنی خوبصورت چھوری۔ اے آجا۔۔ آجا رے آجا ایک ادھیڑ عمر نے رال ٹپکائی ان سب کی نظروں میں ہوس ہی ہوس تھی اور اس ہوشربا حسینہ کے لبوں پر دعوت دیتی مسکراہٹ تھی مختصراً وہ چاروں اپنے عبرتناک انجام کو پہنچ چکے تھے آج کی عیاشی انہیں مہنگی پڑی تھی اس نے بلال کی جانب ایک معنی خیز سی مسکراہٹ اچھالی اور ایک توبہ شکن انگڑائی لی اب وہ عقاب کا روپ

دھار چکی تھی اس کی چونچ نوکیلی تھی اور آنکھیں بلب کی مانند روشن اسنے اپنے چمکدار پر پھڑپھڑائے اور اڑان بھری۔

بلال اب بری طرح تھک چکا تھا تاہم وہ نا جانے کیا چیز تھی جو اسے اس کے پیچھے جانے پر مجبور کر رہی تھی وہ اس کے پیچھے چل دیا وہ اس کے سر سے محض چند فٹ اوپر اڑ رہا تھا اس کی رفتار بھی زیادہ نہیں تھی وہ بھی بدستور اس کے پیچھے تھا عقاب کا رخ قدرے ویران گلی کی جانب تھا یہاں عمارتیں اکادکا تھیں بلال کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ اس کا اگلا شکار کون ہے عقاب اڑتا ہوا ایک چھت کی منڈیر پر جا بیٹھا پھر وہ چھت سے صحن میں چلا گیا کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے پنجوں میں کسی کی لاش تھی لاش سے قطرہ قطرہ خون ٹپک رہا تھا۔ اس نے لاش کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دی پھر منہ اٹھا کر ایک عجیب سی چیختی ہوئی آواز نکالی یہ آواز اتنی تیز تھی کہ بلال کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے کچھ ہی دیر میں عقابوں کا ایک غول آیا اور لاش کو بھنبھوڑنے لگا کچھ ہی دیر بعد سب عقاب ایک ایک کر کے اڑ گئے سوائے پہلے عقاب کے پھر اس نے جون بدلی اور ایک بڑھیا کا روپ دھار لیا وہ مفلوک الحال بڑھیا لاٹھی ٹیکتی جا رہی تھی کون ہو تم بلال نے اسے جا لیا ایک بدنصیب بڑھیا ہوں بیٹا پردیس میں ہے بہو نے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا ہے وہ رقت آمیز لہجے میں بولی اس کے انداز میں اس قدر بے بسی تھی کہ اگر وہ حقیقت سے آگاہ نہ ہوتا تو بلا جھجک فوراً یقین کر لیتا میں تمہاری اصلیت پوچھی ہے وہ سنجیدگی سے بولا۔

اوہ۔۔ ہاہاہا۔ میں زنکیلہ ہوں وہ کھنکتے لہجے میں بولی تم بے گناہ لوگوں کو کیوں مار رہی ہو تم اپنے کام سے کام رکھو وہ سپاٹ لہجے میں بولی اور تم یونہی لوگوں کا خون پیتی رہو بتاؤ مجھے ایسا کیوں کر رہی ہو وہ دانت پیس کر بولا کہا ناں کہ اپنے کام سے کام رکھو ورنہ پچھتاؤ گے اس کا لہجہ زہر زہر تھا جتنا پچھتانا تھا پچھتا لیا بلال نے تلخی سے کہا کس بات پر پچھتا رہے ہو وہ عجیب سے انداز میں بولی۔

ہر بات پر بلال کے لہجے میں بھرپور بے بسی تھی مثلاً وہ مستفسر ہوئی اس بات پر کہ کاش مجھے محبت نہ ہوئی ہوتی اس بات پر کہ کاش وہ مجھے چھوڑ کر اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر نہ گئی ہوتی اس بات پر کہ کاش اس نے مجھ سے محبت کے نام پر کھیل نہ رچایا ہوتا وہ محض سوچ کر رہ گیا بات مت ٹالو وہ سر جھٹک کر گویا ہوا جاننا چاہتے ہو میری اصلیت۔ وہ عجیب سے انداز میں بولی بلال اثبات میں سر ہلا کر رہ گیا تو، دیکھو اس نے کہہ کر روپ بدلا اب وہاں بیس اکیس سال کی لڑکی تھی اس کی لانبی گھنی زلفیں لہرا رہی تھیں تت تم وہ سرسراتے ہوئے بولا وہ سناٹے میں رہ گیا تھا۔ ہاں میں۔۔ اس کے لبوں پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تم ۔تم نے کیوں کیا ایسا تم نے مجھے محبت کے نام پر دھوکہ دیا کیوں میرے جذبات سے کھیلتی رہی اور تو اور اپنے خاندان کی عزت کو بھی مٹی میں ڈھل گئی بلال میں نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا اس کا لہجہ نم زدہ تھا کیا مطلب وہ استہزائیہ بولا بتاتی ہوں سب کچھ۔ وہ کھوئے کھوئے سے لہجے میں بولی۔

❁❁❁

وہ تین بہن بھائی تھے افراسب سے بڑی تھی اس سے چھوٹی ارسہ تھی پھر ارزم اور اشعر تھے آفتاب احمد گورنمنٹ آفیسر تھے رضیہ ایک گھریلو عورت تھیں افرا بی اے کے بعد تعلیم کو خیر باد کہہ چکی تھی ارسہ بی اے کر رہی تھی ارزم ایف اے جبکہ اشعر میٹرک میں تھا وہ اکتوبر کی ایک قدرے سرد سہ پہر تھی وہ کام ختم کر کے حسب معمول خوفناک ڈائجسٹ لے کر چھت پر آگئی وہ پوری طرح ریاض احمد کی جادونگری میں کھوئی ہوئی تھی بلال احمد کپڑے پھیلانے چھت پر آیا تھا کام والی ماسی کپڑے دھو رہی تھی اور وہ فارغ بیٹھا تھا اس لیے کپڑوں کی بالٹی اٹھا کر لے آیا تھا کپڑے پھیلا کر وہ یونہی ارد گرد جھانکنے لگا اس کی نظر بھٹکتی ہوئی ساتھ والی چھت پر گئی اور ہٹنے سے انکاری ہوگئی اگرچہ منظر اتنا خاص نہ تھا مگر اسے خاص لگا۔ ویسے بھی کوئی بھی منظر کوئی بھی چہرہ خاص نہیں ہوتا اسے دیکھنے والی آنکھ خاص بناتی ہے یہی وجہ ہے کہ ایک چہرہ جس سے

سب لوگ بیزار ہوتے ہیں وہی چہرہ کسی کی پوری کائنات ہوتا ہے۔

وہ ایک عام سی شکل وصورت کی لڑکی تھی اس کی گندمی رنگت سورج کی کرنوں کے سبب سنہری لگ رہی تھی وہ گھٹنوں میں کوئی کتاب رکھے پڑھ رہی تھی بالوں کی دو تین لٹیں چہرے کے اطراف بکھری ہوئی تھیں آنکھوں پر گھنی پلکیں سایہ فگن تھیں وہ دلچسپی سے اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ رہا تھا کبھی اس کے چہرے پر دبے دبے غصے کے آثار نمودار ہوتے کبھی وہ مسکرانے لگتی اور کبھی اس کا چہرہ حیرت کی آماجگاہ بن جاتا پھر اس نے کتاب بند کی اور آنکھیں بند کر کے طویل سانس لی اور بنا اس کی جانب دھیان دیئے نیچے چلی گئی وہ کتنی ہی دیر اس منظر کے تصور میں کھویا رہا یہ پہلی ملاقات تھی اس کی افرا سے یکطرفہ ملاقات۔

پھر ایک شام دردل پہ دستکیں جالگیں
اور ایک خواب کے ہمراہ نامہ بر آیا
یہ کس دیار کے قصے سنا رہے ہو نوید
یہ کس حسین کا خواب آنکھ میں در آیا

وہ اب اکثر سہ پہر میں چھت پر گزرنے لگیں اس نے اپنی پوری زندگی انتہائی محتاط ہو کر گزاری تھی اگرچہ وہ ماں اور بہن جیسے خالص رشتوں سے محروم تھا تاہم وہ ہر لڑکی ہر عورت کی عزت کرتا تھا اس کی ڈیشنگ اور چارمنگ پرسنالٹی کی بدولت کئی لڑکیاں اس کی جانب بڑھی تھیں مگر لفٹ نہ ملنے کی وجہ سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔

افرا کے لیے اپنے محسوسات پر وہ خود حیران تھا جس دن وہ اسے دیکھ نہ پاتا وہ دن عجیب بے چین سا گزرتا تھا سو اب اس کی کوشش ہوتی تھی کہ آفس سے جلدی آ جائے اور آفس سے آتے ہی وہ سیدھا چھت پر جاتا تھا اور یہ بات افرا کے علم میں بھی آ گئی تھی اسی لیے اب وہ چھت پر کم کم آتی تھی وہ اگر پہلے سے موجود ہوتی تو بلال کے آتے ہی نیچے چلی جاتی وہ بے بسی سے بولوں میں ہاتھ پھیر کر رہ جاتا اسے اپنی یہ بے ضرر سی چوری شرمندگی سے دوچار نہیں کرتی تھی شاید اس کی یہ وجہ تھی کہ اس کے دل میں افرا کے لیے کوئی غلط بات نہیں تھی وہ دل سے اس کی عزت کرتا تھا۔

محبت آس ہے اور آس کو مرنے نہیں دینا
محبت رنگ ہے اسے پھیکا پڑنے نہیں دینا
محبت خاک نہیں دعا ہاں خاک میں ملاتی ہے
محبت دریا ہے زیست کا اترنے نہیں دینا

سنو۔۔ وہ اسے دیکھتے ہی حسب توقع نیچے نجانے لگی تھی جب بلال نے اسے پکارا اس کے قدم تھم سے گئے تاہم اس نے مڑ کر نہیں دیکھا تم اتنا کتراتی کیوں ہو مجھ سے وہ بلاخر اپوچھ بیٹھا افرا کی گرفت خوفناک پہ ڈھیلی پڑی تھی وہ اس کی جانب دیکھے بنا سرعت سے نیچے لپکی تھی وہ بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا یہ اس سے دو دن بعد کی بات ہے موسم ابر آلود تھا وہ بابا کو ایک دوست کی جانب چھوڑ کر آیا تھا موسم خوشگوار ہونے کے سبب اس کا دل بے اختیار افرا کو دیکھنے کے لیے مچل گیا وہ چھت پر بے چینی سے ٹہل رہا تھا جب افرا چھت پر رکھا خوفناک ڈائجسٹ اٹھانے آئی تھی جو وہ کچھ دیر پڑھتے ہوئے امی کی پکار پہ اٹھی تو وہیں چھوڑ گئی تھی وہ جانے لگی تو بلال اسے بے ساختہ اسے پکار بیٹھا۔

افرا کے قدم تھم گئے پلیز تھوڑی دیر رک جاؤ کیسی التجا تھی یہ جانے اس کے لہجے میں کیا تھا کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی رک گئی بلال کی خوشی فطری تھی وہ بے خود سا کتنی ہی دیر اسے تکتا رہا سرخ اور سفید پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس وہ نکھری نکھری سی لگ رہی تھی پشت پر بکھرے گھنے بال ہوا سے دھیرے دھیرے لہرا رہے تھے سیاہ آنکھوں پر گھنی پلکیں سایہ فگن تھیں۔

کھلتی زلفوں نے سکھائی موسموں کی شاعری
جھکتی نظروں نے بتایا مے کشی کیا چیز ہے

بارش کی ننھی ننھی بوندیں گریں تو وہ نیچے چلی گئی وہ مسکراتا ہوا نیچے اترنے لگا یہ بے ضرر سا سلسلہ چند ماہ چلتا رہا وہ اس سے بات نہیں کرتی تھی نہ ہی کبھی بلال نے اسے کبھی مخاطب کرنے کی کوشش کی تھی اس دن افرا کو سخت

بخار تھا دسمبر کے سرد دن تھے سورج مشکل سے گزارا تھا وہ یخ بستہ دن چھت پر ہفتے تک چھت پر نہ جا سکی اور یہ ایک ہفتہ بلال نے بڑی مشکل سے گزارا تھا وہ یخ بستہ دن چھت پر گزار دیتا تھا کئی بار بابا نے ٹوکا بھی تھا تاہم وہ رک نہ پاتا ٹھیک نویں دن وہ چھت پر آئی تھی مرجھایا ہوا سا روپ گلابیاں کھلی رنگت میں زردیاں کھنڈی تھیں سیاہ آنکھوں کے گرد حلقے تھے کہاں تھیں اتنے دن سے کچھ اندازہ ہے کہ میں کس قدر تڑپا ہوں ایک ایک پل انتظار کی سولی پر لٹکا رہا ہوں لحہ لحہ اذیت میں گزرا ہے لیکن تمہیں کیا تمہاری بلا سے کوئی جئے یا مرے اور میں تو میں تمہارا کون ہوں بھلا وہ اس پر برس پڑا۔

وہ مجھ کو دیکھ کر برساتھا دلوں کی طرح
میں زخم زخم تھا مگر پھر بھی اعتدال میں تھا

وہ رخ پھیر گیا سرسراتی ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے اس کی پیشانی پر بکھرے بالوں کو نرمی سے چھو رہے تھے میری طبیعت خراب تھی پھر حالات ۔۔ رہا سوال کہ تم میرے کون ہو تو تم میری مسکراہٹ ہو میرے دل کی دھڑکن ہو میرا سکون ہو میری خوشی ہو میری زندگی ہو تم اس کی آواز سرگوشی میں ڈھل گئی وہ حیرت وخوشی سے گویا پاگل سا ہو اٹھا وہ ایڑیوں کے بل گھوما تھا اس ایک ہفتے میں میں نے جانا ہے کہ تم نہیں تو کچھ بھی نہیں تم انکل کو بھیجو میرے کزن کا بھی پروپوزل آیا ہوا ہے مگر میں ۔۔ تمہارے علاوہ کسی کو سوچ بھی نہیں سکتی۔ وہ تھکے تھکے سے انداز میں اعتراف کر رہی تھی تم سچ کہہ رہی افرا تم بھی مجھ سے ۔۔

خوشی کی شدت سے بلال کی آواز لرز رہی تھی۔

لاپروائی سے پیشانی پر بکھرے بال اور بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ وہ کافی دلکش لگ رہا تھا بلیک ٹراؤزر پر ڈراک گھرے شرٹ اس پر خوب سج رہی تھی یا افرا کو ہی یہی لگ رہا تھا اس کی آنچ دیتی نظروں سے گھبرا کر وہ نظریں چرا گئی طبیعت کو کیا ہوا تھا اپنا خیال نہیں رکھتی ہو ناں۔ وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ میں حد درجہ تشویش تھی وہ سرشار سی ہو گئی کوئی آپ کو چاہتا ہے آپ کی کیئر کرتا ہے یہ احساس کتنا فرحت بخش ہے یہ کوئی اس سے پوچھتا اس کے لبوں پر پھیلنے والی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی۔

کیسے موسم وہ موسم بھی تنہائی کے
تم سے جھیلے نہ گئے گزارے نہ گئے
ایک اچٹتی نظر چاند پر ڈالی تھی مگر
آج تک آنکھ کی دہلیز سے تارے نہ گئے

بلال میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی مر جاؤں گی میں سنا تم نے وہ اس کی شرٹ جھنجھوڑتے ہوئے کہہ رہی تھی بلال نے کل ہی بابا کو بھیجا تھا تاہم آفتاب احمد نے یہ کہہ کر معذرت کر لی تھی کہ وہ خاندان سے باہر رشتہ نہیں کرتے بابا نے بہت کوشش کی تھی مگر ۔۔ بلال کے پورے وجود میں ایک خالی پن سا اتر آیا تھا۔ اور اب افرا۔۔ بلال ابو نے میری منگنی کر دی ہے نومی سے مگر میں مر جاؤں گی اپنی مٹھیوں میں دبی اس کی شرٹ ایک جھٹکے سے چھوڑ کر بے دردی سے آنکھیں رگڑتی وہ چلی گئی بلال کا دل گویا کوئی پیروں تلے روندرہا تھا وہ تھکے تھکے سے انداز میں نیچے اترا بابا اسٹڈی روم میں تھے بلال وہ بے ساختہ پکار اٹھے وہ راکنگ چیئر پر بیٹھے تھے وہ گرنے کے سے انداز میں ان کے پاس بیٹھا تھا بابا۔ اس نے اپنا سر ان کی آغوش میں رکھ دیا وہ جب بھی لاڈ موڈ میں ہوتا ایسا ہی کرتا تھا بابا کی جان وہ اس کے بالوں مین انگلیاں پھیرنے لگے بابا وہ کہتی ہے وہ مر جائے گی اور میں ۔۔ مر رہا ہوں بابا میں مر رہا ہوں اس کے نڈھال لہجے میں وہ تڑپ اٹھے بلال میرے بیٹے ۔بلال وہ یکایک چلائے بلال بے ہوش ہو چکا تھا۔

❀❀❀

یہ لو منہ میٹھا کرو بابا نے ایک گلاب جامن اس کی جانب بڑھایا پچھلے ہفتے اس کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا تاہم بروقت طبی امداد سے جان بچ گئی تھی وہ دنیا سے بے زار رہنے لگا تھا جاب چھوڑ دی تھی اس وقت بھی اسڑیو پر سانوں ایک پل چین نہ آوے۔ بکھر رہا تھا یہ کس خوشی میں۔ وہ بے زاری سے بولا افرا سے تمہاری بات پکی کر آیا ہوں اگلے ماہ شادی ہے۔ ا۔ ابا۔ ابا کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں اس کی آواز میں لرزش تھی میں بالکل سچ کہہ

رہا ہوں۔ وہ محبت سے اسے دیکھ رہے تھے مرجھایا ہوا چہرہ کھل اٹھا تھا بڑھی ہوئی شیو اس کی مردانہ وجاہت میں اضافہ کا سبب تھی۔

یو آر گریٹ بابا وہ ان کے گلے لگ گیا خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی کانٹوں پر آبلہ پا چلتے چلتے اسے یکلخت نخلستان میسر آ گیا تھا وہ خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ آج کتنے عرصے بعد وہ کھل کر ہنسا تھا ورنہ تو گویا مسکرانا بھی بھول چکا تھا آج اس کے خوبصورت لبوں کی تراش میں نہایت دلکش سی مسکراہٹ تھی انہوں نے اس کی یہ مسکراہٹ ہمیشہ قائم رہنے کی دعا کی اپنے بیٹے کی یہ مسکراہٹ واپس لانے کے انہوں نے بہت جتن کیے تھے اور خوش قسمتی سے کامیاب بھی رہے تھے۔

❀❀❀

میں جو مہکا تو میری شاخ جلادی اس نے
سبز موسم میں بھی مجھے زرد ہوا دی اس نے
پہلے اک لمحے کی زنجیر سے باندھا مجھ کو
اور پھر وقت کی رفتار بڑھا دی اس نے
کیا خبر تھی کہ تجھے میرے لوٹائے گا
میں تو خوش تھا کہ پلٹنے کو صدا دی اس نے
میری ناکام محبت مجھے واپس کردی
یوں میرے ہاتھ میں میری لاش تھما دی اس نے
اس کے ہونے سے مری سانسیں تھیں دگنی شاید
وہ جو بچھڑا تو میری عمر گھٹا دی اس نے

افرا گھر سے بھاگ گئی الفاظ تھے یا بلاسٹ وہ کتنی ہی بے یقین رہا تھا وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے وہ تو مجھ سے محبت کرتی تھی ناں وہ تو میرے بغیر رہ نہیں سکتی تھی پھر وہ کیسے۔

اگلے ہفتے تو ان کی شادی ہونا تھی بلال جتنی بار بھی اس سے ملا تھا اسے بے حد سرشار پایا تھا وہ دو دن پہلے ایک دوست کی ڈیتھ کے سلسلے میں ملتان گیا تھا ذرخان اس کا کولیگ تھا بے حد ہنس مکھ وہ ہر وقت ہنستا ہنساتا رہتا تھا اس کی اچانک موت نے اسے ذہنی طور پر ڈسٹرب کیا تھا اور اسی لیے گھر پر رابطہ نہیں رکھ پایا تھا اور آتے ہی اسے یہ خبر ملی تھی میں اپنی مرضی سے جا رہی ہوں اس کا الزام کسی اور کو نہ دیا جائے کیونکہ قصور وار صرف میں خود ہوں فقط افرا آفتاب۔ یہ تحریر بلاشبہ افرا کی ہی تھی کاغذ اس کے ہاتھ میں پھڑپھڑا رہا تھا اسے یہ خط ارسہ نے دیا تھا ارسہ نے ہی بتایا تھا کہ نومی بھی گھر سے غائب ہے وہ دوست کو ہمیشہ کے لیے رخصت کر کے آیا تھا اور اس کی اپنی زندگی بھی رخصت ہو چکی تھی ہاں مر ہی گیا تھا وہ زندگی صرف سانس لینے کا ہی تو نام نہیں ایک موت وہ ہوتی ہے کہ سب کو پتہ چل جاتا ہے لوگ روتے ہیں جنازہ پڑھتے ہیں اور قبر کھود کر دفن کر دیتے ہیں جیسا کہ ذرخان۔۔۔ اور ایک موت وہ ہوتی ہے کہ مرنے والا چپ چاپ مر جاتا ہے نہ کوئی روتا ہے نہ قبر بنتی ہے اور نہ ہی۔۔۔ لوگ اسے زندہ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ سانس بھی لیتا ہے اور دیگر امور زندگی میں بھی۔۔۔ مگر اس کا اندر مر چکا ہوتا ہے دل مر جاتا ہے خوشی مر جاتی ہے اور آس بھی مایوس نہیں ہونے دیتی آس جو تاریکی میں روشنی کی ایک کرن ہے اور جب آس ہی مر جائے تو انسان کے اندر کچھ بھی زندہ نہیں رہتا ہے سب مر جاتا ہے جیسا کہ بلال مر گیا تھا۔

❀❀❀

وہ بے حد خوش تھی اسے نہیں معلوم تھا کہ بلال کے ابو سے کیا کہا تھا تاہم ابو کا مان جانا ہی اس کے لیے بہت تھا بلال اس کی اولین چاہت تھا اس نے ٹوٹ کر بلال کو چاہا تھا یہی وجہ تھی کہ جب ابو نے نومی سے اس کی بات طے کی تو اس نے خودکشی کا فیصلہ کر لیا اور اس نے گھر والوں کے نام خط بھی لکھ دیا تھا تاہم پھر سب کچھ ٹھیک ہو گیا اس وقت بھی اس کے ہاتھ میں وہی خط تھا جو ابھی اس نے پھاڑنے کے ارادے سے نکالا تھا تبھی کھڑکی پر دستک ہوئی وہ یہی سمجھی کہ بلال واپس آ گیا ہے اور۔۔۔ پرسوں رات بھی وہ اسے چھت پر بلانے کے لیے گلے میں آیا تھا اور ارسہ سے کھڑکی میں کھڑے ہو کر ہی کہا تھا کہ اسے چھت پر بھیج دے تاہم ارسہ نے شوخی سے کہا تھا ان کا آپ سے پردہ ہے اب آپ انہیں نکاح کے بعد ہی دیکھ سکیں گے اچھا اسے یہیں بلا دو۔ صرف ایک نظر دیکھوں گا اس کی

بے قراریاں عروج پر تھیں ارسہ نے اسے چڑاتے ہوئے ہوئے کھڑکی بند کر دی تھی۔

افرا نے کھڑکی کھولی ایک ہاتھ اس کے چہرے کی جانب بڑھا اس کے ساتھ ہی ایک تیز تلخ سی بو اس کے نتھنوں میں گھستی چلی گئی کلوروفام میں بھیگا رومال اپنا کام دکھا چکا تھا نومی نے احتیاط سے اسے اپنی جانب کھینچا اور اس کے غافل وجود کو کندھوں پر ڈال کے روانہ ہو گیا افرا کی شادی طے ہونے کے بعد وہ زخمی سانپ کی طرح پھنکارتا پھر رہا تھا اصل میں ایک دن آفتاب احمد نے اسے جوا کھیلتے دیکھ لیا تا وہ شراب کے نشے میں دھت تھا اور ایک قاتل ادا حسینہ اس کے پہلو میں تھی آفتاب احمد اتفاقاً اس طرف گئے تھے اصل میں وہ مکان خالی پلاٹ تھا اور وہ اسے خریدنا چاہتے تھے اسی سلسلے میں مکان بنایا کہ اگر وہ افرا کے قابل نہیں تو اسے بھی کسی کے قابل نہیں چھوڑے گا وہ اسے لے کر اسی خالی مکان میں گیا تھا جہاں اس کے اوباش دوست پہلے سے موجود تھے نومی کے بعد وہ بھی افرا کے دلکش وجود سے مستفید ہونے کا ارادہ رکھتے افرا کو جب ہوش میں لایا گیا تو نومی اس کے سر پر ریوالور لیے کھڑا تھا لیکن افرا کے لیے اپنی جان سے زیادہ عزت عزیز تھی اس نے ایک جھٹکے سے ریوالور چھینا اور اپنی کنپٹی پر رکھ کر لبلبی دبا دی الو کی پٹھی نومی کو اپنے پلان کی ناکامی کا دکھ تھا خیر اس کی لاش راتوں رات کسی ویرانے میں پہنچا دی گئی ارسہ کو جو خط ملا تھا وہ وہی تھا جو اس نے پھاڑنے کے ارادے سے نکالا تھا مگر۔۔۔

❀❀❀

ہوا تھمی تھی ضرور لیکن
وہ شام جیسے سسک رہی تھی
کہ زرد پتوں کو آندھیوں نے
عجیب قصہ سنا دیا تھا
کہ جس کو سن کے تمام پتے
سسک رہے تھے بلک رہے تھے
جانے کس سانحے کے غم میں
شجر جڑوں سے اکھڑ چکے تھے
بہت تلاشا تھا ہم نے تم کو
ہر ایک رستہ ہر ایک گھاٹی
ہر ایک پربت ہر ایک وادی
کہیں سے تیری خبر نہ آئی
تو یہ کہ ہم نے دل کو ٹالا
ہوا تھمے گی تو دیکھ لیں گے
ہم اس کے راستے کو ڈھونڈ لیں گے
مگر ہماری یہ خوش خیالی
جو ہم کو برباد کر گئی تھی
ہوا تھمی تھی ضرور لیکن
بڑی ہی مدت گزر چکی تھی
فلک پر تارے نہیں رہے تھے
گلاب پیارے نہیں رہے تھے
وہ جن سے بستی تھی دل کی بستی
وہ لوگ سارے نہیں رہے تھے
مگر یہ المیہ سب سے بالاتر تھا
کہ ہم تمہارے نہیں رہے تھے
کہ تم ہمارے نہیں رہے تھے
ہوا تھمی تھی ضرور لیکن

وہ ششدر سا کھڑا تھا تیرہ اکتوبر کی شام کو ہی افرا کے ساتھ وہ بھیانک سانحہ پیش آیا تھا اور آج تیرہ اکتوبر ہی تھا افرا کی آنکھوں میں آنسو تھے پشت پر بکھرے بال ہولے ہولے لہرا رہے تھے ارمیں کیا سمجھتا رہا تمہیں۔ وہ زیر لب بڑبڑایا اس نے خود پاتال میں گرتا محسوس کیا اندر ہی اندر تمہارا کوئی قصور نہیں بلال حالات ہی کچھ ایسے تھے یہ مذاق تو میرے ساتھ تقدیر نے کیا ہے وہ پھیکے انداز میں مسکرائی۔ مجھے معاف کر دو افرا پلیز مجھے معاف کر دو وہ جیسے گڑگڑایا۔

بلال پلیز تم نے کیا کیا ہے تم تو آج بھی مجھ سے محبت کرتے ہو بھی تو تم نے شادی نہیں کی وہ سچ کہہ رہی تھی وہ آج بھی اس سے محبت کرتا تھا جبھی تو بابا کے بار ہا کہنے پر بھی شادی پر رضا مند نہ ہوا تھا وہ بظاہر اسے بھول چکا تھا بے وفا جان کر مگر وہ دل کی گہرائیوں میں کہیں موجود رہی

تھی بلال نے وہ ہر ہی چھوڑ دیا تھا لیکن شہر بدلنے سے دل تو نہیں بدلا جا سکتا ہر رات چھت پر ٹہلتے ہوئے گزار دیتا تھا وہ۔

لپٹی رہی وجود سے خوشبو تمام رات
آتا رہا ہے یاد مجھے وہ تمام رات
کسی نے بڑے خلوص سے مانگی تھی روشنی
گرتے رہے مکان پہ جگنو تمام رات
فرصت نہ تھے طبیب کو اپنے ہی کام سے
پیتے رہے مریض بھی آنسو تمام رات
روتا رہا میں آپ ہی اپنے نصیب پر
اپنے گلے میں ڈال کے بازو تمام رات

مگر افرا تم اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہو بلال کی آنکھوں میں کچھ دیر قبل بیتے واقعات لہرا گئے ان معصوم لوگوں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ وہ سخت متاسف تھا معصوم۔ وہ استہزائیہ ہنسی وہ سب لوگ تھے جنہوں نے معصوم اور سادل لوح لوگوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی وہ قدرے توقف سے بولی وہ پہلا لڑکا زمان لڑکیون کو شیشے میں اتار کر ان کی عزتوں سے کھیلتا تھا کئی لڑکیوں نے اس کی وجہ سے موت کو گلے لگا لیا۔ دوسرا شخص معصوم بچوں کو اٹھا کر لے جاتا اور ان کے گردے اور دل بیچتا اور تانیہ ۔اسے تم ریاض احمد یا اقراء ریاض کی کہانیوں کا کردار سمجھ سکتے ہو یعنی لڑکوں سے فلرٹ کرنا اور پھر چھوڑ دینا اور باقی چار لوگوں کو تم نے بھی دیکھا تھا کتنے معصوم تھے وہ۔ وہ آخری جملہ چبا چبا کر بولی بلال اسے دیکھ کر رہ گیا ایک بات مانو گے۔ وہ آہستگی سے بولی۔ تمہیں یہ پوچھنے کی ضرورت ہے۔ بلال نے اس کی آنکھوں میں جھانکا وہ سر جھکا گئی میں چاہتی ہوں تم ارسہ سے ملو اسے سچ بتانے کے لیے اس نے سرسری انداز میں کہا۔

نہیں نومی نے مرنے سے قبل پورے محلے کو سچائی بتا دی تھی اس کا لہجہ سپاٹ تھا تو کیا تم نے اسے بھی۔۔ وہ ہکلا کر رہ گیا۔ کیا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس کی آواز میں شکوہ در آیا اگر تم ایسا نہ کرتیں تو میں اسے تڑپا تڑپا کر مارتا اس کے اعصاب تن گئے بلال ارسہ تم سے محبت کرتی ہے۔ واٹ۔ وہ ششدر رہ گیا ہاں بلال وہ یہ سمجھتی رہی کہ میں تم سے بیوفائی کی ہے اس لیے اسے تم سے ہمدردی ہو گئی تھی دھیرے دھیرے اس ہمدردی نے محبت کا روپ دھار لیا وہ مسکرائی۔ مگر میں تمہارے علاوہ کسی اور کو۔۔ سوچ ہی نہیں سکتا افرا بے بسی کے لہجے میں پنہاں تھی او کے۔ وہ اثبات میں سر ہلا گئی اسے معلوم تھا کہ اگر وہ بلال کو اس سے شادی کرنے کا کہے تو وہ اس کی خواہش کو احترام کرے گا لیکن وہ جانتی تھی کہ یہ بلال کی اپنی خواہش نہیں ہو گی ویسے بھی ارسہ کی بات ازرم کے دوست کے بڑے بھائی کامران سے طے تھی وہ اگرچہ دل سے خوش نہیں تھی تاہم انرا کو یقین تھا کہ کامران کی محبت پا کر وہ بلال کو بھول جائے گی ویسے لوگ بلاوجہ ہی چڑیلوں اور بدروحوں کو الزام دیتے ہیں وہ تو صرف ظالم لوگوں کو ہی مارتی ہیں اور خوفناک کے رائٹر ایویں ہی انہیں بدنام کیے ہوئے ہیں وہ مسکرایا۔

کیا کچھ یاد نہ آ گیا تھا وہ ہمیشہ چھت پر خوفناک پڑھتی تھی کہ کوئی ڈسٹرب نہ کرے کیا مصیبت ہے بلال کی نظروں سے جھنجلا کر وہ بڑبڑاتے ہوئے رسالہ بند کر دیتی میں چھت پر اس لیے آتی ہوں کہ کوئی ڈسٹرب نہ کرے تو میں نے کیا کیا ہے وہ معصومیت سے پوچھتا بلال کیوں تنگ کر رہے ہو وہ جھنجلاتی میں کب تنگ کر رہا ہوں۔ دیکھ کیوں رہے ہو اس کی بولتی نظروں سے اہی تو گھبراتی تی وہ آہ ظالم لڑکی اب میرے دیکھنے پر بھی پابندی لگا دو اس کی اپنی ہی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی اس نے نچلا لب دانتوں تلے کچل ڈالا آنکھوں کی سطح گیلی ہونے لگی تھی بلال افرا کی بھیگی آواز پر اس نے چونک کر سر اٹھایا افرا اس کے حلق میں گولہ سا پھنسنے لگا بلال میرے جانے کا وقت آ گیا ہے وہ افسردگی سے بولی۔ بلال میں ہر ماہ کی تیرہ تاریخ کو آزاد ہوتی ہوں میری روح کو ایک عامل نے قید کر رکھا ہے پورا ایک ماہ میں سخت اذیت میں ہوتی ہوں اس کے لہجے میں کرب پنہاں تھا۔ تم اس سے چھٹکارا کیوں نہیں پا لیتیں۔ وہ بے قرار ہوا نہیں پا سکتی ہوں ناممکن ہے۔ وہ نفی میں سر ہلا گئی صرف ایک رات کے لیے

میں آزاد ہوتی ہوں۔۔ ایسا ہی تھا کازر نے اسے قید کر رکھا تھا ہر ماہ تیرہ تاریخ کو وہ رات بھر کے لیے آزاد ہوتی تھی۔

افرا میں۔۔ تم سے بے حد محبت کرتا ہوں شدت جذبات سے اس کی آواز رندھ گئی میں بھی وہ برستی آنکھوں سے بولی میں چلتی ہوں اپنا خیال رکھنا اور ہاں یہ لو اس سے تم پوشیدہ چیزیں دیکھ سکو گے اس نے ایک ہیرا سے دیا اگلے ماہ آؤ گی ناں مجھ سے ملنے بلال نے اک آس سے دریافت کیا۔ ہاں۔ وہ اثبات میں سر ہلا کر اوجھل ہو گئی وہ آنسو پیتا سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا اس کا رخ سڑک کی جانب تھا آنچل میں اپنا بچھا دوں۔ رکھے قدم تو جہاں۔ میری تمنا ہے تو ہی بن تیرے میں ہوں کہاں تیری راہوں کے کانٹے پلکوں سے اٹھا لوں میں تیری زندگی سے میں ہر وہ غم چرا لوں جو تیری آنکھوں سے جھلکتا ہے کسی لڑکی کی سریلی آواز پر وہ بے طرح چونکا آواز ایک کھڑکی سے آ رہی تھی فوراً ہی کسی کے چلانے کی آواز آنے لگی وہ کھڑکی کی جھری سے جھانکنے لگا ایک نوعمر لڑکی ہوشربا لباس میں ملبوس تھی ایک بیڈ چند نفوس محو خواب تھے پاس ہی ایک مرد بیٹھا ہوا تھا میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ تم جو کوئی بھی ہو یہاں سے چلی جاؤ میں ایسا شخص نہیں ہوں وہ دھیمے لہجے میں بول رہا تھا کیا کمی ہے مجھ مین آخر پلیز مجھے مت ٹھکراؤ۔

وہ بانہیں پھیلاتے ہوئے جذباتی انداز میں آگے بڑھی اس نے لڑکی کا ہاتھ جھٹک دیا مجھے ٹھکرانے کا انجام دیکھو اب وہ پھنکار کر بولی پھر اس نے چشم زدن میں اسے ختم کر دیا پھر وہ بستر پر محو خواب بچوں کی جانب متوجہ ہوئی کچھ ہی دیر میں وہ انہیں بھی ہڑپ کر چکی تھی ہاہاہا۔۔ لوگوں کو تڑپا تڑپا کر مارنے کا بھی اپنا ہی ایک مزہ ہے وہ ہنسنے لگی بلال آگے بڑھ گیا یہ میری زندگی کی سب سے بھیانک رات ہے بھیانک ترین رات۔۔ وہ سوچنے لگا پہلے اسے افرا کے جانے کے بعد ہر رات بری لگتی تھی مگر آج اسے احساس ہوا تھا کہ یہ رات اس کی پوری زندگی پر بھاری ہے پہلے بابا۔۔ یہ اس نے سوچا بھی نہ تھا کہ بابا اسے چھوڑ جائیں گے یہ اس کی بابا کے بغیر پہلی رات تھی پھر اس نے جو بھیانک واقعات دیکھے تھے وہ بھی ایک بھیانک تجربہ تھا پھر افرا اور یہ الگ دکھ کہ وہ مقید ہے پھر ان معصوم بچوں کا حشر یہ بلاشبہ اس کی زندگی کی ایک بھیانک ترین رات تھی وہ اپنی سوچوں میں اس قدر مگن تھا کہ اسے اندازہ نہ ہوا کہ وہ اس وقت مین روڈ پر ہے نہ ہی اسے تیزی سے آتی گاڑی کا پتہ چلا حتیٰ کہ اسے چنگھاڑتا ہارن تک سنائی نہ دیا معاً اسے اپنا وجود کسی بھاری چیز تلے کچلے جانے کا احساس ہوا اس کے بعد اسے کچھ بھی محسوس نہ ہو سکا وہ ہر احساس سے عاری ہو چکا تھا۔

کیسی لگی ہماری یہ کاوش آپ لوگوں کی آراء کا انتظار رہے گا۔

❁❁❁

چیونٹی کی ذہانت

ایک دفعہ حضرت سلمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ جا رہے تھے۔ راستے میں بہت زیادہ چیونٹیاں تھیں۔ انہیں چیونٹیوں کی ملکہ کی آواز سنائی دی اے چیونٹیو اپنے بلوں میں گھس جاؤ سلیمانؑ کا لشکر آ رہا ہے وہ تمہیں کچل دے گا۔ یہ سن کر حضرت سلیمان کو بہت غصہ آیا انہوں نے چیونٹی اٹھا کر ہتھیلی پر رکھ دی اور کہا۔ اے چیونٹی تو نے اس طرح کیوں کہا، کیا میں اتنا ہی ظالم ہوں؟ چیونٹی نے جواب دیا۔ میں نے اس لئے کہا ہے کہ چیونٹیاں بہت زیادہ ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا۔ اچھا بتا کہ تو عظیم ہے کہ میں۔ چیونٹی نے جواب دیا۔ میں عظیم ہوں۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا وہ کیوں؟ چیونٹی نے کہا۔ نبوت کے پاؤں زمین پر اور میرے پاؤں نبوت کی ہتھیلی پر ہیں۔

☆...... گلشن ناز۔ ٹھٹھہ قریشی

❁❁❁

اب جس کے جی میں آئے وہی روشنی پائے
ہم نے تو دل جلا کر سرعام رکھ دیا
ریاض احمد۔ لاہور

سناٹا

"سناٹا"

تحریر محمد عارف علی غوری اکڑی

جھونپڑے میں دو عدد دیئے جل رہے تھے اور تین چارپائیاں رکھی ہوئیں تھیں استاد ہم کس چیز پر سفر کریں گے؟ چارپائی پر بیٹھے ہوئے ایک ڈاکو نے کہا۔ "ہم اس دور کے جدید ڈاکو ہیں اس لئے جیپ میں سفر کریں گے۔ آج گھوڑوں کو تھوڑا آرام دینا چاہئے۔" سردار نے کہا۔ ""استاد آج کتنے بندے آپ کے ساتھ جائیں گے۔" اسی ڈاکو نے کہا سردار نے چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف نظریں دوڑائیں اور کہا" آج بابو جی اور افضل ادھر ہی رہیں گے باقی سب چلیں گے۔"" استاد اتنے ساتھی ساتھ لیجانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ وہ ہندو سیٹھ مسکین سا آدمی ہے - دو آدمی دیکھ کر ہی دل چھوڑ بیٹھے گا۔" ایک دوسرے ڈاکو نے کہا۔ "نہیں..... وہ ہندو سیٹھ عام آدمی نہیں ہے۔ اس کے بارے میں میں نے اور بھی بہت کچھ سن رکھا ہے۔ ہو سکتا ہے اسے اس ڈاکے کے بارے میں پہلے ہی معلوم ہو جائے۔" سردار نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ "کیا استاد - کیا ہم میں کوئی غدار ہے جو اُسے بتائے گا۔" ایک دوسرے ڈاکو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ "نہیں ایسی کوئی بات نہیں- لیکن مجھے خبر ملی ہے کہ یہ ہندو سیٹھ کالی دیوی کا بہت پرانا پجاری ہے۔ اس لئے کالی دیوی خود اسکی حفاظت کرتی ہے۔ کافی لوگوں نے بتایا ہے کہ یہ سیٹھ جب چاہے اپنی شکل کالی کی طرح بدل لیتا ہے اور عام حالت میں بھی اسکی زبان دو فٹ سے کچھ زیادہ ہی لمبی ہوگی۔" سردار نے تفصیل سے آگاہ کیا۔ "اوہ پھر مقابلہ سخت رہے گا استاد" اسی ڈاکو نے جواب دیا۔ "ہاں کافی سخت مقابلہ ہوگا..... اور ہاں ہتھیار صاف کرلئے تھے تم لوگوں نے؟ سردار نے پوچھا۔ "ہاں سردار وہ ہم نے صبح ہی صاف کرلئے تھے۔" ایک دوسرے ڈاکو نے جواب دیا۔ "بس ٹھیک ہے ہم کچھ دیر کے بعد نکل چلیں گے....." سردار نے کہا۔ کچھ دیر کے بعد ایک کھلی چھت کی جیپ میں کل چودہ افراد کھڑے تھے۔ اور پھر جیپ تیزی سے چل پڑی..... کچے پکے سنسان راستوں پر جیپ اچھلتی کودتی آگے بڑھ رہی تھی۔ تمام ڈاکوؤں کے ہاتھوں میں آٹو میٹک رائفلیں موجود تھیں اور سر پر کالے کپڑے کی پگڑیاں باندھی- "ہوشیار ہو جاؤ۔ گاؤں نزدیک آ رہا ہے۔" سردار نے کہا تو تمام ڈاکوؤں نے کپڑے سر سے اتار کر منہ پر باندھنے شروع کر دیئے۔ اب تمام نقاب پوش ڈاکو بن چکے تھے۔ وہ رہی

اس سیٹھ کی حویلی تیزی سے اسکے سامنے جاکر بریک لگاؤ..... اور وہاں چھ بندے باہر ہی رہ جانا دو عقبی طرف چار سامنے کی طرف..... سیٹی بجتے ہی تیزی سے جیپ میں سوار ہو جانا..... سمجھ گئے تمام لوگ۔" سردار نے تیزی سے ہدایتیں دیتے ہوئے کہا تو سب ڈاکوؤں کے سر اثبات میں ہل گئے۔ گاڑی گاؤں کی کچی گلیوں میں گھس چکی تھی۔ جہاں سٹریٹ لائٹ نے کافی روشنی پھیلا رکھی تھی۔ مگر تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں بند تھے۔ ڈرائیور نے گاڑی حویلی کے دروازے کے سامنے روکی تو تمام ڈاکو اچھل اچھل کر باہر نکل آئے۔ دو ڈاکو فوراً عقبی طرف بڑھ گئے۔ جبکہ آٹھ ڈاکو تیزی سے حویلی کے بڑے گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ جہاں چوکیدار انہیں دیکھ کر گھبرا کر اندر ہی بھاگ گیا تھا۔ اس طرح انہیں دروازہ پر کوئی زحمت ہی نہ اٹھانا پڑی۔ "خبردار..... جو جدھر ہے اسی جگہ رک جائے۔ اور ہاتھ اٹھالو۔" سردار نے رائفل سیدھی کر کے زوردار آواز میں کہا۔ جبکہ باقی ڈاکو اندر کی طرف بڑھ گئے تھے۔ سردار نے اس جگہ ایک ڈاکو کو چھوڑا اور خود بھی اندر گھس گیا۔ چند لمحوں بعد اندر سے گھٹی گھٹی چیخیں بلند ہوئیں۔ جو کہ بچوں اور عورتوں کی تھیں جو

اتنے سارے ڈاکو دیکھ کر گھبرا گئیں تھے۔ جلدی جلدی سامان سمیٹو سردار نے کہا۔

"چندی رام کدھر ہے بوڑھی" سردار نے رائفل کی نال اس بوڑھی کی طرف کر کے کہا "اندر..... اندر..... س..... سویا..... سویا ہوا ہے۔" بوڑھی نے بری طرح گھبرا کر ہکلاتے ہوئے کہا۔ سردار تین ساتھیوں کو لے کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس طرف بوڑھی عورت نے اشارہ کیا تھا۔ وہ دندناتے ہوئے اس کمرے میں گھس گئے اور کمرے میں پڑے ہوئے بیڈ کی طرف دیکھا تو اسے ہلکا پھلکا کپڑا اوڑھے کوئی شخص لیٹا ہوا نظر آیا۔ ایک ڈاکو نے آگے بڑھ کر کپڑا کھینچ کر رائفل تان لی۔ مگر دوسرے ہی لمحے ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ بیڈ پر ایک موٹا تازہ اژدھا لیٹا ہوا نظر آیا تھا۔ "وہ اتنا موٹا سانپ..... ہٹ جاؤ۔ اسے مارنا ہوگا۔ سردار نے رائفل کا سیفٹی کیچ ہٹاتے ہوئے کہا۔ سردار کی آواز پر سانپ نے پلٹا کھایا اور دوسرے ہی لمحے اژدھا پھن اٹھا کر کھڑا ہو گیا اور پھر "سوں" کی آواز کے ساتھ ہی اژدھا اپنی جگہ سے غائب ہو گیا۔ اب اژدھے کی جگہ ایک پتلا دبلا سا شخص بیٹھا ہوا تھا" اوہ..... کیا مطلب..... کون ہو تم؟" اس شخص نے سانپ جیسی آواز کے ساتھ پھنکار کر کہا۔ "تمہارے باپ

ہیں ..... ڈاکہ ڈالنے آئے ہیں لاؤ سارا مال نکالو کہ سامنے رکھ دو۔" سردار نے سرد لہجے میں کہا۔ "اوہ ..... ڈاکو ....." وہ بری طرح گھبرا گیا۔ "چلو جلدی کرو ..... نکالو چابی" سردار نے کڑک کر کہا۔ "چچ ..... چچ ..... چابی ..... کس کی چابی؟" اس نے بوکھلا کر کہا۔ "ان الماریوں کو چیک کرو۔" سردار نے اپنے ساتھیوں کو کمرے میں بنی ہوئیں چاروں الماریوں کی طرف راغب کروایا۔ "چلو اب تمہارے پاس کوئی تجوری ضرور ہوگی ..... اسکی چابیاں دے دو۔" سردار نے کہا۔ "تم کو کیا چاہئے۔ مائی باپ" سیٹھ چندی رام نے کہا۔ "دولت چاہئے ہمیں دولت سمجھے ..... لاؤ نکالو۔" سردار نے سخت لہجے میں کہا۔ "ٹھیک ہے لے جاؤ دولت ..... ان تینوں الماریوں میں تمہیں بہت سی دولت مل جائے گی۔" چندی رام نے اچانک نہایت پرسکون لہجے میں کہا۔ "سردار اس الماری کو شاید لاک کر دیا گیا ہے۔ یہ نہیں کھل رہی۔" ایک ڈاکو جو کہ ایک بند الماری کے پاس کھڑا تھا نے کہا۔ "لاؤ اسکی چابی بھی دو......" سردار نے رائفل اسکے پیٹے پر ٹکا کر کہا..... "اس میں دولت نہیں....." اس نے تیزی سے کہا۔ "سردار بہت مال نکل آیا ہے ان الماریوں سے ..... بہت زیادہ۔" ایک ڈاکو نے ایک کپڑا بچھا کر اس میں نقدی اور زیورات ڈالتے ہوئے کہا۔ "لاؤ اس الماری کی بھی چابی دے دو۔" سردار نے رائفل کو دباتے ہوئے کہا۔ "ارے مان جاؤ اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔" اس نے کہا اور تکیہ ایک طرف کر کے اس کے نیچے رکھی ہوئی چابیاں مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیں تھیں۔ مگر سردار نے رائفل کی نال اسکے ہاتھ پر جما دی۔ چابیاں نکل کر نیچے فرش پر جا گریں۔ چندی رام تیزی سے چابیوں کی طرف بڑھا۔ مگر ایک ڈاکو نے پہلے ہی چابیاں اٹھا لیں تھیں اور پھر چابیاں سردار کے ہاتھ میں پہنچ گئیں۔ "سنبھالو اس کو ..... سردار نے اس ڈاکو کو چندی رام کی طرف اشارہ کیا تو۔ ڈاکو نے کالر سے پکڑ کر چندی رام کو پیچھے کھینچ لیا۔ "دیکھو تو ..... اس میں ہے کیا۔ جو یہ ہر چیز پر فوقیت دے رہا ہے۔" سردار نے کہا اور الماری کی طرف بڑھا اور کی ہول (Key Hole) میں چابی ڈال کر گھما دی۔ کلک کی آواز سے الماری کھل گئی۔ سردار نے پٹ کھول دیئے۔ الماری میں ایک چھوٹا سا سنہری رنگ کا صندوق رکھا ہوا تھا اور باقی تمام الماری خالی تھی۔ "اوہو ..... یہ تو خالی ہے۔" سردار نے صندوق باہر نکال کر کہا۔ "کافی خوبصورت صندوق ہے سردار کیا ہے اس میں؟" ایک ڈاکو نے سردار کے ہاتھ میں صندوق دیکھ کر کہا۔ "نہ معلوم کیا ہے ..... لیکن ہے ضرور قیمتی چیز تبھی تو یہ چریا اس پر مر رہا ہے۔" سردار نے اسے کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا مگر وہ کھلنے میں نہ آ رہی تھی۔ "لے چلو اسکو بھی ساتھ ..... سردار ..... ڈیرے پر ہی کھول لیں گے۔" ایک ڈاکو نے کہا۔ "ٹھہرو تم یہ صندوق نہیں لے جاسکتے....." چندی رام اچھل کر دروازے کے سامنے آگیا۔ اسکے چہرے پر وحشت کے آثار نمودار ہوگئے تھے۔ "ابے چل ہٹ سامنے سے کیوں بے موت موت کے منہ میں جا رہا ہے۔" سردار نے صندوقچی اپنے ایک ساتھی کی طرف اچھال کر چندی رام کو گریبان سے پکڑ کر ایک طرف جھٹکتے ہوئے کہا۔ "جے بجرنگ بلی۔" چندی رام نے نعرہ لگایا اور دوسرے ہی لمحے سب ڈاکو اچھل پڑے۔ چندی رام کی رنگت تیزی سے سیاہ پڑتی چلی گئی اور چہرہ خوفناک شکل اختیار کر گیا اور پھر گز بھر لمبی زبان اسکے منہ سے باہر نکل کر لہرانے لگی۔ "اب بھی مان جاؤ چھوڑ جاؤ یہ صندوق" چندی رام نے پھنکارتے ہوئے کہا اب وہ ایک بار پھر دروازے کی جگہ حائل ہو گیا تھا۔ "اڑا دو ..... اسکو ..... سردار نے چیخ کر حکم دیا اور دوسرے ہی لمحے دو ڈاکوؤں کی رائفلیں سیدھی ہوئیں اور تڑتڑاہٹ کی آواز گونجیں۔ مگر چندی رام اچھل کر ایک طرف ہٹ چکا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اسکی لمبی زبان ربڑ کی طرح بڑھتی ہوئی سردار کو لپٹتی چلی گئی۔ "چھوڑ جاؤ اس صندوق کو ..... تمہارا ہی فائدہ رہے گا۔ مان جاؤ نوجوانو مان جاؤ ..... ساری دولت لے جاؤ مگر یہ صندوق چھوڑ جاؤ۔ چندی رام نے کھرکھراتے ہوئے کہا۔ سردار کو اپنی پسلیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اسی لمحے دوسرے ڈاکو نے رائفل سیدھی کی اور ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور چند رام کے جسم میں لاتعداد سوراخ بنتے چلے گئے۔ اسکی زبان سمٹنے لگی اور پھر اسکا بے جان جسم ایک طرف لڑھک گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا سب ڈاکو اسے پھلانگتے ہوئے باہر نکل آئے۔ جہاں انکے ساتھی باقی مال و اسباب لوٹ کر انکا انتظار کر رہے تھے اور پھر وہ سب تیزی سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ایک ڈاکو نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک وصل نکالی اور منہ میں دبا کر بجایا۔ تو دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور باقی ڈاکو بھی دوڑتے ہوئے جیپ میں سوار ہوگئے۔ گلی میں چند لوگ ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے۔ شاید یہ وہی لوگ ہونگے جو حویلی سے چیخ و پکار سن کر خبر گیری لینے آئے ہونگے۔ لیکن ڈاکوؤں نے

انہیں اسی جگہ روک لیا تھا۔ اسی لمحے جیپ نے ٹرن لیا اور تیزی سے واپسی کے راستے پر دوڑ پڑی۔ ایک ڈاکو نے چند ہوائی فائر کیے تاکہ کوئی تعاقب کا سوچ بھی نہ سکے۔ چند لمحوں بعد جیپ دوڑتی ہوئی گاؤں سے باہر نکل گئی اور گھپ اندھیرے میں گم ہو گئی۔ اب گاؤں میں ایک بار پھر گہرے سناٹے کا راج تھا جیسا کہ ڈاکہ پڑنے سے قبل تھا۔ جبکہ حویلی میں چیخ و پکار کے ساتھ ساتھ رونے پیٹنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ تمام ڈاکو ..... ڈاکہ ڈالنے کے بعد اپنے ڈیرے پر پہنچ چکے تھے اور لوٹا ہوا مال ایک طرف ڈال رہے تھے۔ سب نے چہروں پر بندھے ہوئے نقاب اتار دیا تھا اور اپنی اپنی رائفلیں ٹھکانوں پر رکھ دیں تھیں۔ "ہمارے تصور سے بھی زیادہ ہی مال ہمیں مل گیا ہے۔ سردار۔ نائب سردار ڈاکو نے کہا۔ "ہاں کافی مال مل چکا ہے ..... لیکن وہ سالا ہندو سیٹھ خوامخواہ ہی مارا گیا۔" سردار نے کہا۔ "ویسے سردار..... وہ ہندو سیٹھ ..... بہت خطرناک آدمی تھا۔ کوئی جادوگر معلوم ہوتا تھا۔" نائب سردار نے کہا۔ "ہاں، واقعی ..... میری تو پسلیوں میں ابھی تک درد محسوس ہو رہا ہے۔" سردار نے تکیے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ "سردار ..... اس صندوق میں کیا شے ہو سکتی ہے۔ جو وہ ہندو سیٹھ کو جان سے بھی زیادہ عزیز تھی ..... وہ صندوق دیکھ کر کافی مضطرب ہو گیا تھا۔" نائب سردار ڈاکو نے کہا۔

"ٹھہرو ..... یہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں ..... جاؤ وہ صندوق اٹھا لاؤ۔" سردار نے کہا۔ تو ایک ڈاکو صندوق اٹھا لیا اور سردار کے سامنے لا کر رکھ دی۔ سردار نے صندوق کو الٹ پلٹ کر کے اسکی کنڈی تلاش کی مگر صندوق چاروں طرف سے ایک جیسی تھی۔ وہ کافی دیر تک مغز ماری کرتا رہا۔ مگر صندوق نہ کھلا..... "ارے بابو جی کوئی سلاخ وغیرہ ہو تو لے آؤ۔" سردار نے کہا۔ چند لمحوں بعد بابو جی نے سلاخ لا کر سردار کے ہاتھ میں دے دی۔ سردار نے سلاخ کی مدد سے کچھ ہی دیر میں صندوق کھول لی۔ "کیا مطلب یہ قلم اور یہ کتاب۔ کیا اس کیلئے اس پاگل نے موت قبول کی ہے۔" سردار نے صندوق کے اندر جھانک کر کہا اور ہاتھ ڈال کر ایک مستطیل شفاف اور پلاسٹک کی ڈبیا میں ایک پرانے وقتوں کا انگ پین موجود تھا نکال لی۔ جس کے ساتھ ایک چھوٹی سی نوٹ بک بھی باہر آگئی تھی۔ "سردار ہو سکتا ہے اس قلم اور اس چھوٹی کتاب سے اس سیٹھ کی کوئی یادیں وابستہ ہوں ..... انکی کسی کی نشانی ہو جیسے وہ اپنی جان سے زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں۔" ایک دوسرے ڈاکو نے اپنا نظریہ بیان کیا۔ "ہاں ..... یہ ہو سکتا ہے ..... اس قسم کے جذباتی لوگوں کی اس دنیا میں کمی نہیں ہے۔" سردار نے اس ڈاکو کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ "سردار نے نوٹ بک کھول کر دیکھا تو اس میں کچھ لکھا نظر آیا ..... مگر سردار ان پڑھ تھا اس لئے اس کے کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ اس نے وہ بک بند کر کے ایک طرف رکھ دی۔ ان کے گروپ میں صرف دو شخص ایسے تھے جو پڑھے لکھے کہلاتے تھے۔ ایک لطیف جو کہ آج کل اپنے بیوی بچوں سے ملنے گیا ہوا تھا جبکہ سردار ہریجن سنگھ تھا جو کہ مذہبی طور پر سکھ تھا۔ بڑا سخت اور جابر قسم کا شخص تھا۔ اس گروہ میں سب سے زیادہ قتل اس نے کئے تھے۔ اس نے میٹرک کر رکھی تھی اور اچھے مستقبل کا خواہاں تھا۔ اس کا باپ ایک درزی تھا اور وہ سب اپنے مختصر کنبے کے ساتھ ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہ رہے تھے۔ ہر بجن سنگھ کے کنبے میں اسکا باپ، ماں اور بہن شامل تھی ایک رات جب وہ سب سو رہے تھے تو ہریجن سنگھ چیخ کی آواز سن کر اٹھ گیا۔ چیخنے کی آوازیں اسکی بہن کے کمرے سے آئیں تھیں اسکی ماں اور باپ بھی چیخیں سن کر اٹھ بیٹھے تھے۔ پھر وہ جیسے ہی اس کی کمرے میں گھسے ایک عجیب اور غیرت دلانے والا منظر انکی نظروں کے سامنے تھا۔ اسکی خوبصورت بہن لباس سے عاری کمرے میں دوڑتی پھر رہی تھی اور دو نقاب پوش اسے پکڑنے کیلئے اسکے پیچھے دوڑتے پھر رہے تھے جیسے ہی اس نے دروازے پر اپنے والدین کو کھڑے پایا تیزی سے دوڑتی ہوئی ان کے پیچھے لپٹ گئی۔ دونوں نقاب پوشوں نے رائفلیں کاندھے سے اتار کر سیدھی کرلیں اور پھر ایک نقاب پوش بولا "خبردار ہٹ جاؤ ہمارے راستے سے اور چھوڑ دو اس لڑکی کو ورنہ سب کو بھون کر رکھ دوں گا۔" مگر ہر بجن سنگھ کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں وہ تیزی سے دوسرے کمرے میں گیا اور ڈبل بیرل بندوق اٹھا لیا اور آتے ہی ایک نقاب پوش کو ڈھیر کر دیا جبکہ دوسرے نقاب پوش نے آٹومیٹک رائفل کا صرف ایک راؤنڈ ہی صرف کیا اور سوائے ہر بجن سنگھ کے سب کو ڈھیر کر دیا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکل کر دوڑ پڑا اور دیوار پھلانگ کر باہر نکل گیا۔ ہر بجن اسکے پیچھے ہی دوڑا اور گلی میں دوڑتے ہوئے نقاب پوش پر فائر کر دیا۔ لیکن گولی بجائے نقاب پوش کو لگنے کے ایک دوسرے شخص کے سینے میں پڑی اور وہ شخص اسی جگہ ڈھیر ہو گیا۔ ہر بجن تیزی سے واپس دوڑا اور جب اپنے

گھر میں اس جگہ دیکھا تو اسکے ماں باپ اور بہن خون میں لت پت پڑے تھے۔ جبکہ وہ نقاب پوش ابھی زندہ تھا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اسکا نقاب نوچ کر ایک طرف پھینک دیا۔ "مم ..... مم ..... مجھے ..... مجھے ..... بچاؤ ..... مم ..... میں ..... میں مرنا نہیں ..... چاہتا۔" اس نے اٹکتے ہوئے کہا۔ نقاب پوش اس کے لئے اجنبی تھا۔ "بتاؤ ..... بتاؤ تمہارے ساتھ دوسرا کون تھا بولو۔ جلدی بولو۔ ورنہ میں تمہارا گلا دبا دونگا۔" ہر بجن نے دونوں ہاتھوں سے اسکا گلا پکڑتے ہوئے کہا۔ "وہ ..... و ..... وہ ..... وہ ..... طط..... طط..... طافو....." وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا اسکے بعد اسکی روح اسکا ساتھ چھوڑ گئی۔ "طافو ..... طوفا....." وہ وحشت سے غرایا۔ لیکن یہ اسے بعد میں پتا چلا کہ نقاب پوش کے بجائے جو شخص نشانہ بنا تھا وہ رحمت اللہ تھا۔ نعمت اللہ کا بڑا بیٹا جس سے اسکی پہلے نہ بنتی تھی۔ ہمیشہ ان سے لڑائی جھگڑا ہوتا رہا تھا۔ اسکی دنیا اندھیر ہو چکی تھی۔ اسکے سر سے شفیق ماں باپ کا سایہ اٹھ چکا تھا۔ اب اسے طافو کی تلاش تھی۔ وہ درندہ بن گیا۔ طافو یا اس سے ملتا جلتا نام جس کا بھی ہوتا وہ اسے قتل کر دیتا۔ گاؤں سے راہ فرار تو وہ پہلے ہی اختیار کر چکا تھا۔ اب وہ ڈاکوؤں کے گروہ کے ہتھ چڑھ گیا اور چند ہی عرصے میں وہ انکے گروہ کا خطرناک ممبر بن چکا تھا۔ اب اسے اپنا نام ہر بجن سنگھ کے بجائے شیر سنگھ رکھ لیا تھا۔ یہ تھی ہر بجن سنگھ کی کہانی جسے وہ فراموش نہ کر سکا تھا۔ وہ بھی اس وقت ایک طرف بیٹھا تھا۔ سردار نے نوٹ بک ایک طرف رکھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ نوٹ بک اٹھالی۔ اور الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر اسکے ورق الٹنے لگا۔ اس میں نام لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ مگر جونہی ایک صفحے پر اسکی نظر پڑی وہ چونک اٹھا۔ اس صفحے پر کوئی نوٹ لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ لیکن جیسے جیسے وہ پڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت، خوف اور شدید گھبراہٹ کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ صفحے پر لکھا تھا۔ "ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔" یہ وہ فقرا ہے جس کے آگے میں اپنے دشمنوں کے نام، بمعہ مذہب لکھ کر موت کی نیند سلا چکا ہوں۔ اول تو یہ کہ اس قلم سے اگر کوئی یہ فقرہ اس ڈائری میں لکھ کر اسکے آگے اپنے دشمن کا نام بھی لکھ دے تو وہ ایک گھنٹے کے اندر اندر قدرتی طور پر کسی نہ کسی طرح ہلاک ہو جائے گا۔ دوم اس طریقے سے میں نے بہت سی دولت اکٹھی کی ہے۔" چندی رام۔ "کیا ہوا شیر سنگھ خیریت تو ہے ..... طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" اسکے برابر میں بیٹھے ہوئے ڈاکو نے کہا۔

"ہاں ..... او..... کچھ نہیں، کچھ نہیں ٹھیک ہوں ..... بس یونہی دل گھبرا رہا تھا۔" شیر سنگھ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا اور نوٹ بک بند کر کے ایک طرف رکھ دی۔ اگر یہ بات سچ ہے تو پھر سمجھ لو..... اسے اسی چیز کی ضرورت تھی۔ اب وہ گن گن کر بدلے لے گا۔ اسکے ذہن میں خیال ابھرا۔ اس نے ڈائری کے قریب پڑی ہوئی مستطیل ڈبیا اٹھالی اور اسے کھول کر اس میں رکھا ہوا قلم باہر نکال لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ جو کہ پرانے وقتوں کا معلوم ہوتا تھا اس نے قلم کا کیپ (CAP) اتار کر اسکی نب کو غور سے دیکھنے لگا۔ ہو سکتا ہے یہ سچ ہو۔ لیکن آزمائش شرط ہے ..... مگر میں یہ آزمائش کس پر کروں ..... اسکے ذہن میں خیال ابھرا، چلو صبح دیکھیں گے اس بات کو اس نے سوچا اور پھر قلم کو ڈبیا میں بند کر کے واپس رکھ دیا۔ اب سمجھ میں نہیں آیا کہ چندی رام یہ صندوق کیوں نہیں لے جانے دے رہا تھا۔ اس نے سوچا۔ اور پھر تمام ڈاکو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ ویسے بھی رات کافی بیت چکی تھی تین چارپائیوں پر یہ چودہ پندراں افراد نہ سو سکتے تھے۔ انہوں نے تینوں چارپائیاں ایک طرف کھڑی کر دیں اور نیچے ہی بستر بچھانے لگے کچھ ڈاکو دوسرے جھونپڑے میں چلے گئے تھے۔ اور پھر تمام ڈاکو۔ ان بستروں میں گھس گئے اور نیند کرنے لگے۔ لیکن شیر سنگھ کی آنکھوں میں نیند کا کوئی آثار نہ تھا۔ اس کا ذہن اس نوٹ بک اور قلم پر چپکا ہوا تھا۔ وہ اس کے ذریعے اپنا پرانا انتقام لینا چاہتا تھا۔ لیکن اسے اپنے دشمن کا اصلی نام معلوم نہ تھا۔ بہرحال وہ صبح ہوتے ہی کوئی اور حل تلاش کرے گا۔ پھر کافی دیر بعد اسے بھی نیند اپنی آغوش میں کھینچنے لگی اور چند لمحوں بعد وہ بھی سو چکا تھا۔ یہ ڈاکو جس گاؤں میں رہتے تھے وہ سارا گاؤں ان ڈاکوں سے ہی آباد تھا۔ پولیس وغیرہ کو دھوکہ دینے کیلئے انہوں نے اپنے بیوی بچوں کو بھی اپنے ساتھ ہی رکھ ہوا تھا۔ یعنی ہر ڈاکو کی جھونپڑی علیحدہ تھی۔ جبکہ چند ایک ڈاکو ایسے بھی تھے جس کے بیوی بچے ان کے ساتھ اس گاؤں میں نہ رہتے تھے۔ لیکن جہاں انہوں نے ڈاکہ ڈالنا ہوتا وہاں کے بارے میں بہت اچھی طرح معلوم کر کے آتے اور پھر بیٹھ کر پلاننگ کرتے۔ ڈاکہ ڈالنے کے بعد گاڑی کو بے مقصد ہی گھمانے کے بعد ہی واپس لاتے یعنی یہاں ایک گھنٹہ صرف ہونا ہو۔ وہاں یہ لوگ دو گھنٹے لگاتے اور ڈاکہ ڈالنے کے بعد یہ لوگ ایک رات اپنی جھونپڑیوں

میں نہ جاتے تھے۔ یہ انکا عقیدہ تھا کہ اگر وہ اس رات اپنی بیوی کے پاس چلے گئے تو اگلی مرتبہ جب وہ ڈاکہ ڈالنے جائیں گے تو ان پر کوئی نہ کوئی مصیبت ٹوٹ سکتی ہے۔ اس لئے آج بھی وہ اپنی جھونپڑیوں میں نہ گئے تھے۔ وہ ایک ماہ میں دو یا تین ڈاکے مارتے تھے۔ رات کا پچھلا پہر تھا۔ تمام گاؤں گہرے سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اچانک دور کہیں الو کی کریہہ چیخ ابھری ..... چند لمحے گزرنے کے بعد ایک بار پھر الو چیخا..... مگر اس بار یہ آواز زیادہ دور سے نہ آئی تھی اور تیسری بار اس چیخ کے ساتھ کسی کتے کے بھونکنے کی آواز بھی شامل تھی۔ ایک سفید سا ہیولا تھا..... جس کی شکل انسانوں سے مشابہ تھی۔ جو ہوا میں تیرتا ہوا اس طرف آ رہا تھا..... اسکے اوپر ایک الو چیختا ہوا اڑ رہا تھا۔ جبکہ اسکے عقب میں ایک کتا بھونکتا ہوا آ رہا تھا۔ اسکا رخ ..... اس جھونپڑے کی طرف تھا۔ جس میں تمام ڈاکو لیٹے ہوئے تھے۔ نزدیک آنے پر اس ہیولے کی شکل واضح ہوئی تو ..... معلوم ہوا کہ اس کی شکل بالکل چندی رام کی طرح تھی۔ دروازے پر دستک اور کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی تو نائب سردار کی آنکھ ایک جھٹکے سے کھل گئی ..... اتنی رات گئے۔" کون ہو سکتا ہے ..... شاید کسی ساتھی کی بیوی ہو گی ..... کوئی مسئلہ وغیرہ پیدا ہو گیا ہو گا۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک بار پھر دستک کی آواز آئی۔ "او ..... بھئی ..... کون ہے؟ ..... ٹھہرو ..... میں آ رہا ہوں ..... اس نے دستک کے جواب میں اونچی آواز میں کہا اور سلیپر گھسیٹتا ہوا دروازے کے قریب جا پہنچا اور دروزاہ کھول دیا۔ اور خمار آلود آنکھوں سے باہر جھانکا جہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اور پھر جیسے ہی اسکی نظر سامنے پڑی وہ پہلے تو سامنے موجود شخصیت کو پہنچاننے کی کوشش کرتا رہا اور پھر ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا اس کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی تھی۔ اسکے سامنے چندی رام زندہ کھڑا تھا۔ جسے وہ چند لمحے قبل قتل کر آئے تھے وہ دروازے کے اس پار کھڑا تھا۔ اسکی آنکھوں میں بے چینی چھائی ہوئی تھی۔ "دیکھو ..... دیکھو ..... تم نے ..... میری بات نہیں مانی ..... لیکن اب مان جاؤ اس صندوق سے نکلنے والی نوٹ بک اور قلم کو آگ لگا دو ..... توڑ دو ..... ضائع کر دو ..... ورنہ ..... تباہی ..... پھیلے گی..... تباہی۔" اس نے کہا اسے بولتے دیکھ کر ڈاکو کے حواس ہی خطا ہو گئے ..... اور پھر لہرا کر گر پڑا وہ ایک مردہ شخص کو اچانک زندہ دیکھ کر خوف سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ مگر آخری لمحے میں اسکی

نظر چندی رام کے گلے کے قریب بنے ہوئے بھیانک سوراخ پر پڑ چکی تھی۔ جو کہ گولی کا نشان تھا۔ اسی لمحے چندی رام کا جسم مٹی کے گروندے کی طرح بکھر گیا اس کے جسم سے نکلنے والا ہیولا آسمان کی طرف پرواز کر گیا تھا۔ ڈاکو کے گرنے کی آواز سے چند دوسرے ڈاکوؤں کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ وہ تیزی سے اٹھ کر اسکی طرف آئے اور اسے بے ہوش دیکھ کر انکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور پھر چند لمحوں میں تمام ڈاکو اٹھ چکے تھے اور جھونپڑی میں کھلبلی مچ گئی تھی ..... سب اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کافی دیر بعد انکی محنت رنگ لائی اور نائب سردار ڈاکو ہوش میں آ گیا۔ اسکی آنکھوں میں اب بھی شدید خوف کے آثار چھائے ہوئے تھے۔ پہلے تو وہ بہکی بہکی باتیں کرتا رہا۔ مگر پھر چند لمحوں بعد اسکے حواس مجتمع ہو گئے ..... اور پھر وہ ایک دم چپ ہو گیا۔ "کیا ہوا تھا سردار تمہیں ..... کیا ہوا تھا ..... ایک ڈاکو نے اسے کاندھے سے پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہا۔ "کک ..... کیا مطلب ..... مم ..... میں زندہ ہوں ..... مم ..... مگر وہ چندی رام ..... وہ ..... وہ کدھر گیا۔" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ "کیا ہو گیا ہے تمہیں رفیق ..... ایک بندہ ہی لڑھکا تھا آج اور اسکے بھی تم برے برے خواب دیکھ رہے ہو۔" سردار نے منہ بناتے ہوئے کہا اب اسکی آنکھوں میں بیزاری چھا گئی تھی۔ "سس ..... سردار جی ..... مم..... میں خواب نہیں دیکھ رہا ہوں ابھی چند لمحے قبل دروازہ کھٹکھٹایا گیا تھا..... میں نے دروزہ کھولا تو باہر چندی رام کھڑا تھا..... اس ..... اس کی گردن میں سوراخ بنا ہوا تھا۔ وہ..... وہ کہہ رہا تھا کہ ..... ڈائری اور قلم پھینک دو ورنہ تباہی پھیلے گی۔ اس کے بعد چندی رام ہوا میں تحلیل ہو گیا تھا ..... میں سچ کہہ رہا ہوں سردار ..... میں نے خواب نہیں دیکھا۔" رفیق ڈاکو نے اپنی تیز دھڑکنوں کو معمول پر لانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ تو تمام ڈاکوؤں کے چہروں پر سنساہٹ کی لہر دوڑ گئی۔ رات کے اس پہر میں اگر کوئی نہ بھی خوفزدہ ہونا چاہے تو بھی وہ ڈر جاتا ہے۔ تاریکی انسان کو بزدل بنا دیتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تاریکی کو شر سے منسوب کیا ہے۔ شیطان کے پیروکار اکثر اندھیروں میں ہی رہنا پسند کرتے ہیں اور اندھیرے سے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ "ٹھیک ہے ..... وہ چندی رام تھا ہی خوفناک شخصیت کا مالک تمہارا ڈرنا لازمی امر ہے۔ چلو سو جاؤ ..... صبح دیکھیں گے اس مسئلے کو ....." سردار نے بات بنا کر کہا کیونکہ سردار انکے چہرے پر پھیلنے والا خوف دیکھ چکا تھا۔

سب ایک بار پھر لیٹ گئے اور رات کا باقی پہر کسی نے سو کر کسی نے جاگ کر گزارا۔ صبح سردار نے تمام ڈاکوؤں کو انکا حصہ دے دیا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد شیر سنگھ سردار کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ "سردار..... میں اب جانا چاہتا ہوں۔" "کیا مطلب ..... کہاں جانا چاہتے ہو تم۔" سردار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ "سردار مجھے میرے دشمن کی خبر مل گئی ہے۔ مجھے اس سے بدلہ لینا ہے..... میں اگر زندہ رہا تو پھر..... واپس ضرور آؤنگا۔" شیر سنگھ نے کہا "کہاں ہے تمہارا دشمن ..... ہمیں بتاؤ ہم خود اسے ختم کر آئیں گے ..... تمہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے....." سردار نے کہا۔ "نہ سردار جی ..... آپ نے اسے ختم کر دیا تو..... میرے اندر جلتی ہوئی آگ کبھی سرد نہیں ہوگی ..... اسے میں تڑپا تڑپا کر ہی قتل کروں گا۔" شیر سنگھ نے کہا "اچھا بتا تو دو ..... وہ ہے کون؟" سردار نے پوچھا۔ "بتاؤنگا..... سردار ..... سب کچھ بتا دونگا..... لیکن ابھی نہیں واپسی کے بعد "شیر سنگھ نے جواب دیا۔ "چلو تمہاری مرضی..... جیسے تم چاہو ..... لیکن تم آؤ گے کب؟" سردار نے پوچھا۔ "کچھ معلوم نہیں سردار میں کب تک آؤں ..... لیکن آؤنگا ضرور اگر زندہ رہا تو۔" شیر سنگھ نے کہا۔ "ٹھیک ہے تمہیں اجازت ہے میں آج ہی باقی لوگوں کو بتا دونگا۔ اور تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دو....." سردار نے پوچھا۔ "نہیں سردار ..... مہربانی ..... مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں..... ہاں اک شے کی ضرورت ہے اگر آپ عنایت کر دیں تو ....." شیر سنگھ نے کہا "ہاں ہاں کہو ..... کسی چیز کی ضرورت ہے؟..... اگر پیسے وغیرہ چاہئے تو لے جاؤ۔ رائفل چاہئے تو بھی لے جاؤ لیکن اسے عام لوگوں کی نظروں سے بچانا ہوگا۔" سردار نے کہا۔ "او..... نہیں سردار..... روپے پیسے وغیرہ کی کوئی کمی نہیں ..... اور نہ ہی کوئی رائفل وغیرہ چاہیے۔" شیر سنگھ نے کہا۔ "تو پھر ..... کیا چیز چاہیے..... بولو بابا..... ہچکچاؤ مت۔" سردار نے کہا۔ "سردار مجھے وہ قلم اور کتاب دے دیں..... کتاب میں اچھی اچھی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔" شیر سنگھ نے بات بنا کر کہا۔ "اوے وہ قلم اور کتابچہ جو اس صندوق سے نکلا تھا ..... لے جاؤ بابا..... ہمارے کسی کام کا..... تم ہی پڑھے لکھے ہو ..... تمہارے ہی کام آئے گا۔ لے جاؤ" سردار نے کہا "مہربانی سردار ..... اچھا مجھے اجازت دیں ..... میں اب چلتا ہوں۔" شیر سنگھ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ارے کہاں بابا ..... ابھی رک جاؤ..... دوپہر کا کھانا کھا کر چلے جانا....." سردار نے کہا۔ "ارے نہیں سردار ..... کھانا میں کھالوں گا۔ بس میں اب چلتا ہوں۔" شیر سنگھ نے کہا۔ "ٹھیک ہے بابا..... جیسے آپ کی مرضی۔" سردار نے کہا۔ شیر سنگھ نے قلم اور ڈائری اٹھائی اور سردار سے سلام کر کے چل پڑا اس نے رات ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ قلم اور ڈائری لے کر سردار سے کوئی بہانہ بنا کر چلا جائے گا اور سب سے پہلے وہ اپنے چھوٹے موٹے دشمن ٹھکانے لگائے گا اور پھر وہ اس طوفو کو ختم کرے گا۔ اب اسکا پروگرام اپنے اس ٹھکانے کی طرف تھا جو کہ دریا کے عین کنارے پر واقع ایک مضبوط سی جھونپڑی تھی ..... جہاں وہ بھی کبھی جا کر رہ لیا کرتا تھا اور دوسری بات یہ کہ یہ ٹھکانہ اسکے گاؤں سے قریب تھا۔ وہ اپنے اس ٹھکانے پر پہنچ گیا اور صفائی کر کے چھوٹے سے ٹیبل کے پاس رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اور ڈائری کھول کر اسکا تفصیل سے مطالعہ کرنے لگا۔ ڈائری میں کافی نام لکھے ہوئے تھے۔ جن کے بارے میں درج تھا کہ وہ موت کی نیند سو چکے ہیں۔ وہ صفحہ پلٹتا ہوا واپس اس صفحے پر آکر ٹھہر گیا جسے وہ گزشتہ رات پڑھ چکا تھا۔ وہ ایک بار پھر اسے پڑھنے لگا..... وہ صفحہ پڑھنے کے بعد جب اس نے صفحہ پلٹا تو چونک پڑا جس پر تحریر درج تھی۔ "میں نے غلطی سے ایک نام غلط درج کر دیا تھا..... میں نے جلدی میں دیوی سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس شخص کو جلد از جلد گہری نیند سلا دو۔ تو وہ بچ جائے گا۔ وہ پہلا شخص تھا جو ڈائری میں درج ہونے کے بعد بھی بچ گیا۔ ورنہ آج تک کوئی نہ بچا تھا۔" چندی رام جنوری ستائیں 1968ء شیر سنگھ نے تمام ڈائری پڑھ لی مگر کوئی اور خاص بات نہ نظر آئی۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا کہ کس کو اپنا پہلا شکار بنائے۔ طافو کا اصلی نام اسے معلوم نہ تھا۔ اس لئے اسکا نام لکھنا فضول تھا۔ اچانک اسے محسوس ہوا جیسے باہر کوئی چل رہا ہے۔ اس نے ڈائری بند کر کے ٹیبل پر رکھی اور جھونپڑے سے باہر آگیا۔ باہر دو افراد دریا کے کنارے اسکی جھونپڑی کے عقب سے گزر رہے تھے انکی نظریں دریا میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔ "کیا ہوا ..... بھائیو۔ کیا میں تمہاری کوئی مدد کر سکتا ہوں؟" شیر سنگھ نے کہا۔ "او..... شاید آپ یہاں رہتے ہیں۔" ایک شخص بولا۔ "جی آپ ٹھیک سمجھے میں ادھر ہی رہتا ہوں۔" شیر سنگھ نے جھونپڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "پھر ٹھیک ہے ..... آپ سے بات ہو سکتی ہے۔" دوسرے شخص نے کہا اور دونوں چلتے ہوئے نزدیک آگئے اور پھر جو تفصیل بتائی وہ اس کیلئے کافی حیران کن بھی تھی اور تکلیف دہ بھی تھی۔ "اوہ ..... پھر پتہ چلا ان کے قاتلوں کا ....." وہ بے چینی سے بولا۔ "نہیں نوجوان ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا اس لئے ہم اب دریا کے کنارے کنارے تمام گاؤں میں معلومات حاصل کر رہے ہیں..... کیا تم نے کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں دیکھا یا سنا؟" اس شخص نے پوچھا۔ "میں نے ..... نہیں ..... لیکن ..... اب مجھے لگتا ہے کہ انکے قاتلوں کا پتہ ضرور لگ جائے گا۔" وہ خلا میں گھورتے ہوئے بولا۔ "کیا مطلب ..... کیا تم کچھ جانتے ہو؟..... اس شخص نے چونک کر کہا۔ "شاید ..... کچھ کچھ ..... جانتا بھی ہوں ..... اور شاید نہیں بھی۔" وہ مایوسی سے بولا "نوجوان تمہیں جو کچھ معلوم ہے اسکے بارے میں ہمیں ضرور بتاؤ۔ شاید کسی کا بھلا ہی ہو جائے۔" وہ شخص بولا۔ "نوجوانوں ..... میری ایک عزیزہ بھی ان کے ہتھے چڑھ چکی ہے۔ مگر وہاں میں نے ایک زخمی نقاب پوش سے ایک نام سنا تھا۔ طافو" شیر سنگھ نے بات گھما کر کہا۔ "طافو ....." وہ شخص اچھل پڑا "نوجوان کیا تم نے طافو ہی کہا ہے نا؟" "ہاں ہاں بھائی ..... کیا تم طافو کو جانتے ہو؟" وہ چونک اٹھا۔ "چودھری طافو کو کون نہیں جانتا؟ ..... ارے تم چودھری لطیف باجوہ کو نہیں جانتے۔" اس شخص نے کہا تو شیر سنگھ بے اختیار اچھل پڑا "چودھری لطیف باجوہ ..... نہیں ..... نہیں ..... وہ ایسا کبھی نہیں کر سکتا ..... وہ تو بہت ....." وہ صرف اتنا ہی کہہ کر خاموش ہو گیا۔ "تبھی تو کہہ رہا ہوں ..... نوجوان تمہیں ضرور غلط فہمی ہوئی ہو گئی۔ یا تم نے کوئی اور نام سنا ہوگا ذہن پر زور دو شاید کوئی اور نام لیا ہو۔" اس شخص نے بھی انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے ..... پھر شاید مجھے ہی غلط فہمی ہوئی ہوگی..... ہو سکتا ہے کوئی اور طافو ہو۔" وہ ڈھیلے لہجے میں بولا۔ "نہیں ..... طافو صرف ایک ہی ہے جو کہ قریب گاؤں کا چودھری ہے جو کہ خدا ترس، نیک، پرہیزی ہے۔" اس شخص نے کہا۔ "ٹھیک ہے، آپ اپنے طور پر معلومات حاصل کریں مگر مجھے ضرور بتائیں میں بھی کوشش کرونگا کہ کچھ نہ کچھ معلوم ہو۔" وہ اب کچھ سوچ رہا تھا۔ جبکہ وہ دونوں چل پڑے اور وہ واپس اپنی جھونپڑی پر آبیٹھا۔ اب وہ طافو کے بارے میں جاننے کا خواہشمند تھا۔ اسکی ظاہری حیثیت تو سب کے سامنے ایک فرشتے کی طرح تھی مگر دلوں کے بھید صرف خدا ہی کو معلوم ہوتے ہیں۔ دونوں اجنبی اسکی سوچ کو ایک الگ دھارا دے گئے تھے۔ دو روز لگاتار دو عدد جوان لڑکیوں کی عریاں لاشیں دریا میں پائی گئیں تھیں۔ پہلے روز وہ لاش دیکھ کر یہی سمجھے کہ یہ شاید کسی جنونی قاتل کی کارروائی ہوگی مگر دوسرے دن بھی جب اسی حالت میں ایک اور لاش بہتی ہوئی آئی تو وہ گڑ بڑا گئے اور یہی سمجھے کہ یہ کارروائیاں کوئی عیاش شخص کروا رہا ہے یا کر رہا ہے جوان لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر دریا میں پھینک دیتا ہے۔ اس لئے اب وہ گاؤں گاؤں ان لڑکیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتے پھر رہے تھے۔ "اب مجھے خود ہی کچھ کرنا ہوگا۔" وہ بڑبڑایا۔ اس میں چھپا ہوا درندہ اب بیدار ہو چکا تھا۔ اس نے قلم ڈبیا سے نکال کر اپنی جیب میں ڈال لیا اور پھر ایک کونے میں پڑے ہوئے سوکھے گھاس کو ایک طرف ہٹا کر اسکے نیچے سے ایک لمبی نال والا پسٹل نکال لیا اور پھر اسکا راؤنڈ نکال کر اسکی گولیاں چیک کر کے واپس پسٹل کے ہتھے میں فٹ کر دیا اور ایک بار پھر ہاتھ گھاس میں ڈال کر ایک فالتو راؤنڈ نکال لیا۔ پسٹل اس نے نیفے میں اڑس لیا اور ٹیبل پر رکھی ہوئی نوٹ بک اور راؤنڈ سائیڈ جیب میں ڈال لئے اور جھونپڑی کو مقفل کر کے گاؤں کی طرف چل پڑا۔ شام کے سائے کافی لمبے ہو چکے تھے۔ وہ گاؤں میں گھسنے کے بجائے چکر کاٹ کر اس طرف آگیا جہاں چودھری لطیف کا ڈیرہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ڈیرے سے ایک آدھ آدمی اٹھا کر لے جائے گا اور اس سے چودھری کے اندرونی حالات معلوم کرے گا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ ملازم قسم کے لوگ اپنے مالکوں کے رازوں سے کافی حد تک واقف ہوتے ہیں۔ جبکہ وفادار ملازم تو ایسے رازوں کے امین ہوتے ہیں اس ڈیرے میں چودھری کا مال ڈنگر (مویشی) رکھا ہوا تھا۔ جس کی دیکھ بھال کے لئے دو یا تین ملازم ہوتے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس ڈیرے کے پاس آگیا اور اسکی چھوٹی چھوٹی دیواریں دیکھ کر مسکرایا اور پھر دیوار سے جھانک کر دیکھا۔ باڑے۔ میں دو شخص کام کر رہے تھے ایک شخص گھاس کترنے والی مشین چلا رہا تھا جبکہ دوسرا شخص مشین میں گھاس ڈال رہا تھا۔ ایک طرف کترے ہوئے گھاس کا کافی بڑا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ جبکہ بہت سی بھینسیں اور گائیں کھونٹوں سے بندھی ہوئی تھیں۔ مگر دوسرے ہی لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ بیٹھی ہوئی بھینسیں اب اٹھ کر کھڑی ہو گئیں تھیں اور بری طرح ڈکرا رہی تھیں ان کے انداز میں بے پناہ خوف تھا جیسے ان کے سامنے کوئی غیر مرئی شے کھڑی ہو۔ اور پھر کچھ ہی دیر میں باڑے میں جیسے بھونچال آگیا۔ تمام جانور اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے اور اپنی کھونٹیوں یوں پر زور آزمائی کر رہے تھے۔ وہ دوڑنا چاہتے تھے مگر انکو

بندھے ہوئے رسے انکی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہے تھے۔ ان کے نزدیک پڑی ہوئی چھوٹی بڑی چارہ ڈالنے کی کھرلیاں انکی افراتفری سے الٹ کر دور جا گریں تھیں۔ انکی ڈری ڈری آواز نے باڑے میں کھلبلی مچا دی تھی۔ دونوں گھاس کاٹنے والے اپنا کام بھول کر اس نئی صورتحال کو دیکھنے لگے انکے چہرے حیرت سے پھیلے ہوئے تھے۔ " اوے شیدے اناں پسوواں نوں کی ہو یا اے" ایک شخص نے حیرت سے سوال کیا۔ " اوہ لگدا اے۔ واڑے (باڑے! وچ کوئی بارلی چیز (غیر مرئی شے) آگئی اے۔ اے نس پسو نئی تے مارے جاواں گے۔" دوسرے شخص نے گھبرا کر کہا۔ اسکی بات سن کر پہلا شخص بھی گھبرا گیا اور دونوں چھلانگیں لگاتے ہوئے دروازے کی طرف بھاگے۔ شیر سنگھ بھی اس نئی صورتحال سے بوکھلا گیا اور دیوار سے دور ہو کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن جونہی اس نے دروازے میں سے نکل کر بھاگتے ہوئے دونوں شخص دیکھے تو وہ تیزی سے ان کی طرف لپکا۔ اس نے سر پر سیاہ کپڑا باندھ رکھا تھا۔ اور تیزی سے ایک شخص کے بازوؤں سے پکڑ لیا۔ گھبرایا ہوا شخص اور بھی زیادہ گھبرا گیا ار چیخنے ہی لگا تھا کہ شیر سنگھ نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ جبکہ دوسرے شخص نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی زحمت ہی نہیں کی۔ شیر سنگھ اسے گھسیٹ کر واپس باڑے میں لے آیا۔ وہ شخص اسکے ہاتھوں میں بری طرح تڑپ رہا تھا۔ " اوے سیدھا ہو جا اور چپ کر جا اگر آواز نکالی تو گولی مار دونگا۔" او ..... مم ..... مم مینوں نہ مارو ..... میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔" وہ گڑگڑایا۔ " چھوڑ دونگا تجھے پر ایک شرط پر جو کچھ میں پوچھوں سچ سچ بتاؤ گے۔" شیر سنگھ نے آنکھیں نکال کر کہا۔ " پپ ..... پپ پوچھو ..... میں بتاؤنگا۔" وہ بولا۔ " چودھری لطیف کا اصل روپ کیا ہے؟" سچ سچ بتانا ورنہ ابھی مارے جاؤ گے۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔ " چچ ..... چچ ..... چودھری ..... جی بب۔ بہت اچھے بندے ہیں بھی " وہ گھبرا گیا۔ " ہوں تجھے گولی مارنا ہی پڑے گی ..... میں نے کہا نا مجھے سچ سچ بتاؤ۔" وہ گرجا۔ " تائی باپ مجھے چھوڑ دو۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میں ابھی مرنا نہیں چاہتا ..... چودھری جی میرے پورے خاندان کو قتل کروا دے گا۔" وہ رو پڑا۔ " ہوں خدا ترس آدمی تجھے اسکے راز افشا کرنے پر خاندان سمیت قتل کروا دے گا۔ یہی بات ہے نا ..... تو اسکا مطلب ہے چودھری کے کرتوت صحیح نہیں۔" وہ بولا۔ " جی ..... جی ..... یہی بات ہے۔" وہ گڑگڑایا۔ " ٹھیک ہے ..... بس مجھے یہی پوچھنا تھا ..... لیکن ٹھہرو ..... میرے بارے میں اگر کسی کو کچھ بتایا تو سب سے پہلے تجھے گولی میں مارونگا سمجھے۔" وہ اپنا ریوالور رکھتے ہوئے بولا۔ " یہ نہیں سمجھے گا ..... آؤ ہم سمجھاتے ہیں۔" اسکے عقب سے آواز آئی۔ وہ تیزی سے مڑا تو اسے پانچ آدمی نظر آئے جنہوں نے ہاتھوں میں لاٹھیاں اٹھا رکھی تھیں جن پر لوہے کے سم چڑھے ہوئے تھے۔ وہ تیزی سے چھلانگ لگا کر دوڑا پڑا مگر کہاں جاتا۔ دروازے میں تو وہ لاٹھیاں اٹھائے کھڑے تھے۔ اسے مخالف سمت میں دوڑتا دیکھ کر تین آدمی تیزی سے اسکے پیچھے لپکے مگر پھر ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ اب شیر سنگھ کے ہاتھ میں خوفناک ریوالور نظر آ رہا تھا۔ جس طرح ظاہر ہے انہی کی طرف ہونا چاہئے تھا۔ " ہٹ جاؤ ..... میرے راستے سے ورنہ تم میں سے ایک بھی بچ کر نہیں جائے گا۔" وہ تیزی سے بولا۔ باڑے میں ابھی تک جانوروں کی وہی صورتحال تھی جو کہ چند لمحہ قبل تھی۔ پانچ چھ بھینسیں تو اپنے رسے بھی تڑوا بیٹھیں تھیں۔ اب وہ دوڑتی پھر رہی ہیں۔ اسی لمحے ایک بھینس بھاگتے ہوئے جونہی انکے قریب سے گزری تو نزدیک ہی کھڑے شیر سنگھ سے ٹکرا گئی۔ وہ اچھل کر نیچے جا گرا ریوالور اسکے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ اس نئی صورتحال سے ان افراد نے فائدہ اٹھایا اور پھر انکی لاٹھیاں زمین پر پڑے ہوئے شیر سنگھ پر پڑیں۔ ایک لاٹھی جونہی اسے سر پر پڑی اسکے دماغ میں رنگ برنگے ستارے جھلملا اٹھے اور وہ بے ہوش ہو کر لڑھک گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک بند کمرے میں پایا جس میں ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اسے اپنے پورے جسم میں درد کی لہریں دوڑنے لگیں اور حلق سے کراہیں نکلیں۔ اسکے سر پر شدید درد اٹھا تو اسکا ہاتھ خود بخود سر کی طرف اٹھا جہاں چپچپاہٹ محسوس ہوئی یعنی سر پھٹ چکا تھا اور خون نکل نکل کر جم گیا تھا۔ وہ چند لمحے پڑا اٹھنے والی شدید درد کی لہریں برداشت کرتا رہا اور پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اور اس نیم اندھیرے کمرے کی چھت کو گھورنے لگا۔ اس نے اپنی جیبوں کو ٹٹولا اسکی جیبوں سے تمام رقم وغیرہ غائب تھی جبکہ قلم اور نوٹ بک ویسے ہی محفوظ تھی۔ نوٹ بک اور قلم کی موجودگی کا احساس کر کے اسکے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ چودھری لطیف باجوہ کا دوسرا چہرہ بے نقاب ہو چکا تھا۔ اسکے جی میں آئی کہ وہ ڈائری میں چودھری کا نام لکھ ہی دے۔ مگر پھر اس نے اپنا خیال بدل ڈالا وہ چودھری کو اپنے ہاتھوں سے مارنا چاہتا تھا۔ اپنے

ماں باپ اور بہن کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ تڑپا تڑپا کر مارونگا اور اسکی لاش کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے کتوں کو ڈال دونگا۔ اسکے ذہن میں غصے کی لہر دوڑی۔ لیکن اسکے باقی گرگوں کو تو راستے سے ہٹانا ہی ہوگا۔ مگر انکے نام کیسے معلوم کئے جائیں۔ اس نے سوچا۔ چلو کوئی نہ کوئی سامنے تو آئے پھر سارا کچھ پتہ چل ہی جائے گا۔ ایک بات مزید اسکی سمجھ میں اب تک نہ آئی تھی۔ کہ باڑے میں جب وہ گیا تھا تو جانوروں میں اتنی افراتفری کیوں پھیل گئی تھی؟ ..... آخر سوچ سوچ کر اس نے یہی حل نکالا کہ یہ سب کارنامہ شاید اس ہندو سیٹھ چندی رام کی روح کا ہے۔ وہی آگئی ہوگی باڑے میں لیکن وہ بھٹک کیوں رہی ہے۔ اس کا اس ڈائری اور قلم سے کیا واسطہ ہے؟" اس کے ذہن میں مختلف خیال گردش کر رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دروازے کے پاس جا کر رک گیا۔ اس نے جھریوں سے باہر جھانکا۔ باہر ایک چارپائی پر تین افراد بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔ اس نے آہستہ سے دروازہ بجایا۔ تو وہ تینوں چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔" جا اوے فضل حسین دیکھ شاید اسے ہوش آگیا ہے۔" ایک شخص نے کہا۔ تو اسکے نزدیک بیٹھا ہوا شخص سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا اس نے نزدیک پڑھی ہوئی رائفل اٹھا کر کاندھے پر لٹکالی۔" میری باری میں واپس آ کر چلوں گا۔ پتے میرے پاس ہی ہیں تم کوئی بے ایمانی نہ کرنا۔" بولا۔

" او نہیں کرتے یار ..... ہم کوئی تیرے جیسے بے ایمان ہیں؟" دوسرا بولا۔ جبکہ وہ شخص دروازے کی طرف بڑھ آیا۔ شیر سنگھ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے کے درمیان میں آگیا اور واپس نیچے بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور اس شخص کی جھلک نظر آئی۔ " ہوش آگیا تجھے تیس مار خاں کی اولاد۔" وہ گردن نکال کر بولا۔ " مجھے پانی پلا دو بھائی۔ پیاس لگ رہی ہے۔" شیر سنگھ نے کہا۔ " اوے میں کوئی تیرا بھائی وائی نہیں ہو تم تو سکھ ہو میں مسلمان ہوں۔" " اچھا کیا تم سب لوگ مسلمان ہو؟" شیر سنگھ نے پوچھا۔ " سب ..... اوے یہاں پر صرف ہم تین ہی ہیں۔ ایک میں ہوں دوسرا ستار ہے اور تیسرا ظہور بخش ہے اور ہم سب ہی مسلمان ہیں۔" وہ بولا۔ " اچھا جی مجھے پانی تو پلا دو۔" اسکے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی کیونکہ وہ انکے نام وغیرہ معلوم کر چکا تھا۔ " اچھا اچھا پلاتا ہوں پانی۔" وہ بولا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کا ایک جگ تھا" یہ لو پانی پی لو ..... " وہ بولا اور جگ رکھ کر واپس مڑ گیا۔ " سنو ..... " شیر سنگھ نے پکارا۔ " ہوں ..... اب کیا ہے؟ ..... " وہ مڑ کر بولا۔ " مجھے لگتا ہے ..... تمہارے باقی دونوں ساتھیوں کی روحیں اب سے کچھ دیر بعد نکال لی جائیں گی ..... موت کا فرشتہ ادھر ہی آس پاس منڈلا رہا ہے۔" شیر سنگھ نے کہا۔ " کیا مطلب؟ ..... کیا سر پر چوٹ زیادہ لگ گئی ہے جو پاگلوں جیسی باتیں کر رہے ہو؟" اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ " مجھے پتہ ہے تم میری بات کو مانو گے نہیں ..... ٹھیک ہے تم جاؤ۔" وہ ہنس کر بولا تو اس شخص نے کندھے اچکائے اور باہر نکل گیا باہر سے ایک بار پھر دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی گئی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اس نے ان تمام افراد کے نام بھی معلوم کر لئے تھے اور احمقانہ طریقے سے انکی موت کی خبر بھی انہیں سنا دی تھی۔ اس نے زمین پر رکھا ہوا جگ اٹھایا اور منہ لگا کر غٹا غٹ پانی پیا اور پھر جگ ایک طرف رکھ کر جیب میں ہاتھ ڈال کر ڈائری اور قلم باہر نکال لیا۔ اب پہلی بار اسے استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔ اس نے ایک خالی صفحہ دیکھ اور لکھنے کیلئے قلم کا کیپ ہٹا لیا۔ " ٹھہرو..... " ایک گونجدار آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تو وہ حیرت سے اچھل پڑا ..... قلم اسکے ہاتھ سے نکل کر نیچے گر پڑا تھا۔ جو کہ اس نے جلدی سے واپس اٹھا لیا۔ اس نے اس نیم تاریک کمرے میں نظریں دوڑائیں تو خوف کی ایک شدید لہر سنساتی ہوئی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کر گئی تھی۔ کمرے کی ایک دیوار روشن تھی۔ کسی سینما کے بڑے پردے کی طرح جس پر ایک شخص کی تصویر نظر آ رہی تھی۔ جو کہ ایک خالی تابوت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اسکے جسم کا گوشت جگہ جگہ سے گل سڑ کر غائب ہو چکا تھا۔ جبکہ جبڑوں کی ہڈیاں مکمل ننگی تھی۔ جبکہ ناک کی جگہ ایک الٹے پان کے پتے سے مشابہہ سوراخ نظر آ رہا تھا اور وہ تابوت سے ٹیک لگائے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ " دیکھو مجھے آخری آرام گاہ میں تو نہ ستاؤ ..... یہ ڈائری میری امانت ہے تم امانت میں خیانت نہ کرو اور یہ مجھے دے دو۔" اس مردے کے جبڑے ہلنے سے آواز سنائی دی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ چندی رام کی روح ہے جو کسی طرح اسے باز رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس نے دروازے کی جھری سے آنے والی روشنی کی سیدھ میں ڈائری کر کے واپس کھولی اور اس مردے کا خیال جھٹک کر قلم کو حرکت میں لے آیا۔ مردے نے ایک بھیانک چیخ ماری - زوردار چیخ نے شیر

سنگھ کا کلیجہ ہی ہلا کر رکھ دیا تھا اور پھر ڈائری کے ایک صاف ورق پر دو نام وجود میں آگئے تھے۔ ستار اور ظہور بخش ان ناموں کے آگے مسلم لکھ کر اس نے ڈائری بند کر کے جیب میں ڈال دی۔ مردے کی چیخ کی بازگشت جو اسے اپنے کانوں میں محسوس ہو رہی تھی اب تھم چکی تھی۔ وہ روشن مناظر، وہ تابوت اور چندی رام کا گلا سڑا جسم سب کچھ غائب ہو چکا تھا۔ کمرے میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی تھی۔ گہرا سناٹا۔ وہ اٹھ کر دروازے کے ساتھ جا گا اور تاش کھیلنے میں مشغول ان تین افراد کو دیکھنے لگا۔ اب سے ٹھیک ایک گھنٹے بعد ان تینوں میں سے دو افراد نے لڑھک جانا تھا۔ وہ دروازے کے عقب میں کھڑا ان تینوں کو گھور رہا تھا۔ وہ اپنی آنکھوں سے انہیں مرتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔ "چودھری جی کے آنے کا وقت ہو رہا ہے اب ہمیں کھیلنا بند کر دینا چاہئے۔" ستار نے کہا۔ "ٹھیک ہے لیکن یہ آخری باری تو کھیل لیں۔" فضل نے کہا۔ "چلو ٹھیک ہے کھیل لیتے ہیں یہ باری بھی۔" ظہور نے کہا اور ایک بار پھر تاش کھیلنے میں مشغول ہو گئے۔ اچانک برابر والے کمرے میں زور دار آواز سنائی دی۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی سامان گرا ہوا۔ "یہ کیا ہوا؟" فضل نے چونک کر کہا۔ "سامان وغیرہ گرا ہو گا..... چوہے بہت ہو گئے ہیں..... انہی کی کارستانی ہو گی۔ ستار نے کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے تینوں کے چہروں پر حیرت کے آثار نمودار ہوتے چلے گئے۔ کیونکہ اس بار آواز کسی سامان گرنے کی نہیں بلکہ کسی کے ہلکے سے کھانسنے کی تھی۔ "اوے فضل حسین کیا کوئی اور بندہ بھی قید کیا ہوا ہے؟" ستار نے کہا۔ "اوے نہیں اوے ..... کوئی دوسرا بندہ اور نہیں ہے لیکن یہ کوئی ہے؟" فضل نے کہا۔ "تت ..... تو ..... پھر ..... یہ کون ہے؟ اوے کہیں یہ وہی قیدی تو نہیں مگر وہ اس کمرے میں کیسے آسکتا ہے؟" ستار نے کہا "چل آ دیکھیں ....." فضل نے کہا اور تینوں نے تاش کے پتے چارپائی پر ہی پھینکے اور رائفلیں اٹھا کر کھڑے ہو گئے اور پھر اس کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ "اوئے اندر کون ہے؟....." ستار نے کڑک کر کہا مگر اندر اب گھمبیر خاموشی چھا ہوئی تھی۔ "اوے تو کنڈہ کھول ہم ہی اندر چلتے ہیں۔" فضل نے ستار کی طرف دیکھ کر کہا۔ تو ستار نے باہر سے لگا ہوا کنڈہ ہٹا کر پٹ دھکیل دیئے۔ دروازہ کھل گیا۔ یہ کمرہ شاید سٹور روم تھا۔ اس لئے اس میں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا۔ وہ تینوں باہر کھڑے دیکھتے رہے پھر ایک ایک کر کے تینوں اندر داخل ہو گئے۔ وہ دروازے کی جھریوں سے یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ تینوں کمرے میں گھس کر اسکی نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے لیکن اب وہ بھی سوچ رہا تھا کہ اس کمرے میں اور کون سا مظلوم قیدی ہے۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ بری طرح چونک اٹھا کیونکہ اس کمرے سے تین چیخیں برآمد ہوئیں تھیں اور پھر تینوں کو بے پناہ بوکھلاہٹ کے عالم میں کمرے سے نکل کر بھاگتے دیکھا اور تینوں بھاگتے ہوئے چارپائی کے دوسری طرف جا کھڑے ہوئے تھے۔ انکی ٹانگوں میں کپکپاہٹ دور سے ہی دیکھی جا سکتی تھی۔ اور انکے چہرے خوف سے زرد پڑ چکے تھے انکی نظریں بار بار اس کمرے کے کھلے دروازے پر پڑ رہیں تھیں جیسے ابھی اس میں سے کوئی بھیانک شے نمودار ہو گی اور انہیں دبوچ لے گی۔ انکے ہاتھوں میں موجود رائفلیں بجائے انکے محافظ بننے کے بوجھ بن گئی تھیں۔ اسی لئے وہ ان سے سیدھی بھی نہ ہو رہی تھیں۔ اور پھر اچانک انہیں کوئی شے دکھائی دی ہو وہ تینوں اس ڈیرے کے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔ تینوں ایک ساتھ دروازے سے نکل گئے تو فضل بری طرح دروازے سے ٹکرا کر گر پڑا۔ دروازے کا کھلا پٹ اسکے سر سے ٹکرایا تھا وہ دونوں دروازے سے نکل کر باہر جا چکے تھے جبکہ فضل ابھی تک گرا ہوا تھا اس میں حرکت ختم ہو چکی تھی شاید سر پر لگنے والی چوٹ نے اسے ہوش سے بیگانہ کر دیا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد کھلے دروازے سے نکلنے والی شے کو دیکھ کر وہ بھی برح طرح لرز گیا۔ ایک لاش تھی جس کے تمام جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ لیکن اس کا چہرہ پٹیوں سے خالی تھا۔ چہرے کے خدوخال دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ اسے مرے ہوئے سینکڑوں سال گزر چکے ہونگے۔ چہرے پر صرف ہڈیاں ہی باقی رہ گئیں تھیں۔ باقی کچھ بھی سلامت نہ تھا۔ وہ باہر نکل کر ادھر ادھر گھومتا رہا اور پھر واپس کھلے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ بیرونی دروازے کے پاس فضل حسین اسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا اور کوئی دوسرا پہرے دار وغیرہ موجود نہ تھا۔ یہ شیر سنگھ کے لئے گولڈن چانس تھا یہاں سے نکل کر بھاگنے کیلئے وہ چند لمحے دروازے پر زور آزمائی کرتا رہا لیکن بات بنتی نظر نہ آئی تو اس نے کاندھے بار مار کر دروازہ توڑ دیا اور باہر نکل آیا۔ وہ اس وقت نہتا تھا اس کا ریوالور بھی گر چکا تھا۔ اس نے چارپائی کے قریب پڑی ہوئی رائفل اٹھائی جو کہ بھاگتے ہوئے فضل نے افراتفری میں پھینک دی تھی۔ اس نے رائفل کاندھے پر لٹکا کر اس پر کپڑا ڈال دیا اور باہر نکل آیا

اور چند ہی لمحوں میں گم ہو گیا۔ چند لمحوں بعد فضل حسین کو ہوش آیا وہ خالی خالی نظروں سے گھورتا رہا اور پھر اٹھ کر بیٹھ گیا اسی لمحے ستار اور ظہور بخش پانچ مزید افراد کے ساتھ آگئے۔ "کس کمرے میں تھی وہ چڑیل ..... چلو بتاؤ ہمیں ....." ایک شخص نے کہا۔ "اس ..... اس کمرے میں ہے....." ستار نے کھلے کمرے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ وہ سب اس کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ فضل حسین بھی اٹھ کر ان کے پیچھے ہو لیا۔ لیکن جیسے ہی اسکی نظر دوسرے کمرے کے ٹوٹے ہوئے دروازے پر پڑی وہ حیرت سے چیخ اٹھا ..... "ظہور ..... ستار ..... قیدی بھاگ گیا ہے ....." اس کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے تمام افراد ٹھٹھک کر رک گئے۔ اور تیزی سے واپس مڑے اور دوسرے کمرے کی طرف بڑھے۔ ٹوٹا ہوا دروازہ ابھی تک چوکھٹ میں ہی کھڑا تھا جبکہ کندھوں کی زور دار ٹکروں سے چوکھٹ کے نزدیک لگی ہوئیں اینٹیں بھی اکھڑ چکیں تھیں جبکہ دروازہ درمیان سے ٹوٹ چکا تھا جس میں ایک فرد کے نکلنے جتنا سوراخ بنا ہوا تھا۔ سب سے پہلے ستار اور ظہور بخش آگے بڑھے اور کمرے میں گھستے ہی لگے تھے کہ دروازہ چوکھٹ سے ہی نکل کر ان پر گر پڑا اور اینٹیں اچھل اچھل کر ان پر گریں۔ دروازے کے نیچے سے دونوں کی چیخیں برآمد ہوئیں۔ سب افراد اس اچانک حادثے سے گھبرا گئے اور پھر تیزی سے بھاری بھرکم دروازہ ہٹانے لگے اور چند لمحوں بعد دروازے تلے دبے ہوئے دونوں افراد باہر نکال لئے مگر ان کے سر پھٹ چکے تھے اور خون سے انکے چہرے سرخ ہو چکے تھے۔ سب نے انہیں اٹھا کر چارپائیوں پر ڈال دیا اور خون بند کرنے کی تدبیر کرنے لگے۔ مگر تیز رفتاری سے نکلتے ہوئے خون نے اپنا ٹھکانہ چھوڑ دیا تھا اور چند ہی لمحوں میں خون زیادہ بہنے کی وجہ سے دونوں وفات پا گئے۔ سب لوگ بری طرح پریشان ہو گئے تھے کیونکہ دونوں نے انکے ہاتھوں میں ہی دم دیا تھا انکے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں افراد ہلاک ہو چکے تھے۔ جبکہ فضل حسین ہکا بکا کھڑا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ "یہ کیا ہو گیا؟ ..... یہ کیسے ہو گیا....." اسکے منہ سے بے اختیار نکلا "اوہ ..... وہ ..... وہ ..... قیدی کہاں ہے ..... اس نے ہی کہا تھا کہ تمہارے دونوں ساتھی تھوڑی دیر میں مر جائیں گے ..... اوہ ..... اس قیدی کو ڈھونڈو ..... وہ ..... شاید..... کوئی ..... بہت بڑا بزرگ تھا ..... ڈھونڈوا سے۔" اسے جیسے کچھ یاد آگیا ہو اور پھر وہ غیر ارادی طور پر بولتا ہی چلا گیا۔ "کک..... کیا مطلب ..... کیا ..... اس قیدی نے پہلے ہی کہہ دیا تھا انکی موت کے بارے میں" ایک اور شخص نے گھبراتے ہوئے کہا تو فضل حسین نے انہیں تمام تفصیل بتا دی جسے سن کر تمام افراد کے چہروں پر الجھن اور حیرت کے ملے جلے آثار نمودار ہو گئے۔

****

شیر سنگھ اپنے ٹھکانے پر پہنچ چکا تھا اور چودھری لطیف باجوہ کے کالے کرتوتوں کے بارے میں معلوم کر چکا تھا مگر اس کا ذہن ابھی تک اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر تیار نہ تھا کہ وہ چودھری جو گاؤں میں ایک فرشتہ سمجھا جاتا ہے درحقیقت شیطان کا بھی باپ نکلے گا۔ چودھری کی نیک شعار بیوی گاؤں کی تمام عورتوں میں خدا ترس مشہور تھی۔ اور گاؤں کے تمام لوگوں کے کام آنا انکے دکھ درد میں شریک ہونا انکا کام تھا۔ چودھری لطیف کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ دو بڑے لڑکے شہر میں کسی کالج میں پڑھتے تھے جبکہ ایک ابھی چھوٹا تھا۔ جبکہ لڑکی بڑی تھی لیکن چودھری نے اسے پڑھانے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی تھی اسکا خیال تھا کہ عورت بے زبان ہوتی ہے لیکن تعلیم اسے زبان دراز بنا دیتی ہے۔ شیر سنگھ کو چودھری کے تینوں بیٹوں اور بیٹی کا نام معلوم تھا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال آیا وہ چودھری سے انتقام لینا چاہتا تھا کیوں نہ وہ چودھری کے خاندان کے ساتھ بھی وہی حشر کرے جو اسکے اپنے خاندان کے ساتھ ہوا تھا اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ ابھر آئی۔ "نہیں ہر بھجن ..... ہرگز نہیں! تم ایسا نہیں کر سکتے۔" اچانک اسنے اپنے عقب سے آواز سنائی دی۔ وہ بری طرح اچھل پڑا اور تیزی سے عقبی طرف گھوما، وہاں سفید کپڑوں میں ملبوس چندی رام اسے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے گھور رہا تھا۔ "تم ..... کیوں آئے ہو یہاں ..... کیا تم میرا پیچھا چھوڑ نہیں سکتے؟" شیر سنگھ نے دھڑکتے دل سے کہا "چھوڑ سکتا ہوں ..... ایک شرط پر ..... تم اس قلم اور ڈائری کا پیچھا چھوڑ دو۔" چندی رام نے کہا۔ "لیکن تمہارا اب اس ڈائری اور قلم سے کیا واسطہ؟" شیر سنگھ نے کہا "واسطہ ہے..... بھلے منش تمہیں خبر نہیں۔ میں نے اپنے جیون کے 30 سال کالی کی عبادت میں گزارے ..... وہ مجھ پر مہربان ہوئی! تو اس نے مجھے یہ تحفہ دیا تھا۔ لیکن اس تحفے کے ساتھ مجھے کڑی شرائط بھی ماننا پڑی تھیں کہ کسی نردوش انسان کو ہرگز ہرگز بھرشٹ نہیں کرنا اور جب تک یہ تحفہ اس دنیا میں رکھنا مقصود ہو اس کی مر کر بھی حفاظت کی جائے..... تم

نردوش لوگوں کو سراپ دے رہے ہو ..... بھگوان نے انہیں اپنی آگیا سے اس سنسار میں بھیجا ہے پرنتو میں اور تم کون ہوتے ہو انہیں نشٹ کرنے والے ..... بھلا منش وہی ہوتا ہے جو کیول اپنے بازوؤں پر اعتبار کرتے ہوئے اپنے دشمنوں اور اپرادھیوں کو بھرشٹ کرے ..... تم جتنے بھی نردوش لوگوں کو نشٹ کرو گے ان سب کا پاپ میرے سر ہوگا۔ مجھ پر دیا کرو اس ڈائری کو دریا میں پھینک دو.....!" چندی رام بولتا ہی چلا گیا۔ "نہیں چندی رام ..... نہیں! اس وقت تم کہاں چلے گئے تھے جب میری ماں، میرے باپ، میری بہن کو ان ظالموں نے قتل کیا تھا۔ کیا وہ بے گناہ نہیں تھے؟ کیا ان کا گناہ تمہارے سر نہیں چڑھا؟ مجھے ان ظالموں کو جہنم میں پہنچانا ہے پھر تمہاری امانت میں تمہیں واپس لوٹا دونگا۔" شیر سنگھ نے سرد لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا۔ "نہیں شیر سنگھ ..... تم جانتے ہو کہ کسی درندے کے منہ جب خون لگ جاتا ہے تو وہ درندہ مزید خونخوار بن جاتا ہے اور مجھے لگتا ہے تم بھی ایسا ہی کرو گے ..... تم ڈائری پھینک دو ایسا نہ ہو کہ تمہیں پچھتانا پڑے ....." چندی رام نے کہا۔ "چندی رام تم کچھ بھی کہہ لو..... لیکن ابھی تمہیں ڈائری میں واپس نہ دونگا ..... تم کچھ بھی کرلو....." شیر سنگھ نے کہا۔ "اف ..... مجھے مرنے کے بعد ایک مزید پاپ سر لینا ہوگا .....افسوس" چندی رام نے کہا اور غائب ہوگیا۔ شیر سنگھ نے کندھے اچکا لئے اور جیب سے ڈائری نکال لی اور اس کے صفحے پلٹنے لگا ایک خالی صفحے پر رک گیا اور کچھ سوچنے لگا اس کی نظریں جھونپڑی کی چھت پر مرکوز تھیں اور اس کی آنکھوں میں سوچ کر گہری لکیریں نمایاں تھیں۔ اور پھر اس نے جیب سے قلم نکال لیا اور وہ ڈائری پر جھک گیا۔ ڈائری کے سفید ورق پر چودھری کے دونوں بڑے بیٹوں کا نام ابھر آیا تھا۔ اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھ دی اب وہ ان کی موت کی خبر سننے کیلئے بے چین تھا لیکن یہ خبر آج تو نہ مل سکتی تھی اس کے لئے اسے کم از کم ایک روز تک تو انتظار کرنا ہی تھا۔ دوسرے روز اس نے فقیروں والا بھیس بدلا اور گاؤں میں داخل ہوگیا۔ رائفل اس نے اپنی گدڑی میں چھپالی تھی۔ گاؤں میں داخل ہو کر اس نے چودھری کی حویلی کی طرف رخ کیا اور حویلی سے دور کچھ پہلے ہی رک گیا اور سن گن لینے لگا۔ حویلی اسے دور سے ہی نظر آ رہی تھی اور اسکے بڑے گیٹ سے کافی لوگ آجا رہے تھے۔ وہ مسکرا پڑا وہ سمجھ گیا کہ وہ کامیاب ہو چکا ہے اور یہ لوگ ضروری چودھری سے اظہار تعزیت کرنے والے ہیں وہ واپس اپنی جھونپڑی میں آگیا اور گدا گری والا سوانگ ختم کر کے واپس گاؤں کی طرف چل پڑا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ہی وہ بھی تعزیت کرنے والوں میں شامل ہوگیا اور اس جگہ پہنچ گیا جہاں تعزیت کیلئے لوگ جمع ہو رہے تھے۔ کسی نے ابھی تک اس کیطرف آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھا تھا۔ کمرے میں چودھری کے علاوہ اور بھی دوسرے افراد موجود تھا وہ بھی ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا۔ باتوں ہی باتوں میں اسے معلوم ہوا کہ چودھری کے دونوں بڑے بیٹے جو کہ شہر میں تعلیم حاصل کرتے تھے ایک خوفناک ایکسیڈنٹ میں جاں بحق ہوگئے تھے اس نے دل ہی دل میں اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کہ چودھری کی بربادی کے دنوں کا آغاز ہوچکا تھا۔ وہ بیٹھا لوگوں کی چہ مگوئیاں سنتا رہا۔ اچانک کمرے میں جلتا ہوا بلب بجھ گیا اور کمرے میں ہلکا ہلکا اندھیرا چھا گیا۔ ایک شخص نے اٹھ کر ایک طرف لگی ہوئی کھڑکیاں کھول دیں۔ چودھری سر جھکائے رنج و الم میں ڈوبا ہوا تھا۔ دفعتاً کمرے میں گھٹی گھٹی چیخیں گونج اٹھیں۔ چودھری نے چونک کر سر اٹھایا اور حیرت سے اچھل پڑا اس کے چہرے پر الجھن کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات بھی ہویدا ہوگئے تھے۔ ایک ہولناک منظر اسکی آنکھوں کے سامنے تھا۔ ایک کونے میں ایک سر بریدہ شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا قلم شدہ سر اسکے سامنے ہی زمین پر رکھا ہوا تھا۔ اس ہولناک منظر کو دیکھ کر تمام افراد میں کھلبلی مچ گئی اور سب کا رخ دروازے کی طرف ہوچکا تھا۔ چند ثانیوں بعد کمرہ خالی ہوچکا تھا تاہم چودھری ابھی بھی گنگ حالت میں بیٹھا اس سربریدہ لاش کو دیکھ رہا تھا جبکہ دوسرے کونے میں بیٹھا ہوا شخص جس کی داڑھی اور مونچھیں کافی گھنی تھیں چودھری کو دیکھ رہا تھا اسی لمحے وہ بھاری بھرکم جسم والا شخص اچھل کر کھڑا ہوگیا اور تیزی سے چودھری کی طرف بڑھا اور جھپٹ کر چودھری کو گریبان سے پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا بغل میں لٹکی ہوئی رائفل اب اس کے ہاتھوں میں آچکی تھی۔ "خبردار!..... اگر حلق سے آواز نکلی تو تمہارے جسم میں چھتہ بنا دونگا! اس شخص نے کہا جو کہ یقیناً" شیر سنگھ تھا۔ چودھری کے چہرے سے حیرت اور خوف مترشح ہوگیا۔ "مجھے جانتے ہو چودھری!....." شیر سنگھ نے چودھری کو لمبا کرتے ہوئے کہا اور رائفل کی نال اس کے سینے سے لگا دی۔ "تت ..... تت۔ تم..... تم کون ہو؟ چودھری نے ہکلا کر کہا۔ "وہی ہوں میں جو دو روز قبل تمہاری اسیری سے فرار ہوگیا

تھا..... لیکن تم پھر بھی مجھے نہ جان سکو گے ..... لیکن میں تمہارے کالے کرتوتوں کے بارے میں معلوم کرچکا ہوں....." شیر سنگھ نے کہا۔ "تت ..... تم ..... تم کیا..... چاہتے ہو؟" چودھری کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہیں تھیں۔ "میں..... تمہاری بھیانک موت چاہتا ہوں، ایسی موت جو تم غریب لڑکیوں کو دیتے تھے۔" شیر سنگھ نے کہا۔

اس لمحے چودھری نے چھلانگ لگادی اور دروازے کی طرف دوڑا۔ مگر شاید اسکے خلاف مکافات عمل حرکت میں آچکا تھا۔ اللہ ظالم کی رسی دراز ضرور کردیتا ہے مگر جب کھینچتا ہے تو ہر ایک سانس کا حساب لیتا ہے۔ اس لئے جب چودھری نے چھلانگ مار کر دروازے سے باہر نکلنا چاہا تو کونے میں خاموش بیٹھا سرکٹا ایک جھٹکے سے کھڑا ہوگیا اور اپنا سر بالوں سے پکڑ کر اڑتا ہوا دروازے میں کھڑا ہوگیا۔ اسے اچانک اپنے سامنے دیکھ کر چودھری کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور وہ واپس پلٹ کر دوسری طرف ہوگیا۔ دماغ آندھیوں کی زد میں تھا۔ وہ دیوار کے سہارے کھسکتا ہوا نیچے بیٹھنے لگا۔ اچانک اسکا ہاتھ ایک بٹن پر پڑا اس نے زور سے بٹن دبادیا۔ لیکن بجلی نہ ہونے کی وجہ کسی بھی قسم کا کوئی رد عمل نہ ہوا۔ اس کے چہرے پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے نمودار ہوگئے تھے۔ اسے پہلی بار موت اور زندگی کی اہمیت کا اندازہ ہوا تھا جبکہ ادھر شیر سنگھ کہہ رہا تھا۔ "چودھری تم نے اپنے سیاہ اعمالوں پر نیکی اور پرہیز گاری کا جو لبادہ اوڑھ رکھا ہے وہ لبادہ آج میں اتار کر جاؤنگا..... اتارو اپنے کپڑے....." چودھری سمٹ کر رہ گیا۔ "میں کہتا ہوں اتارو کپڑے۔" شیر سنگھ نے رائفل کا سیفٹی کیچ ہٹاتے ہوئے کہا۔ چودھری نے گھبرا کر قمیض کے بٹن کھولنا شروع کر دیئے۔ "نوجوان مجھے معاف کردو ..... میں آئندہ ایسی کوئی حرکت نہ کرونگا....." چودھری نے گھبراتے ہوئے کہا۔ "دوسری بات بعد میں کرنا..... پہلے کپڑے اتار دو..... جلدی کرو....." شیر سنگھ نے پھنکار کر کہا۔ چودھری نے چند لمحوں بعد ہچکچاتے ہوئے قمیض اتار دی اب وہ صرف ایک دھوتی میں ملبوس تھا۔ پگڑی اسکے سر سے پہلے ہی گر چکی تھی۔ "چلو..... اب یہ دھوتی بھی اتار دو..... یہ تمہیں راس نہیں آتی ....." وہ ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ "وہ پہلے تو گڑگڑاتا رہا۔ معافیاں مانگتا رہا۔ مگر جب اس کی دال نہ گلی تو اس نے اپنی دھوتی بھی اتار دی۔ اب وہ کمرے میں برہنہ کھڑا تھا۔ شیر سنگھ اسے برہنہ دیکھ کر ہنسنے لگا اور پھر یہ ہنسی قہقہوں میں تبدیل ہوگئی چلو باہر نکلو! شیر سنگھ نے رائفل کی نال سے اسے ٹھوکا دیتے ہوئے کہا۔ "نہیں نہیں ..... تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو یہیں کرلو۔ مجھے مزید ذلیل و رسوا نہ کرو!" چودھری نے ہاتھ جوڑ کر تقریباً" رو دینے والے لہجے میں کہا۔ "باہر نکلتے ہو کہ نہیں ....." شیر سنگھ نے رائفل کا بٹ اسکے کاندھے پر رسید کردیا۔ اس کے حلق سے درد بھری کراہ نکلی اور وہ دروازے کی طرف مڑا لیکن دروازے پر کھڑے سربریدہ شخص کو دیکھ کر وہ گھبرا کر رک گیا۔ "یہ ..... یہ ....." چودھری نے سربریدہ شخص کی طرف اشارہ کر کے شیر سنگھ سے کہا۔ شیر سنگھ نے بھی سرکٹے کی طرف دیکھا اور ہچکچاتے ہوئے کہا۔ "تم غالباً" چندی رام ہو یا اس کا کوئی طلسم ہو ..... راستے سے ہٹ جاؤ ..... مجھے اپنے بازوؤں کے زور پر ختم کرلینے دو....." سربریدہ شخص نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اپنا سر اپنی کٹی ہوئی گردن جہاں خون ہڈیوں اور گوشت کے لوتھڑے لٹک رہے تھے پر رکھ لیا۔ اب وہاں ایک بھاری چہرے والا شخص کھڑا تھا اور اس کی آنکھیں بے جان ہونے کی بجائے جانداروں کی مانند حرکت کر رہی تھی۔ "ٹھیک ہے ..... تم اس موذی کو مار سکتے ہو، ختم کرسکتے ہو..... مگر..... اپنے بازوؤں کے زور پر ..... اس ظالم کا یہی انجام ہونا چاہئے..... اسے باہر لے جاؤ! لوگوں کو اس کی اصلیت بتا کر اس کے ساتھ جو چاہو سلوک کرسکتے ہو ورنہ اگر اسے تم نے مار دیا تو لوگ الی الان اسے نیک، پارسا، راست باز اور خدا ترس ہی سمجھیں گے ..... اسے لے جاؤ باہر اور سنگسار کردو اسے ....." اس بھاری چہرے والے شخص نے کہا اور دروازے سے ہٹ کر کونے میں چلا گیا چودھری کی وہ حالت تھی کہ کاٹو تو تن میں لہو نہیں۔ وہ کسی خزاں رسیدہ پتے کی مانند لرز رہا تھا۔ "چلو! باہر چلو.....!" شیر سنگھ نے ایک بار پھر رائفل کی نال سے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور چودھری لڑکھڑاتے ہوئے چلنے لگا۔ حویلی میں ہنوز چیخ و پکار کی آوازیں جاری تھیں شاید خوفزدہ ہو کر بھاگ جانے والے لوگوں نے باہر ساری صورتحال واضح کردی تھی۔ لیکن ابھی تک کسی نے بھی اس کمرے میں قدم رکھنے کی جسارت نہ کی تھی مگر کچھ ہی دیر میں ان لوگوں نے ایک حیرت انگیز اور تحیر زدہ منظر دیکھا۔ کہ چودھری لطیف باجوہ مادر زاد برہنہ حالت میں کمرے سے باہر نکل رہا تھا جبکہ اس کے عقب میں ایک شخص رائفل لئے چلا آ رہا تھا۔ "خبردار..... کوئی شخص چودھری کی مدد کیلئے آگے نہ بڑھے ورنہ چودھری

کے ساتھ ساتھ وہاں اس کی بھی لاش گرے گئی۔" شیر سنگھ نے دھاڑتے ہوئے وارننگ دی لوگ حیرت اور غم و غصہ سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ جبکہ چودھری کے چہرے پر بھی اس وقت شدید بےبسی کے آثار تھے وہ لوگوں سے نظریں نہ ملا رہا تھا۔ "چلو! حویلی سے باہر چلو....." شیر سنگھ نے رائفل اس کے کمر سے ٹکاتے ہوئے کہا۔ چودھری کے قدم بے اختیار حویلی کے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اب صورتحال عجیب تھی چودھری گن پوائنٹ پر چلا جا رہا تھا اور اس کے عقب میں وہ تمام لوگ بھی چلے آ رہے تھے شیر سنگھ چودھری کو لئے حویلی سے باہر آ گیا اور اسے گاؤں کی مختلف گلیوں میں گھمانے کے بعد ایک کھلی جگہ پر آ کر رک گیا اب اس کے پیچھے لوگوں کی بھیڑ ہجوم کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ لوگ اب غصے سے بے قابو ہوئے جا رہے کہ گاؤں کے ایک پارسا، نیک سیرت چودھری کو گاؤں کی گلیوں میں اس بری طرح بے عزت و رسوا کیا جا رہا تھا۔ "سنو میرے بھائیو! مجھے معلوم ہے تم مجھ پر شدید غصہ کر رہے ہو گے..... تم میں وہ بھائی بھی موجود ہونگے جن کی ماں بہن، بیٹیاں غائب ہو چکی ہونگی..... یا..... ان کی عریاں لاشیں آپ کو ملی ہونگی..... کیا آپ جانتے ہیں کہ ایسا کرنے والا کون ہے؟ آپ کے عزیزوں کے ساتھ یہ سلوک کون کرتا ہے؟..... یہی وہ درندہ ہے جسے ماں بہن بیٹی کے رشتے کی تمیز نہیں اور یہی سب کچھ کرتا ہے....." شیر سنگھ نے پاٹ دار آواز میں تقریر کرتے ہوئے کہا "نہیں..... تم جھوٹ کہہ رہے..... ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔؟" مشتعل ہجوم میں سے ایک بوڑھے شخص نے آگے آتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔ "لوگو! تم آج سے گیارہ سال قبل اس واقعے کو نہ بھول سکے ہو گے جس میں ایک سکھ خاندان کے تین افراد قتل ہوئے تھے جس میں ایک نقاب پوش شخص بھی ہلاک ہوا تھا۔ اس خاندان کا صرف ایک ہی شخص زندہ بچا تھا وہ اس درزی کا بیٹا ہر بھجن تھا۔ کیا تم جانتے ہو اس خاندان کو قتل کروانے والا کون تھا؟ یہی وہ درندہ تھا اس کا واحد گواہ میں ہوں کیونکہ میں ہی ہر بھجن ہوں....." شیر سنگھ نے جذباتی لہجے میں کہا۔ پورے ہجوم کو جیسے سانپ سونگھ گیا وہ الی اللان اس خبر پر یقین نہ کر رہے تھے۔ شیر سنگھ نے لمحہ بھر برہنہ کھڑے چودھری کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھا اور رائفل کا بٹ اس کے کاندھے پر دے مارا۔ چودھری کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ شیر سنگھ نے ایک بار پھر رائفل کا بٹ گرے ہوئے۔ چودھری کی ٹانگ پر کیا۔ "کھٹک" کی آواز سنائی دی اور چودھری کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔ "بتاؤ..... تمہارے گرگے کون سے افراد ہیں..... بتاؤ..... ان لوگوں کو....." وہ ایک بار پھر رائفل کا بٹ رسید کرتے ہوئے بولا۔ "..... چھوڑ..... دو مجھے..... بہت ذلیل ہو گیا..... ہوں میں..... اب کچھ نہ کیا کروں گا۔" چودھری نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا۔ "میں نے کہا..... ہے کہ اپنے خاص خاص گرگوں کا نام بتاؤ..... ورنہ تمام جسم کی ہڈیاں توڑ دوں گا۔" وہ غصیلے لہجے میں بولا۔ اور پھر چودھری نے تین چار نام گنوا دیئے۔ "سن لیا لوگو تم نے یہ ان لوگوں کے نام بتا رہا ہے جو اس کے لئے شکار اٹھا کر لاتے تھے۔ اسی لمحے ایک شخص مجمع سے نکل کر بھاگ اٹھا۔ "اوہ پکڑو..... اسکو..... یہ بھی چودھری کا خاص گرگا ہے۔" چند لوگوں نے چیخ کر کہا تو چند تیز رفتار جوانوں نے اسکا تعاقب کیا اور پکڑ کر واپس مجمع میں اٹھا لائے۔ وہ بری طرح رو رہا تھا "مجھے چھوڑ دو..... میں نے کچھ نہیں کیا۔ سب کچھ یہ چودھری ہی مجھ سے کرواتا تھا۔" وہ گڑگڑا رہا تھا۔ لوگوں کو شاید..... انہی الفاظوں کی گواہی چاہیے تھی..... یہ سننا تھا اور وہ زمین پر پڑے ہوئے برہنہ چودھری پر پل پڑے۔ وہ گرگا بھی نظر بچا کر بھاگنے لگا تو شیر سنگھ نے اسے پکڑ کر ایک بار پھر لوگوں کے سامنے کر دیا اور پھر دونوں کی جیسے شامت آ گئی۔ لوگوں نے گھونسوں، مکوں، لاتوں سے چودھری اور اسکے گرگے کو مار مار کر ادھ موا کر دیا..... لیکن شاید انکا غصہ پھر بھی پورا نہ ہوا تھا۔ وہ اس وقت تک انکو مارتے رہے جب تک انکی روح نہیں نکلیں۔ شیر سنگھ اس ہنگامے میں نظر بچا کر نکل گیا تھا۔ وہ اپنی جھونپڑی میں آ گیا۔ وہ جی بھر کے رویا..... اسے آج اپنے دشمنوں سے انتقام لیتے وقت بہت تسکین محسوس ہوئی تھی..... مگر اسکے ماں باپ بھی جی بھر کے یاد آئے تھے۔ اس نے چودھری کے بتائے ہوئے وہ نام بھی ڈائری میں لکھ دیئے جو کہ اس کے لئے کام کرتے تھے۔ چندی رام کی بھٹکتی ہوئی روح نے بہت کوشش کی کہ وہ کسی طرح اپنے ارادے سے باز رہے مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مگر اس نے وعدہ کر لیا کہ وہ پھر کبھی کسی بھی شخص کا نام اس ڈائری میں نہ لکھے گا۔ ادھر یہ کام نبٹانے کیلئے چندی رام کی روح خود ہی روانہ ہو گئی۔ اور ڈیرے پر بیٹھے ہوئے ان تمام لوگوں کے سامنے جا کھڑا ہوا، کسی مردے کو دیکھ کر وہ سب چیخیں مارتے ہوئے بھاگے۔ مگر چندی رام نے اپنے مطلوبہ افراد

کو جانے نہ دیا اور اسے اپنی لمبی زبان میں جکڑ لیا اور..... وہ بے چارے اس ہولناک منظر کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ چندی رام نے ان تینوں کو ختم کر دیا اور پھر واپس شیر سنگھ کے پاس آیا اور ڈائری ضائع کرنے کا مطالبہ کرنے لگا۔ "چندی رام..... تمہیں ڈائری دے دوں گا..... مگر ابھی نہیں..... ابھی مجھے ایک اور سنپولیے کو ختم کرنا ہے۔" شیر سنگھ نے کہا۔ "نہیں۔ نہیں۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تم اب کسی بھی فرد کا نام ڈائری پر نہ لکھو گے..... تم وعدہ خلافی کر رہے ہو..... اگر تم نے وعدہ خلافی کی تو میں تمہیں سزا دینے کا مجاز ہوں گا۔" وہ کڑک لہجے میں بولا۔ "مجھے پرواہ نہیں..... مجھے بھی اپنے ماں باپ کے پاس پہنچنا ہی ہے۔" شیر سنگھ نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور ڈائری کھول لی۔ جبکہ چندی رام باہر نکل گیا۔ شیر سنگھ نے ڈائری کا ایک خالی صفحہ نکالا اور اپنے ایک آخری دشمن کا نام لکھنا چاہا..... یہ دشمن مستقبل کا دشمن تھا۔ اسی لمحے چندی رام ہوا کی سی صورت میں اندر داخل ہوا اور شیر سنگھ پر سوار ہو گیا۔ شیر سنگھ کو یوں محسوس ہوا جیسے اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے ہوں۔ اسکے دماغ نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا ہو۔ اسکے ہاتھ ڈائری پر چلنے لگے۔ اور ڈائری پر کچھ لکھ کر رک گیا۔ چند لمحوں بعد اسکے حواس بحال ہو گئے اور ہاتھ پاؤں میں محسوس ہوتی ہوئی ٹھنڈک کا احساس ختم ہو گیا۔ اس نے ڈائری پر نظریں دوڑائیں تو اچھل کر بے اختیار کھڑا ہو گیا..... اسکے چہرے پر بے پناہ خوف کے آثار نمودار ہو چکے تھے۔ کیونکہ ڈائری میں اسکا خود کا نام لکھا ہوا تھا۔ "ہنس ہنس..... یہ میرا نام نہیں ہو سکتا۔ اور ڈائری کو درمیان سے کھینچ کر دو ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا اور دونوں ٹکڑے جھونپڑی کی گھاس پھوس کی دیوار پر دے ماری۔ لیکن موت کا خوف اسکے ذہن پر سوار ہو چکا تھا۔ "یہ تو میرا نام ہی نہیں ہے..... میرا تو نام ہی اب کوئی اور ہے۔ میں نہیں مر سکتا۔" وہ بڑبڑاتا رہا۔ پھر اچانک اسکے ذہن میں ایک خیال آیا کہ بے ہوش ہونے یا سو جانے سے ڈائری کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ وہ جلدی سے چارپائی پر لیٹ گیا اور زبردستی کی نیند کرنے لگا۔ مگر موت کے خوف نے نیند کو کوسوں دور پھینک دیا تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر ایک موٹا سا ڈنڈا اٹھا کر اپنے سر پر دے مارا کہ شاید اسی طرح وہ بے ہوش ہو جائے مگر اس سے بھی کوئی فرق نہ پڑا الٹا اسکا سر پھٹ گیا اور خون نکلنے لگا۔ باہر آسمان پر کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی اور لگتا تھا کہ اب سے کچھ ہی دیر میں طوفانی بارش ہو جائے گی مگر وہ موت کے خوف سے جھونپڑے میں چکراتا پھر رہا تھا۔ چندی رام باہر کھڑا جھونپڑے کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے سفید رنگ کا لٹھا پہنا ہوا تھا۔ جس پر خون کے آثار نمودار ہو چکے تھے۔ بڑے بڑے دھبوں کی صورت میں اور اسکی گردن میں بنا ہوا بھیانک سوراخ بھی واضح تھا جس میں سے ابھی تک خون نکل نکل کر سفید کفن کو سرخ بنا رہے تھے۔ چند ہی لمحوں بعد ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی اور کچھ ہی دیر میں بارش نے تیزی پکڑ لی اور پھر ہوا بھی چلنے گی اور پھر ہوا کی رفتار بھی تیز ہونے لگی تیز سے تیز تر بارش اور باد مرمر کے اس ملاپ نے مضبوط جھونپڑے کو بھی جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اور وہ اڑتا ہوا دریا میں جا گرا۔ اور وہاں شیر سنگھ رہ گیا۔ مگر پھر اس کا سامان بھی اڑا کر دریا کی بے رحم موجود کی نظر ہو گیا۔ تیز و تند ہوا میں شیر سنگھ اپنے قدم نہ جما سکا اور وہ بھی اڑتا ہوں دریا میں جا گرا اور اسکی کربناک چیخیں گونجنے لگیں اور پھر وہ بھی دم توڑ گئیں۔ چندی رام ابھی تک قدم جمائے اس تمام منظر کو دیکھ رہا تھا۔ اسکے جسم پر موجود سفید کفن پر لگا ہوا خون بارش کے پانی سے پھیل چکا تھا۔ جب سب کچھ ختم ہو گیا تو وہ بھی چلتا ہوا دریا کے کنارے پر آ گیا۔ اور پھر لمحہ بھر کیلئے اچھلا اور پھر دریا میں چھلانگ لگا دی اور چند ہی لمحوں میں وہ بھی دریا کی لہروں میں غائب ہو گیا۔ سب کچھ غائب ہو گیا تھا۔ نہ وہ ڈائری اور قلم تھا اور نہ ہی چھونپڑی تھی۔ نہ ہی شیر سنگھ رہا تھا اور نہ ہی چندی رام رہا تھا۔ اصرف تیز بارش باد مرمر کے ساتھ مل کر برس رہی تھی۔ (ختم شد)

(ماسٹر محمد عارف علی غوری ضلع عمرکوٹ شہر اکڑی پتھورو سندھ کوڈ نمبر 69060)

کاش میں تیرے حسین ہاتھ کا کنگن ہوتا

تو بڑے پیار سے، چاؤ سے بڑے مان کے ساتھ
اپنی نازل سی کلائی میں چڑھاتی مجھ کو
بے خیالی میں کبھی تو جو گھماتی مجھ کو
تیرے ہاتھوں کی میں خوشبو سے مہک سا جاتا
تو کبھی موڈ میں آکر مجھے چوما کرتی
تیرے ہونٹوں کی میں حدت سے دہک سا جاتا
رات کو جب بھی تو نیندوں کے سفر پر جاتی
مرمریں ہاتھ کا ایک تکیہ بنایا کرتی
میں تیرے کان سے لگ کر کئی باتیں کرتا
کاش میں تیرے حسین ہاتھ کا کنگن ہوتا
(تصدیق صدیق مہرپور)

کشور کرن۔ پتوکی

تڑپتی روحیں

اپنی چارپائی کے قریب ہڈیوں کے ڈھانچے کو کھڑا دیکھ کر میرا منہ کھلا اور ایک ہیبت ناک چیخ رات کے سناٹے میں پورے علاقے میں گونجی میں اٹھ کھڑا ہوا اور خود کو ڈھانچے کی گرفت سے بچانے کے لئے میں نے کھیتوں میں بھاگنا شروع کر دیا۔ مجھے اپنے پیچھے ڈھانچے کے چلنے کی آوازیں مسلسل آ رہی تھیں۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ڈھانچہ بھی پیچھے سے میری گردن دبوچ لے گا۔ میں بھاگا جا رہا تھا۔ بزرگوں کے سنائے ہوئے روزانہ کے قصے مجھے اور زیادہ خوفزدہ کر رہے تھے۔ ایک انجانی منزل کی طرف بھاگا جا رہا تھا جس کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ آخر کار بھاگتے بھاگتے ایک کھڈے میں دھڑام سے گرا۔ اس کے بعد کیا ہوا مجھے ہوش نہیں رہا۔ جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو ایک ویرانے میں پایا۔ اپنے ہی پسینے میں نہایا ہوا تھا۔ ابھی روشنی پوری طرح جلوہ افروز نہ ہوئی تھی رات کے پردے ہلکے ضرور ہوئے تھے لیکن ختم نہیں ہوئے تھے۔ اس ویرانے میں خود کو تنہا محسوس کرتے ہی ایک دفعہ پھر دل و دماغ پر خوف سوار ہو گیا اور میں اپنی گردن ادھر ادھر اور اوپر گھما گھما کر دیکھنے لگا کہ میرے اردگرد کوئی بلا، چڑیل وغیرہ تو نہیں ہے۔ جب مکمل تسلی ہو گئی تو میں نے وہاں سے نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے۔ یہ گڑھا تقریباً" دو گز گہرا تھا۔ کافی تگ و دو کے بعد میں وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ دور دور تک سوائے درختوں اور جھاڑیوں کے مجھے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ میں انسانوں کی بستی سے نکل کر چڑیلوں کی بستی میں آ گیا ہوں۔ کس طرف جاؤں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ ابھی انہی سوچوں میں گم تھا کہ مجھے اپنے سامنے کچھ فاصلے پر ایک خوبصورت دوشیزہ بال بکھیرے ہوئے چلتی ہوئی نظر آئی ______ یہ رات کے خوفناک سناٹے میں کون ہو سکتی ہے اور یہاں اکیلی کیا کر رہی ہے۔ میں اپنے اوپر سے خوف کو دور جھٹکتے ہوئے پوری طرح اس کے تصورات میں گم تھا۔ وہ کبھی ادھر گھومتی کبھی ادھر کبھی قہقہے لگاتی اور کبھی بالکل خاموش ہو جاتی۔ ابھی تک میں نے اس کا چہرہ نہ دیکھا تھا۔ صرف اس کے کھلے بال اور جسم کا پچھلا حصہ ہی دیکھا تھا اور اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ نہایت خوبصورت دوشیزہ ہے۔ جب وہ چلتی چلتی میرے قریب آئی تو میری ایک دفعہ پھر چیخ نکل گئی۔ میرے سامنے ہیما کھڑی تھی ______ یہ وہ ہیما تھی

جس کا گلا میں نے اپنے ہاتھوں سے دبایا تھا۔ اس کے خوبصورت چہرے پر بڑے بڑے لال بیگ چلتے نظر آ رہے تھے۔ جیسے وہ لال بیگوں کی ملکہ ہو ______ اس مردہ ہیما کو اپنے سامنے زندہ سلامت دیکھ کر مجھے اپنے پاؤں سے زمین سرکتی نظر آئی۔ آسمان پھٹتا محسوس ہوا۔ اپنا دم گھٹتا نظر آ رہا تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسلسل مسکرائے جا رہی تھی ______ میں نے ایک دفعہ پھر بھاگنا شروع کر دیا۔ کس طرف بھاگ رہا تھا مجھے معلوم نہیں۔ ہاں اتنا جانتا تھا کہ وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ مسلسل ایک گھنٹہ بھاگتا رہا۔ آخر ایک جگہ جا کر گر پڑا۔ دن کا اجالا بھی رونما ہو چکا تھا۔ سورج بھی بادلوں کی اوٹ سے اپنی ٹھنڈی روشنی کے ساتھ جلوہ گر ہو رہا تھا۔ اب وہاں نہ ہیما تھی اور نہ ہی وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ______ جوں جوں سورج اپنی روشنی تیز کرتا جا رہا تھا توں توں مجھے اپنی زندگی کے بیتے ایام ایک فلم کی طرح یاد آ رہے تھے۔ عرصہ پانچ سال قبل جب میں نے سکول کی حدود عبور کرنے کے بعد کالج کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو پہلے ہی دن ایک حسینہ سے ٹکرا گیا ______ اس حسینہ سے ٹکرایا ہی تھا کہ میں اپنی دنیا ہی بھول گیا اپنا آپ بھول گیا۔ میرے سامنے ایک سرخ و سفید رنگ والی نشیلی آنکھوں والی نرم ہونٹوں والی ملائم بالوں والی گلابی رخساروں والی ترچھی نظروالی دوشیزہ کھڑی تھی۔ جو کالج کے گیٹ سے باہر نکل رہی تھی اور میں گیٹ کے اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس سے ایک ہی ٹکر میں میں اپنا سب کچھ کھو بیٹھا۔ اسے دل دے بیٹھا۔ اپنی جان دے بیٹھا۔ پہلی ہی نظر میں وہ مجھے اپنا دیوانہ بنا

گئی۔ میں دن رات اس کے تصورات میں گم رہنے لگا۔ سارا سارا دن اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے کبھی گیٹ کے اندر اور کبھی گیٹ کے باہر چکر لگاتا رہتا۔ جب اسے دیکھ لیتا تو دل کو تسلی ہو جاتی بے چین دل کو چین آ جاتا۔ بے قرار روح کو قرار آ جاتا۔ یونہی وقت گزرتا رہا اور میں اس کے پیار میں اتنا پاگل ہو کر رہ گیا کہ ہر کونے میں ہر گوشے میں صرف اور صرف اس کا چہرہ نظر آتا لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہ ہوتی کہ میں اس سے اظہار عشق کر سکتا۔ اندر ہی اندر کڑھتا رہا جب وہ میرے سامنے آتی تو زبان میرا ساتھ چھوڑ دیتی۔ میں گونگا بن جاتا۔ اپنے الفاظوں کو ادا کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔ لیکن اسے میری ذرا بھی پرواہ نہ ہوتی۔ میں آج بھی اس کے لئے اجنبی ہی تھا۔ یا پھر اسے مجھ سے محبت ہی نہ تھی۔ ایک سال تک یونہی اس کی محبت کو میں خود میں سمیٹے گزار دیا۔ اس کے

بعد جب اسے کسی دوسرے لڑکے کے ساتھ قہقہے لگاتے دیکھا۔ اس سے چہک چہک کر باتیں کرتے دیکھا۔ تو میرے تن من میں آگ لگ گئی۔ اپنی دنیا اندھیر ہوتی نظر آئی۔ زمین پھٹتی نظر آئی۔ ایسے لگتا تھا جیسے کسی نے مجھے قتل کر دیا ہو۔ جیسے میرے ارمانوں کا خون ہو گیا ہو پھر خون نے جوش مارا دل چاہا کہ دونوں کو جا کر ختم کر ڈالوں دونوں کو دنیا سے مٹا دوں دونوں کو زندہ درگور کر دوں۔ وہ دونوں میرے سامنے سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے قہقہے لگاتے گزر گئے۔ جب میرا سب کچھ لٹ گیا سب کچھ پانی میں بہہ گیا۔ اور ایک نئی چنگاڑی ابھری۔ یہ چنگاڑی ایک شعلے کا روپ اختیار کر گئی۔ یہ شعلہ انتقام کا شعلہ تھا۔ ان دونوں کو ختم کرنے کا شعلہ تھا۔ اگر میں نے اپنا پیار نہ پایا تھا تو کسی اور کو بھی حق نہ تھا کہ وہ پیار کی پینگیں بڑھائے۔ میرے اندر ان کے لئے نفرت کے انگارے ابلتے رہے اور ایسا موقع نہ ملا کہ میں ان کو ان کے انجام تک پہنچا سکتا۔ آخر ایک دن مجھے اپنے اندر جلتی ہوئی انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کا موقع مل گیا اور میں نے ان دونوں کو اپنے کمرے میں رات کی دعوت کر ڈالی۔ پہلے تو وہ نہ مانے لیکن میرے بار بار اصرار پر انہیں ماننا پڑا اس سے دو سال قبل ہم لوگ کالج سے فارغ ہو چکے تھے۔ دراصل کالج تو میں اس دن سے ہی فارغ ہو گیا تھا جب ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہوٹل میں دیکھا تھا۔ میں نے کالج جانا چھوڑ دیا اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ بھی کالج چھوڑ چکے ہیں لیکن ہم سب کو ایک دوسرے کی رہائش گاہوں کا علم تھا کہ وہ کہاں کہاں رہتے ہیں۔ بہرحال میں نے اس سنگین واقعہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنے چند دوستوں کو ساتھ ملا لیا جنہوں نے پہلے تو انکار کیا لیکن پھر مان گئے رات کو جب ہیما اور رکاش میرے پاس آئے تو میں نے سب سے پہلے ٹھنڈے مشروبات سے ان کی تواضع کی اس کے بعد چائے میں حسب پلان نشہ آور گولیاں ڈال کر ان کے سامنے پیش کر دی جو انہوں نے مزے لے کر پی۔ اس کے بعد مجھے معلوم تھا کہ کیا ہونے والا ہے لہٰذا جلد ہی وہ اپنے ہوش و حواس کھونے لگے اور میرے کمرے میں چلانے لگے کہ میں نے یہ کیا کر دیا ہے مجھے ان پر غصہ تو پہلے ہی بہت زیادہ تھا ان کی اس بات پر زوردار تھپڑ ان دونوں کے منہ پر رسید کر دیئے۔ جس سے وہ دونوں نیچے فرش پر گر پڑے۔ پہلے تو میں نے پوری قوت سے رکاش کا گلا دبایا جس سے اس نے میرے ہاتھوں میں تڑپ تڑپ کر جان دے دی اس کے بعد ہیما کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا وہ بھی میرے سامنے تڑپتی رہی۔ ظلم کی یہ آگ میرے دماغ پر اس قدر سوار تھی کہ مجھے یہ ظالمانہ قدم اٹھاتے ہوئے ان کی معصوم جانوں پر ذرا بھی ترس نہ آیا۔ ان کے تڑپنے سے میں لطف اندوز ہو رہا تھا۔ بتائے ہوئے وقت کے مطابق میرے دوست بھی آ گئے انہوں نے بھی مجھے ہمدردی دکھانے کی غرض سے باری باری دونوں کی لاشوں کی بے حرمتی کی ان کی لاشوں پر تھپڑ مارتے رہے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد ہم سب نے مل کر انہیں بوریوں میں بند کیا اور رات کے اندھیرے میں ہی شہر سے بہت دور ایک ویرانے میں پھینک آئے۔ ایسی کوئی نشانی ظاہر نہ ہونے دی کہ ہم پر کسی کو شک و شبہ ہوتا۔ میں شروع سے ہی ایک انا پسند اور اپنی من مانی کرنے والا لڑکا تھا۔ والدین کا اکلوتا تھا۔ ان کے لاڈ پیار سے میں ایک بگڑا ہوا انسان بن گیا۔ والدین کا نافرمان' بزرگوں کا نافرمان' جو کوئی میرے مزاج کے خلاف بولتا تو مار مار کر ان کا برا حال کر دیتا۔ خدا نے ہر نعمت سے نوازا تھا ایک دن والد صاحب نے مجھے مانگنے پر پیسے نہ دیئے تو میں نے ان پر بھی ہاتھ اٹھانے سے دریغ نہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اسی غم میں مر گئے اور والدہ کو شروع سے ہی اچھا نہ سمجھتا تھا کیونکہ میری وجہ سے وہ میرے ابو سے جھگڑ پڑتی تھی کہ آپ کے لاڈ پیار نے اسے بگاڑ دیا ہے نافرمان اور بدتمیز بنا دیا ہے تو میں ان کو خوب سناتا ابو کے مرنے کے بعد امی خود کو اکیلا محسوس کرتی مجھ سے بات تک نہ کرتی کہ میں نے ہی اپنے ابو کو مارا ہے۔ اسی صدمے میں امی بھی ابو کی موت کے تین ماہ بعد دنیا سے چل بسی۔ آخری وقت تک انہوں نے مجھے خوش ہو کر نہ دیکھا تھا واقعی میں غلطی پر تھا والدین میری ہی وجہ سے مرے تھے اب اپنے ہاتھوں سے دو خون کر ڈالے اور انہیں بھی ویرانے میں پھینکنے کے بعد خود میں مسرت اور خوشی محسوس کرنے لگا۔ اس کے بعد ہم دوستوں نے وہ علاقہ چھوڑ دیا۔ ہم سب آوارہ قسم کے دوست تھے تاش' جوا' شراب ہمارا معمول بن گیا تھا۔ محلے والے تنگ تھے لیکن ہمارے سامنے زبان نہیں چلا سکتے تھے۔ لیکن اس واقعہ کے بعد ہم نے خود ہی وہ علاقہ چھوڑ کر ایک دوسرے ویران علاقے میں کسی کے مکان پر قبضہ کر لیا اور وہاں ہی رہنے لگے۔ یہ علاقہ شہر سے کافی دور تھا اور کہیں کہیں اکا دکا مکان بنتے نظر آئے۔ یہ علاقہ ہمارا پسندیدہ علاقہ بن گیا آوارہ دوستوں میں اضافہ ہو گیا۔ روزانہ رات کو جوا اور شراب چلتی۔ گالی گلوچ اور قہقہے روانہ

یہاں سے بلند ہوتے لیکن یہاں کسی کا خطرہ نہ تھا۔ ایک رات جب ہم سب نشے میں دھت پڑے ہوئے تھے کہ میرے ایک دوست پرشان نے چیختے ہوئے بھاگنا شروع کر دیا اس کی زبان سے نکلنے والی چیخیں اس قدر ہیبت ناک تھیں کہ ہم سب لرز گئے۔ وہ چیخیں مارتا ہوا بھاگتا رہا اور ہم دو تین دوست اس کا پیچھا کرتے رہے۔ آخر کار ایک درخت سے ٹکرانے کے بعد بے ہوش ہو گیا اور بے ہوشی کے عالم میں بولے جا رہا تھا۔ مجھے بچاؤ یہ مجھے مار دے گی۔ ہم نے اسے بہت کوشش کی ہوش میں لانے کی لیکن وہ ہوش میں نہ آیا کہ اچانک ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ ہمیں نظر آیا اس ڈھانچے کو دیکھتے ہی ہم لوگ بھاگ نکلے۔ وہ ڈھانچہ میں نے پہچان لیا تھا۔ ہاتھ پاؤں اور جسم صرف ہڈیاں تھیں لیکن چہرہ رکاش کا تھا۔ جو پرشان کے اوپر جھک گیا اور اس کا خون چوسنے لگا۔ ہم یہ منظر دور سے ہی دیکھتے رہے۔ وہ تڑپ رہا تھا لیکن وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ مسلسل خون نچوڑے جا رہا تھا۔ جب پرشان تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا تو وہ ڈھانچہ اٹھا اور اس نے اس کے مردہ جسم کو اٹھایا اور ایک طرف چلنا شروع کر دیا

_______ اس واقعہ کے بعد ایک ہفتہ تک مکمل سکوت رہا کسی قسم کا کوئی واقعہ رونما نہ ہوا۔ اس کے ایک ہفتہ بعد ایک رات جب میری آنکھ کھلی تو مجھے دوسرے کمرے سے کسی کے تڑپنے سسکنے اور آہوں کی آہستہ آہستہ آوازیں آئیں۔ میں یہ آوازیں سن کر چونک گیا اور دروازے کی اوٹ سے جب اندر دیکھا تو میرے منہ سے زوردار چیخ بلند ہو کر فضا میں بکھر گئی۔ دوسرے کمرے میں میرا دوسرا دوست بھی ڈھانچے کے نوکیلے دانتوں کا شکار ہو گیا تھا۔ جب میرے منہ سے خوفناک چیخ بلند ہوئی تو اس نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کی شکل سے مجھے وحشت ہوئی چہرہ وہی تھا لیکن خوفزدہ تھا لمبے اور نوکیلے دانت بالکل چڑیلوں والے تھے جو میرے سامنے ہی خون پیتا رہا۔ اس کے بعد اس کو اٹھانے کے بعد ایک طرف چلتا ہوا غائب ہو گیا۔ اب ہر دوسرے تیسرے دن یہ گھناؤنا کھیل کھیلا جانے لگا۔ مسلسل چار اموات ہونے کے بعد میرے دوستوں نے اس مکان میں آنا چھوڑ دیا۔ مجھے خود بھی اس مکان سے خوف آنے لگا۔ ایک رات میں دروازے کو اچھی طرح بند کرنے کے بعد اندر بیٹھا ڈھانچے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ مجھے صحن سے آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی صحن میں گڑھا کھود رہا ہو۔ مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ میں باہر نکل کر دیکھتا میں نے فوراً" جلتی ہوئی لائٹ بند کر دی۔ اور اپنی جان بچانے کی خاطر چارپائی کے نیچے چھپ گیا۔ باہر سے زمین کھودنے کی آوازیں مسلسل آ رہی تھیں میں پسینہ سے شرابور اپنی موت کو اپنے اردگرد رقص کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پھر آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ آوازیں بند ہونے کے بعد میرے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اس کے بعد ایک غیبی روشنی میرے اندھیرے کمرے کو روشن کرنے لگی۔ اس روشنی سے کمرہ اس قدر روشن ہو گیا کہ مجھے کمرے میں پڑی ہر چیز واضح طور پر دکھائی دینے لگی۔ اس روشنی میں ہی مجھے کسی کے اندر آنے کی آہٹ صاف طور محسوس ہوئی۔ یہ قدم ایک خوبصورت لڑکی کے لگتے تھے۔ جس کے پاؤں میں پازیب تھے بالکل سفید پاؤں۔ ایسے جیسے کوئی پرستان کی شہزادی میرے کمرے میں اتر آئی ہو۔ اس کے پاؤں میں مجھے چند بڑے بڑے لال بیگ چلتے نظر آئے جو میری طرف تیزی سے بڑھنے لگے۔ اگر میں ان کو دیکھ کر چیختا تو کمرے میں میری موجودگی کا انہیں احساس ہو جاتا تھا۔ اس لئے میں نے بغیر کسی آہٹ کے بغیر کسی آواز کے ان لال بیگوں کو اپنے دانتوں تلے کچل دیا لیکن یہ پاؤں کس کے ہو سکتے تھے یہ کون ہو سکتی ہے جو میرے کمرے میں براجمان تھی ایک دل چاہا چارپائی سے باہر نکل کر اس دوشیزہ کی صورت دیکھوں لیکن جب یہ خیال آیا کہ یہ انسان نہیں ہے اگر انسان ہوتی تو اتنی اندھیری رات میں اکیلی گھر سے نکل کر یہاں تک کیسے آ سکتی تھی یہ ضرور چڑیل ہو گی۔ چڑیل کا خیال آتے ہی میرا جسم خوف سے لرزنے لگا _______ کافی دیر تک وہ پائل کی جھنکار کے ساتھ کمرے میں ادھر ادھر گھومتی رہی۔ پھر دروازے سے باہر نکل گئی۔ اس کے باہر نکلتے ہی کمرے کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ میں چارپائی سے باہر نکلا کپڑے سے اپنا پسینہ صاف کیا اور کھڑکی سے باہر دیکھا باہر صحن میں ایک بہت بڑا قبر نما گڑا کھودا ہوا تھا شاید یہ قبر میرے لئے تیار کی گئی تھی لیکن میں ان کو مل نہیں سکا۔ اگر مل جاتا تو دوسرے دوستوں کی طرح وہ ڈھانچہ اپنے نوکیلے دانتوں سے میرا خون بھی نچوڑ لیتا _______ میں نے یہ مکان چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا اور سوچ لیا کہ اب یہ شہر چھوڑ کر کسی گاؤں میں ڈیرا جما لوں۔ یہاں تو لوگوں کی نظروں میں بہت برا انسان ہوں کسی غیر علاقے میں جا کر ایک نئی زندگی کا آغاز کروں۔ رات انہی سوچوں میں بسر کر دی۔ صبح سویرے ہی میں نے وہاں سے جانے کی تیاری

شروع کردی ابھی باہر نکلنے ہی والا تھا کہ میرا ایک دوست ہاتھ میں شراب کی بوتلیں پکڑے مکان میں داخل ہوا اور بولا کہا جا رہے ہو۔ میں نے کہا میں یہاں سے ہمیشہ کے لئے جا رہا ہوں۔ تو بولا۔ بزدل ہو۔ موت سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہو۔ کہاں گئی تمہاری بہادری کہاں گئی تمہاری بدمعاشی ________ اس کی اس قسم کی باتوں نے میرے اندر کا بگڑا انسان پھر جگا دیا۔ میں نے اپنا سامان ایک طرف پھینکا اور کہا میں کسی موت وغیرہ سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی مجھے کسی سے خطرہ ہے۔ لاؤ بوتلیں اور پھر صبح سویرے ہی پوری کی پوری بوتل اڑا دی اور تمام دن کمرے میں مدہوش رہا بے ہوشی کی حالت میں رات بھی بیت گئی ________ جب ہوش آیا تو اپنی زندگی کے بارے میں سوچنے لگا کہ میں کیا کر رہا ہوں کس لائن پر جا رہا ہوں۔ میں اس راستے پر جا رہا ہوں جس کے ہر طرف کانٹے ہی کانٹے ہیں۔ والدین کی موت کا بھی ذمہ دار میں خود تھا اور رکاش اور ہیما۔ ان دونوں کا خیال آتے ہی میں ایک دفعہ تو کانپ اٹھا اتنے میں مجھے پھر صحن سے کسی کے چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔ اس دفعہ ایسا لگا جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ پورا کمرے ہلتا ہوا نظر آیا۔ میرا بستر ایسے گھومنے لگا جیسے میں کسی بھنور میں پھنس گیا ہوں۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ میں سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک زوردار طمانچہ میرے منہ پر پڑا۔ یہ تھپڑ اتنے زور کا تھا کہ میں اوندھے منہ نیچے زمین پر گر پڑا۔ اس کے بعد ایسے لگا جیسے کوئی گرم سلاخوں سے میرے جسم کو جلا رہا ہو میری چیخیں نکل گئیں۔ میں سب کچھ وہیں کا وہیں چھوڑ کر بھاگ نکلا شہر سے باہر ایک قبرستان سے ہوتا ہوا ایک پرانے کھنڈرات میں جا پہنچا۔ وہاں جاتے ہی میں بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو اپنے اردگرد چاروں طرف کانٹوں بھری سوکھی ٹہنیاں پڑی نظر آئیں میں کہاں تھا مجھے علم نہ تھا تقریباً" دو راتیں وہاں خاردار جھاڑیوں کے بیچ پڑا رہا اب جب ہوش آیا تو جھاڑیاں غائب تھی اور ایک دیوار کے قریب چند ایک بوسیدہ روٹیاں پڑی نظر آئیں۔ جن پر چھوٹے چھوٹے کیڑے گھوم رہے تھے۔ بھوک سے اس قدر نڈھال تھا کہ میں نے ان بوسیدہ روٹیوں کو کیڑوں سے صاف کر کے کھا لیا۔ پیٹ کے اندر کچھ گیا تو جینے کی ہمت پیدا ہوئی چلنے پھرنے کے قابل ہوا میں نے چل پھر کر اس کھنڈرات کا بھرپور جائزہ لیا۔ ایک طرف راستہ نظر آیا میں وہاں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور چلتا ہوا کھنڈرات سے بہت دور نکل آیا۔ رات میں کوئی ایسا واقعہ رونما نہ ہوا جس سے میں خوفزدہ ہو تا۔ وہاں بیٹھے بیٹھے یہ تمام باتیں تمام واقعات ایک فلم کی طرح میری نظروں کے سامنے گزر رہے تھے۔ آج اس حسین و جمیل دوشیزہ کو ہیما کی صورت میں دیکھ کر میں کانپ کر رہ گیا اور جو چارپائی کے قریب ڈھانچہ تھا وہ رکاش کا تھا جو مجھے یہاں تک بھگا کر لایا تھا۔ اب میں ایک ویرانے میں شہر سے بہت دور ایک عجیب سے کھنڈرات میں گھس گیا جہاں ہر طرف خوف ہی خوف تھا۔ کھنڈرات کا ایک ایک کونہ وحشت زدہ اور خطرات سے خالی نہ تھا۔ یہ خوفناک کھنڈر دیکھنے کا حوصلہ نہ تھا لہٰذا میں نے وہاں سے بھاگ جانا چاہا۔ ابھی دن کا اجالا تھا۔ ہر چیز واضح نظر آ رہی تھی۔ میں نے کھنڈرات سے نکل کر اپنا رخ شہر کی طرف کر لیا ایک اندازہ لگا لیا کہ اس طرف شہر ہو گا کیونکہ اسی طرف ویرانہ کم تھا اور دوسری طرف جہاں تک نظر جاتی وسیع و عریض ویران کھنڈرات اور بے ترتیب درختوں کے جھرمٹ نظر آتے۔ میں تھکا ہوا ٹوٹے دل بوجھل قدموں سے اپنی سوچ کی تیار کردہ سمت کی طرف چلنے لگا۔ بھوک پیاس سے نڈھال چلتا رہا۔ آخر ایک جگہ درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ لوگوں پر کیے ہوئے ظلم یاد آنے لگے۔ والدین نظروں کے سامنے آئے۔ دوست احباب سامنے آ گئے۔ یہاں تک کہ جن جن پر ظلم کیا تھا ان کی صورتیں نظروں کے سامنے گھومنے لگیں۔ آنکھیں بند کیے نجانے کتنی دیر تک وہاں ہی بیٹھا رہا۔ کب سورج ڈھلا کب روشنی کی جگہ اندھیرے نے لے لی۔ کچھ خبر نہ تھی۔ پیاس سے گلا خشک ہو رہا تھا اور بھوک کی وجہ سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی میرے پیٹ کی تمام انتڑیاں باہر کھینچ رہا ہو۔ بیٹھنے کی ہمت جواب دے گئی تو میں لیٹ گیا۔ ابھی لیٹے چند منٹ ہی بیتے ہوں گے کہ وہی ڈھانچہ مجھے اس ویرانے میں چلتا نظر آیا۔ اب بھاگنا تو دور کی بات تھی چلنا بھی مشکل تھا اس کے ہاتھ میں کلہاڑی دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ آج میری زندگی کا آخری دن ہے موت نے مجھے یہاں لا پھینکا ہے اب بھاگ کر کہاں جاؤں ادھر ڈھانچہ مسلسل میرے قریب آ رہا تھا۔ میں اپنی جان بچانے کی غرض سے اٹھا لیکن اٹھا نہ گیا۔ دوبارہ وہیں کا وہیں لیٹ گیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ کافی دیر تک آنکھیں بند رکھیں تو مجھے اس خوفناک سناٹے میں پائل کی جھنکار سنائی دی۔ یہ آواز سنتے ہی میں نے اپنی بند آنکھیں کھول دیں۔ سامنے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ آواز مسلسل آ رہی تھی

لیکن کچھ اور نظر نہ آیا۔ وہ ڈھانچہ اپنا آپ ظاہر کرنے کے بعد غائب ہو گیا تھا اور اس پائل کی جھنکار سے ویرانے کا تمام سناٹا مدہوش ہو رہا تھا۔ آہستہ آہستہ مجھے دور سے پائل کی جھنکار والا چہرہ نظر آیا۔ یہ ہیما تھی جس کا میں قاتل تھا اور آج وہ اپنا بدلہ لے سکتی تھی۔ لیکن یہ زندہ کیسے ہو گئی شاید یہ مری نہ تھی صرف بے ہوش ہوئی تھی اور اب میری تلاش میں ادھر ادھر گھوم رہی ہو۔ لیکن نہیں ایسا نہیں ہے۔ یہ بے ہوش نہ ہوئی تھی بلکہ جب اس کے مرنے کی دل کو تسلی ہو گئی تھی تب اسے بوری میں بند کیا تھا لیکن اب ہو سکتا ہے کہ اس کے مردہ جسم پر چڑیلوں نے قبضہ کر لیا ہو اور وہ مجھ سے اپنا انتقام لینا چاہتی ہو ________ پھر چڑیل کا خیال آتے ہی مجھے اس مدہوش کر دینے والی پائل کی جھنکار سے خوف آنے لگا۔ ہیما میرے قریب آ رہی تھی۔ ادھر دور سے مجھے پھر سے وہی ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آیا جو کچھ دیر قبل اپنا آپ ظاہر کرنے کے بعد روپوش ہو گیا تھا۔ اب میں سمجھ گیا کہ جس طرح میں نے ان دونوں کا خون کیا تھا۔ یہ دونوں میرا خون کریں گے اور مجھے بھی دنیا سے اٹھا کر قبرستان میں پہنچا دیں گے۔ میرا یہ خدشہ درست ثابت ہوا۔ دونوں مسلسل میرے قریب آ رہے تھے جب وہ بالکل قریب آ گئے تو میں نے بغور ہیما کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر لال بیگ دیکھ کر میں کانپ کر رہ گیا یہ لال بیگ اپنی گردنیں اٹھا کر میری طرف دیکھ رہے تھے جیسے اپنے جسم کا تمام زہر مجھ میں انڈیل دیں گے۔ ابھی یہ خیال دل میں تھا کہ اس کے چہرے اور جسم سے تمام لال بیگ اڑ کر میرے جسم کو ڈسنے لگے۔ ان کے ڈسنے سے میری چیخیں نکل گئیں۔ وہ جسم کے جس حصے میں ڈستے اندر سے بوٹی نکال لیتے۔ ادھر ان دونوں نے اپنی شکلیں بدلنی شروع کر دیں۔ جو ایک حسین دوشیزہ سے ایک بدصورت چڑیل بن گئی۔ اس کی وحشت ناک صورت دیکھ کر میں کانپ گیا۔ اس نے اپنے نوکیلے پنجے میری طرف بڑھائے اور میرے پیٹ میں ٹھونس دیے۔ جسم کی اندر سے خون کا فوارہ نکلا میرے منہ سے دردناک چیخیں بلند ہوئیں۔ میں درد سے تڑپتا رہا چیختا چلاتا رہا۔ ایک طرف لال بیگوں کے ڈسنے کی تڑپ اور دوسری طرف ظالم چڑیل کے نوک دار پنجے سے میں نڈھال ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے خبر نہیں کہ وہ میرے ساتھ کیا کچھ کرتے رہے جب ہوش آیا تو سوائے ویرانے کے اور کچھ نہ تھا۔ سورج کی روشنی سے تمام ویرانہ چمک رہا تھا۔ بھوک پیاس سے نڈھال' زخموں سے چور نہ ہل سکتا تھا اور نہ ہی چل سکتا تھا۔ میں نے اپنی قمیض پھاڑ کر ان زخموں پر باندھ دی۔ میرے اردگرد کی تمام زمین میرے خون سے سرخ ہو چکی تھی۔ بمشکل درخت کا سہارا لے کر اٹھا اور اس درخت کے پتوں سے اپنے پیٹ کی بھوک ختم کی جب کچھ تسلی ہوئی تو آگے کسی جانب چل پڑا۔ کچھ دور جانے کے بعد ایک جگہ گندے پانی کا چھپڑ نظر آیا۔ میں نے آنکھیں بند کر کے خوب جی بھر کر پانی پیا اور ویرانے سے نکل جانے کا سفر شروع کر دیا۔ دور سے مجھے ایک جگہ چند مکان نظر آئے۔ ان مکانوں کو دیکھ کر جیسے ہی دوبارہ دنیا میں آ گیا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ زخموں اور درد کے باوجود بھی میں تیز تیز چلتا ہوا ان مکانوں کے قریب پہنچ گیا۔ جب وہاں پہنچا تو وہاں بھی کوئی انسان نظر نہ آیا۔ تمام مکانوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے لیکن اندر انسان کوئی نہ تھا۔ آخر ایک مکان میں جھانک کر دیکھا تو ایک کونے میں بوڑھی عورت بیٹھی نظر آئی۔ میں نے ان سے اجازت لے کر اندر داخل ہو گیا۔ وہ میری حالت بھانپ گئی تھی میرے جسم پر جما ہوا خون دیکھ کر شاید یہ سوچ رہی تھی کہ میں ظالموں کی قید سے آزاد ہو کر آیا ہوں۔ میں نے کہا اماں کھانے کو کچھ مل جائے گا۔ اس نے ہاں میں سر ہلایا اور چند سیکنڈ کے اندر اندر ہی چار پانچ روٹیاں اور ٹھنڈے پانی کا ایک خوبصورت جگ میرے سامنے تھے۔ میں نے بھوکے بھیڑیے کی طرح تمام کی تمام روٹیاں منٹوں میں ختم کر ڈالیں اور پانی کا پورا جگ اپنے اندر انڈیل دیا اور پھر ایک جگہ پانی سے اپنے زخموں کو دھویا۔ قمیض سے جسم کے زخموں کو باندھا جب رات ہوئی تو اس بڑھیا نے اپنا روپ بدل لیا۔ ایک خونخوار چڑیل کے روپ میں میرے سامنے تھی۔ میں نے اسے دیکھتے ہی بھاگنا شروع کر دیا۔ پیچھے سے مجھے کسی کے تیز قدموں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ جیسے ابھی کوئی مجھے پیچھے سے پکڑ لے گا اور پھر اک جگہ میں درخت سے ٹکرانے کے بعد گر گیا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میری دونوں ٹانگیں ٹوٹی ہوئی تھیں اور جسم پر پنجوں کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا۔ میں چلا رہا تھا میرے جسم پر زخموں پر وہی لال بیگ ڈسنے میں مصروف تھے۔ میں نے لال بیگ دیکھنے کے بعد اندازہ لگا لیا کہ ہیما نے یہ حال کیا ہے ________

مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے مجھے میرے کیے کی سزا مل گئی ہے اور میں بھی دنیا سے ناطہ توڑنے والا ہوں۔ اب چلنا پھرنا دور کی بات ہلا بھی نہیں جاتا۔

دیوانہ

شہاب شیخ ۔ کراچی

انسان کو پیٹ پالنے کیلئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ انور اور فاروق بھی بہت کچھ کرنا چاہتے تھے لیکن ان کے علاقے میں ایک وباء پھیل جانے کی وجہ سے ان کے والدین بہت عرصہ پہلے انتقال کر گئے۔ تھے انور اور فاروق ہم عمر تھے اور ایک ہی محلے میں رہتے تھے، ان دونوں کے درمیان دوستی بھی اچھی خاصی تھی۔ ماں باپ کے مرنے کے بعد انور کی ایک بہن رہ گئی تھی جبکہ فاروق کے دو چھوٹے بھائی تھے۔ انور کو اپنی بہن کی شادی کی فکر تھی جبکہ فاروق کو دونوں چھوٹے بھائیوں کی تعلیم و تربیت کی۔ ساتھ ہی ساتھ انہیں اپنے گھروں کے خرچ چلانے کی فکر بھی لاحق رہتی تھی۔ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان دونوں نے تعلیم چھوڑ دی تھی اور محنت مزدوری کرنے لگے تھے۔ یوں ان کی گزر بسر ہو جاتی تھی۔ شام میں جب وہ اپنے کاموں سے لوٹتے تو موسیقی کی ایک تربیت گاہ میں چلے جاتے۔ موسیقی ان دونوں کا شوق تھا اور کچھ آمدنی بھی ہو جاتی تھی۔ وہ دونوں بہت عرصے سے موسیقی سیکھتے چلے آ رہے تھے۔ انور ہارمونیم بجاتا تھا جبکہ فاروق کو طبلے کا شوق تھا۔ گانے کا شوق دونوں کو ہی تھا۔ یوں اگر وہ دونوں ایک ساتھ کہیں چلے جاتے تو پھر کسی اور گلوکار یا سازندے کو بلانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ آج جب وہ دونوں اپنے استاد کے پاس پہنچے تو وہاں استاد کے کچھ مہمان بیٹھے ہوئے تھے انور اور فاروق سلام کرنے کے بعد ایک طرف بیٹھ گئے۔ "ارے بھئی --- یہاں نزدیک آؤ، اتنی دور کیوں بیٹھے ہو؟" استاد نے ان دونوں کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ سعادت مندی سے استاد کے قریب بیٹھ گئے۔ استاد نے اپنے ایک مہمان سے کہا "یہی ہیں انور اور فاروق، تم اپنی بتادو کہ کہاں آنا ہے، یہ لوگ آ جائیں گے۔" اس شخص نے انور اور فاروق سے مسکرا کر مصافحہ کیا اور بولا "استاد نے تم لوگوں کی بہت تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ اگر تم دونوں ہو تو کسی تیسرے کی ضرورت نہیں ہوتی۔" "یہ اگر کہتے ہیں تو یقیناً" بالکل صحیح ہو گا لیکن اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں ہے، کمال استاد کا ہی ہے جنہوں نے ہمیں اس قابل بنایا۔" فاروق نے خوش اخلاقی سے کہا۔ "بے شک بے شک" اس شخص نے تعریفی نظروں سے فاروق کو دیکھتے ہوئے کہا۔ چند ثانیئے توقف کے بعد وہ بولا۔ "محفل ساری رات کی ہوگی۔" ہمارے کچھ دوست شوقیہ طور پر گاتے رہیں گے، آپ دونوں بھی ہونگے تو بڑی اچھی محفل ہو جائے گی۔" "جی ہاں بالکل --- یہ بتایئے کہ محفل کب کرنی ہے؟" انور نے اس شخص سے پوچھا۔ "کل رات" اس شخص نے جواب دیا۔ "کہاں پر ہے" انور نے پوچھا۔ "ساتھ والے گاؤں میں --- یعنی جعفر آباد میں۔" اس شخص نے بتایا تو انور اور فاروق کے جسم میں خوف کی لہریں دوڑ گئیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے گاؤں اور جعفر آباد کے درمیان ایک طویل ویرانہ ہے جہاں دن میں بارہ بجے یا پھر رات میں اکثر لوگوں کے پیچھے بد روحیں لگ جاتی ہیں جو مختلف شکلوں میں ڈراتی ہیں جبکہ دو آدمیوں کا قتل بھی ہو چکا تھا۔ ان کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ انہیں بد روحوں نے مارا ہے جبکہ کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ ان کے دشمنوں نے مارا ہے۔ "تم لوگ کس سوچ میں پڑ گئے ہو؟" اس شخص نے انور اور فاروق سے پوچھا۔ "نہیں --- کوئی خاص بات نہیں ہے۔" فاروق نے مسکرا کر کہا۔ "دیکھو پیسوں کی فکر نہ کرو۔ استاد نے مجھے بتا دیا ہے کہ تم لوگوں کو آتے ہوئے کتنے پیسے دینے ہیں۔" اس شخص نے کہا۔ "نہیں نہیں --- پیسوں کی تو کوئی بات نہیں ہے۔ استاد کا حکم ہو تو پھر پیسوں پر تو ہم بات ہی نہیں کر سکتے۔" انور نے کہا۔ "تو پھر بتاؤ اگر کوئی مسئلہ ہے تو؟" اس شخص نے پوچھا۔ "کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" فاروق نے کہا۔ "تو پھر کل آپ لوگ آ رہے ہیں؟" اس شخص نے پوچھا۔ "جی ہاں --- بالکل، ہم لوگ پہنچ جائیں گے۔" انور نے یقین دلایا۔ "اچھی بات ہے --- تو پھر آپ استاد سے پوچھ لینا ہمارا پتہ۔" اس شخص نے کہا۔ "جی بہت بہتر" انور نے کہا تو وہ

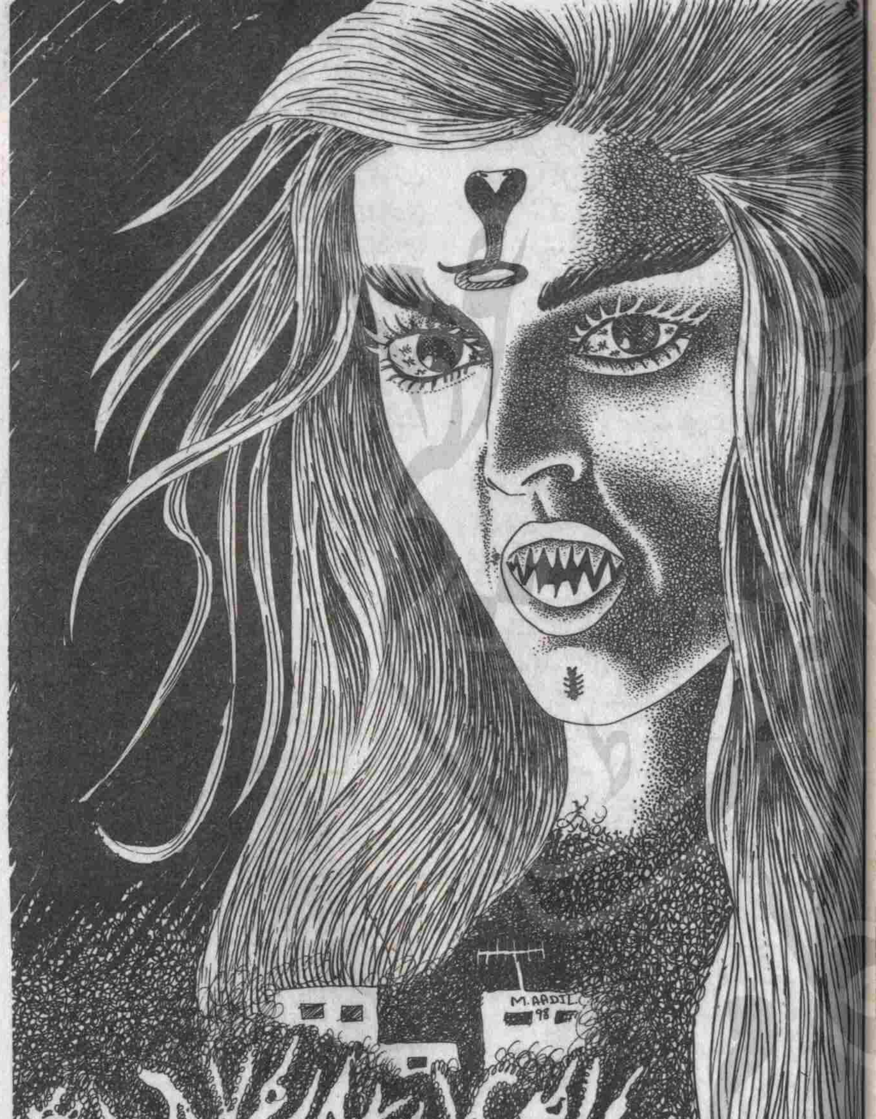

شخص استاد سے بولا "اچھا۔ اب ہمیں اجازت دیں۔ کل ہم لوگ ان دونوں کا انتظار کریں گے۔" "آپ بے فکر رہیں، یہ دونوں صحیح وقت پر پہنچ جائیں گے۔" استاد نے اس شخص سے کہا تو وہ شخص اور اس کے ساتھی سلام کرنے کے بعد چلے گئے۔ "یہ میرے خاص دوست ہیں، تم دونوں کو ہر حال میں وہاں پہنچنا ہے۔ ویسے میں جانتا ہوں کہ تم دونوں کیوں پریشان ہو۔ تم لوگ رات ہونے سے پہلے وہاں پہنچ جانا، اس طرح راستے میں رات نہیں ہوگی اور تم لوگ آرام سے وہاں پہنچ جاؤ گے۔" استاد نے کہا۔ "ارے استاد --- آپ فکر نہ کریں، آپ کا حکم ہو گیا ہے، اب ہم ضرور وہاں پہنچیں گے، ویسے آپ نے صحیح اندازہ لگایا کہ ہم دونوں کیوں پریشان ہو گئے تھے اور اب آپ نے جو کہا ہے کہ ہم جلدی یہاں سے نکل جائیں

مانہ رات ہونے سے پہلے آپ کے دوستوں کے یہاں پہنچ جائیں تو یہ انتہائی مناسب طریقہ ہے۔" انور نے کہا۔ "مجھے تم لوگوں سے یہی امید ہے کہ تم لوگ کبھی میری بات نہیں ٹالو گے۔" استاد نے خوش ہو کر کہا۔ "استاد آپ کو صرف امید نہیں بلکہ یقین ہونا چاہئے کہ ہم آپ کی بات کبھی نہیں ٹالیں گے۔" فاروق نے سعادت مندی سے کہا۔ "بہت خوب --- بہت خوب۔" استاد نے اس کاشانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ تو کچھ توقف کے بعد وہ بولے۔ "کیا کل والا سبق تم لوگوں نے یاد کرلیا ہے؟" "جی ہاں استاد مجھے یاد ہو گیا ہے۔" انور نے کہا۔ "مجھے بھی یاد ہو گیا ہے استاد۔" فاروق نے بتایا۔ "تو پھر ٹھیک ہے --- مجھے سناؤ۔" استاد نے ہارمونیم اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔

****

دوسرے دن انور اور فاروق نے اپنے کاموں سے ذرا جلدی چھٹی کرلی۔ گھر پر انہوں نے بتا دیا کہ وہ آج رات نہیں آئیں گے۔ اس کے بعد وہ استاد کے پاس پہنچ گئے۔ شام کے چار بج رہے تھے۔ ان دونوں نے اپنی سائیکلوں کے پیچھے ہارمونیم اور طبلہ رکھا اور روانہ ہوگئے۔ انہیں امید تھی کہ پانچ بجے تک وہ لوگ جعفر آباد پہنچ جائیں گے جبکہ اندھیرا چھ بجے تک پھیلتا ہے۔ "ہمیں رفتار ذرا تیز ہی رکھنی چاہئے۔" انور نے کہا۔ "یار! استاد کا حکم ہے ورنہ میں تو کبھی نہیں جاتا۔" فاروق نے انور کی بات پر کچھ کہنے کی بجائے کہا لیکن پھر اس نے سائیکل کی رفتار کو تیز کر کے ثابت کر دیا کہ وہ انور کی بات سے متفق ہے۔ "یار! یہ بات تم نے صحیح کہی، اگر استاد کا حکم نہ ہوتا تو پھر میں بھی نہ جاتا۔" "خیر! --- ہمیں زیادہ فکر مند نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ابھی بہت وقت اندھیرا ہونے میں اور رات ہونے سے پہلے پہلے تو اکثر لوگ اس راستے سے آتے جاتے رہتے ہیں۔" فاروق نے کہا۔ وہ دونوں کافی دیر تک تیز رفتاری کے ساتھ سائیکلیں چلاتے رہے ایک جگہ پہنچ کر انور بولا۔ "لو بھئی --- یہ وہ جگہ ہے جہاں سے کہا جاسکتا ہے کہ صحیح معنوں میں ویرانہ شروع ہوتا ہے۔" "ہاں --- تم صحیح کہتے ہو، یہیں سے دراصل ویرانہ شروع ہوتا ہے کیونکہ یہاں تک تو لوگ زیادہ تر آتے جاتے ہی رہتے ہیں۔" فاروق نے کہا "اور پانی کے ٹینکر بھی یہاں تک آتے ہیں جن کا پانی کا کام صبح شام کا ہے۔" انور نے کہا اسی وقت انہیں کسی ٹرک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پھر کچھ ہی دیر بعد درختوں کے پیچھے سے نکل کر ایک واٹر ٹینکر ان کے سامنے آگیا اور ان کے قریب سے گزرتا ہوا ان کے گاؤں کی طرف چلا گیا۔ تقریباً دس منٹ تک وہ لوگ تیز رفتاری سے ویران علاقے میں سفر کرتے رہے اور پھر ایک دھماکہ سن کر دونوں ہی اچھل پڑے۔ "اوہ --- یہ کیا ہو گیا؟" انور نے سائیکل روکتے ہوئے کہا۔ اس کی نظر سائیکل کے اگلے ٹائر پر تھی۔ وہ پنکچر ہو گیا تھا اور دھماکے کی آواز اسی کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔ فاروق نے بھی اپنی سائیکل روک لی اور اس پر سے لرزتے ہوئے پریشان لہجے میں بولا۔ "یار! یہ تو بڑی پریشانی والی بات ہو گئی۔" "میرے تو ذہن میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ ایسا ہو سکتا ہے جبکہ یہ تو ایک عام سی بات ہے، کیا تمہارے ذہن میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی؟" انور پریشان لہجے میں فاروق سے پوچھا اور سائیکل کو کھڑا کرنے کے بعد ٹائر کا جائزہ لینے لگا۔ "یار! یہ بات تو میرے ذہن میں ہی نہیں آئی تھی۔" فاروق نے اپنا سر کھجاتے ہوئے کہا۔ "اب کیا کریں یار؟" اگر ویرانہ شروع ہونے سے پہلے ہی یہ واقعہ ہو جاتا تو شاید ہم واپس چلے جاتے لیکن ہم تو بالکل درمیان میں پھنس چکے ہیں۔" انور نے کہا۔ "ابھی اندھیرا پھیلنے میں کافی دیر ہے۔ ہمیں تیز تیز پیدل چلنا چاہئے۔ ہم لوگ اندھیرا پھیلنے سے پہلے پہلے اس ویرانے سے نکل جائیں گے۔" فاروق نے کہا "تم ٹھیک کہتے ہو۔ آؤ چلو۔" انور نے کہا۔ پھر وہ دونوں سائیکل پکڑ کر تیز تیز چلنے لگے۔ کچھ دور چلنے کے بعد انور کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کیلئے سائیکل کو کھینچنا مشکل ہو رہا ہے، فاروق نے بھی اس کی حالت دیکھ لی تھی۔ اس نے پوچھا۔ "کیا بات ہے انور؟ تم کچھ پریشان لگ رہے ہو؟" "یار! سائیکل کو کھینچنا مشکل ہو رہا ہے۔" انور نے کہا۔ "شاید اس لئے کہ سائیکل پنکچر ہو چکی ہے۔" فاروق نے خیال ظاہر کیا۔ "نہیں یار! کچھ زیادہ ہی محنت کرنی پڑ رہی ہے سائیکل کھینچنے کیلئے۔" انور نے کہا۔ "اچھا لاؤ --- اپنی سائیکل مجھے دے دو اور میرا سائیکل تم لے لو، تم شاید تھک چکے ہو۔" فاروق نے کہا اور پھر ان دونوں نے ایک دوسرے کی سائیکل پکڑ لی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد انور کو فاروق والی سائیکل بھی کھینچنی مشکل ہو گئی۔ ادھر فاروق کو بھی سائیکل کھینچنا مشکل پڑ رہا تھا۔ انور رک گیا اور بولا "یار فاروق! تمہاری سائیکل کھینچنا بھی میرے لئے مشکل ہو رہا ہے۔" "اور مجھ سے بھی یہ سائیکل نہیں کھینچی جا رہی ہے۔" فاروق نے انور سے کہا۔ "ایسا کیوں ہے؟ --- آج سے پہلے تو ایسا نہیں ہوا۔" انور نے

پریشان لہجے میں کہا۔ "آؤ --- ایک بار پھر کوشش کرتے ہیں۔" فاروق نے انور کی بات پر کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے کہا اور وہ دونوں پھر سائیکلوں کو کھینچنے کی کوشش کرنے لگے لیکن اس مرتبہ تو ان سے چند قدم سے زیادہ سائیکلیں نہیں کھینچی گئیں۔ انور ہانپتے ہوئے رک گیا۔ فاروق نے بھی قدم روک لئے۔ اچانک فاروق کی نظر آسمان پر پڑی، اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا کیونکہ کالے کالے بادل تیزی سے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔ "یار! بڑی مشکل ہو جائے گی۔" اس نے کہا تو انور نے بھی آسمان کی طرف دیکھا اور وہ بھی پریشان ہو گیا۔ پھر بولا۔ "اگر بارش شروع ہو گئی تو ہمارے لئے مصیبت ہو جائے گی۔" "اب کیا کریں انور؟ --- سائیکلیں آگے کھینچی نہیں جا رہی ہیں اور بادل تیزی سے آ رہے ہیں۔" فاروق نے پریشان لہجے میں کہا۔ "ایک بار اور سائیکلیں کھینچنے کی کوششیں کرتے ہیں ہم لوگ اور اگر تب بھی ناکام ہو گئے تو پھر ہمارے لئے بہتر یہی ہو گا کہ ہم پیدل ہی اس علاقے سے نکل جائیں۔" انور نے کہا۔ فاروق نے اثبات میں گردن ہلا کر کہا۔ "یہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اگر ہم سائیکلوں کے چکر میں لگے رہے تو خود پھنس کر رہ جائیں گے۔" پھر ان دونوں سائیکلوں کو زور دے کر آگے بڑھانے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن دو چار قدم سے زیادہ آگے نہیں بڑھ سکے۔ "بس اب ان سائیکلوں کو چھوڑ دو، ہارمونیم اور طبلہ کندھے پر ڈالو اور چلو۔" انور نے سائیکل کھڑی کرتے ہوئے کہا فاروق نے بھی سائیکل کھڑی کر دی۔ پھر انہوں نے ہارمونیم اور طبلہ کندھوں پر لٹکائے اور چلنے لگے۔ اچانک بادل زور سے گرجے اور پھر کچھ ہی دیر بعد بارش شروع ہو گئی۔ "مجھے لگتا ہے کہ ہمیں یہ سامان بھی یہیں چھوڑ دینا چاہئے۔" فاروق نے کہا۔ "نہیں --- ابھی اسے ساتھ ہی رکھتے ہیں، زیادہ مشکل پیش آئی تو چھوڑ دیں گے۔" انور نے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ تیز تیز قدم بڑھا رہے تھے۔ بارش کچھ ہی دیر بعد تیز ہو گئی۔ "یار! درختوں کے اس جھنڈ کے نیچے چلو، کچھ دیر وہاں کھڑے ہوتے ہیں ورنہ پوری طرح بھیگ جائیں گے اور سارا سامان خراب ہو جائے گا۔" فاروق نے کہا تو وہ دونوں درختوں کی طرف تیز تیز قدم اٹھانے لگے کچھ دیر بعد وہ درختوں کے جھنڈ کے نیچے پہنچ گئے۔ یہاں بارش نہ ہونے کے برابر تھی کیونکہ درخت بہت ہی گھنے تھے۔ "ہاہاہا" ایک خوفناک قہقہہ سن کر ان دونوں کی تو جیسے جان ہی نکل گئی۔ "یہ کون ہے --- کیا بد روحیں ---؟" فاروق نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ "فاروق! لگتا ہے کہ ہم لوگ پھنس چکے ہیں۔" انور نے کہا۔ اس کی آواز بھی گھبرائی ہوئی تھی۔ "چلو یار، سامان یہیں چھوڑو اور یہاں سے بھاگو۔" فاروق نے کندھے پر لٹکا ہارمونیم اتارتے ہوئے کہا۔ انور نے بھی طبلہ زمین پر رکھ دیا اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھانے لگے۔ اچانک قہقہہ پھر سنائی دیا اور پھر انہوں نے ایک حیرت ناک منظر دیکھا۔ ان کی سائیکلیں خود بخود چلتی ہوئی آ رہی تھیں، انہیں چلانے والا نظر نہیں آ رہا تھا۔ سائیکلیں ان کے قریب پہنچ گئیں، وہ بت بنے کھڑے تھے، سائیکلیں ان کے بالکل قریب آنے کے بعد رک گئیں اور پھر یوں محسوس ہوا جیسے انہیں کسی نے اسٹینڈ کر دیا ہو۔ "بھاگو انور" فاروق کو جیسے ہوش آگیا۔ وہ چیخا اور پھر وہ دونوں تیزی سے بھاگنے لگے۔ سامنے سے انہیں ایک ٹرک آتا دکھائی دیا۔ انہوں نے اسے ہاتھ کا اشارہ کیا تو ڈرائیور نے ٹرک روک لیا۔ "کیا ہو گیا ہے؟" "کیوں بھاگ رہے ہو؟" ڈرائیور نے کھڑکی سے منہ نکال کر ان سے پوچھا۔ "وہ یار --- ہم لوگ یہاں پھنس گئے ہیں، سائیکل پنکچر ہو چکی ہے اور بد روحیں ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہیں، وہ ہماری سائیکلیں چلا رہی تھی۔" انور نے ہانپتے ہوئے بتایا۔ "ہاہاہا" ڈرائیور نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور طنزیہ لہجے میں بولا۔ "یار! تم تو اچھے خاصے جوان ہو اور بچوں کی طرح ڈر رہے ہو۔" "ہم جو کہہ رہے ہیں، وہ بالکل درست ہے۔" فاروق نے اسے یقین دلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ڈرائیور نے کچھ دور کھڑی ان کی سائیکلوں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تو پھر اب تمہاری سائیکلیں کیوں کھڑی ہیں؟ بد روحیں انہیں کیوں نہیں چلا رہی؟" انور اور فاروق نے سائیکلوں کی طرف دیکھا۔ پھر فاروق بولا۔ پتہ نہیں اب سائیکلیں کیوں نہیں چل رہی۔" "یار! میرا خیال ہے کہ تم لوگ خوامخواہ دہشت زدہ ہو گئے ہو۔ سائیکلیں ٹرک میں رکھو اور میرے ساتھ چلو، میں تمہیں گاؤں تک لے جاتا ہوں۔" "یار! یہ تو تمہاری بڑی مہربانی ہو گی۔" فاروق نے کہا اور پھر وہ انور سے بولا۔ "آؤ --- سائیکلیں لا کر ٹرک میں رکھیں۔" وہ دونوں تیز تیز قدموں سے سائیکلوں کی طرف بڑھنے لگے۔ ٹرک والے نے ان کے پہنچنے سے پہلے ہی ٹرک سائیکلوں تک پہنچا دیا۔ چند لمحوں بعد انور اور فاروق بھی سائیکلوں تک پہنچ گئے۔ انور نے سائیکلیں آرام سے اٹھالیں۔ وہ اب بھاری نہیں لگ رہی

تھیں۔ پھر وہ دونوں ٹرک میں ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گئے۔ "یار! اگر تم تھوڑی سی مہربانی کرو تو ذرا درختوں کے اس جھنڈ کی طرف چلو، ہمارا کچھ سامان وہاں بھی ہے۔" انور نے ڈرائیور سے درخواست کی۔ "ہاں ہاں کیوں نہیں۔" ڈرائیور نے خوش اخلاقی سے کہا اور ٹرک کا رخ درختوں کی طرف موڑ دیا۔ کچھ ہی دیر بعد ٹرک درختوں کے قریب پہنچ گیا۔ انور اور فاروق نیچے اتر آئے۔ ہارمونیم اور طبلہ وہاں نہیں تھے جہاں انہوں نے چھوڑے تھے۔ انہوں نے ان کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔ "یار! کہاں چلے گئیں دونوں چیزیں؟" انور نے حیرت سے فاروق کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "رکھی تو یہیں تھیں، پتہ نہیں اب کہاں گئیں۔" فاروق نے کہا، اس کا لہجہ حیرت سے بھرپور تھا۔ "کیا ہوا بھئی --- کہاں ہے تم لوگوں کا سامان؟" ڈرائیور نے کھڑکی میں سے سر نکال کر پوچھا۔ "آؤ --- واپس چلتے ہیں۔" انور نے مایوس لہجے میں کہا اور وہ دونوں ٹرک میں آکر بیٹھ گئے۔ "ہمارا سامان غائب ہو چکا ہے۔" انور نے ڈرائیور کو بتایا "غائب ہو چکا ہے!" ڈرائیور نے قدرے حیرت سے کہا۔ "شاید کوئی لے جا چکا ہے۔" فاروق نے خیال ظاہر کیا۔ "اس خراب موسم اور خطرناک علاقے میں بھی لوگ چوری کرنے سے باز نہیں آتے۔" ڈرائیور نے کہا اور پھر ٹرک کو موڑنے لگا۔ کچھ دیر بعد ٹرک گاؤں کی طرف روانہ تھا۔ اچانک ڈرائیور نے ٹرک کو دائیں طرف موڑ کر ایک کچے راستے پر ڈال دیا۔ "یہ کہاں جا رہے ہو؟" فاروق نے ڈرائیور سے پوچھا۔ "یہاں ایک چھوٹا سا ہوٹل ہے وہاں چائے پیتے ہیں پھر چلیں گے۔" ڈرائیور نے جواب دیا۔ اس کی نظریں سامنے راستے پر تھیں۔ "اس ویرانے میں ہوٹل!" فاروق نے حیرت سے کہا "ہاں --- عام لوگوں کو اس ہوٹل کے بارے میں نہیں معلوم، یہ صرف ٹرک اور بس ڈرائیوروں وغیرہ کو ہی معلوم ہے اور ان کی وجہ سے ہی ہوٹل والے کی اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی ہے۔" ڈرائیور نے بتایا۔ کچھ دیر بعد ٹرک ایک کچی چار دیواری کے قریب رک گیا۔ "آؤ چلو -- یہی ہے ہوٹل" ڈرائیور نے فاروق اور انور سے کہا۔ پھر وہ سب ٹرک سے نیچے اتر آئے۔ بارش رک چکی تھیں۔ ڈرائیور نے لکڑی کے بڑے سے گیٹ کو دھکا دیا تو وہ کھل گیا۔ سامنے ایک بڑا میدان نظر آ رہا تھا۔ وہاں لکڑی کی کچھ چیزیں اور کرسیاں پڑی تھیں جو بارش کی وجہ سے بھیگ چکی تھیں۔ میدان سے آگے ایک برآمدہ تھا اور اس سے آگے کوئی کمرہ وغیرہ بنا ہوا تھا جس کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ ڈرائیور فاروق اور انور کو لے کر اس دروازے تک پہنچ گیا پھر اس نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا دباؤ ڈالا، دروازہ چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا۔ اندر ایک بڑا سا ہال بنا ہوا تھا۔ اس میں بہت سی میزیں اور کرسیاں پڑی تھیں جس پر کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ ایک جانب مٹی کے چولہے پر ایک بڑھیا چائے بنا رہی تھی جبکہ ایک بوڑھا لوگوں کو چائے دے رہا تھا۔ ڈرائیور، فاروق اور انور کے ساتھ ایک میز کے گرد پڑی کرسیوں پر بیٹھ گیا۔ چائے دینے والا بوڑھا قریب سے گزرا تو ڈرائیور نے اس سے کہا۔ "کمار جی! ہمیں بھی تو چائے پلا دو۔" "سب کو ملے گی چائے۔" بوڑھے کمار جی نے سپاٹ لہجے میں کہا اور بڑھیا کی طرف چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے چائے لا کر ڈرائیور، فاروق اور انور کے سامنے رکھ دی۔ "لو بھئی --- چائے پیو۔" ڈرائیور نے چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ فاروق نے بھی اپنے سامنے رکھا کپ اٹھا لیا پھر اس نے جونہی ایک گھونٹ لیا تو برا سا منہ بنا کر بولا۔ "اتنی ٹھنڈی چائے۔ یوں لگتا ہے برف کا شربت ہو۔" "اصل میں موسم ٹھنڈا ہو گیا ہے ناں۔" ڈرائیور نے مسکرا کر کہا۔ انور نے بھی چائے کا گھونٹ لینے کے بعد کہا۔ "یار! یہ تو بالکل ہی یخ ہے۔" "چلو --- اب جیسی بھی ہے پیو۔" ڈرائیور نے دوستانہ انداز میں کہا۔ "لیکن یہ تو بہت حیرت ناک بات ہے۔ بوڑھا میرے سامنے چولہے سے اتری ہوئی چائے لے کر آیا ہے، اتنی سی دیر میں کیسے یہ بالکل ٹھنڈی ہو گئی۔" فاروق نے کہا۔ "یہ تو پتہ نہیں کیسے ٹھنڈی ہو گئی۔ ہمیں تو چائے پینے سے مطلب؟" ڈرائیور نے بے نیازی سے کہا اور چائے کا گھونٹ بھرنے لگا۔ کچھ دیر بعد ہال کا دروازہ ایک چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا۔ دو حسین و جمیل عورتیں اندر داخل ہوئیں۔ فاروق اور انور ان کے حسن سے اس قدر متاثر ہوئے تھے کہ ٹکٹکی باندھ کر انہیں دیکھنے لگے۔ پھر فاروق کی نظر عورتوں کے ہاتھوں میں موجود ہارمونیم اور طبلے پر پڑی تو وہ انور سے بولا۔ "انور! ان کے پاس ہمارا سامان ہے۔" انور نے بھی ہارمونیم اور طبلہ دیکھ لیا تھا۔ اس نے کہا۔ "ہاں یار! لیکن یہ ان کے پاس کہاں سے آ گیا؟" فاروق نے ڈرائیور سے پوچھا "یہ عورتیں کون ہیں؟" "یہ یہیں کی رہنے والی ہیں۔" ڈرائیور نے جواب دیا۔ "یہیں کی؟ کیا مطلب؟ --- یہاں تو ویرانہ ہے پھر اتنی حسین عورتیں یہاں کیسے رہتی ہیں؟" فاروق نے حیرت سے پوچھا۔ "یہ تو مجھے پتہ نہیں۔" ڈرائیور نے مسکرا کر کہا۔ عورتوں نے ہال کے آخر میں بنے ایک مٹی کے چبوترے پر ہارمونیم اور طبلہ رکھا اور پھر خود بھی بیٹھ گئیں اور کچھ ہی دیر بعد ایک عورت ماہرانہ انداز میں طبلہ بجانے لگی جبکہ دوسری نے ہارمونیم بجا کر اجنبی زبان میں شروع کر دیا۔ "یار! یہ ہارمونیم اور طبلہ ہمارا ہے یہی چیزیں چوری ہوئی تھیں۔" انور نے ڈرائیور سے کہا۔ "اچھا! --- چلو یہ گانا ختم کر لیں تو ان سے بات کرتے ہیں۔" ڈرائیور نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔ یہ کونسی زبان میں گا رہی ہے؟" انور نے ڈرائیور سے پوچھا۔ "یہ بہت اچھی زبان ہے۔" ڈرائیور نے مسکرا کر کہا۔ "لیکن ہے کونسی زبان؟" انور نے پوچھا۔ "یار! کہا ناں کہ یہ بہت اچھی زبان ہے۔ اس گانے کا مطلب کہو تو میں بتا دوں؟" ڈرائیور نے انور سے پوچھا۔ "اچھا --- بتاؤ اس گانے کا کیا مطلب ہے؟" انور نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ آج ہم بہت خوش ہیں، مہمان آئے ہیں، جو ہماری پیاس بجھائیں گے۔" ڈرائیور نے بتایا۔ "یہ کیا بات ہوئی؟" پیاس بجھائیں گے؟" فاروق نے حیرت سے کہا۔ "یہ تو ساری بات ہے۔" ڈرائیور نے معنی خیز انداز میں مسکرا کر کہا۔ "بتاؤ تو سہی یہ بات کن معنوں میں استعمال کی گئی ہے؟" انور نے ڈرائیور سے پوچھا۔ "ابھی پتہ چل جائے گا یار --- گانا تو سنو، کتنا خوبصورت گا رہی ہے وہ۔" ڈرائیور نے کہا اور گاتی ہوئی عورت کی طرف دیکھنے لگا۔ فاروق اور انور بھی اس عورت کو دیکھنے لگے۔ کچھ دیر بعد ہال کا دروازہ خوفناک چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا اور کچھ عورتیں رقص کرتی ہوئی اندر داخل ہو گئیں۔ "یہ کون ہیں؟" انور نے ڈرائیور کی طرف دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔ ڈرائیور نے مسکرا کر ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انور کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور رقص کرتی عورتوں کی طرف دیکھنے لگا۔ عورتیں بے حد خوبصورت تھیں اور انہوں نے خوبصورت سفید لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ وہ بہت ہی اچھا رقص کر رہی تھیں۔ کچھ دیر وہ ڈرائیور، انور اور فاروق کی میز سے دور رقص کرتی رہیں پھر وہ ان کی میز کے قریب آ کر رقص کرنے لگیں اور پھر انور کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں خون کی لہر دوڑتی محسوس ہوئی، اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کی نظر ایک عورت کے پیروں پر پڑ گئی تھی اس کے پیر آگے کی بجائے پیچھے کی جانب تھے۔ انور نے اپنے آپ کو سنبھالا اور فاروق کے کان میں بولا۔ "یہ عورتیں چڑیلیں ہیں۔ ان کے پاؤں پیچھے کی طرف ہیں۔" فاروق نے بے یقینی سے انور کی طرف دیکھا پھر وہ بھی ایک عورت کے پیر دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔ انور نے ڈرائیور کی طرف دیکھا، اسے اس پر کچھ شک ہونے لگا تھا۔ اس لئے اس نے فاروق کے کان میں اپنی بات کہی تھی۔ ڈرائیور رقص دیکھنے میں محو تھا اور انور اس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ یقیناً" اس کا بھی واسطہ ان چڑیلوں سے ہے اور چبوترے پر بیٹھی عورتیں بھی انسان نہیں ہیں۔ ڈرائیور ان کی زبان جانتا تھا اور اس نے گانے کا جو ترجمہ بتایا تھا وہ اب انور کی سمجھ میں آنے لگا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ اب اسے اور فاروق کو کس طرح یہاں سے نکلنا چاہئے۔ وہ بری طرح پھنس چکے تھے۔ عورتیں جو کچھ گا رہی تھیں وہ بڑی خوفناک بات تھی۔ انور نے فاروق کے کان میں کہا "اب فوراً" اٹھ کر یہاں سے بھاگو۔" اور پھر انہوں نے لمحہ بھر کی بھی تاخیر نہیں کی اور اٹھ کر ہال کے دروازے کی جانب بھاگے۔ پھر وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر آ گئے۔ اب وہ تیزی سے گھر کے بیرونی دروازے کی طرف بھاگ رہے تھے۔ اچانک گھر میں کچھ عورتیں داخل ہو گئیں۔ فاروق اور انور گھبرا گئے۔ اس لمحے تین فائر ہوئے اور کچھ پولیس والے اندر آ گئے۔ ایک پولیس والا گرجدار آواز میں بولا۔ "کوئی نہیں ہلے گا۔ میں تم سب کو گرفتار کرنا چاہتا ہوں۔ تم لوگ ٹرک چوری کر کے لائے ہو۔" "آفیسر صاحب! یہ بدروحیں ہیں۔" انور نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پولیس سے کہا۔ "کیا کہہ رہے ہو تم؟" پولیس والے نے حیرت سے پوچھا۔ "آپ ان کے پیر دیکھیں۔" انور نے ایک عورت کے پیروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پولیس والے جونہی عورت کے پیر دیکھے اس کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ "تم کون ہو؟" پولیس آفیسر نے گرجدار آواز میں انور سے پوچھا۔ "یہ میرا دوست ہے، اسے اور مجھے ٹرک میں ایک آدمی یہاں لایا ہے جو خود کو ٹرک کا ڈرائیور بتاتا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بدروحوں کا ساتھی ہے۔" انور نے کہا۔ "یقیناً" وہ بدروحوں کا ساتھی ہو گا کیونکہ ٹرک کا اصل ڈرائیور ہمارے ساتھ آیا ہے۔" پولیس آفیسر نے کہا۔ اسی لمحے ہال کا دروازہ کھلا اور سب لوگ باہر آ گئے۔ وہ سب اپنے اصل حلئیے میں تھے لیکن ان میں صرف ایک تبدیلی ہوئی تھی۔ ان کی آنکھیں بالکل سفید تھیں اور پتلیاں غائب تھیں۔ وہ سب خوفناک آوازیں نکال رہے تھے۔ فاروق اور انور بھاگ کر پولیس والوں کے پاس آ گئے۔

پولیس آفیسر نے سامنے بلاؤں پہ کئی فائر کیے لیکن گولیاں لگنے سے انہیں کوئی اثر نہیں ہوا۔ "بیٹا! یہ اس طرح قابو نہیں آئیں گے۔" ایک شخص نے چار دیواری کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی کالی داڑھی تھی اور اس نے سر پر سفید ٹوپی پہن رکھی تھی۔ "پھر کیسے قابو آئیں گے اللہ بخش۔" پولیس آفیسر نے اس سے پوچھا۔ اللہ بخش نے کچھ پڑھ کر بلاؤں پر پھونکا تو وہ سب چیخنے لگیں۔ اللہ بخش بولا۔ "بس اب باہر آ جائیں۔ یہ بہت دیر تک اس طرح تکلیف میں رہیں گے تب تک ہم یہاں سے دور نکل جائیں گے۔" وہ سب تیزی کے ساتھ چار دیواری سے باہر آگئے۔ پولیس کی جیپ کافی دور کھڑی تھی۔ پولیس آفیسر نے اپنے ساتھیوں سے فاروق اور انور کو جیپ میں بٹھانے کے لئے کہا اور خود اللہ بخش کے ساتھ ٹرک میں بیٹھ گیا۔ تھانے پہنچ کر فاروق اور انور نے اپنی ساری کہانی پولیس آفیسر کو سنائی۔ اس نے اللہ بخش کی وجہ ان کی جانیں بچ جانے پر انہیں مبارک دی جو اتفاقاً" ایسے عمل جانتا تھا جن سے بد روحوں کو بے بس کیا جاسکتا تھا پھر پولیس کی ہی جیپ میں انہیں ان کے گاؤں پہنچا دیا گیا۔

✣✣✣✣✣✣✣

اتنی سی بات

نبیل (حماد سے) اتنی سی بات تو گدھا بھی سمجھ سکتا ہے

حماد: تبھی تو تم سمجھ گئے اور میں نہ سمجھ سکا۔

(شہناز شاہد' کراچی)

تین دوست

علم' دولت اور عزت تین دوست تھے ایک مرتبہ ان کے بچھڑنے کا وقت آگیا۔ علم نے کہا
مجھے درس گاہوں میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔
دولت بولی'
مجھے امراء اور بادشاہوں کے محلوں میں ہی تلاش کیا جاسکتا ہے۔
اپنی باری آنے پر عزت خاموش رہی علم اور دوست نے اس خاموشی کی وجہ پوچھی تو عزت نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔
میں اگر ایک بار چلی جاؤں تو دوبارہ حاصل نہیں ہو سکتی!!!

(روبینہ ناز.... کراچی)

عجائبات عالم

امریکہ میں نابینا افراد کے لیے ایک ایسا نقشہ تیار کیا گیا ہے جس کی مدد سے وہ شہر کی سیر کر سکتے ہیں یہ پلاسٹک کی شیٹ پر بنا ہوا ہے۔ اس کا سائز 19x14 انچ ہے اسی طرح شہر میں چلنے والی ٹرینوں کے بارے میں بھی گائیڈ بک تیار کی گئی ہے۔

علی گڑھ (بھارت) میں ایک تیس سالہ طبلہ نواز چندن بنر جی نے لگاتار 25 گھنٹے طبلہ بجانے کا ریکارڈ قائم کیا۔ اس تقریب میں اعلیٰ ضلعی افسران کے علاوہ عوام نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔

جاپان میں برقی مقناطیسی طاقت سے چلنے والا دنیا کا پہلا جہاز متسوبشی انڈسٹریز کے کارخانے میں زیر تعمیر ہے اس کا نام "یامانو" رکھا گیا ہے۔ (روبینہ ناز... کراچی)

بیقرار روح

آہٹ پر تیری ہی جستجو
ہر دستک پہ تیرا چہرہ تراشا
تیری یادوں کہ حصار میں گم
تیرے خیال کہ محور میں گھومنا
آخر تم آ ہی گے
چلے پھر ہم تیرے سنگ
وادی' وادی بستی بستی
سب آبشاروں میں تمام نظاروں میں
دیکھی ان کھلی کلیاں
دیکھی نیلے آکاش میں
اڑتی تتلیاں
گزر گئے پر پیچ پہاڑوں سے
کر رہی تھیں خوشیاں رقص
چہار سو
ابھی تشنہ لب تھے اور روح بھی بیقرار
کہ آنکھ کھل گی!

(ثمینہ محمود آرائیں سانده دھوپ سڑی لاہور)

حصہ اول

یاقوتی مالا

تحریر: شعیب شیرازی- جوہر آباد

اچانک اس طرح کسی پتھر کی مورتی کے گرنے سے وہ دونوں چونک سی گئیں اور حیرت سے ایک دوسری کو دیکھنے لگیں۔ کبھی وہ اوپر دیکھتیں اور کبھی سامنے پڑی ہوئی مورتی کو۔ پہلے تو وہ ڈر سی گئیں اور پھر ڈرتے ڈرتے وہ مورتی کے قریب آ گئیں اور اسے بغور دیکھنے لگیں۔ واقعی وہ پتھر کی ایک خوبصورت سی مورتی تھی جیسے کسی لکشمی کی مورتی میں ڈھال دیا ہو۔ شیتل نے فوراً مورتی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو پاربتی نے اُسے روک دیا۔ شیتل کیا کر رہی ہو؟ نجانے کیا بلا ہے یہ اور تم اسے ہاتھ لگا رہی ہو۔ نہیں پاربتی یہ کچھ نہیں ہے یہ صرف پتھی کی ایک مورتی ہے۔ دیکھ نہیں رہی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔ تم ایسے ہی ڈرتی ہو۔ دیکھ میں ابھی اسے ہاتھ لگا کر دکھاتی ہوں...... ایک سنسنی خیز طویل کہانی

آکاش کئی دنوں سے ایک اَن دیکھے وجود کے زیراثر تھا اسے ایسا لگتا کہ ایک سایہ سا ہما تن اس کا پیچھا کر رہا ہو۔ کبھی تو وہ اس کو اپنا وہم تصور کرتا اور کبھی یہ سب کچھ اسے حقیقت لگنے لگتا۔ بہرحال جو بھی تھا آکاش کو ذرا برابر بھی خوف نہیں تھا کیونکہ اس سائے نے ابھی تک آکاش کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ گھر پر کافی بورنگ محسوس کرتے ہوئے آج آکاش نے کھیتوں کا رخ کیا کیونکہ امتحانوں سے فراغت کے بعد آج وہ باہر نکل کر سکون کا سانس لینا چاہ رہا تھا۔ اسی کے پیش نظر اس نے سوچا کیوں نہ کھیتوں کا چکر لگا آئے اور اسی خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ امی کو بول کر باہر نکل آیا۔ آج موسم بڑا خوشگوار تھا، باہر نکلتے ہی ایک سرد ہوا کا جھونکا اس کے تن بدن سے ٹکرایا اور اس کے بدن میں ایک سرد لہر چھوڑ گیا۔ ایک بار پھر اسے سائے کا احساس ہونے لگا مگر عادتاً اس نے یہی سمجھا کہ سایہ اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ وہ آگے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی سائے کے بارے میں تانے بانے بناتا ہوا وہ کھیتوں میں پہنچ گیا۔ آکاش ایک باریک سی بنی پگڈنڈی پر چہل قدمی کر رہا تھا کہ اس کو ٹھوکر لگی اور وہ منہ کے بل زمین پر آ گرا۔ اس کے گرتے ہی ایک ہنسی کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی جسے سن کر آکاش دیوانہ وار اپنے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ آواز کسی عورت کی تھی جو بدستور سنائی دے رہی تھی۔ آکاش کو ایسا لگا کہ جیسے اس کی بے بسی پر ہنسا جا رہا ہو۔ آکاش اپنے کپڑے جھاڑتا ہوا سیدھا کھڑا ہو گیا۔ جب اس کی نظر سامنے پڑی تو اپنے سامنے ایک خوبصورت سی لڑکی کو کھڑے پایا جو ابھی تک اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ آکاش اچانک اپنے سامنے ایک لڑکی کو پا کر پریشان سا ہو گیا۔ وہ حیرانگی کے عمیق سمندر میں غوطہ زن تھا کہ اچانک یہ لڑکی کہاں سے آ گئی۔ جبکہ دور دور تک کسی ذی روح کا نشان تک نہیں تھا۔ آکاش ٹکٹکی باندھے مسلسل اسے گھورے جا رہا تھا کیونکہ وہ اسے کچھ عجیب سی لگ رہی تھی۔ ماحول پر گہرا سکوت طاری تھا۔ خاموشی کا سینہ چاک کرتے ہوئے وہ لڑکی بھی آکاش سے مخاطب ہوئی۔ بابو کہیں چوٹ تو نہیں لگی، معاف کرنا یہ میری ہی شرارت تھی۔ وہ کافی دنوں سے ہمارا ساتھ چل رہا ہے ناں۔ میں نے سوچا چلو آج کچھ نیا ہو جائے۔ ساری باتیں ابھی تک آکاش کی سمجھ سے بالاتر تھیں کہ یہ کیسی شرارت ہے اور یہ کیسا ساتھ تھا جو کئی دنوں سے چل رہا تھا اور پھر سائے کا تصور آتے ہی آکاش کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ کیا یہ وہی

سایہ ہے جو ہر وقت اس کا پیچھا کرتا رہا۔ نہیں یہ وہ نہیں ہو سکتا وہ ایک سایہ تھا اور سایہ انسانی وجود کیسے اپنا سکتا ہے۔ لگتا ہے یہ لڑکی پاگل ہے۔ بابو میں پاگل نہیں ہوں بلکہ تمہیں میں نے ہی گرایا تھا۔ آکاش عجیب تشویش کا شکار ہو گیا جو بات میں نے کبھی نہ ہو اس کے بارے میں اس کو کیسے پتہ چل گیا۔ غالباً اس لڑکی نے آکاش کے دماغ کو پڑھ لیا تھا۔ ہاں بابو ہم لوگ دماغوں میں گھس کر یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ ایک بار پھر آکاش کو حیرت سے دوچار ہونا پڑا اور آہستہ آہستہ اسے یقین ہونے لگا تھا کہ یہ کوئی انسانی مخلوق نہیں ہو سکتی۔ ہاں آکاش ہم انسانی مخلوق نہیں ہیں بلکہ ہمارا تعلق جنات سے ہے۔ لڑکی نے آکاش کو اپنے بارے میں بتایا اور آپ کے سامنے ایک جن زادی کھڑی ہے۔ آکاش کو اس کی باتوں پر یقین کرنا پڑا اور جب اس نے ایک جن زادی کا تصور باندھا کہ اس کے سامنے کھڑی ہے تو وہ سہم سا گیا اور ڈر کے پیچھے ہٹنے لگا۔ بابو مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ تمہیں یاد ہو گا کہ ایک سایہ ہر وقت تمہارے ساتھ رہتا تھا کیا کبھی اس نے تمہارا نقصان کیا؟ وہ سایہ میں ہی تھی۔ لیکن تمہارے امتحانوں کی مصروفیت کی وجہ سے کبھی تمہارا سامنا نہیں کیا کہ کہیں تم عجیب و غریب مخلوق میں الجھ کر نہ رہ جاؤ۔ آکاش یہ سب کچھ جان کر ششدر رہ گیا۔ کیا واقعی اتنے دن میں کسی اَن دیکھے وجود کے زیراثر تھا۔ آکاش اب کافی حد تک سنبھل چکا تھا اور اس کا ڈر بھی جاتا رہا اور اس لڑکی سے مخاطب ہوا تم اتنے دنوں سے میرے ساتھ کیوں ہو اور میرا پیچھا کیوں کر رہی ہو۔ ہاں آکاش یہ ہے کام کی بات۔ وہ دراصل میں تمہیں بتانا چاہ رہی تھی لیکن اس کے لئے صحیح موقع آج ملا ہے۔ مجھے شاہِ جنات نے آپ کے پاس بھیجا ہے، ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ یوں سمجھ لو کہ ہم تمہارے پاس مدد کے لئے آئے ہیں۔ پر میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟ آکاش نے سوالیہ نظروں سے لڑکی کی طرف دیکھا۔ یہ تمہیں بعد میں پتہ چل جائے گا۔ فی الحال تم یہ بتاؤ کہ کیا تم ہماری مدد کرو گے۔ آکاش کچھ دیر سوچنے کے بعد گویا ہوا۔ وہ سب تو ٹھیک ہے مگر مجھے تو پتہ نہیں کہ میں نے کیا کرنا ہے، کیسے تمہاری مدد کرنی ہے اور اس کے علاوہ ہماری کچھ مجبوریاں بھی ہوتی ہیں۔ وہ سب تم ہم پر چھوڑ دو، بس تم ہمارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پر تم مجھے کہاں لے جانا چاہتی ہو۔ اپنی دنیا میں شاہِ جنات کے پاس۔ لڑکی نے وضاحت کی۔ مگر پیچھے میرے گھربار کا کیا بنے گا۔ آکاش نے پھر سے اپنی پریشانی ظاہر کی۔ تمہیں کہا ناں ان کی فکر تم چھوڑ دو ان کی دیکھ بھال ہم کریں۔ اتنا کہہ کر اس لڑکی نے آکاش پر کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو آکاش کے بدن سے ایک سایہ سا نکل کر باہر آ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک مکمل وجود اختیار کر گیا جسے دیکھ کر آکاش کی آنکھیں بند ہونے لگیں کیونکہ وہ ہو بہو آکاش جیسا تھا۔ آکاش کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ بالکل میرے جیسا میرے ہم شکل میرے سامنے کھڑا ہے۔ آکاش! لڑکی پھر مخاطب ہوئی۔ یہ وجود تمہارے بعد تمہارے گھر رہے گا۔ ہر طرح سے ان کا خیال رکھے گا۔ انہیں ذرا برابر بھی شک نہیں ہو گا کہ یہ تم ہو یا کوئی اور۔ آکاش ایک بار پھر گہری سوچوں میں ڈوب گیا۔ آکاش سوچو مت، تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ تم انسانوں میں نہیں بلکہ جنات میں جا رہے ہو، جو وعدے کے پابند ہوتے ہیں۔ تمہاری حفاظت کو جان سے زیادہ عزیز سمجھیں گے۔ لڑکی نے آکاش کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ مگر اسے گھر تو چھوڑ آئیں۔ یہ تم سے زیادہ جانتا ہے کہ تمہارا گھر کہاں پر ہے اور یہ بھی خوب جانتا ہے کہ تم گھر پر کس طرح رہتے ہو، اب چلیں۔ لڑکی نے کہا۔ مگر تم نے اپنا نام تو بتایا نہیں۔ آکاش نے لڑکی کی طرف دیکھا۔ پتہ چل جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ آکاش کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اور آکاش کو آنکھیں بند کرنے کے لئے کہا۔ چار و ناچار آکاش نے آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند کرتے ہی اسے ایک عجیب سا جھٹکا لگا اور وہ اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگا اور آکاش کا ہم شکل آکاش کے گھر کی طرف

چل پڑا۔

■

شیتل اور پاربتی دونوں ایک ہی گاؤں کی رہنیوالی تھیں۔ان کی آپس میں کافی اچھی دوستی تھی۔ چونکہ ان کے گھر قریب تھے اس لئے ایک دوسرے کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا۔ آج شیتل کام وغیرہ سے جلد ہی فارغ ہوگئی تھی اور پاربتی کے انتظار میں کب سے دروازے پر نظریں جمائے بیٹھی تھی کہ ابھی دروازہ کھلے گا اور پاربتی اندر داخل ہوگی مگر کتنی ہی دیر وہ یہ امید لگائے بیٹھی رہی مگر پاربتی کو نہ آنا تھا اور وہ نہ آئی۔ بالآخر شیتل خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور پاربتی کے گھر کی طرف چل پڑی۔ دروازے پر پہنچ کر شیتل نے پاربتی کو پکارا۔ پاربتی کدھر ہو تم جلدی باہر نکلو، کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ شیتل کی آواز سن کر پاربتی دوڑتی ہوئی آئی۔ اری شیتل تو...... آ اندر آ۔ نہیں پاربتی میں اندر نہیں آؤں گی۔ تو کیوں اندر نہیں آئے گی کیوں؟ پاربتی وہ اس لئے کہ میں تم سے ناراض ہوں۔ شیتل نے یہ کہتے ہوئے منہ موڑ لیا۔ اری شیتل تم بھی ناں بہت جلد ناراض ہو جاتی ہو۔ وہ گھر پر زیادہ کام تھا ناں اس لئے میں نہیں آ سکی۔ ابھی چلتے ہیں۔ چل تو یہ اپنا بگڑی ہوئی شکل ٹھیک کر ناں میں ابھی آتی ہوں۔ اتنا کہہ کر پاربتی اندر کی طرف چلی گئی اور کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں جنگل کی طرف چل رہی تھیں۔ جنگل میں وہ لکڑیاں لینے اکثر جاتی رہتی تھیں اور آج بھی وہ دونوں لکڑیاں لینے جارہی تھیں۔ ابھی تک ان دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی، لگتا تھا کہ شیتل ابھی تک ناراض تھی ورنہ شیتل کی باتیں ختم بھی نہ ہوتی تھیں۔ پاربتی شیتل کی اس ناراضگی کو بھانپ گئی تھی اور فوراً شیتل کے آگے آ گئی۔ شیتل اب چھوڑ ناں یہ ناراضگی بولا ناں آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ شیتل جو سر جھکائے کھڑی تھی، پاربتی سے بچ کر ایک طرف کو جانے لگی مگر پاربتی نے پھر اس کا رستہ روک لیا۔ پاربتی یہ کیسی شرارت ہے۔ شیتل نے قدرے خفگی سے کہا۔ شیتل جب تک تم یہ ناراضگی ختم نہیں کرو گی میں تمہیں آگے نہیں جانے دوں گی۔ پاربتی نے ضد میں آ کر کہا۔ پاربتی میں ناراض نہیں ہوں۔ تو پھر خاموش خاموش کیوں ہو؟ وہ میں کچھ سوچ رہی تھی۔ شیتل نے خاموشی کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔ اچھا اب خاموش نہیں رہنا ورنہ پھر میں تمہارے رستے میں حائل ہو جاؤں گی۔ پاربتی نے آگے سے ہٹتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر وہ جنگل کی طرف جا رہی تھیں۔ شیتل! ہاں پاربتی ایک بات بتاؤ کہ کافی دنوں سے ہم جنگل آتے جاتے ہیں مگر کبھی ہمارے ساتھ انہونی نہیں ہوئی۔ پاربتی تمہیں ہر وقت ایسی باتیں کیوں سوجھتی ہیں؟ بیکار میں فضول کی باتیں کرتی ہو۔ نہیں شیتل کبھی کبھی مجھے جنگل میں خوف سا آنے لگتا ہے۔ اری پاربتی جنگل میں ہے کیا جو تم خواہ مخواہ ڈرتی ہو اور ویسے بھی میں ہوتی ہوں ناں تیرے ساتھ پھر کیسا خوف؟ اتنے میں وہ جنگل پہنچ چکی تھی۔ جنگل پہنچ کر انہوں نے لکڑیاں اکٹھی کرنا شروع کیں۔ اتنے میں ایک مورتی نجانے کہاں سے ان دونوں کے درمیان آ گری۔ اچانک اس طرح کسی پتھر کی مورتی کے گرنے سے وہ دونوں چونک سی گئیں اور حیرت سے ایک دوسری کو دیکھنے لگیں۔ کبھی وہ اوپر دیکھتیں اور کبھی سامنے پڑی ہوئی مورتی کو۔ پہلے تو وہ ڈر سی گئیں اور پھر ڈرتے ڈرتے وہ مورتی کے قریب آ گئیں اور اسے بغور دیکھنے لگیں۔ واقعی وہ پتھر کی ایک خوبصورت سی مورتی تھی جیسے کسی لکشمی کی مورتی میں ڈھال دیا ہو۔ شیتل نے فوراً مورتی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو پاربتی نے اُسے روک دیا۔ شیتل کیا کر رہی ہو؟ نجانے کیا بلا ہے یہ اور تم اسے ہاتھ لگا رہی ہو۔ نہیں پاربتی یہ کچھ نہیں ہے یہ صرف پتھر کی ایک مورتی ہے۔ دیکھ نہیں رہی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔ تم ایسے ہی ڈرتی ہو۔ دیکھ میں ابھی اسے ہاتھ لگا کر دکھاتی ہوں۔ اتنا کہہ کر شیتل نے مورتی کو چھوا اور پاربتی کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔ دیکھ پاربتی کچھ ہوا مجھے، نہیں ناں۔ اب میں اسے اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی، اسے اپنے گھر میں سجا دوں گی۔ شیتل تمہیں ڈر نہیں لگتا نجانے کیا چیز ہے اور تم اسے ساتھ لے جانا چاہتی ہو۔ اب مورتی شیتل کے

ہاتھوں میں تھی اور اپنے دوپٹے سے اسے جھاڑ رہی تھی۔ اتنے میں سورج ڈھلنے لگا اور پاربتی نے شیتل کو کہا۔ آؤ شیتل اب چلتے ہیں کافی ٹائم ہو گیا ہے۔ کہیں اندھیرا ہی نہ ہو جائے۔ میں تو اب بھی کہتی ہوں کہ اس مورتی کو یہیں دفع کرو۔ شیتل نے پاربتی کی باتوں کو اَن سنی کرتے ہوئے لکڑیوں کا گٹھا اٹھایا اور وہ دونوں گاؤں کی طرف چل دیں۔

■

سامری جادوگر جو کہ دنیائے جادو کا بادشاہ مانا جاتا تھا مگر وقت کے بے رحم جھونکوں نے سامری کے خاندان کو جادوئے دنیا سے مٹا کر رکھ دیا تھا۔ وہ سامری جس نے جادو کو جنم دیا، کتنے ہی جادوگر سامری کا نام سن کر کانپ جاتے تھے، وہ سامری جس نے اپنے جادو کے زور سے بڑے بڑے جادوگروں کو زیر کر دیا تھا آج اس سامری کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا تھا مگر آج بھی سامری ہی کے خاندان سے جڑا جالوس ایک مورتی کو سامنے رکھ کر چلے میں مصروف تھا اور کچھ پڑھ پڑھ کر اس مورتی پر پھونکیں مار رہا تھا۔ اسے کتنی ہی دیر گزر چکی تھی مگر ابھی تک اسے اپنی کامیابی کے نشان نظر نہیں آئے تھے۔ وہ پھر بھی اپنے عمل میں مصروف تھا۔ شاید سامری کے خاندان کی کھوئی عزت کے خاطر وہ یہ سب کر رہا تھا اور پھر کتنی ہی دیر وہ اس مورتی پر پھونکیں مارتا رہا کہ اچانک مورتی کی بے نور آنکھوں سے روشنی پھوٹنے لگی۔ یہ دیکھ کر جالوس جادوگر پل بھر کے لئے مسکرایا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جالوس نے ہلکا سا ہاتھ کا اشارہ کیا تو کئی ہیولے مورتی میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ جالوس جادوگر نے کئی جنات اور بدروحوں کو اس میں قید کر لیا تھا تا کہ وہ مورتی عام مورتی نہ رہے بلکہ مہان شکتی بن جائے اور پلک جھپکتے ہی اس کے کئی کام کر گزرے مگر شاید یہ اس کا خواب تھا اور اسی خواب کی تعبیر کے لئے اس نے مورتی میں بہت سی طاقتوں کو سما دیا تھا۔ جالوس جادوگر نے جوشِ مسرت میں آ کر مورتی کا بوسہ لیا اور اسے اٹھا کر غار سے باہر نکل آیا۔ جالوس جادوگر مورتی کو لے کر اپنی پراسرار سی حویلی میں موجود تھا اور سامری کے مجسمے کے سامنے کھڑا اس مجسمے کو یہ نوید سنا رہا تھا۔ دیکھ آقا میں کامیاب ہو گیا، میں نے منزل کا نشان پالیا، اب ہمیں ہمارا کھویا ہوا راج واپس مل جائے گا اور ایک بار پھر ساری دنیا میں سامری کا چرچا ہو گا اور نجانے کیا کیا کہتا رہا کہ اچانک ایک آواز نے اسے چونکا دیا۔ جالوس اپنے اردگرد کا احاطہ کرنے لگا مگر آواز سامنے سے آ رہی تھی۔ نہیں بالک ابھی نہیں۔ یہ شاید سامری کی آواز تھی جس کی روح ابھی تک زندہ تھی اور اپنے خاندان کا نام ونشان مٹنے پر ابھی تک سرگرداں تھی۔ نہیں بالک ابھی نہیں، ابھی تمہیں اور کشٹ کرنا پڑے گا۔ ابھی تو تم جبرال کا سامنا بھی نہیں کر سکتے۔ اس مورتی میں کیا ہے، چند ایک چھوٹے چھوٹے جنات اور بدروحیں جنہیں جبرال جادوگر ایک ہی منتر میں اڑا دے گا اور تم اس کے چنگل میں پھنس جاؤ گے۔ میں تو تمہیں یہی کہتا ہوں کہ ابھی جبرال سے بغاوت ٹھیک نہیں، یہ مورتی طاقتور ہے مگر اتنی نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ میری مانو تو پہلے کچھ اور طاقتیں حاصل کر لو اور اس کے ساتھ ہی آواز آنا بند ہو گئی۔ لگتا ہے سامری کی روح چلی گئی تھی۔ یہ سب سن کر جالوس جادوگر مایوس ہو گیا اور حیرت کدہ بنا حویلی کی بوسیدہ سی دیواروں کو گھورنے لگا۔ کیا واقعی میں اب بھی کچھ نہیں کر سکتا اور پھر مورتی کے سامنے بیٹھ کر مورتی کو جھنجھوڑنے لگا۔ کیا واقعی میں کچھ نہیں کر سکتا، کچھ نہیں۔ بول مورتی تو بول۔ کیا میں نے تمہیں مہان شکتی نہیں بنایا، میری چالیس سال کی محنت خاک میں مل گئی اور پھر خود ہی سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور اپنی ناکامائی پر ماتم کرنے لگا کہ اچانک جالوس طیش میں آیا اور مورتی کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا، جس سے مورتی میں ہلکی ہلکی دراڑیں پھوٹ پڑیں اور اپنے ایک غلام جن کو حکم دیا جاؤ اسے دور کسی ویرانے میں پھینک دو۔ جن نے مورتی کو اٹھایا اور اسے دور جنگل میں پھینک آیا اور جالوس جبرال کے محل کی طرف چل پڑا۔

■

آج چاند کی چودھویں رات تھی، چاند آسمان پر پوری آب و تاب کے ساتھ جگمگا رہا تھا۔ چاند کی ایسی چمک میں ستارے اپنی روشنی کھو دیتے ہیں۔ چاند کی دودھیائی روشنی میں ہر چیز اپنا عکس ظاہر کر رہی تھی۔ چاند کی کرنیں جب ندی کے بہتے ہوئے دھاروں پر پڑتیں تو منظر کی دلکشی میں اضافہ ہونے لگتا۔ ایسے میں ندی کے کنارے دو جوڑے رینگ رہے تھے۔ ان کے رینگنے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ جیسے آج وہ بہت خوش ہیں اور آج یہ امر ہونے والے ہیں۔ دونوں رینگتے ہوئے ایسی جگہ پر آن پہنچے جہاں پر ایک بڑا سا ناگ پھن پھیلائے انہیں آتا دیکھ رہا تھا۔ جیسے ان کا انتظار کر رہا ہو۔ یہ دونوں اس کے سامنے آ کر بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ ناگ نے ایک نظر ان کو دیکھا اور اپنی آنکھیں موند لیں۔ ناگ کی آنکھیں کافی دیر اسی طرح بند رہیں پھر اچانک اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی آنکھوں سے عجیب نیلی شعاعیں خارج ہو کر اس جوڑے کی آنکھوں میں پیوست ہونے لگیں جیسے کوئی شکتی ان کے اندر منتقل کی جا رہی ہو۔ ایک دو منٹ تک یہ عمل جاری رہا اور پھر شعاعیں نکلنا بند ہو گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس جوڑے نے جون بدلنا شروع کی اور وہ انسانی شکل میں آتے چلے گئے۔ اب دو انسان اس ناگ کے سامنے کھڑے تھے۔ اتنے میں اس ناگ کے گرد گہرا دھواں چھانے لگا اور جب دھواں چھٹا تو ان دونوں کے سامنے بھی ایک باریش بزرگ کھڑے تھے، شاید یہ وہی ناگ تھے کیونکہ اب ناگ نظر نہیں آ رہا تھا۔ بزرگ مسکراتے ہوئے اس جوڑے سے مخاطب ہوئے۔ مبارک ہو تم دونوں کو، سو سال کے طویل عرصے بعد بڑے کٹھن اور مشکل مراحل کا سامنا کرتے ہوئے آج تم دونوں میرے سامنے انسانی شکل میں کھڑے ہو، مبارک ہو۔ ان دونوں نے پلکیں اٹھا کر بزرگ کی طرف دیکھا اور پھر نظریں جھکا لیں جیسے انہوں نے شکریہ ادا کیا ہو۔ بزرگ پھر گویا ہوئے۔ سو سال کے بعد ایک سانپ میں اتنی شکتی آ جاتی ہے کہ وہ انسانی روپ دھار سکے۔ اب تمہارے اندر اتنی شکتی موجود ہے کہ تم انسان سے سانپ اور سانپ سے انسان بن سکتے ہو اور مزید شکتی دان بننے کے لئے وقت کے تیز دھاروں سے لڑنا پڑے گا۔ اتنا کہہ کر اس بزرگ نے دو انمول موتی ان کی طرف بڑھا دیئے انہوں نے بڑے ادب سے وہ قبول کر لئے۔ یہ موتی اپنے گلے میں ڈالے رکھنا جب تک یہ تمہارے گلے میں رہیں گے تب تک تم مجھ سے رابطے میں رہو گے۔ کسی بھی مشکل گھڑی میں بس تم اپنی آنکھیں بند کر لینا اور اپنے ذہنوں میں میرا تصور لانا۔ میرا تصور کرتے ہی میں تمہاری سوچوں میں حائل ہو جاؤں گا اور جو بھی بات پوچھو گے اس میں تمہاری رہنمائی کروں گا اور ہاں یہ جو تمہارے پاس منکا ہے اس کی خاص حفاظت کرنا۔ اگر یہ منی کسی سپیرے کے ہاتھ لگ گئی تو وہ سپیرا ہماری نگری پر راج کرے گا اور ہمارے سانپوں کے لئے پریشانی کھڑی کرے گا اور کچھ بڑی طاقتوں کا راز میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ ابھی میں چلتا ہوں پھر ملیں گے۔ یہ کہہ کر اس بزرگ نے ہاتھ بلند کئے اور ہوا میں تحلیل ہو گیا۔ وہ دونوں ابھی تک اپنی جگہ پر ساکت کھڑے تھے، بزرگ کے جاتے ہی دونوں ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور پھر لڑکی گویا ہوئی۔ انیل یہ سب کیسا لگا؟ اس لڑکی کے منہ سے اپنے لئے ایسا نام سن کر سوچنے لگا اور پھر کچھ ہی دیر بعد اس لڑکی سے مخاطب ہوا ہاں نیلم سب کچھ بہت اچھا لگا۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے ایسے ناموں کے انتخاب پر مسکرا دیئے اور چاند کی ٹھنڈی روشنی میں جھومنے لگے۔ انیل یقین نہیں آتا کہ اب ہم انسانی جون بدل سکتے ہیں۔ نیلم نے انیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اپنے سراپا وجود کا جائزہ لینے لگے۔ ان دونوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور ندی کنارے آ بیٹھے۔ باتوں ہی باتوں میں انہیں پتہ ہی نہ چلا کہ چاند ڈھلتا جا رہا ہے اور انہیں واپس اپنی نگری میں پہنچنا ہے۔ انیل نے نیلم کی طرف دیکھا تو وہ پریشان سا ہو گیا کیونکہ نیلم آہستہ آہستہ ناگن کا روپ دھار رہی تھی اور پھر کچھ ہی دیر بعد یہی

سب کچھ انیل کے ساتھ بھی ہوا۔ وہ ناگ بنتا چلا گیا جیسے کچھ وقت کے لئے ان دونوں کی شکتی ختم ہو گئی ہو اور وہ پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

■

گوپی دیو اپنی تمام تر ہیبت اور خوفناکی کے ساتھ اپنے بوسیدہ سے کمرے میں بیٹھا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں اپنی طاقتوں میں اضافہ کر سکتا ہوں تو وہ صرف جادوئی پنجے کے ذریعے ہی ممکن ہے ورنہ تو گوپی دیو کے سامنے میں بے بس ہوں۔ مگر جادوئی پنجہ حاصل کرنا اتنا آسان نہیں ابھی تو میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کس کے پاس کہاں رکھا ہے۔ یہ سوچ کر وہ مایوس ہو جاتا مگر اچانک ...... میں ضرور وہ پنجہ حاصل کروں گا، اس کے لئے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے اور گوپی دیو سے انتقام لوں گا کہ کس طرح اس نے مجھے ذلیل کیا۔ اپنے آقا کا بدلہ ضرور لوں گا اور تخت پر بیٹھ کر اپنی مراد پا لوں گا۔ یہ کانے دیو کا خواب تھا جو وہ کتنے ہی سالوں سے دیکھے جا رہا تھا مگر یہ سب اتنا آسان نہیں تھا۔ یہ بات سچ ہے کہ گوپی دیو جو اس وقت سب دیوؤں کا سردار تھا اور ایک خاص علاقے پر اپنی حکومت قائم کی ہوئی تھی۔ کبھی اس علاقے پر مانو دیو کی حکومت ہوا کرتی تھی مگر اچانک گوپی دیو نجانے کہاں غائب ہو گیا۔ کافی عرصے بعد لوٹا تو عجیب جادوئی طاقتیں اس کے پاس تھیں۔ یہ کوئی نہ جان سکا کہ گوپی دیو کے پاس ایسا کیا ہے جس کے اثر سے اس نے مانو دیو تک کو مار دیا جو ان سب کا سردار تھا۔ کسی نے بتایا بھی تھا کہ گوپی دیو کالے پہاڑوں میں رہ کر آیا ہے اور وہاں پر اس نے چلہ کاٹا ہے جس کی بدولت اس کو طاقت ملی ہے اور یہ بات بھی سچ ہے کہ جو بھی کالے پہاڑوں میں جاتا وہ سب کی نظروں سے غائب ہو جاتا۔ کسی کا بھی جادو وہاں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ہو سکتا ہے اتنے عرصے وہ پہاڑوں میں غائب رہا۔ مانو دیو کو مار کر ان کی بیوی شانتی دیوی کو اپنا رکھیل بنا لیا اور آج کل وہ اس کی قید میں تھی۔ اچانک کانے دیو کو ایک شدید جھٹکا لگا اور وہ خیالات کی دنیا سے واپس آ گیا۔ کچھ پڑھ کر دیوار پر پھونک مارنے لگا۔ پھونک مارتے ہی ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور کانا دیو سامنے دیوار پر نظریں جمائے دیکھ رہا تھا کہ دیوار پر ایک صورت ظاہر ہو گئی۔ یہ کالی چڑیل تھی، اتنی کالی تھی کہ اس کے آتے ہی ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ مشکل سے اس کے خدوخال نظر آ رہے تھے اور ویسے بھی وہ دیوار میں ظاہر ہوئی تھی۔ اس کا سراپا کہیں پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس صرف اس کے لمبے لمبے دانت نظر آ رہے تھے اور ان پر بھی خون کے دھبے لگے ہوئے تھے جیسے ابھی کسی درندے کا خون پی کر آ رہی ہو اور پھر کالی چڑیل کی آواز سنائی تھی۔ کیا حکم ہے میرا آقا! آج مجھے کیسے یاد کر لیا؟ کمرے میں صرف آواز سنائی دے رہی تھی کالی چڑیل کے ہونٹ بدستور بند ہی رہے۔ ہاں کالی چڑیل آج تمہیں اس لئے بلوایا ہے کہ جاؤ اور جا کر پتہ لگاؤ کہ جادوئی پنجہ کس کے پاس ہے۔ اتنا کہہ کر کانے دیو نے منہ پھیر لیا اور دیوار صاف ہوتی چلی گئی۔ غالباً کالی چڑیل جا چکی تھی کیونکہ آہستہ آہستہ اندھیرے پر روشنی نے قبضہ جما لیا تھا۔

■

شمشاد جادوگر کی نگری وسیع و عریض علاقے پر پھیلی ہوئی تھی۔ شمشاد اور اس کی بیوی شمیتا جادوگرنی دونوں مل کر اپنے علاقے پر تسلط جمائے بیٹھے تھے۔ کبھی یہاں پر بلرام جادوگر اور شیلا جادوگرنی رہا کرتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ شمشاد نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت شمشاد جادوگر کی حکومت کافی مضبوط تھی اور کوئی بھی دیو یا جادوگر اس کا سامنا کرنے سے کتراتے تھے۔ اسی لئے وہ بلاخوف و خطر اپنی حکومت قائم کئے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے دیوؤں اور جادوگروں کا ہر وقت شمشاد کے پاس تانا بانا لگا رہتا تھا اور ان کے آنے کا مقصد بھی یہ تھا کہ تاکہ وہ شمشاد کی دشمنی سے بچے رہیں۔ یہاں تک کہ گوپی دیو جیسا طاقتور دیو بھی شمشاد کی گھاٹ سے پانی پیتا تھا اور آج بھی وہ شمشاد کے پاس موجود تھا۔ کچھ پریشان سا لگ رہا تھا۔ شمشاد نے گوپی دیو کی طرف دیکھا تو بول پڑا۔ کیوں گوپی خیر تو ہے آج کچھ پریشان لگتے ہو۔

گوپی نے ایک نظر شمشاد پر ڈالی اور گویا ہوا۔ ہاں شمشاد! ایک بری خبر ہے۔ کیا ہوا؟ شمشاد نے حیرت سے کہا۔ وہ جالوس جادوگر ہے ناں اس نے اپنا چلہ مکمل کر لیا ہے اور جتنے بھی جنات اور بدروحیں اس کے قبضے میں تھیں ان سب کو ایک مورتی میں ڈال دیا ہے جس سے اس مورتی میں بے پناہ طاقت آ گئی ہے۔ میں اس وجہ سے پریشان ہوں کہ اگر یہ سب سچ ہے تو وہ کہیں سب سے پہلے ہم ہی کو نشانہ نہ بنائے۔ ہماری نگری میں آ دھمکے اور ہر چیز تہس نہس کر کے رکھ دے اور ہم اس کا کچھ نہ بگاڑ پائیں۔ نہیں گوپی دیو نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس سے پہلے کہ جالوس جادوگر ہماری طرف پیش قدمی کرے ہم اسے وہاں ہی ختم کروا دیتے ہیں۔ جب جبرال جادوگر جیسا ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکا تو یہ جالوس کیا چیز ہے۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں جالوس کی طاقتوں کا اندازہ لگانا پڑے گا اور اس کے لئے میں اپنی خادم خاص ہندہ چڑیل کو حاضر کرتا ہوں۔ گوپی دیو نے کہا۔ نہیں گوپی دیو تمہاری ہندہ چڑیل میری نگری میں نہیں آ سکے گی۔ وہ کیوں شمشاد؟ گوپی دیو نے حیرت سے پوچھا۔ گوپی! وہ اس لئے کہ میں نے اپنی نگری کے چاروں طرف ایک طاقتور حصار قائم کیا ہے اور جو بھی اس حصار کو پار کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ وہیں جل جاتا ہے۔ شمشاد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ مگر شمشاد پھر میں کیسے اندر آ گیا۔ یہ انگوٹھی اس کی وجہ سے جو تمہاری انگلی میں ہے اور ہم نے تمہیں تحفہ دی تھی بس اس کی وجہ سے۔ شمشاد نے انگوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ او میں اب سمجھا اس انگوٹھی کا راز کہ جب تک تمہارے پاس ہے تم ہمارے پاس آتے رہو گے اور جس دن یہ انگوٹھی چلی گئی تم بھی دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔ گوپی دیو نے اتنا کہا اور وہ دونوں قہقہہ لگانے لگے۔ اتنے میں شمشاد جادوگر نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو بجلی کا زوردار کڑکا گونجا اور وہ دونوں سہم گئے۔ کچھ ہی دیر بعد ان کے سامنے ایک بدصورت سی چڑیل کھڑی تھی اس کے سارے بدن میں وقفے وقفے سے بجلی کی کرنٹ دوڑ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے باہر نکلنا چاہ رہی ہو۔ بجلی چڑیل حاضر ہے میرے آقا۔ چڑیل نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔ ہاں بجلی چڑیل تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ جا کر جالوس جادوگر کا مقابلہ کرو اور اس کی طاقتوں کا اندازہ لگاؤ اور ہاں اگر ہو سکے تو اسے ختم کرتی آنا۔ یہ سن کر وہ سر جھکاتے ہوئے بجلی کے کڑکے کے ساتھ غائب ہو گئی۔ گوپی دیو بجلی چڑیل تھی، اسے میں اسی وقت بلاتا ہوں جب کوئی خاص کام ہو اور جب یہ آتی ہے تو ہمارا ایک جن ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے آتے ہی بجلی کا کڑکا اس پر پڑتا ہے اور وہ ختم، اسے آگ لگ جاتی ہے۔ اتنے میں شمیتا کمرے میں داخل ہوئی تو گوپی دیو اٹھ کر جانے لگے۔ شمشاد جادوگر نے گوپی کا ہاتھ پکڑ لیا کہ بیٹھو گوپی دیو بجلی چڑیل آتی ہی ہو گی۔ ابھی انہیں بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ انہیں پھر دوبارہ بجلی کی زوردار آواز سنائی دی اور وہ دونوں سہم گئے۔

■

آکاش شاہِ جنات کے دربار میں موجود تھا اور دربار چاروں طرف کثیر تعداد میں جنات سے بھرا ہوا تھا۔ وہ لڑکی آکاش کو لے کر شاہ جنات کے سامنے کھڑی تھی۔ ویسے وہ لڑکی سب سے قدرے مختلف تھی ورنہ تو باقی جنات عجیب سے تھے۔ کسی کی آنکھ پیشانی پر اور کسی کے سر پر سینگ تھے تو کسی کے کان نہیں تھے، کسی کے ہاتھوں کی سات سات انگلیاں تھیں اور ان میں سب سے عجیب بات کہ بہت سارے جنات ہوا میں معلق تھے۔ آکاش کو یہ سب کچھ دیکھ کر جھرجھری سی آ رہی تھی۔ بہرحال جو بھی تھا وہ اس لڑکی کو اپنے جیسا پا کر خوش تھا اور اسی لئے اُن جنات میں کھڑا تھا۔ البیلا ہمیں یقین تھا کہ تم ضرور کامیاب لوٹو گی۔ یہ شاہِ جنات کی آواز تھی جو وہ سامنے کھڑی لڑکی سے مخاطب تھا اور پھر وہ آکاش کی طرف متوجہ ہوئے۔ جوان! ہم شرمندہ ہیں کہ ہم نے تمہیں تکلیف دی اور اپنے ہاں کوہ قاف بلا لیا۔ کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جن کو ہم جنات نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں تمہاری ضرورت پڑی ہے اور یہ کام ہر

انسان بھی انجام نہیں دے سکتا کچھ انسانوں کے اندر لامحدود شکتیاں ہوتی ہیں، جیسے تم۔ ہم نے اپنے علم کے ذریعے معلوم کیا کہ تم ان تمام شکتیوں کے مالک ہو جس انسان کی ہمیں ضرورت تھی۔ آکاش جو ابھی تک شاہِ جنات کی ساری باتیں سنے جا رہا تھا اور اس کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا کہ وہ بول پڑا کہ ایسا کون سا کام ہے جسے آپ لوگ نہیں کر سکتے اور میں کر سکتا ہوں۔ آکاش تمہیں سب پتہ چل جائے گا۔ چونکہ تم ہمارے مہمان ہو ابھی تم آرام کرو، جاؤ۔ البیلا آکاش کو لے کر دربار سے نکل گئی۔ آکاش اس کے پیچھے تھا۔ آکاش البیلا کی پیروی کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا اور آتے ہی بول پڑا۔ اچھا تو تمہارا نام البیلا ہے۔ جیسے آکاش کا سارا ڈر خوف اتر گیا ہو۔ اچھا تو تمہیں میرے نام کے بارے میں پتہ چل گیا۔ البیلا نے پلٹ کر آکاش کو جواب دیا اور مسکرا دی۔ ہاں اچھا نام ہے۔ آکاش نے کہا۔ اچھا تم آرام کرو ہم تمہارے لئے کھانا بھجواتے ہیں۔ یہ ہم ہم کیا لگا رکھا ہے، جب بھی کوئی کام کرنے لگتی ہو کہتی ہو ہم یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ سیدھی طرح کیوں نہیں بول دیتی میں کھانا بھجواتی ہوں۔ آکاش نے جھنجلا کر کہا۔ آکاش تمہیں نہیں پتہ ہمارے ساتھ اور بھی بہت سارے لوگ ہیں اگر کہو تو حاضر کروں۔ نہیں البیلا وہ جہاں پر ہیں انہیں وہاں ہی رہنے دو۔ پہلے ہی عجیب و غریب شکلوں والوں کا دیدار بہت کر چکا۔ آکاش نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ اس کا مطلب ہے تم ہمارے جنات کا مذاق اڑا رہے ہو۔ البیلا نے قدر خفگی سے کہا۔ نہیں البیلا اس میں مذاق والی کون سی بات ہے۔ ظاہر ہے وہ ہم انسانوں سے قدرے مختلف ہیں۔ میں تو بس یہ کہہ رہا تھا۔ چلو خیر چھوڑو۔ ویسے میرے بارے میں صحیح نہیں جانتے کہ میں کون ہوں اور میرا جنات میں کیا مقام ہے۔ تو تم خود بھی بتا دو کہ تم کون ہو؟ آکاش نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ یہ بھی تمہیں پتہ چل جائے گا فی الحال تم آرام کرو میں تمہارے لئے کھانا بھجواتی ہوں۔ اتنا کہہ کر ابیلا باہر کو چلی گئی اور آکاش بستر پر دراز ہو گیا۔ مگر تھوڑی ہی دیر بعد ایک لڑکی کنیز کے روپ میں کھانے کی ٹرے کے ساتھ حاضر ہوئی جسے دیکھ کر آکاش اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کھانا سامنے رکھ کر وہ واپس جانے لگی ابھی دروازے تک ہی گئی تھی کہ واپس پلٹی اور اس کے ہاتھ میں کچھ کھانا اور تھا۔ اسی طرح اس نے دو تین مرتبہ کیا وہ جب بھی واپس آتی کچھ نہ کچھ اس کے پاس ضرور ہوتا۔ آکاش اسے حیران کن نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر خود بھی اس نے اپنے آپ کو حیرانگی کے سمندر سے نکال لیا کہ جناتی مخلوق ہے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اس طرح کے کام ان کی فطرت میں پائے جاتے ہیں۔ بابو جی خوب پیٹ بھر کے کھانا کھانا کہیں البیلا رانی ناراض ہی نہ ہو جائیں۔ یہ کہتے ہی وہ کنیز کمرے سے باہر نکل گئی۔ آکاش نے کھانا شروع کیا اور کھاتا ہی چلا گیا جیسے اسے بہت بھوک لگی ہو۔ ابھی وہ کھانا کھا کر فارغ ہی ہوا تھا کہ پائلوں کی آواز سن کر چونک سا گیا اور اپنی نظریں دروازے کی طرف لگا دیں۔ اتنے میں دروازے سے البیلا داخل ہوئی جو کسی دلہن کے لباس میں بالکل شہزادی لگ رہی تھی۔ آکاش کے بالکل قریب آ کر بیٹھ گئی اور آکاش کو پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔ اچھا تو آپ شاہِ جنات کی صاحبزادی ہیں۔ آکاش نے البیلا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ تم سے کس نے کہا۔ ظاہر ہے اتنا پرتکلیف کھانا اور ایسی سج دھج کوئی صاحب اقتدار ہی کر سکتا ہے ورنہ کسی کی مجال کیا۔ ویسے تم نے خوب اندازہ لگایا۔ البیلا نے مسکراتے ہوئے کہا اور تم یہ بھی جانتی ہو کہ انسان جنات سے افضل ہیں۔ آکاش نے البیلا کو چڑاتے ہوئے کہا۔ آکاش ایسی باتیں نہ کیا کرو۔ البیلا نے تلملا کر کہا۔ نہیں تم چاہتے تھے اور ہم نے تمہیں اٹھوا لیا۔ کیا مطلب؟ آکاش نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ مطلب چھ غلط نہیں ہمیں تمہاری ضرورت تھی، باقی انسانوں سے ہمیں سروکار نہیں۔ کون کس سے افضل ہے ایسی ابتیں ہم جنات کو تکلیف پہنچاتی ہیں اس لئے آئندہ ایسی باتیں نہ کرنا۔ اوہو مجھے آپ نہیں بلکہ تم کہہ کر پکارو۔ اب تم نے آپ کا بھی برا

مان لیا۔ ٹھیک ہے بابا اب ایسا نہیں ہوگا۔ آکاش کے منہ سے نکلی ہوئی ساری باتیں البیلا کو بھا گئیں اور اس کے ہونٹوں پر مسرت تیر گئی جیسے آکاش نے بھی نوٹ کیا۔

■

شیتل نے مورتی کو اچھی طرح صاف کیا اور اپنے کمرے کی الماری میں رکھ دیا۔ شیتل مورتی کو الماری میں رکھ کے واپس پلٹی تو اسے ایک آواز نے چونکا دیا اور اپنے اردگرد کا جائزہ لینے لگی لیکن اسے اس نے اپنا وہم سمجھ کے جھٹک دیا۔ باہر نکلنے کے لئے ایک قدم بڑھایا تو پھر وہی آواز دوبارہ سنائی دی جو غالباً شیتل کا نام لے رہا تھا۔ اس دفعہ اس کا شک یقین کے درجے میں آ گیا تھا اور اپنے اردگرد ایک انہونے وجود کو تلاش کرنے لگی۔ آہستہ آہستہ وہ مورتی والی الماری کی طرف بڑھی اور ڈرتے ڈرتے الماری کھولنے لگی۔ اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا کہ مورتی کی آنکھوں میں چمک ابھری ہوئی ہے۔ شیتل تو گویا یہ سب دیکھ کر پتھر کی مورتی بن گئی تھی اور مسلسل اسے دیکھے جا رہی تھی کہ اچانک مورتی نے بولنا شروع کیا۔ شیتل سنو! میں ایک پتھر کی مورتی ہوں مگر عام مورتی نہیں بلکہ وہ مورتی ہوں جس پر جالوس جادوگر نے چالیس سال تک چلہ کاٹا اور بہت سارے جنات اور بدروحوں کو میرے اندر قید کر دیا جس سے میرے اندر بے پناہ طاقت آ گئی ہے۔ بظاہر تو میں ایک پتھر کی مورتی ہوں مگر تم مجھ سے بہت سے فائدے حاصل کر سکتی ہو۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتی کیونکہ تم نے میری حفاظت کی ہے اور جالوس جادوگر سے دور ہی رہنا چاہتی ہوں جس نے مجھے اتنی بے دردی سے جنگل میں پھنکوا دیا۔ شیتل ٹکٹکی باندھے مورتی کی ساری باتیں سنے جا رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ مورتی کچھ اور کہتی شیتل تیزی سے باہر کی طرف بھاگ گئی۔ شیتل بھاگتی ہوئی پاربتی کے پاس پہنچ گئی۔ شیتل کو اس طرح گھبرائی ہوئی دیکھ کر پاربتی پریشان سی ہو گئی۔ کیا ہوا شیتل کیا ہوا اور تو اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہے؟ تیرا سانس بھی پھولا ہوا ہے۔ چل سانس درست کر اور بتا کہ کیا مسئلہ ہے۔ پاربتی وہ مورتی ...... شیتل نے بتانے کی کوشش کی مگر وہ درمیان میں ہی اٹک گئی۔ شیتل کیا ہوا مورتی کو؟ پاربتی وہ مورتی ...... ہاں ہاں بول۔ وہ بورتی۔ پاربتی نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ پاربتی وہ مورتی باتیں کرتی ہے۔ چل آ میرے اتھ میں تمہیں دکھاتی ہوں اور پاربتی کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے گھر کی طرف چل پڑی۔ پاربتی پریشانی کے عالم میں شیتل کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی کہ نجانے یہ سب کیا ماجرا ہے۔ شیتل پاربتی کو لے کر الماری کی طرف بڑھی تو ٹھٹک کر رہ گئی۔ الماری بند تھی حالانکہ جب وہ یہاں سے گئی تھی تو الماری کھلی تھی۔ وہ پاربتی کو بول بھی نہ سکتی تھی کہ ایسا بھی ہوا ہے۔ اس خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا اور پاربتی کو لے کر باہر آ گئی۔ شیتل تو کچھ بول رہی تھی نہ اور کچھ دکھانے بھی والی تھی یہ پھر مجھے باہر کیوں لے آئی۔ پاربتی نے سوالیہ نظروں سے شیتل کی طرف دیکھا۔ ہاں پاربتی میں تمہیں کچھ دکھانے والی تھی مگر ابھی نہیں، کبھی پھر سہی۔ شیتل نے ٹال مٹول کرتے ہوئے کہا۔ دیکھ شیتل تو مجھ سے کچھ چھپا رہی ہے۔ نہیں پاربتی ایسی بات نہیں ہے بلکہ وہ مجھے وہم سا ہو گیا تھا کہ مورتی کہتے کہتے رک گئی۔ جیسے وہ اس کی باتوں پر یقین نہیں کرے گی۔ چل چھوڑ پاربتی تو یہ بتا کہ کام وغیرہ سے فارغ ہو گئی۔ نہیں شیتل ابھی سارا کام پڑا ہے، امی بھی گھر پر نہیں ہے، بازار سے سودا وغیرہ لینے گئی ہیں۔ ہاں پاربتی کام سے یاد آیا کہ میرا ابھی سارا کام پڑا ہے۔ میں نے بھی سارا کام کرنا ہے۔ چل تو گھر جا پھر ملتے ہیں۔ ہاں شیتل میں پھر آؤں گی اور وہ باہر کو نکل گئی اور پھر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ کچن میں جا کر دیکھا تو اسے حیرت کا ایک اور شدید جھٹکا لگا۔ سارے برتن دھلے پڑے تھے جبکہ اس کی امی بول کر گئی تھی کہ برتن دھو لینا۔ ابھی تک چھوٹے چھوٹے پڑے ہوئے ہیں، ہائے اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ گہری سوچوں میں ڈوبتی چلی گئی۔

■

جالوس جادوگر ابھی اپنی حویلی سے نکلا ہی تھا کہ اچانک اسے بجلی کا زوردار کڑکا سنائی دیا جسے سن کر جالوس سہم سا گیا اور اپنے اردگرد نظر دوڑانے لگا مگر آنے والا سخت جان تھا جو اس کی نظروں سے اوجھل رہا۔ جالوس کو ایسا لگا کہ کوئی غائبانہ قوت اس پر حملہ کرنا چاہ رہی ہو اور اپنے آپ کو مقابلے کے لئے تیار کر لیا مگر اس سے پہلے کہ جالوس اپنے آپ کو سنبھالتا بجلی کی دو چار شعاعیں ایک طرف سے آئیں اور جالوس کے بدن سے ٹکرا کر ختم ہو گئیں۔ جالوس بدستور اپنی جگہ پر قائم رہا۔ جالوس کا بال بھی بانکا نہ ہوا۔ ابھی جالوس جوابی کارروائی کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ اچانک خوفناک چڑیل جالوس کے سامنے آ گئی اور قہقہہ لگاتے ہوئے جالوس سے کہنے لگی۔ جالوس تو بچ گیا میرے وار سے آج تو بچ گیا لیکن بچے گا نہیں، آخر کب تک، میں پھر آؤں گی۔ اس دفعہ تیری موت پکی ہو گی اور ہاں میرے علم نے مجھے بتایا ہے کہ تو اس مورتی کی وجہ سے بچ گیا ہے۔ اپنی اس مورتی کو سنبھال کے رکھنا کہیں کوئی چرا نہ لے۔ اتنا کہہ کر بجلی چڑیل غائب ہو گئی اور جالوس حیران پریشان یہ سب تکتا رہا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آج اس مورتی کی وجہ سے اس کی جان بچ جائے گی۔ مگر جب مورتی کا خیال آیا تو پریشان ہو گیا کہ اس نے مورتی کو دور جنگل میں پھنکوا دیا ہے۔ مورتی تو اس کے ہاتھ سے نکل گئی اور پھر حویلی میں چلا آیا۔ اب وہ جبرال جادوگر کے پاس نہیں جانا چاہتا تھا بلکہ اپنی مورتی کو واپس لانا چاہتا تھا اور یہی کچھ سوچ کر اس نے اسی جن کو حاضر کیا جو مورتی کو لے کر گیا تھا، جن حاضر ہو گیا۔ جاؤ اور جا کر اس مورتی کو واپس لے آؤ، ہمیں اس کی ضرورت ہے اور ہاں جلدی جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ مورتی کوئی اور لے لائے اور دشمن ہم پر قابض آ جائیں۔ جن غائب ہو گیا اور جالوس جادوگر بے چین حویلی میں ٹہلنے لگا۔ وہ اپنے کئے پر شرمندہ تھا کہ اس نے خود اس مورتی کو اپنے ہاتھوں سے گنوا دیا۔ جن کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

■

نیلم اور انیل دونوں مکمل طور پر سانپ بن چکے تھے اور ندی کے کنارے رینگتے ہوئے ایک طرف کو چل دیئے کہ اچانک ان کے سامنے ایک کالا ناگ آ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنی جون بدلی اور انسانی روپ میں آ گیا۔ اسے دیکھ کر دونوں ہی پریشان ہو گئے کیونکہ وہ شمریز تھا اور اسے ناگ دیوتا نے اپنی نگری سے نکال دیا تھا۔ شمریز نے ناحق سانپوں کا قتل کیا اور سرکشی پہ اتر آیا جس کی وجہ سے شمریز کی ساری طاقتوں کو سلب کر کے اسے جلاوطن کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ شمریز ایک ناگ تھا اور اس کا سارا زہر نکال لیا اگر یہ کسی کو ڈس بھی لیتا تو اس کے زہر کا اثر نہ ہوتا۔ آج وہ انیل اور نیلم کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آگ بھڑک رہی تھی جیسے انتقام کی آگ ہو اور واقعی میں وہ انیل سے انتقام لینا چاہتا تھا جس نے ناگ دیوتا کے ساتھ مل کے اس سے اس کی ساری طاقتوں کو چھینا تھا اور انہی کی شکایت کی وجہ سے شمریز کو وطن سے نکالا گیا۔ جاتے ہوئے شمریز نے انیل سے کہا تھا کہ میں واپس ضرور آؤں گا اور تجھ سے اپنے حساب چکتا کروں گا اور آج وہ سامنے کھڑا تھا۔ وہ دونوں اسے سامنے دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جیسے کہہ رہے ہوں کہ اب کیا کریں۔ اتنے میں شمریز کی آنکھوں سے نیلی شعاعیں نکلیں۔ شعاعیں ان کے بدن پر پڑتے ہی وہ دونوں پٹاری میں بند تھے۔ شمریز نے ان دونوں کو ساتھ لیا اور ایڑھی پر گھومتا ہوا غائب ہو گیا۔ شمریز اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور اس کی بیوی انبالہ بھی موجود تھی۔ انیل اور نیلم دونوں اس کے سامنے کھڑے تھے۔ جس تخت پر وہ بیٹھا تھا اس کی پشت پر ایک پنجہ نسب تھا جیسے یہ کوئی خاص پنجہ ہو۔ شمریز اپنی بیوی انبالہ سے مخاطب ہوا۔ انبالہ یہ انیل ہے میرا بہت ہی اچھا دوست تھا مگر کبھی تھا، ابھی نہیں۔ ابھی تو یہ میرا بدترین دشمن ہے اور یہ نیلم ہے اس کی محبوبہ، کتنی اچھی جوڑی ہے ناں۔ دونوں آج ہی انسانی روپ میں ظاہر ہوئے ہیں مگر بیچارے بدنصیب ہیں آج ہی قید ہو گئے۔ انبالہ ان کے گلے سے یہ موتی نکال لو تا کہ

بوڑھا ناگ بھی ان سے بے خبر ہو جائے۔ ان دونوں کو مرنا ہے مگر ابھی نہیں کچھ سزائیں ان کو دے لیں پھر ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ ابھی وہ یہ باتیں کر رہی تھی کہ ایک سایہ سا لہراتا ہوا نظر آیا جسے انبالہ نے بھی محسوس کیا اور وہ باہر کی طرف چل دی مگر اب وہ سایہ نظر نہ آیا۔ شاید چلا گیا تھا۔ انبالہ اندر آ گئی اور اس نے نفی میں سر ہلا دیا جو کہ سائے کے نہ ہونے کی خبر تھی۔ خیر چھوڑو انبالہ یہ بتاؤ کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے۔ شمریز نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ انیل اور نیلم جو ابھی تک خاموش کھڑے تھے اور دل ہی دل میں اپنی خیریت کی دعا مانگ رہے تھے کہ اتنے میں انبالہ نے فیصلہ سنایا کہ ان کو کالی غار میں قید کر دیتے ہیں جو کہ ایک بدروح کا مسکن ہے۔ ان کے گرد حصار قائم کر دیں گے تاکہ یہ بارہ نہ نکل سکیں اور باہر کا آدمی اندر داخل نہ ہو سکے۔ ہاں انبالہ میرے خیال میں بھی یہی سب ٹھیک رہے گا اور پھر انیل اور نیلم کو کالی غار میں قید کر دیا گیا۔ ان کے اطراف میں شمریز نے ایک طاقتور حصار قائم کر دیا جسے وہ پار نہیں کر سکتے تھے۔ وہ دونوں غار میں قید ہو کر رہ گئے اور سوچنے لگے کہ ابھی کون سی طاقت ہے جس کی وجہ سے شمریز نے یہ سب کر دیا حالانکہ ناگ اتنے طاقتور تو نہیں ہوتے کہ وہ جادو کے زور سے کچھ بھی کرتے پھریں۔ ضرور کوئی شیطانی طاقتیں ہیں جو اس کے پاس ہیں۔ ابھی وہ یہی سب کچھ سوچ رہے تھے کہ اچانک ایک ہیولہ سا غار میں داخل ہوا اور ان کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور وہ دونوں اسے بغور دیکھنے لگے، شاید وہ کوئی بدروح تھی۔

■

کانا دیو اپنے کمرے سے باہر ٹہل رہا تھا اور کالی چڑیل کے انتظار میں تھا کہ اچانک ہر طرف اندھیرا چھانے لگا اور ایک لمحے کے لئے کانا دیو ٹھہر گیا غالباً یہ کالی چڑیل کے آنے کا سگنل تھا جسے کانے دیو نے بھی محسوس کر لیا اور سامنے دیوار پر نظریں جما دیں کیونکہ کالی چڑیل جب بھی حاضر ہوتی ہے صرف اس کا عکس دیوار پر نظر آنے لگتا ہے۔ باقی اس کی پرچھائیاں اردگرد رقص کرتی ہیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد کالی چڑیل کا عکس دیوار پر موجود تھا۔ ہاں کالی چڑیل بولو کیا خبر لے کر آئی ہو۔ کانے دیو نے کالی چڑیل کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاں کانے دیو میں نے پتہ چلا لیا ہے کہ پنجہ کس کے پاس ہے۔ جادوئی پنجہ اس وقت سانپوں کے باسی شمریز کے پاس ہے۔ میرے علم نے مجھے بتایا ہے کہ شمریز نے یہ پنجہ کالی غار سے چرایا تھا جس کی حفاظت پر ایک بدروح مامور تھی۔ اصل میں یہ پنجہ شعلہ جادوگرنی کا تھا جس میں اس کی ساری طاقتیں موجود تھیں۔ جادوئی پنجے کے چوری ہو جانے کے بعد شعلہ جادوگرنی کی ساری طاقتیں سلب ہو گئیں اور وہ غار میں قید ہو کر رہ گئی۔ شمریز نے جادوئی پنجہ ناگ دیوتا سے انتقام لینے کے لئے حاصل کیا تھا۔ اسے ناگ دیوتا نے اپنی نگری سے نکال دیا تھا اور شمریز نے اسی وقت انتقام کی آگ دل میں روشن کر لی۔ ابھی ابھی اس نے ناگ دیوتا کے دو سانپوں کو اسی کالی غار میں قید کر دیا اور جلد ہی وہ ناگ دیوتا کے پاس پہنچنے والے ہیں تاکہ انہیں بھی زیر کر سکیں۔ میں نے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تھی مگر ایک عجیب سی تپش نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا اور انہیں شک بھی ہو گیا تھا کہ باہر کوئی ہے۔ ان کی بیوی باہر تک آئی تھی مگر اس وقت تک میں غائب ہو چکی تھی کیونکہ ان سے مقابلے کی طاقت مجھ میں نہیں تھی اور واپس لوٹ آئی۔ کانا دیو یہ سن رہا تھا اور کافی سوچ میں پڑ گئے۔ ہوں تو یہ بات ہے۔ اچھا کالی چڑیل تم سب چھوڑو یہ بتاؤ کہ اسے کس طرح حاصل کیا جائے۔ کانے دیو جو کام میرے بس کا تھا میں نے کر دیا باقی تم جانو تمہارا کام۔ اب میں چلتی ہوں۔ ٹھیک ہے کالی چڑیل تم جاؤ میں دیکھتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دیوار صاف ہوتی چلی گئی اور کانا دیو سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا کیا جائے۔ اس حصار کا توڑ کہاں سے ملے گا جسے پار کر کے میں پنجے تک پہنچ جاؤں گا۔ پھر ایک خیال کے آتے ہی کانے دیو کے ہونٹوں پر ساحرانہ مسکراہٹ تیر گئی۔

■

بجلی چڑیل شمشاد جادوگر کے سامنے کھڑی تھی۔ ہاں بجلی چڑیل کیا خبر لے کر آئی ہو۔ میرے آقا وقعی جالوس جادوگر کے پاس مورتی کی طاقت موجود ہے ورنہ وہ میرے وار سے بچ نہ سکتا۔ جالوس جادوگر اپنی حویلی سے نکلا ہی تھا کہ میں اس کے سامنے آ گئی اور میں نے اپنا طلسم جالوس پر چھوڑ دیا مگر میرا وار کارگر ثابت نہ ہو سکا اور میں واپس لوٹ آئی۔ اگر کچھ دیر وہاں پر ٹھہرتی تو ضرور جالوس جادوگر جوابی کارروائی کرتا اور میں پکڑی جاتی، آپ کا راز بھی فاش ہو جاتا۔ ممکن ہے وہ آپ پر چڑھائی کر دیتا اور پھر...... اتنا کہہ کر بجلی چڑیل خاموش ہو گئی۔ اسے پتہ تو نہیں چلا کہ یہ حملہ اس پر شمشاد جادگر نے کرایا ہے، بجلی چڑیل تم جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی بجلی چڑیل غائب ہو گئی۔ شمشاد! اب کیا بنے گا۔ گوپی دیو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ گوپی دیو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اگر جالوس جادوگر شکتی دان ہو گیا ہے تو ہم بھی اس سے کم نہیں۔ وہ دیکھ رہے ہو۔ دیو نے مالا کی طرف دیکھا۔ شمشاد یہ کیا ہے؟ گوپی دیو یہ یاقوتی مالا ہے، میرے استاد سنگرام جادوگر نے مجھے دیا تھا۔ میں نے ان کی تیس سال تک خدمت کی۔ ان تیس سالوں میں میں نے اکثر ان کو اس مالا کے سامنے بیٹھے ہوئے پایا تھا لیکن میں یہ راز نہ جان سکا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں مگر جب ان یک موت کا وقت قریب آیا تو خود ہی مجھ پر یہ پراسرار راز ظاہر کر دیا کہ مجھے تیس سالوں سے کسی ایسے انسان کی تلاش ہے جو اس مالا کی طاقتوں کو زندہ کرتا۔ اس کی نشانی یہ تھی کہ جب وہ انسان دنیا میں قدم رکھے گا تو یہ مالا چمکنے لگے گی اور تمہیں یہ چمک نظر بھی آ رہی ہے۔ مگر میرے استاد کی زندگی میں ایسا نہ ہو سکا اور وہ دنیا سے چلے گئے مالا میرے پاس آ گئی۔ استاد کی موت کے پانچ سال بعد ہی مالا میں چمک عود آئی، تب مجھے پتہ چلا کہ وہ انسان دنیا میں آ چکے ہیں۔ اگر وہ شخص اس مالا کو چھو کر اسے اپنے گلے میں ڈال لے تو اس کی ساری طاقتیں زندہ ہو کر اس انسان کے اندر عود کر جائیں گی اور پھر وہ انسان دنیا کا سب سے طاقتور انسان ہو گا۔ کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر پائے گا۔ اتنا کہہ کر شمشاد جادوگر خاموش ہو گیا مگر شمشاد اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا۔ طاقتور تو وہ انسان بنے گا، ہاں گوپی دیو تمہاری بات درست ہے۔ مگر میرے استاد نے مجھے ایک عمل بھی بتایا تھا جو کہ اس انسان کے چند ایک بالوں پر کیا جائے گا جس عمل کے ذریعے وہ انسان تمہارے تابع ہو جائے گا اور تم اسے کسی بھی طرح استعمال کر سکو گے مگر ابھی تک اس انسان کا پتہ نہیں چل سکا ہے کہ وہ کون ہے، کوئی مرد ہے یا عورت ہے۔ میرے علم نے ابھی تک اس کا چہرہ مجھے نہیں دکھایا ہے۔ ویسے وہ دنیا میں موجود ضرور ہے۔ واہ شمشاد واہ، یہ مالا تو بڑے کام کی چیز ہے مگر اس انسان کو کہاں تلاش کریں۔ ہاں گوپی دیو ہمیں وہ انسان چاہئے ورنہ تو ہماری طاقتیں کچھ بھی نہیں ہیں۔ جاؤ گوپی دیو جاؤ اور اس انسان کی تلاش کرو تاکہ ہم بھی شکتی دان بن سکیں۔ اس کے ساتھ ہی گوپی دیو غائب ہو گیا اور شمشاد حسرت بھری نگاہوں سے یاقوتی مالا کو دیکھنے لگا۔

■

اچھا البیلا اب تم مجھے ساری حقیقت سے آگاہ کر دو کہ مجھے یہاں پر کیوں لایا گیا، میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ اتنا کہہ کر آکاش البیلا کی طرف دیکھنے لگا۔ البیلا نے ایک نظر آکاش کو دیکھا اور پھر گویا ہوئی۔ لگتا ہے تم کچھ زیادہ ہی بے چین ہو یہ بات معلوم کرنے کے لئے کہ تمہیں یہاں پر کیوں لایا گیا۔ تو پھر سنو! البیلا سانس درست کرتے ہوئے پھر بولنا شروع کیا۔ آکاش! جب سے یہ دنیا بنی ہے انسان اور جنات شروع ہی سے اس دنیا کی رونق رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ان کا آپس میں تقابل بھی بہت ہے اور شروع ہی سے آپس میں مخالفت چلی آ رہی ہے۔ بس یوں سمجھو لو کہ یہ جنات اور انسانوں کی لڑائی ہے۔ جنات میں بے پناہ طاقت ہوتی ہے۔ یہ بات درست ہے جس کی وجہ سے بہت سارے جنات انسانوں کے جسموں میں سما جاتے ہیں۔ مگر جب ایک انسان شیطانی طاقتوں کی چاہ میں لگ جاتا ہے تو وہ جنات سے کہیں زیادہ طاقتور بن

جاتا ہے اور جنات کو بھی تسخیر کر لیتا ہے۔ اس کی ایک سیدھی سی مثال لے لو جالوس جادوگر جس نے ہمارے بے شمار جنات کو ایک مورتی میں قید کر دیا ہے اور وہ اس کے ذریعے بے پناہ طاقت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے بہت سارے جنات کو اس نے مار ڈالا اور ہم اس کا کچھ نہ کر سکے کیونکہ اس کے سر جبرال جادوگر کا ہاتھ ہے۔ جب ایک انسان شیطانی طاقتوں کو اپنا لیتا ہے تو وہ ایک ناقابل تسخیر جادوگر بن جاتا ہے اور ہم جنات بے بس ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوا اور بے شمار جادوگر ہیں جو ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں۔ تمہیں یہاں پر اس لئے لایا گیا کہ تمہیں کچھ طاقتیں دے کر ان کے مقابلے میں اتارا جائے کیونکہ تمہارے اندر بے پناہ شکتیاں پہلے ہی موجود ہیں اور کچھ شکتیاں شاہ جنات تمہیں عطا کریں گے۔ اتنا کہہ کر البیلا خاموش ہو گئی۔ آکاش گہری سوچوں میں ڈوب گیا۔ آکاش سوچو مت کام خطرناک ضرور ہے مگر اتنا بھی نہیں کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچ سکے۔ ہماری یہ لڑائی جادو کے اثر سے لی جاتی ہے۔ ہتھیاروں سے نہیں اور ویسے بھی یہ کام برا نہیں۔ ذرا سوچو وہ ہم جنات کی تسخیر اس لئے کرتے ہیں تاکہ ہماری دنیا پر حکومت قائم کر سکیں؟ اگر وہ یہ سب کچھ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ضرور تمہاری دنیا کی طرف پیش قدمی کریں گے اور ہر چیز برباد کر کے رکھ دیں گے۔ اب تم نے اپنی دنیا کے ساتھ ساتھ ہماری دنیا کو بھی بچانا ہے۔ گویا کہ یہ لڑائی تم ساری دنیا کے لئے لڑو گے اور پھر ہم بھی تو تمہارے ساتھ ہوں گے۔ آکاش ابھی تک گہری سوچوں میں مستغرق تھا۔ البیلا اس کے جواب کی منتظر تھی کہ اچانک اٹھ کھڑا ہوا اور بول پڑا۔ اگر یہ لڑائی حق اور باطل کی ہے تو میں ضرور لڑوں گا اور ان شاء اللہ کامیاب بھی ہو جاؤں گا۔ آکاش کا یہ جواب سن کر البیلا کی آنکھوں میں خوشی عود آئی۔ مگر البیلا میں یہ لڑائی لڑوں گا کیسے؟ تم نے ہی کہا تھا کہ یہ لڑائی جادو کے زور سے لڑیج اجئے گی اور میں جادو جانتا تک نہیں تو پھر کیسے؟ آکاش نے اپنا تجسس ظاہر کیا۔ ہاں آکاش تمہاری بات درست ہے مگر اس کے لئے شاہ جنات تمہیں ایسی طاقتیں عنایت فرمائیں گے جن کے ذریعے تم غائب ہو سکو گے۔ ہواؤں میں اڑ سکو گے اور کوئی بھی چیز اپنے پاس حاضر کر سکو گے۔ اس کے علاوہ جادوگروں سے لڑائی کے لئے چلے وغیرہ کرنے پڑیں گے۔ تو پھر چلیں شاہ جنات سے مل لیتے ہیں۔ آکاش نے بے چینی سے کہا۔ نہیں ابھی نہیں شاہ جنات خود ہمیں بلائیں گے۔ البیلا نے جواب دیا اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ شاہ جنات کے سامنے دربار میں کھڑے تھے۔

■

شیتل کمرے میں لیٹی مورتی کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ یہ کیسی مورتی ہے جو باتیں بھی کرتی ہے بالکل انسانوں کی طرح۔ ضرور اس میں کوئی اسرار چھپا ہے اور پھر الماری کا اپنے آپ بند ہونا۔ سب سے اہم بات برتن کا ڈھل جانا ہے۔ کہیں یہ جادوئی مورتی تو نہیں کیونکہ وہ بچپن میں پڑھا کرتی تھی کہ فلاں کے پاس الہ دین کا چراغ تھا وہ اس سے جو چاہتا وہ کر گزرتا تھا۔ کہیں یہ بھی ...... یہ خیال آتے ہی شیتل اٹھ کھڑی ہوئی اور الماری کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ ابھی تک مورتی سے خوفزدہ تھی مگر یہ کیا اس نے تو اسے کوئی بھی نقصان نہیں پہنچایا تھا بلکہ اس کے کئی کام کر دیئے تھے اور پھر مورتی کی باتیں اس کو یاد آنے لگیں کہ شیتل میں جالوس جادوگر کی مورتی ہوں جس نے مجھے بے دردی سے جنگل میں پھنکوا دیا تھا اور تم نے میری حفاظت کی، میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی بلکہ تم مجھ سے کئی کام لے سکتی ہو۔ یہ سب باتیں سوچتی ہوئی وہ الماری کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اس کی امی کی آواز سنائی دی۔ شیتل بیٹا کہاں ہو تم؟ شیتل اچانک امی کی آواز سن کر چونک سی گئی اور کمرے سے باہر نکل کر اپنی امی کی بات سننے لگی۔ جی امی! یہ دیکھو بیٹا سارا صحن گندا پڑا ہے، اس کی صفائی کر دے۔ میں ذرا تھیک ہوئی ہوں تھوڑا آرام کر لیتی ہوں۔ اتنا کہہ کر شیتل کی امی کمرے میں چلی گئی اور شیتل جھاڑو تلاش کرنے لگی مگر اچانک ہلکی ہلکی سی ہوا چلنے لگی جو

آہستہ آہستہ بگولے کی صورت اختیار کر گئی، دیکھتے ہی دیکھتے اس بگولے نے سارے گند کو سمیٹا اور ایک طرف کو اڑ گیا۔ شیتل یہ سب ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ اب اس کا شک یقین میں بدل چکا تھا کہ یہ سب کام وہ مورتی کر رہی ہے اور ایک بار پھر وہ اپنے کمرے کی الماری کے پاس موجود تھی۔ اس نے آہستہ سے الماری کو کھول دیا اندر مورتی بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی۔ اس نے مورتی کو اٹھایا اور آ کر اپنے بستر پر بیٹھ گئی۔ مورتی کو اپنے سامنے رکھ دیا اور اسے غور غور سے دیکھنے لگی۔ وہ اس انتظار میں تھی کہ ابھی مورتی کی آنکھوں میں چمک عود آئے گی اور وہ اس مورتی سے باتیں کرے گی۔ وہ اس مورتی سے پوچھا۔ چاہ رہی تھی کہ تو کیا بلا ہے۔ کیا تو واقعی جادوئی مورتی ہے اور میرے کیا کام آ سکتی ہے؟ وہ کتنی ہی دیر مورتی کے سامنے بیٹھی رہی مگر مورتی بدستور بے حس و حرکت اس کے سامنے پڑی رہی۔ تھک ہار کر شیتل نے مورتی کو واپس رکھنے کے لئے اٹھایا ہی تھا کہ ایک خیال نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا کہ شاید اس مورتی کو جگانا پڑے پہلے میں اس سے باتیں کرتی ہوں ہو سکتا ہے یہ میری باتوں کو سن کر مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ یہی کچھ سوچ کر وہ اس مورتی سے مخاطب ہوئی۔ اے طلسمی مورتی! میں شیتل تیرے سامنے بیٹھی تجھ سے باتیں کر رہی ہوں۔ میری باتوں کا جواب دے اور مجھے بتا کہ اصل میں تو کیا ہے، تیری حقیقت کیا ہے اور تو کہاں سے آئی ہے۔ اتنا کہہ کر شیتل مورتی کی آنکھوں میں جھانکنے لگی جو ابھی تک بے نور تھی اور پھر مایوس ہو کر شیتل اٹھنے لگی۔ ابھی وہ اٹھنے ہی والی تھی کہ مورتی کی آنکھوں میں چمک عود آئی یہ دیکھ کر شیتل بیٹھتی چلی گئی۔ کچھ ہی دیر بعد مورتی شیتل سے مخاطب تھی۔ ہاں شیتل میں واقعی طلسمی مورتی ہوں اور مجھے طلسمی مورتی جالوس جادوگر نے بنایا تھا لیکن اس نے میری قدر نہ جانی اور جنگل میں پھنکوا دیا اور اس جنگل سے تم مجھے اٹھا کر لے آئی۔ یہ میری حقیقت اور اصل ہے۔ مورتی اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی۔ اچھا تو یہ بتا کہ میرے یہ سارے کام تو نے کئے تھے۔ شیتل نے دوسرا سوال پوچھا۔ ہاں شیتل میں نے اپنے جادو کے زور سے یہ سب کام کئے تھے۔ اچھا تو میرے کیا کام کر سکتی ہو؟ تم کیا کروانا چاہتی ہو؟ ہوں ...... ں ...... شیتل سوچنے لگی ابھی نہیں پھر کبھی ابھی میں نے پاربتی اپنی دوست کے گھر جانا ...... شیتل تم اپنی آنکھیں بند کر لو میں تمہیں پاربتی کے گھر پہنچا دیتی ہوں۔ کیا کیا ...... کیا کہا شیتل پریشان سی ہو گئی۔ کہا ناں تم آنکھیں بند کرو شیتل نے نہ چاہتے ہوئے بھی آنکھیں بند کر لیں۔ جیسے اس کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب ہو پائے گا۔ شیتل کو ایک عجیب سا جھٹکا لگا اور جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ پاربتی کے دروازے کے سامنے کھڑی تھی۔ یہ سب اسے خیال لگ رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا کوئی انسان ایسے بھی پلک جھپکنے میں کہیں سے کہیں پہنچ جائے اور اس نے اپنے خیالت کو جھٹکا اور اندر داخل ہو گئی۔

■

جالوس جادوگر بے چینی سے اپنی حویلی میں ٹہل راہ تھا اور جن کے آنے کا انتظار کر رہا تھا کہ جس کو مورتی لینے کے لئے بھیجا تھا۔ جن ابھی تک حاضر نہیں ہوا تھا اور پھر جالوس اپنی نشست پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا وہ کون ہو سکتا ہے جس نے مجھ پر حملہ کروایا ہے۔ وہ تو بھلا ہو اس مورتی کا جس کی وجہ سے میری جان بچ گئی ورنہ آج میں زندہ نہ ہوتا۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ جن حاضر ہو گیا۔ جن کو خالی ہاتھ دیکھ کر جالوس جادوگر مزید پریشان ہو گیا۔ مورتی کدھر ہے جالوس گرجا۔ آقا مورتی وہاں پر نہیں، نجانے وہاں سے کون لے گیا۔ میں نے پورا جنگل چھان مارا مگر مجھے مورتی نظر نہیں آئی۔ جاؤ دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ میں تمہیں آگ لگا دوں گا۔ جالوس ایک بار پھر گرجا۔ یہ سن کر جن سہم گیا اور پلک جھپکتے ہی غائب ہو گیا۔ جالوس جادوگر پریشانی کے عالم میں پھر حویلی میں ٹہلنے لگا۔ اب کیا کیا جائے۔ اس نے خود سے کہا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کچھ پڑھنے لگا کہ اچانک ہوا چلنے لگی اور طوفان کی شکل اختیار کر گئیں اس

طوفان سے نکل کر ہوا کا ایک بگولا سا گھومنے لگا اور جالوس جادوگر کے سامنے آ کر ایک وجود اختیار کر گیا۔ جالوس جادوگر نے آنکھیں کھول دیں۔ بگولا دیو تم آ گئے۔ جالوس نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ آقا بگولا حاضر ہے آپ حکم تو کریں۔ بگولا دیو میری مورتی میرے ہاتھوں سے نکل گئی ہے۔ جس پر میں نے چالیس سال تک چلہ کاٹا۔ میں نے اپنی غلطی کی وجہ سے اسے جنگل میں پھنکوا دیا لیکن اب مجھے اس مورتی کی شکتیوں کا اندازہ ہو گیا ہے۔ میں نے اسے واپس لانے کے لئے جن کو بھیجا تھا مگر وہ ناکام لوٹ آیا۔ اب تم یہ پتہ لگاؤ کہ کہاں اور کس کے پاس ہے۔ بگولا دیو نے دیوار پر پھونک ماری تو ہوا کا ایک گولہ سا دیوار سے ٹکرایا اور دیوار پر عکس ابھرنے لگے اور پھر ایک فلم سی چلنے لگی کہ کس طرح مورتی کو اٹھایا ہے اور کہاں لے جایا گیا ہے۔ یہ ایک جنگل کے قریب بستی کی تصویر تھی جو دیوار میں نظر آ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی بگولا دیو نے ہاتھ بلند کیا اور دیوار صاف ہوتی چلی گئی۔ دیکھا آقا۔ کسی لڑکی نے مورتی کو اٹھا کر اپنے گھر رکھ لیا ہے۔ مگر اس لڑکی نے مورتی کو چھوا کیسے۔ اس مورتی کو میرے علاوہ کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا تھا اس پر میں نے ایسا جادو کیا تھا کہ اگر کوئی اس کو چھونے کی کوشش کرے گا وہ مورتی دہکتی انگاری بن جائے گی۔ ضرور یہ کوئی شکتیوں والی لگتی ہے۔ خیر اس کا پتہ تو میں بعد میں لگاؤں گا فی الحال بگولا دیو تم جاؤ اور اس مورتی کو اس لڑکی سے لے آؤ اور ہاں یہ منتر یاد کر لو۔ مورتی کو پکڑنے سے پہلے اس پر یہ پڑھ کر پھونک مار دینا۔ جس سے وہ مورتی دہکتی ہوئی انگاری نہیں بنے گی۔ جاؤ بگولا دیو جلدی جاؤ ہمیں وہ مورتی ابھی فوراً چاہئے اس کے ساتھ ہی بگولا دیو ہوا کے گولے کی طرح گھومتا ہوا غائب ہو گیا اور جالوس جادوگر اس کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

■

ناگ دیوتا کافی دیر سے نیلم اور انیل کو تلاش کر رہے تھے مگر وہ انہیں کہیں بھی نظر نہ آئے۔ بالآخر ناگ دیوتا نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ان کے دماغ میں گھسنے کی کوشش کرنے لگا۔ ناگ دیوتا کی سوچ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی۔ جسے ناگ دیوتا محسوس کر رہے تھے مگر اچانک ان کی سوچ کسی سخت چیز سے ٹکرائی اور واپس پلٹ گئی۔ ناگ دیوتا کو ایسا لگا کہ جیسے اس کے دماغ کو کسی نے جھنجوڑ دیا ہو۔ لگتا ہے نایاب موتی ان کے پاس نہیں رہا ضرور وہ کسی مشکل میں ہیں۔ ناگ دیوتا نے خود سے کہا لگتا ہے مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا اور ناگ دیوتا اپنی جگہ سے اٹھنے لگے۔ ابھی اٹھنے ہی والے تھے کہ اچانک ہر طرف دھواں چھانے لگا۔ اتنا زیادہ تھا کہ کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ دیوتا حیران تھے کہ یہ کیا آفت آ گئی ہے۔ آہستہ آہستہ دھویں نے چھٹنا شروع کیا اور جب مکمل طور پر دھواں صاف ہو گیا تو اس سے دو وجود نکل کر ناگ دیوتا کے سامنے آ گئے۔ یہ شمریز اور انبالہ تھے۔ ناگ دیوتا اپنے سامنے شمریز کو دیکھ کر پریشان ہو گئے اور غصے میں آ کر گرجے شمریز تم...... تم نے جرأت کیسے کی میری نگری میں آنے کی۔ شمریز جو ابھی تک ناگ دیوتا کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ ناگ دیوتا! بھول جایئے اس بستی کو کیونکہ ابھی تھوڑی دیر بعد یہاں پر میری حکمرانی چلے گی۔ لگتا ہے شمریز سرکشی تیری ذات میں اب بھی ویسی ہے جیسے پہلے تھی۔ تو باز نہیں آیا۔ ہاں ہے سرکشی میری ذات میں اور ہاں آج میں وہ شمریز نہیں رہا جس کو تو نے اپنی نگری سے نکال کر اس کی ساری طاقتوں کو سلب کر لیا تھا۔ آج میں مہان شکتی بن کے لوٹا ہوں۔ تیرے یہ غلام...... شمریز نے ہاتھ کے اشارے سے ناگ دیوتا کو بتایا۔ میں ان سب کو ختم کرا دوں گا۔ یہاں پر صرف میری حکومت ہو گی۔ شمریز یہ کیا بکواس ہے۔ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔ ناگ دیوتا نے غصے سے کہا۔ نہیں ناگ دیوتا میرا دماغ بالکل ٹھیک ہے یہ دیکھو، اتنا کہہ کر شمریز نے آنکھوں سے آگ برسانا شروع کی اور اردگرد موجود سارے سانپ جلنے لگے۔ ناگ دیوتا یہ سب دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ ناگ دیوتا نے بہت کوشش کی کہ اس

آگ کو روکا جائے مگر ناگ دیوتا کی کوئی بھی شکتی کام نہ آئی۔ واقع شمریز شکتی دان بن گیا ہے مگر کیسے؟ شمریز نے ایک شعاع ناگ دیوتا کی طرف چھوڑ دی۔ شعاع ناگ دیوتا کے سر میں جذب ہو گئی۔ ناگ دیوتا کو اپنا سر بھاری بھاری سا لگنے لگا جیسے کسی نے کوئی چیز مار دی ہو اور پھر ناگ دیوتا ہوش کی دنیا سے بیگانے ہوتے چلے گئے۔ جب آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو گہری اندھیرے میں پایا اسے ایسا لگا کہ جیسے یہ بہت گہری کھائی ہو۔ کیونکہ ہر طرف گھپ اندھیرا تھا اور ناگواری بو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ یہ میں کہاں آ گیا۔ ناگ دیوتا نے خود سے کہا۔ ناگ دیوتا کی آواز سن کر نیلم اور انیل چونک سے گئے۔ ناگ دیوتا آپ آپ ہمارے ساتھ اس جگہ پر مگر کیسے۔ انیل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ہاں انیل مجھے بھی اسی شمریز نے یہاں تک پہنچایا ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ شمریز نے یہ سب کیسے کر دیا۔ حالانکہ ہم نے اس کی ساری طاقتیں سلب کر لی تھیں۔ ناگ دیوتا نے حیرانگی سے کہا۔ ہاں ناگ دیوتا ہم بھی حیران ہوئے تھے مگر بعد میں پتہ چلا کہ اس کے پاس کوئی جادوئی پنج ہے جس کے بل بوتے پر وہ یہ سب کر رہا ہے۔ جادوئی پنجہ ناگ دیوتا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ہاں ناگ دیوتا کوئی جادوئی پنجہ ہے۔ چلو خیر چھوڑو اس سے بعد میں نمٹ لیں گے پہلے یہاں سے نکلنے کا کوئی حل سوچو۔ نہیں ناگ دیوتا ہم یہاں سے نہیں نکل سکتے کیونکہ ہمارے چاروں طرف طاقتور حصار قائم ہے جس کو ہم پار نہیں کر سکتے۔ اگر پار کرنے کی کوشش کی تو جل جائیں گے۔ اس حصار کے توڑنے کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو شمریز کی طاقتیں ختم ہو جائیں یا کوئی مادی ملولق اس سے ٹکرا جائے۔ اس کے ٹکراتے ہی حصار ٹوٹ جائے گا۔ مگر وہ مادی مخلوق زندہ نہیں بچے گی اس کو آگ لگ جائے گی اور ہم آزاد ہو جائیں گے۔ انیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ مگر انیل اس بدروح کا کیا کریں جو ہمارے سروں پر مسلط ہے۔ نیلم اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں یہ بھی حصار توڑ کر اندر نہیں آ سکتی اور ویسے بھی حصار کے ٹوٹتے ہی ہماری طاقتیں بحال ہو جائیں گی اور ہم کچھ نہ کچھ اس کا مقابلہ کر سکیں گے۔ انیل نے پرسکون ہوتے ہوئے کہا۔ ویسے ناگ دیوتا ایک بات ہے اس پنجہ کا کوئی نہ کوئی توڑ تو ضرور ہو گا جس سے اس کی طاقتیں کم پڑ جائیں۔ ہاں انیل! جب بھی کوئی طاقت وجود میں آتی ہے تو اس کا توڑ بھی ضرور ہوتا ہے اور اس جادوئی پنجے کا بھی ضرور کوئی نہ کوئی توڑ ضرور ہو گا اور پھر وہ تینوں مل کر اس پنجے کا توڑ تلاش کرنے لگے کہ اچانک......

■

کانا دیو اس وقت شمریز کی نگری میں موجود تھا۔ چند ایک مکان تھے جو شیشے کے بنے ہوئے تھے گویا کہ شیش محل لگتا تھا۔ کانا دیو آہستہ آہستہ محل کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ ایک عجیب سی تپش نے اسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ کانا دیو یکدم پیچھے ہٹ گیا اور اس حصار کو پار کرنے کے بارے میں سوچنے لگا کہ اسے کس طرح توڑا جائے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک خیال کے آتے ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تیر گی، اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کچھ پڑھنے لگا۔ اسی کیفیت میں اسے کافی ٹائم گزر گیا یکدم اس نے آنکھیں کھول کر محل پر پھونک کار دی کہ اچانک محل نے ہلنا شروع کیا اور اپنی جگہ سے اوپر اٹھنے لگا۔ آہستہ آہستہ محل نے ایک طرف کو اڑنا شروع کیا اور اڑتا ہی چلا گیا۔ کاان دیو اس کے پیچھے اڑا آ رہا تھا۔

انبالہ جو محل میں موجود تھی کہ اچانک اپنے محل کو ہلتے ہوئے دیکھ کر پریشان سی ہو گئی۔ اس نے باہر کی طرف نظر ڈالی تو وہ حیران رہ گئی کیوں کہ اس کا محل فضا میں معلق تھا اور اس محل کے پیچھے ایک بہت ہی خوفناک بدصورت سا کانا دیو مخلوق چال آ رہا تھا۔ یہ سب کچھ دیکھ کر وہ سہم سی گئی اور وہاں سے بھاگ جانے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ کچھ پڑھتی ہوئی وہاں سے غائب ہو گئی۔ جادوئی پنجہ کا خیال بھی اس کے ذہن سے نکل چکا تھا کہ وہ محل میں ہی رہ گیا۔ محل ابھی تک ہوا میں ایک طرف کو اڑ رہا تھا اور وہ ایک کالی وادی میں جا کر ٹھہر گیا۔ جہاں

ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ جونہی محل وادی میں داخل ہوا تو ایک زوردار دھما کہ سنائی دیا جیسے دو طاقتیں آپس میں ٹکرائی ہوں اور واقع ایسا تھا دو طاقتیں ٹکرائی تھیں۔ ایک حصار کی طاقت دوسری اس وادی میں چھپا ہوا طلسم تھا جو بھی اس وادی میں داخل ہوتا اس کا جادو کچھ وقت کے لئے ختم ہو جاتا اور وادی سے نکلتے ہی اس کی طاقتیں واپس آ جاتیں۔ کانا دیو بھی یہی سوچ کر اس محل کو اس وادی میں لایا تھا کہ وادی میں اس کے اردگرد قائم کیا گیا حصار ٹوٹ جائے گا اور وہا بھی ایسا ایک زوردار دھماکے کے ساتھ حصار ٹوٹ گیا۔ کانا دیو آہستہ آہستہ محل کی طرف بڑھنے لگا اسے ابھی بھی ڈر تھا کہ شاید حصار نہ ٹوٹا ہو مگر یہ کیا کانا دیو آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اندر کمرے میں موجود تھا۔ داخل ہوتے ہی اس کی نظر سامنے تخت میں نسب پنجے پر پڑی تو اس کی باچھیں کھل اٹھیں اور آگے بڑھ کر اس نے پنجے کو اپنے قبضے میں کر لیا۔ پنجے کو غور غور سے دیکھنے لگا اور خود سے بولنے لگا۔ اے جادوئی پنجے تجھے حاصل کرنے کے لئے میں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ کتنا انتظار کیا تیرا اور آخر آج تو مل ہی گیا اور زور زور سے قہقہے لگانے لگا۔ گوپی دیو تو اپنی خیر منا۔ میں آ رہا ہوں تیرے پاس، تیرے ہر ایک ظلم کا بدلہ لوں گا۔ اتنا کہہ کر کانا دیو گوپی دیو کی نگری میں جا پہنچا اور آگے بڑھنے لگا۔ راستے میں کئی رکاوٹیں آئیں مگر کانا دیو مسلسل آگے بڑھتا رہا جو بھی سامنے آتا پنجے کے ایک اشارے سے جل اٹھتا۔ بالآخر سب نے ہار مان لی اور خاموش کھڑے ہو گئے۔ کانا دیو تخت پہ جا بیٹھا اور گوپی دیو کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

■

گوپی دیو اپنی نگری میں پہنچ کر محل کی طرف بڑھ گیا۔ جونہی محل میں داخل ہوا سامنے کا منظر دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔ سامنے تخت پر کانا دیو براجمان تھا۔ یہ سب دیکھ کر گوپی دیو غضب ناک ہو کر غرایا۔ کمینے، نمک حرام تم نے جرأت کیسے کی میرے تخت پر بیٹھنے کی۔ اب میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گا اور یہ سب کہاں چلے گئے ہیں۔

گوپی دیو سب کو آوازیں دینے لگا مگر جواب میں کوئی بھی سامنے نہ آیا۔ گوپی دیو کی آوازیڈ ہی محل کے در و دیوار سے ٹکراتی رہیں۔ گوپی دیو کا ماتھا ٹھنکا۔ یہ کیا ماجرا ہے کہیں کانے دیو نے سب کو مار تو نہیں دیا۔ نہیں گوپی میں نے ابھی کسی کو نہیں مارا سب موجود ہیں مگر اب وہ تیرے بلانے پر نہیں آئیں گے۔ سب میرے اشارے کے پابند ہو چکے ہیں۔ یہ سب جناتی مخلوق ہے جس کی حکومت اسی کی غلام بن جاتی ہے۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ تو نے کیا کچھ نہیں کیا میرے ساتھ، میری ساری طاقتوں کو ختم کر دیا تھا۔ مجھے اپنا غلام بنا لیا تھا۔ اس کے علاوہ جو مظالم ڈھائے وہ ایک الگ کہانی ہے۔ فی الحال تو بدلے کا دن ہے۔ آج یہ سب کچھ تیرے ساتھ ہونے والا ہے۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو تمہارا دماغ تو درست ہے۔ چلو تخت سے نیچے اترو۔ گوپی دیو گرجا۔ میں خود تو نہیں اتروں گا اگر تم میں ہمت ہے تو اتار کر دکھاؤ۔ کانے دیو نے بڑے پرسکون ہو کر کہا۔

گوپی دیو کا غصہ مزید بڑھ گیا۔ لگتا ہے تم ایسے نہیں مانو گے۔ سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلے گا انگلی ٹیڑھی کرنی پڑے گی۔ گوپی دیو نے مزید اسے تنبیہ کی۔ گوپی دیو انگلی سیدھی کرو یا ٹیڑھی میں تو سیدھا تخت پر ہی بیٹھا رہوں گا۔ گوپی دیو آنکھیں بند کر چکا تھا اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ گوپی دیو کافی دیر تک آنکھیں بند کئے کچھ پڑھتا رہا مگر ماحول ایسے ہی شانت رہا۔ فضا میں وہی خاموشی چھائی رہی۔ گوپی دیو نے آنکھیں کھول کر سامنے کانے دیو کو دیکھا تو وہ سکون مسکرا رہا تھا۔ جیسے گوپی دیو کی ناکامی پر خوشی منا رہا ہو۔ گوپی دیو نے ایک آخری وار کرنا بھی مناسب سمجھا اور اپنی انگوٹھی کا رخ کانے کی طرف کر دیا۔ انگوٹھی سے آگ کی چنگاڑیاں سی نکلیں اور کانے دیو کی طرف بڑھ گئیں۔ مگر گوپی دیو نے یہ دیکھ کر ہتھیار ڈال دیئے کہ وہ چنگاڑیاں کانے دیو کے بدن سے ٹکرا کر خاموش ہو گئیں کانا دیو بدستور اپنی جگہ پر قائم رہا۔ گوپی دیو حیران و پریشانی کا مجسمہ بنے کانے دیو کو دیکھنے لگا کہ ایسی کیا چیز آ گئی ہے اس کے پاس جو میرا

جادو اس پر اثر نہیں کر رہا۔ ضرور اس کے پاس کوئی پراسرار طاقت موجود ہے۔ گوپی دیو تیار ہو جاؤ اب میری باری ہے۔ کانا دیو بھی غصے میں آ گیا تھا اور وہ تخت سے اٹھ کھڑا ہوا مگر ایسے نہیں سب کے سامنے تیری تذلیل ہو گی۔ یہ کہہ کر کانے دیو نے تالی بجائی تو محل کے سب باسی اپنی اپنی جگہ موجود تھے۔ جیسے یہ یہاں پر پہلے سے کھڑے ہوں۔ گوپی دیو کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا کہ کانے دیو کے ایک اشارے پر سب حاضر ہو گئے۔ کانے دیو نے کچھ پڑھ کر گوپی دیو پر پھونک ماری تو وہ ہوا میں اڑتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ ایسے جیسے اسے کسی نے اٹھا کر دیوار سے مارا ہو۔ گوپی دیو کی چیخ سے پورا محل گونج اٹھا۔ پھر تو گویا کانا دیو پاگل ہو چکا تھا اور اسی طرح ہاتھ کے اشارے سیگ دپی دیو کا ٹھا اٹھا کر مارنے لگا گوپی دیو نے اپنے آپ کو بچانے کی بہت کوشش کی مگر وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکا۔ گوپی دیو مار کھا کھا کر ادھ موہ ہو گی اا اور کانے دیو نے بھی خوب بھڑاس نکالی۔ گوپی دیو زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔ کانے دیو نے دو غلاموں کو اشارہ کیا تو انہوں نے گوپی دیو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کانے دیو کے سامنے لا کھڑا کیا۔ گوپی دیو ورطد سے نڈھال ان کے ہاتھوں میں جھول رہا تھا۔ کیوں گوپی دیو مزہ آیا۔ اتنا غرور اچھا نہیں ہوتا۔ طاقت کے بل بوتے پر کسی کو بھی روندتے چلے جاؤ۔ کانے دیو نے اس کی انگوٹھی کی طرف اشارہ کیا اتار وا سے یہ سن کر گوپی دیو نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ نہیں کانے دیو اسے مت اتارو پھر میں شمشاد کے پاس نہ جا سکوں گا۔ یہ اس کی نگری میں داخل ہونے کی چابی ہے۔ گوپی دیو نے التجا کی۔ تو نہیں جانے کون دے گا شمشاد کے پاس اور ویسے بھی تمہیں اب انگوٹھی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ شمشاد ادھر ہی آ جائے گا۔ اتنا کہہ کر کانے دیو نے انگوٹھی اپنے قبضے میں کر لی۔ کانے دیو نے کچھ پڑھ کر گوپی دیو پر پھونک ماری تو اس کا سارا وجود بکھر کر دھوئیں کی شکل اختیار کر گیا اور سامنے پڑی بوتل میں داخل ہو گیا۔ کانے دیو نے بوتل کو ڈھکن لگا دیا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسے سمندر میں پھینک آؤ۔ غلام نے حکم کی پاسداری کی اور بوتل اٹھا کر محل سے غائب ہو گیا۔ کانے دیو نے ایک نظر سب پر ڈالی جیسے کہہ رہا ہو اگر کسی نے بھی غداری کی تو اس کا انجام یہی ہو گا اور محل سے باہر نکل گیا۔

■

شاہ جنات کا دربار لگا ہوا تھا، سامنے آکاش اور البیلا آ موجود تھے۔ جنات کی ایک پوری فوج قطاروں میں سر جھکائے کھڑی تھی۔ شاہِ جنات نے ایک نظر جنات کے لشکر پر ماری اور اوپر چھت کو دیکھنے لگا کہ اچانک چھت میں شگاف پڑ گیا۔ شگاف کے پڑتے ہی ایک چھوٹی سی ڈبیہ اس میں سے نمودار ہوئی اور آہستہ آہستہ شاہ جنات کی طرف بڑھتی ہوئی ان کے ہاتھ پر آ کر ٹھہر گئی۔ ایک لمحے کے لئے مسکرائے اور پھر آکاش کو دیکھنے لگے۔ آکاش جو یہ سارا منظر حیرانگی سے دیکھے جا رہا تھا اس نے ایک نظر البیلا کو دیکھا جیسے پوچھ رہے ہوں یہ کیا ہے۔ اتنے میں شاہ جنات گویا ہوئے۔ آکاش! یہ ہماری طرف سے ادنی سا تحفہ ہے۔ شاہ جنات نے ڈبیہ کو کھولتے ہوئے کہا۔ ڈبیہ کے کھلتے ہی ماحول میں روشنی رقص کرنے لگی۔ یہ طلسمی انگوٹھی ہے اس کو پہنتے ہی بہت ساری شکتیاں تمہارے اندر عود آئیں گی اور تم اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے غائب کر سکو گے۔ ہواؤں میں اڑ سکو گے۔ اتنا کہہ کر شاہ جنات نے انگوٹھی آکاش کی طرف بڑا دی۔ آکاش نے آگے بڑھ کر انگوٹھی لے لی اور اسے اپنی انگلی میں ڈال لیا۔ انگوٹھی کے پہنتے ہی سرد سی لہریں آکاش کے اندر دوڑ گئیں اور اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگا۔ اس کا بدن بالکل ہلکا ہو چکا تھا۔

آکاش! شاہ جنات پھر گویا ہوئے۔ جہاں تم نے جانا ہے وہاں پر تمہیں البیلا لے جائے گی۔ اسے ہم نے سب کچھ سمجھا دیا ہے اور ہاں اس انگوٹھی کی حفاظت کرنا تمہاری ساری شکتیاں اس انگوٹھی میں موجود ہیں۔ اسی انگوٹھی کے جدا ہونے سے تم پہلے جیسے انسان رہ جاؤ گے۔ اب تم جاؤ۔ شاہ جنات اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے اور

البیلا آکاش کو لے اڑی۔

البیلا اور آکاش شاہ جنات کے حکم کے مطابق کاغان کے وسیع جنگل میں اتر چکے تھے اور کسی ذی روح کو تلاش کرنے لگے مگر یہاں پر جاندار کا نام و نشان تک نہ تھا۔ یہاں پر انہیں ایک بزرگ بابا سے ملاقات کرنی تھی اور وہ اسی کو تلاش کر رہے تھے کہ اچانک انہیں ایک آواز سنائی۔ اپنی آنکھیں بند کر لو۔ اچانک آواز پر وہ چونک سے گئے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ چارو ناچار انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ ان دونوں کو ایک جھٹکا سا لگا۔ دوسری آواز پر انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ سامنے کا منظر دیکھ کر حیران رہ گئے وہ دونوں ایک بزرگ کے سامنے کھڑے تھے اور بزرگ کی دونوں آنکھیں بند تھیں۔ بزرگ کی آواز پھر سنائی دی آؤ آکاش ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا۔ بند آنکھوں سے بزرگ نے آکاش کا خیر مقدم کیا جیسے انہیں سب نظر آ رہا ہو۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد بزرگ نے آنکھیں کھول دیں۔ بزرگ ان دونوں کو بغور دیکھنے لگے اور پھر گویا ہوئے۔ آکاش مجھے پتہ ہے کہ شاہِ جنات نے تمہیں میرے پاس کس لئے بھیجا ہے اور یہ جان کر تمہیں حیرانی ہو گی کہ تمہارے بارے میں میں نے ہی شاہ جنات کو بتلایا تھا۔ کیونکہ میں نے تمہیں اپنے علم سے جان لیا تھا کہ تمہارے اندر بے پناہ شکتیاں موجود ہیں اور تم جادوگروں سے لڑ سکو گے۔ مگر اس سے پہلے کہ تم جادوگروں کا مقابلہ کرو تمہیں ایک کام کرنا ہو گا۔ ساتھ والی بستی میں ایک شیتل نامی لڑکی رہتی ہے وہ بھی تمہاری طرح بے پناہ شکتیوں کی مالک ہے۔ اسے یہاں پر لانا ہو گا کیونکہ وہ ایک عجیب شیطانی چکر میں پھنس گئی ہے۔ اس کے ساتھ انہونی ہوئی اور جالوس جادوگر کی وہ مورتی جس پر انہوں نے چالیس سال تک چلہ کاٹ کر اسے شکتی دان بنایا تھا مگر وہ غلط فہمی کا شکار ہو کر اسے جنگل میں پھنکوا بیٹھا۔ جنگل سے وہ شیتل کے ہاتھ لگ گئی۔ جالوس جادوگر وہ مورتی دوبارہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس سے پہلے کہ وہ اس کا نمائندہ شیتل تک پہنچے تم شیتل اور مورتی کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اس پر ایک ایسا عمل کروں گا کہ موری کی ساری طاقتیں شیتل میں حلول کر جائیں گی۔ جس سے شیتل بھی تمہارے کام میں تمہاری معاون ثابت ہو گی۔ اتنا کہہ کر وہ بزرگ آکاش کو دیکھنے لگا۔ مگر بابا وہ ہے کون سی بستی میں اور اس کا گھر کہاں ہو گا۔ آکاش نے سوالیہ نظروں سے بزرگ کو دیکھا تم بس اپنی آنکھیں بند کرو میں تمہیں ان کے گھر کے پاس پہنچا دیتا ہوں اور البیلا میرے پاس ہی ٹھہرے گی اور ہاں ایک بات کا خاص خیال رہے تم نے ان کے گھر غائب ہو کر جانا ہے۔ کہیں وہ اجنبی کو سامنے پا کر گھبرا ہی نہ جائے اور کسی بھی طریقے سے اسے آمادہ کرنا ہے۔ جلدی آنکھیں بند کرو میں تمہیں پہنچا دیتا ہوں۔ کہیں جالوس جادوگر کا کارندہ وہاں پہنچ نہ جائے اور اس کے ساتھ ہی آکاش نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند کرتے ہی وہ اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگا۔

■

شیتل کمرے میں لیٹی اس مورتی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ یہ کیسی مورتی ہے جو باتیں بھی کرتی ہے اور ہر کام منٹوں میں کر گزرتی ہے اور آج تو اس نے کمال ہی کر دیا مجھے پلک جھپکتے ہی پاربتی کے گھر پہنچا دیا۔ وہ کافی دیر مورتی کے بارے میں ہی سوچتی رہی کہ اچانک اسے ایک آہٹ سنائی دی اور وہ چونک سی گئی۔ اپنے ارد گرد ان دیکھے وجود کو تلاش کرنے لگی کہ باہر اسے ایک سایہ سا لہراتا نظر آیا۔ یہ اس کا وہم تھا مگر جب اس نے غور سے دیکھا تو واقعی ایک سایہ لہرا رہا تھا جو آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ شیتل اس سائے کو اپنے قریب آتا دیکھ کر خوفزدہ سی ہو گئی۔ سایہ شیتل کے قریب آ کر ٹھہر گیا۔ شیتل ٹکٹکی باندھے مسلسل اسے گھورے جا رہی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ سایہ بھی شیتل کو دیکھ رہا ہو۔ اچانک سائے نے اپنی ہیت بدلی اور وہ ایک وجود اختیار کر گیا۔ شیتل یہ دیکھ کر حیران ہو گئی کہ اس کی آنکھوں میں بھی ویسی ہی چمک تھی جیسے کہ مورتی کی آنکھوں میں تھی۔ شیتل خوفزدہ ضرور تھی مگر اتنی نہیں جتنا

اسے ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہ مورتی کے ساتھ اس قسم کے واقعات کا سامنا کر چکی تھی اور ویسے بھی وہ شکل و صورت میں ایک انسان ہی تھا وجیہہ شکل انسان سچ تو یہ ہے کہ شیتل اس اجنبی میں کھو سی گئی تھی۔ جو ابھی تک کھڑا مسکرا رہا تھا۔ کون ہو تم؟ شیتل نے ڈرتے ڈرتے اس سے پوچھا۔ شیتل میں آکاش ہوں۔ آکاش نے مطمئن کن لہجے میں کہا۔ کیوں آئے ہو، یہاں پر؟ شیتل میں تمہیں لینے کے لئے آیا ہوں۔ مجھے کیوں لے جانا چاہتے ہو اور کہاں لے کر جاؤ گے۔ شیتل میں تمہیں اس مورتی کی وجہ سے لے جانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ تمہاری جان کو خطرہ ہے اور ویسے بھی ہم نے دور نہیں جانا یہاں پاس جنگل میں ہی جانا ہے۔ آکاش نے شیتل کو آمادہ کرتے ہوئے کہا۔ پر میری جان کو کیا خطرہ ہے۔ شیتل جس کا ڈر اتر چکا تھا، قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ شیتل تم اس مورتی کے بارے میں نہیں جانتی یہ کس کی مورتی ہے۔ میں مورتی کے بارے میں سب جانتی ہوں یہ طلسمی مورتی ہے۔ شیتل نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ میں مورتی کے بارے میں سب جانتی ہوں یہ طلسمی مورتی ہے۔ وہ اسے تمہارے پاس نہیں چھوڑے گا اسے حاصل کرنے کے لئے تمہیں مروا بھی سکتا ہے۔ کیا؟ شیتل نے قدرے حیرانگی سے کہا۔ ہاں شیتل ہم نے پتہ لگوایا تھا کہ جالوس جادوگر نے مورتی کو تم سے حاصل کرنے کے لئے اپنے کارندے بھیجے ہیں۔ جو کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں اور پھر تم کسی شیطانی چکر میں پھنس جاؤ گی جس سے نکلنا تمہارے لئے مشکل ہو گا۔ آکاش کی باتیں سن کر شیتل سوچ میں پڑ گئی کیا یہ سچ کہہ رہا ہے۔ شیتل کے دماغ میں ایک اور سوال ابھرا۔ پر میں کیسے مان لوں کہ تم سچ کہہ رہے ہو۔ دیکھو شیتل میں بھی تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں۔ مگر میرے پاس کچھ شکتیاں ایسی ہیں جن کی وجہ سے میں ایک انسان سے ایہ اور سائے سے انسان بن سکتا ہوں اور اس بات کا اندازہ تمہیں ہو ہی گیا ہے۔ دراصل مجھے بابا فرید نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور پھر اپنے گاؤں سے لے کر کوہ قاف تک اور کوہ قاف سے جنگل تک کے سارے واقعات گوش گذار کر دیئے۔ اچھا تو یہ تمہاری اور جادوگروں کی لڑائی ہیا ور اس میں تم میرا ساتھ چاہتے ہو۔ ہاں شیتل مجھے بابا فرید نے بتایا تھا کہ وہ تمام شکتیاں تمہارے اندر بھی موجود ہیں جو میرے اندر ہیں اس لئے مجھے تمہارے ساتھ کی واقع ضرورت ہے۔ شیتل کچھ دیر سوچتے ہوئے بولی۔ پر آکاش میں تمہارے ساتھ کیسے چل سکتی ہوں۔ سب کچھ تو پیچھے پڑا ہے۔ میرے ماں باپ، بہن بھائی وغیرہ اگر میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں تو سب کیا سوچیں گے۔ ہاں شیتل میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا مگر جن کے لئے ہم یہ کام کر رہے ہیں انہوں نے سب کچھ سنبھال لیا۔ ہو سکتا ہے تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو۔ فی الحال تم میرے ساتھ چلو میں خطرے کی بو محسوس کر رہا ہوں اور ہاں مورتی کو بھی ساتھ لے لو۔ شیتل نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور مورتی کو لے کر آکاش کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ چلو کیسے چلنا ہے۔ آؤ پہلے باہر نکلتے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جونہی انہوں نے اپنے قدم بارہ کو رکھے۔ ہوا کا تیز گولہ ان کے جسموں کو چھو کر گزر گیا۔ ایک بگولہ سا ان کے چاروں طرف گھومنے لگا جیسے انہیں آگے بڑھنے سے روک رہا ہو۔ اچانک وہ بگولہ ان کے سامنے آ گیا اور حیرت انگیز طور پر ایک دیو قامت وجود اختیار کر گیا شیتل تو اسے دیکھ کر ڈر سی گئی مگر آکاش اپنی جگہ پر مردانہ وار کھڑا رہا۔ اس سے پہلے کہ آکاش کچھ کہتا وہ دیو خود ہی بول پڑا۔ تم یہ مورتی کہاں لے کر جا رہے ہو اسے میرے حوالے کر دو۔ کیوں بھئی یہ مورتی ہم تمہیں کیوں دیں، تمہارے باپ کی مورتی ہے۔ آکاش نے دیو کا منہ چڑایا۔ دیکھو اس سے پہلے کہ میں تم دونوں کو زندہ جلا دوں مورتی میرے حوالے کر دو۔ دیو پھر گرجا۔ نہیں ہم یہ مورتی تمہیں نہیں دیں گے اگر تم میں ہمت ہے تو لے لو۔ آکاش نے پرسکون ہو کر کہا۔ لگتا ہے تم ایسے نہیں مانو گے کچھ کرنا پڑے گا۔ اتنا کہہ کر وہ دیو بڑبڑانے لگا جسے آکاش اور شیتل بھی سن سکتے تھے۔ کچھ پڑھ کر ان دونوں پر پھونک

ماردی مگر بدستور وہ اپنی جگہ پر قائم رہے۔ یہ دیکھ کر تو دیو غضب ناک ہو گیا اور اپنے ہاتھ کا پنجہ ان دونوں کی طرف کر دیا۔ ہاتھ سامنے سے ہٹالیا اور آگ نکلنا بند ہو گئی۔ کون ہو تم؟ اس نے مایوس ہوتے ہوئے آکاش سے پوچھا۔ میں کون ہوں ابھی پتہ چل جائے گا۔ یہ کہہ کر اپنی انگوٹھی کا رخ دیو کی طرف کر دیا۔ انگوٹھی سے آگ نکلی اور دیو کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دیو چیخیں مارتا ہوا ان کی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہو گیا۔ دونوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ دیکھا شیتل میں نے کہا تھا ناں کہ تمہاری جان کو خطرہ ہے۔ مگر آکاش یہ کون تھا۔ یہ تو بعد میں پتہ چل جائے گا فی الحال تم اپنی آنکھوں کو بند کر لو۔ ہم نے فوراً نکلنا ہے کہیں کوئی اور مصیبت نہ آ جائے۔ شیتل نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور وہ دونوں ہواؤں میں اڑنے لگے۔

■

جالوس جادوگر ابھی تک اپنی حویلی میں ٹہل رہا تھا اور بگولہ دیو کے آنے کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک بگولہ دیو گھومتا ہوا حاضر ہو گیا مگر یہ کیا اس کے جسم کو آگ لگی ہوئی تھی اور بگولہ دیو چیخیں مار رہا تھا۔ جالوس نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو ساری آگ بجھ گئی۔ گولہ دیو مورتی کہاں ہے اور یہ آگ؟ جالوس جادوگر نے تجس سے کاہ۔ آقا مورتی کو بھول جاؤ کیونکہ وہ مورتی اب مضبوط ہاتھوں میں چلی گئی ہے۔ اس کو حاصل کرنا اب تیرے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ جالوس جادوگر گرجا۔ ہاں آقا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ جب میں اس لڑکی کے گھر پہنچا تو مورتی اس کے پاس تھی مگر اس کے پہلو میں کوئی جوان بھی تھا۔ جو نجانے اسے لے کر کہاں جا رہا تھا۔ میں نے ان کا رستہ روک لیا اور مورتی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے مورتی دینے سے انکار کر دیا۔ جواب میں میں نے کئی وار ان پر کیے مگر کوئی بھی وار کارگر ثابت نہ ہو سکا۔ جواب میں انہوں نے اپنی انگوٹھی کا رخ میری طرف کر دیا۔ آناً فاناً اس سے آگ نکلنے لگی اور اس آگ نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میں نے وہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ اس آگ کی تپش ایسی تیز تھی کہ ابھی تک میرا بدن جل رہا ہے۔ اتنا کہہ کر بگولہ دیو خاموش ہو گا مگر بگولہ دیو وہ مورتی کو کہاں لے جا سکتے ہیں۔ آقا مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ انسان کوئی عام انسان نہیں اور وہ مورتی پر کوئی عمل کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے مورتی کی طاقتوں پر قابض آ جائیں گے۔ آقا آپ کو ہی کچھ کرنا پڑے گا۔ ہاں بگولہ دیو میں ہی کچھ کرتا ہوں مگر تم اتنا کرو ان پر نظر رکھو اور دیکھو وہ کہاں جاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔ آقا میں نے یہ تو دیکھ لیا ہے کہ وہ کہاں گئے تھے وہ قریب کے جنگل میں ایک جھونپڑی کے پاس اترے تھے۔ اس جھونپڑی میں ایک بوڑھا موجود تھا مگر ابھی یہ نہیں پتہ کہ وہ اس مورتی کا کیا کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے بگولہ دیو تم جاؤ اور ان کی نگرانی کرو۔ میں جبرال جادوگر سے مل کر آتا ہوں شاید وہ میری مدد کر سکے۔ مگر آقا اس جلن کا کیا کروں جو میرے بدن میں ہو رہی ہے۔ بگولہ دیو نے تلملا کر کہا۔ ابھی ٹھیک کئے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر جالوس نے بگولہ دیو پر پھونک ماری تو وہ پرسکون ہوتا چلا گیا۔ اچھا بگولہ دیو اب تم جاؤ اور بگولہ دیو ہوا کے گولے کی طرح غائب ہو گیا اور جالوس جادوگر جبرال جادوگر کی طرف چل پڑا۔

■

ناگ دیوتا، انیل اور نیلم ان تینوں نے حصار کو ٹوٹتا ہوا دیکھا کہ حصار اچانک ان کے گرد سے گولائی کی شکل میں ختم ہو گیا اور وہ تینوں آزاد ہو گئے۔ وہ یہ سب دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ سب کیسے ہوا اور ایک دوسرے کو حیرانگی سے دیکھنے لگے۔ اتنے میں ایک بدروح اندر داخل ہوئی جیسے اسے بھی حصار کے ٹوٹنے کا علم ہو چکا ہے اور ان تینوں کو خونخوار نظروں سے گھورنے لگی۔ اس کی آنکھیں شعلے کی طرح جل رہی تھیں۔ ناگ دیوتا نے نظر بھر کے اس بدروح کو دیکھا تو وہ چیختی ہوئی باہر کو بھاگ گئی۔ انیل اور نیلم پریشان تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ہاں انیل یہ ایک ایسی طاقت ہے جو ایک ایک ناگ کے پاس ہوتی ہے۔ جیسے ناگ دیوتا نے ان کے سوال کا

جواب دیتے ہوئے اُن کی حیرانگی کو ختم کیا۔ مگر ابھی تمہارے اندر یہ طاقت نہیں ہے۔ میں تم دونوں کو یہ طاقت دے دیتا ہوں۔ اتنا کہہ کر ناگ دیوتا کی آنکھوں سے نیلے رنگ کی شعاعیں نکلیں اور نیلم اور انیل کی آنکھوں میں غائب ہو گئیں۔ اس طاقت کا یہ فائدہ ہو گا کہ کسی بھی چیز کو تم جس نیت سے دیکھو گے وہ اسی ہیئت میں ڈھل جائے گی۔ اس دونوں نے تشکرانہ نظروں سے ناگ دیوتا کی طرف دیکھا۔ اب چلیں۔ ناگ دیوتا نے دونوں سے کہا۔ مگر ناگ دیوتا یہ سب ہوا کیسے کہ اچانک ہم حصار سے آزاد ہو گئے۔ انیل نے حیرانگی سے ناگ دیوتا کی طرف دیکھا اور نیلم نے بھی اس کی تصدیق کی۔ یہ تو باہر جا کر ہی پتہ چلے گا آؤ باہر چلتے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ باہر کو چل دیئے۔ باہر آ کر انہوں نے ماحول کا جائزہ لیا۔ ہر طرف شانتی چھائی ہوئی تھی اور تینوں پلک جھپکتے ہی غائب ہو گئے۔ اپنی نگری میں پہنچے تو سب کچھ ویسا کا ویسا ہی تھا۔ تمام سانپ جو ان کی راہ تک رہے تھے ان کے صحیح سلامت لوٹنے پر ان کا سواگت کیا۔ ایک سانپ کو ناگ دیوتا نے قریب آنے کے لئے کہا تو وہ رینگتا ہوا قریب آ گیا۔ اس سے ساری روداد سنی تو ناگ دیوتا حیران رہ گئے۔ واقعی شمریز کے پاس کوئی جادوئی پنجہ تھا جس کی وجہ سے اس نے ہماری نگری پر اپنی حکومت قائم کر لی اور اب۔ جب وہ پنجہ اس کے پاس نہیں رہا تو ہم آزاد ہو گئے اور وہ یہاں سے ڈر کے بھاگ گیا۔ ناگ دیوتا نے ایک نظر انیل اور نیلم کو دیکھا اور حکم جاری کیا کہ جاؤ شمریز کو پکڑ کر ہمارے پاس لے آؤ اور ہاں اپنی طاقتوں کا مکمل استعمال کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ شمریز ابھی بھی تم پر حاوی ہو جائے۔ یہ سن کر انیل اور شمریز اور نتاشا بیٹھے بیتے ہوئے لمحوں کو کوس رہے تھے کہ سب کچھ ہاتھ سے نکل گیا۔ اب کیا کیا جائے۔ ناگ دیوتا کا بھی خطرہ ہے۔ انبالہ تمہاری اپنی غلطی ہے تم وہاں سے کیوں چلی آئی اگر آنا ہی تھا تو پنجہ لیتی آتی۔ شمریز میں ڈر گئی تھی وہ بہت بڑا تھا اور طاقتور بھی تھا۔ مجھے تو ایسا لگتا تھا کہ اس نے ہمارے محل کو اٹھا رکھا ہے۔ مگر انبالہ اب کیا کیا جائے وہ تینوں آزاد ہو چکے ہیں اور ہماری طاقتیں ختم ہو گئیں۔ وہ ضرور ہم سے انتقام لیں گے۔ شمریز ابھی یہ کہہ پایا تھا کہ نیلم اور انیل ان کے سامنے کھڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ دونوں سہم گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے جیسے فرار ہونا چاہ رہے ہوں۔ اس سے پہلے کہ وہ فرار ہوتے انیل کی آواز سنائی دی۔ شمریز بھاگنے کی کوشش مت کرنا ورنہ مارے جاؤ گے۔ میں نے اپنا طلسم ماحول پر چھوڑ دیا ہے تم اس سے ٹکرا کر خاک ہو جاؤ گے۔ شمریز یہ سن کر ٹھٹک کر رہ گیا اور اپنی جگہ پر ساکت کھڑا رہا۔ کیوں شمریز نکل گئی ناں ہوا پتو اتنا ڈرا ہوا کیوں ہے؟ ہم تجھے کچھ بھی نہیں کہیں گے جو کچھ کرنا ہے ناگ دیوتا ہی کریں گے۔ فی الحال ہم تمہیں ساتھ لے جائیں گے۔ انیل نے اپنی آنکھوں سے شعاعیں خارج کیں جو شمریز اور انبالہ پر پڑتے ہی وہ دونوں سانپ بن کر پٹاری میں بند ہو گئے۔ وہ اُن پٹاریوں کو لے کر اڑنے لگے۔ جب وہ جنگل کے اوپر سے گزرے تو انہیں جنگل میں ایک بابا، لڑکی اور لڑکا نظر آیا۔ تھوڑے وقت کے لئے وہ ٹھہر گئے اور دیکھنے لگے کہ کیا ماجرا ہے۔ بابا کچھ پڑھ کر لڑکی پر پھونک مار رہے تھے اور سامنے ایک پتھر کی مورتی رکھی ہوئی تھی۔ نیلم اور انیل ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جیسے کہہ رہے ہوں کہ ابھی چلتے ہیں بعد میں دیکھیں گے اور وہ آگے بڑھ گئے۔ یہاں تک ناگ دیوتا کے سامنے اتر چکے تھے۔ انہوں نے جاتے ہی جنگل والا منظر ناگ دیوتا کے گوش گذار کر دیا۔ یہ سن کر ناگ دیوتا حیران رہ گئے اور ان دونوں کو حکم دیا کہ جنگل جاؤ اور پتہ کرو کہ وہ کیا رام کہانی ہے۔ انہوں نے شمریز اور انبالہ کی پٹاری ناگ دیوتا کے سامنے رکھی اور جنگل کی طرف بڑھ گئے۔

■

شمشاد جادوگر گوپی دیو کے انتظار میں تھا کہ وہ آئے گا اور اس لڑکی کے بارے میں مجھے خبر کرے گا مگر یہ تو کئی دن گزر گئے گوپی دیو حاضر نہ ہو سکا۔ بالآخر شمشاد جادوگر نے ہی رابطہ کرنے کی کوشش کی اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ کافی کوشش کے بعد بھی وہ گوپی دیو سے رابطہ

نہ کرسکا۔تو شمشاد جادوگر نے بجلی چڑیل کا حاضر کرلیا۔ بجلی چڑیل حاضر تھی۔ بجلی چڑیل یہ گوپی دیو کہاں پھنس گیا ہے۔ کافی دنوں سے آیا نہیں اسے ایک آدم زاد لڑکی کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا تھا۔ ابھی تک نہیں آیا۔ یہ سن کر بجلی چڑیل نے قہقہہ لگایا جسے شمشاد جادوگر نہ سمجھ سکا اور حیرانگی سے بجلی چڑیل کو دیکھنے لگا۔ آقا گوپی دیو کو بھول جاؤ وہ واقعی پھنس چکا ہے اور بری طرح سے پھنسا ہے۔ اب وہ کبھی نہیں آئے گا۔ بجلی چڑیل نے شمشاد کو چونکا دیا۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ آقا گوپی دیو کو کانے دیو نے ایک بوتل میں بند کر کے سمندر میں ڈال دیا ہے۔ گوپی دیو کی کہانی تو ختم ہوگئی کانے دیو نے اپنی حکومت قائم کر لی ہے۔ مگر بجلی چڑیل یہ سب کیسے ہوا۔ جادوئی پنجہ۔ جادوئی پنجے کے ذریعے وہ جس کے پاس آتا ہے وہ بے پناہ شکتیوں کا مالک بن جاتا ہے اور کانے دیو نے بھی وہ پنجہ حاصل کرلیا ہے۔ بجلی چڑیل نے تفصیل سنائی۔ مگر بجلی چڑیل اس نے وہ پنجہ حاصل کہاں سے کیا۔ آقا جادوئی پنجہ اس نے سانپوں کے باسی شمریز سے چرایا ہے۔ تو بجلی اب کیا کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کانا دیو ہماری نگری کی طرف پیش قدمی کرے اور اپنے سارے حساب چکتا کر لے۔ نہیں بجلی چڑیل ایسا نہیں ہوگا اس سے پہلے کہ کانا دیو ہماری طرف آئے ہمیں اس یک طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دیتے ہیں۔ اگر کانے دیو نے ہماری دوستی کو قبول کر لیا تو ہمیں بہت فائدہ ہوگا۔ ایک تو ہم اس کے انتقام سے بچ جائیں گے، دوسرا ہم اس کے ذریعے لڑکی کو حاصل کرلیں گے۔ جس کے ذریعے ہمیں بہت سی طاقتیں مل سکتی ہیں اور جب ہمارے پاس مالا کی طاقتیں آئیں گی تب ہم کانے دیو سے نمٹ لیں گے۔ مگر تب تک ہمیں اس کی دوستی کے سائے میں رہنا پڑے گا۔ اسی کے پیش نظر کانے دیو کو دعوت پڑے گی اور دعوت دینے میں خود جاؤں گا۔ شمشاد جادوگر نے بجلی چڑیل کو جانے کا حکم دیا تو وہ ایک کڑاکے کے ساتھ غائب ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی شمشاد جادوگر اور شمشاد جادوگرنی وہ دونوں تخت پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے تخت کو حکم دیا کہ ہمیں کانے دیو کی نگری میں لے چلو۔ تخت نے اڑنا شروع کیا اور وہ کانے دیو کی نگری کی طرف محو پرواز تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کانے دیو کی نگری میں موجود تھے۔ تخت نے نیچے اترنا شروع کیا۔ تخت کو دیکھ کر کانا دیو محل سے باہر آ گیا شمشاد اور شمیتا کو دیکھ کر کانا دیو حیران رہ گیا۔ وہ دونوں بھی تخت سے اتر چکے تھے اور کانے دیو کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کانا دیو بھی دو قدم آگے بڑھ گیا۔ آؤ شمشاد آؤ کیسے آج ہم غریبوں کی قسمت جاگی ہے جو پراسرار طاقتوں کا مالک ہماری نگری میں جلوہ افروز ہوا ہے۔ کیا کوئی سیاست ہے۔ نہیں کانے دیو نہیں بلکہ ہم تو دوستی کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھانے آئے ہیں۔ شمشاد نے عاجزی سے کہا۔ واہ شمشاد واہ مجھ جیسے ناکارہ سے دوستی واہ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ کانے دیو ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔ شمشاد نے مطلب کی بات کرتے ہوئے کہا۔ مگر شمشاد اس سے پہلے تو کبھی میری ضرورت محسوس نہیں ہوئی مگر اب کیسے کیا کسی کو مروانے کا ارادہ ہے۔ کانے دیو یہ باتیں بعد میں ہوں گی فی الحال تو آپ کو دعوت دینا مقصود تھی کہ تم بھی ہماری نگری کا گشت کرو اور ہمیں خدمت کا موقع دو۔ شمشاد جادوگر نے پوائنٹ پر آتے ہوئے کہا۔ ٹھیک ہے شمشاد تم اتنے خلوص سے دعوت دے رہے ہو تو ہم ضرور آئیں گے۔ اچھا کانے دیو اب ہم چلتے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ دونوں تخت کی طرف بڑھ گئے۔ تخت پر بیٹھ کر انہوں نے تخت کو اڑنے کا حکم دیا لیکن یہ کیا تخت بدستور اپنی جگہ پر قائم رہا۔ شمشاد نے بار بار کوشش کی مگر تخت ٹس سے مس نہ ہوا۔ اپنی جگہ پر اڑا رہا۔ شمشاد نے کانے دیو کی طرف دیکھا تو وہ کھڑا مسکرا رہا۔ کیوں شمشاد بھول گیا یہ میری نگری ہے، میری اجازت کے بغیر تخت تو کیا ایک پتا بھی نہیں ہلے گا۔ یہ سن کر شمشاد تھوڑا شرمندہ ہوگیا۔ کانے دیو نے تخت کو حکم دیا جا انہیں لے جا۔ یہ سنتے ہی تخت نے اڑنا شروع کیا اور وہ اپنی منزل کی طرف جانے لگا۔

■

آکاش شیتل کو لے کر بابا فرید کے پاس جنگل میں

اتر چکا تھا۔ البیلا بھی موجود تھا۔ بابا فرید نے ان دونوں کا خیر مقدم کیا اور انہیں لے کر اندر جھونپڑی میں آ گئے۔ انہیں ایک طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ دونوں جھونپڑی میں بچھی ایک بوسیدہ سی قالین پر بیٹھ گئے۔ بابا فرید نے ایک نظر ان کو دیکھا اور تھوڑا توقف کے بعد گویا ہوئے۔ شیتل آکاش کو میں نے ہی تمہارے پاس بھیجا تھا۔ اس کی وجہ تو تمہیں معلوم ہی ہے، کچھ ایسے واقعات تمہارے ساتھ رونما ہو چکے ہیں جن سے تم نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ تم پراسرار طاقتوں میں گھری ہوئی ہو اور یہ سب اس مورتی کی وجہ سے ہوا ہے۔ جالوس جادوگر ضرور اس مورتی کو حاصل کرتا اگر ہم تمہیں اپنے پاس لے کر نہ آتے۔ بابا فرید سانس لینے کے لئے رکا تو آکاش بول پڑا۔ جی بابا آپ نے ٹھیک فرمایا وہ تو میں ٹائم پر شیتل کے پاس پہنچ گیا ورنہ جالوس جادوگر کا بھوت یہ موتی لے اڑا ہوتا۔ اس نے نے ہمیں روکنے کی کوشش بھی کی تھی مگر ناکام رہا۔ آکاش اتنا کہہ کر خاموش ہوگیا۔ بابا فرید نے بات آگے بڑھائی۔ شیتل تمہیں یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ مورتی کی ساری طاقتیں تمہیں دے دی جائیں کیونکہ تم مورتی کی طاقتوں کو سہہ لوگی۔ تمہارے اندر بے پناہ شکتیاں موجود ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تم اپنے دشمن کا مقابلہ کرسکو گی اور آکاش کی معاون ثابت ہوگی اور اس کے لئے مجھے ایک عمل کرنا ہوگا۔ تمہارے ذریعے ایک اور طاقت کو بھی زندہ کرنا مقصود ہے اور وہ ہے یاقوتی مالا جو کہ اس وقت شمشاد جادوگر کے پاس ہے۔ مگر وہ مالا اس کے پاس بیکار پڑی ہے۔ جب تک اسے تمہارے گلے میں ڈال کر اس پر ایک عمل نہ کیا جائے۔ پھر بابا فرد آکاش سے مخاطب ہوا۔ آکاش تمہیں شاہ جنات نے میرے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہیں شکتی دان بنا سکوں اور اس کے لئے ہمیں وہ مالا چاہئے۔ کسی بھی طریقے سے تم نے وہ مالا حاصل کرنی ہے۔ بابا فرید انہیں جھونپڑی سے لے کر باہر آ گیا۔ البیلا بھی باہر موجود تھی آکاش کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی جیسے کہہ رہی ہو کہ جب میرے ساتھ تھے تو میرے تھے اور اب کسی اور کے ہو گئے ہو۔ بابا فرید نے شیتل کو ایک طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا اور مورتی کو ان کے سامنے رکھنے کے لئے جیسے ہی مورتی کو چھوا ایک عجیب سا جھٹکا بابا فرید کو لگا۔ بابا فرید نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ سب اسے حیرانگی سے دیکھنے لگے۔ آکاش فوراً بابا فرید کی طرف بڑھا۔ کیا ہوا بابا کیا ہوا۔ بابا فرید جو ابھی تک اپنے ہاتھ کو پکڑی بیٹھے تھے۔ آکاش کو مطمئن کرتے ہوئے بولے۔ کچھ نہیں آکاش کچھ نہیں وہ میں بھول گیا تھا کہ یہ طلسمی مورتی ہے کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دے گی۔ شیتل بھی بابا فرید کی باتیں سن رہی تھی فوراً بول پڑی۔ مگر بابا میں نے تو اسے کئی بار چھوا ہے۔ تمہاری اور بات ہے شیتل۔ اچھا اب تم ایسا کرو مورتی کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لو ہم اسے ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ شیتل نے مورتی کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ بابا فرید شیتل اور مورتی کے سامنے بیٹھ گئے کہ مورتی ان دونوں کے درمیان میں آ گئی۔ اتنے میں آکاش نے اوپر نگاہ ڈالی تو انہیں ایک سایہ سا لہراتا نظر آیا۔ آکاش نے سب سے کہا کہ میں ایک منٹ میں آتا ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئے اور اس سائے کے سر پر جا پہنچے۔ وہ سایہ اردگرد سے لاپرواہ نیچے کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ آکاش نے کچھ پڑھ کر اس پر پھونک ماری تو وہ سایہ ساکت ہو کر نیچے گر پڑا جسے گرتا دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ اتنے میں آکاش بھی حاضر ہوگیا۔ بابا یہ ہے وہ جس نے ہمارا رستہ روکا تھا۔ مگر یہ اب بھی باز نہیں آیا۔ میں ابھی اس سے پوچھتا ہوں۔ یہ کہہ کر آکاش نے پھر کچھ پڑھا تو وہ بولنے لگا۔ چھوڑ دو مجھے دوبارہ نہیں آؤں گا۔ نہیں اب ہم تجھے جلا کر ہی چھوڑیں گے۔ نہیں ایسا مت کرو۔ مجھے جالوس جادوگر نے مورتی لانے کے لئے بھیجا تھا اب نہیں آؤں گا۔ سائے نے التجا کی۔ آکاش! بابا فرید نے کہا۔ چھوڑ دو اسے اور جانے دو۔ ہاں جالوس جادوگر کو بول دینا اب تمہاری مورتی ناکارہ ہو چکی ہے اور اس کی ساری طاقتیں شیتل میں سما گئی ہیں۔ شیتل اب عام لڑکی نہیں رہی بلکہ شیتل دیوی بن چکی ہے اور بہت جلد شیتل اپنی

تمام تر طاقتوں کیس اتھ تمہارے پاس آنے والی ہے۔ پھر تم شیتل سے اپنی ساری طاقتیں واپس لے لینا۔ اب جاؤ اور دفع ہو جاؤ۔ بابا فرید نے غصہ سے کہا۔ وہ سایہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ بابا فرید بھی اپنا عمل شروع کر چکا تھا۔ کبھی وہ مورتی پر اور کبھی شیتل پر پھونک مارتا۔ مسلسل ایک گھنٹے تک یہ عمل جاری رہا کہ اچانک مورتی کی آنکھوں میں چمک عود آئی۔ آنکھوں سے شعاعیں نکلنے لگیں اور وہ سب شیتل میں سماتی گئیں۔ شعاعیں نکلنا بند ہوئیں تو بابا فرید بھی خاموش ہو گئے۔ شیتل نے گردن کو جھٹکا دیا اور اپنی آنکھوں کا رخ آکاش کی طرف کر دیا کہ اچانک آکاش اڑتا ہوا درخت سے جاٹکرایا۔ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑاتا ہوا نیچے آ گرا۔ اس کے ساتھ ہی شیتل بے ہوش ہو گئی۔ بابا فرید آکاش کو گرا ہوا دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

■

جالوس جادوگر جبرال جادوگر کے پاس پہنچ چکا تھا۔ جبرال جو جالوس کو آتا دیکھ رہا تھا۔ وہ چلتا ہوا بالکل قریب آ چکا تھا آتے ہی بڑے ادب سے سلام کیا اور خاموش کھڑا ہو گیا۔ جیسے اس کے پاس کہنے کو کچھ بھی نہ ہو۔ بالآخر جبرال جادوگر بھی گویا ہوا۔ کیوں جالوس کہاں تھے اتنے دن آج کل نظر بہت کم آتے ہو اور کچھ پریشان بھی لگتے ہو خیر تو ہے۔ خیر ہی تو نہیں ہے جبرال۔ میں عجیب پریشانیوں میں گھر گیا ہوں۔ میرے دشمن مجھ پر حملہ کر رہے ہیں اور میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جالوس تم کیا کہنا چاہ رہے ہو تفصیل سے بتاؤ۔ جبرال وہ ایک مورتی کو طاقتور بنا کر اس پر میں نے چالیس سال تک چلہ کاٹا اور اپنے ہی ہاتھوں سے اسے گنوا دیا۔ آج کل وہ مورتی ایک آدم زاد لڑکی کے پاس ہے۔ میں نے بگولہ دیو کو وہ مورتی لانے کے لئے بھیجا تو ایک جوان نے اس کی حفاظت کی اور بگولہ دیو ناکام لوٹ آیا۔ دوسری طرف شمشاد جادوگر نے مجھ پر حملہ کروایا ہے۔ اسی مورتی کی کی طاقتوں کی وجہ سے میں بچ گیا ورنہ اب تک ختم ہو گیا ہوتا۔ اب میں کیا کروں مجھے کوئی رستہ نظر نہیں آتا۔ اسی لئے آپ کے پاس آیا ہوں۔ جالوس تم نے اتنا بڑا کام کر دیا اور ہمیں بتایا تک نہیں اس لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ نہیں جبرال ایسا نہ کریں۔ میں آپ کو بتانے ہی والا تھا کہ یہ سب کچھ ہو گیا۔ جبرال جادوگر نے ایک نظر جالوس پر ڈالی اور طلسمی آئینہ لانے کا حکم دیا۔ طلسمی آئینہ لایا گیا۔ جبرال نے طلسمی آئینے کا حکم دیا کہ ہمیں طلسمی مورتی کا حال بتا۔ یہ سنتے ہی آئینے میں تصویریں ظاہر ہو گئی اور ایک فلم سی چلنے لگی۔ ایک بوڑھا شخص، لڑکی اور ایک جوان جنگل میں موجود ہیں۔ لڑکی کے سامنے وہ ومرتی رکھی ہوئی تھی اور وہ بوڑھا اس پر کچھ عمل رک رہا تھا۔ اسی اثنا میں وہ جوان غائب ہو گیا اور جب حاضر ہوا تو اس کے ساتھ ایک سایہ تھا جو بالکل ساکت تھا۔ جالوس یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بگولہ دیو تھا۔ جسے انہوں نے پکڑ لیا تھا اور تھوڑی دیر کی پکڑ کے بعد اسے چھوڑ دیا۔ اچانک ہی شعاعیں مورتی کی آنکھوں سے نکلیں اور لڑکی میں سما گئیں۔ اس لڑکی نے ایک نظر جوان کو دیکھا تو درخت سے جاٹکرایا جیسے اسے کسی نے اٹھا کر پھینکا ہو۔ اس کے ساتھ ہی آئینہ صاف ہو گیا۔ مگر جبرال گہری سوچ میں پڑ گیا۔ جالوس تم نے اس مورتی کو بنا کر بہت بڑی غلطی کی۔ اس مورتی کی ساری شکتیاں اس لڑکی کے اندر حلول کر گئی ہیں جس کی وجہ سے وہ مہا شکتی بن چکی ہے۔ یہ لڑکی عام نہیں ہے بلکہ ابھی ایک اور طاقت باقی ہے جسے یہ ضرور حاصل کریں گے اور وہ ہے یاقوتی مالا۔ جو کہ شمشاد کے پاس ہے۔ اس مالا کی طاقتیں تبھی زندہ ہو سکتی ہیں جب اسے اس لڑکی کے گلے میں ڈال دیا جائے۔ شمشاد جادوگر بھی اس لڑکی کی تلاش میں ہے کیونکہ وہ بھی شکتی دان بننا چاہتا ہے اور اگر یہ لوگ اس مالا کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو پھر ہم میں سے کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اتنا کہہ کر جبرال جادوگر خاموش ہو گیا اور اوپر چھت کو دیکھنے لگا کہ اچانک چھت سے دھواں نکلنے لگا اور جبرال کے سامنے آ کر ایک وجود اختیار کر گیا۔ کیا حکم ہے میرے آقا چھنگا دیو حاضر ہے۔ ہاں چھنگا دیو تم ایک طاقتور دیو

ہو۔ فلاں بستی میں جاؤ وہاں پر تین لوگ موجود ہیں جا کر ان کا سامنا کرو، انہیں ختم کر آؤ۔ یہ سنتے ہی چھنگا دیو غائب ہو گیا اور جبرال جالوس کی طرف متوجہ ہوا۔ جالوس یہ بہت طاقتور دیو ہے۔ اگر یہ ناکام لوٹا تو سمجھ لینا کہ وہ واقعی پراسرار طاقتوں کے مالک بن چکے ہیں اور جالوس کو لے کر باغ کی طرف چل دیا۔

■

شمریز اور انبالہ ناگ دیوتا کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔ ناگ دیوتا انہیں دیکھے جا رہا تھا۔ ہاں شمریز تمہارے ساتھ اب کیا جائے۔ شمریز بدستور خاموش کھڑا رہا۔ وہ اپنے کئے پر شرمندہ تھا۔ لگتا ہے تم نہیں بولو گے ہمیں خود ہی فیصلہ کرنا پڑے گا۔ ناگ دیوتا نے اپنے دو غلاموں کو اشارہ کیا کہ انہیں لے جا کر اندھے کنویں میں ڈال دو اور پھر شمریز سے مخاطب ہوا۔ شمریز پہلیت وہم نے تمہیں جلاوطن کیا تھا لیکن اب ہم تمہیں آزاد نہیں چھوڑیں گے بلکہ اندھے کنوے میں قید کر دیں گے جہاں سے نکلنا تمہارے بس میں نہیں ہو گا۔ یہ تمہاری اپنی حرکات ہیں جن کی بنا پر تمہیں سزا دی جا رہی ہے۔ ورنہ تو ہماری تم سے کیا دشمنی ہے۔ غلاموں نے انہیں پکڑ لیا اور ایک طرف کو چل دیئے۔ ناگ دیوتا نے اطمینان کا سانس لیا اور آنکھیں بند کر کے گہری سوچوں میں ڈوب گیا۔ اتنے میں نیلم اور انیل بھی آ گئے۔ ناگ دیوتا نے آنکھیں کھولیں تو ان دونوں کو سامنے پایا۔ جو نہ جانے کب سے کھڑے تھے۔ ہاں انیل بتاؤ وہ سب کیا کہانی تھی۔ کیا پراسراریت تھی۔ ناگ دیوتا جب ہم وہاں پر پہنچے تو وہ ایک عجیب سے عمل میں مصروف تھے۔ ایک لڑکی کے سامنے ایک پتھر کی مورتی رکھی ہوئی تھی اور وہ بوڑھا ان دونوں پر کچھ پڑھ پڑھ کر پھونکیں مار رہا تھا کہ اچانک مورتی کی آنکھوں سے عجیب سی شعاعیں نکل کر اس لڑکی میں سما گئیں اور سب سے عجیب ابت کہ ہمارے سامنے ہی وہاں پر موجود جوان نے ایک ان دیکھے سائے کو پکڑ لیا تھا۔ یہ دیکھ کر ہم ڈر گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی پکڑ لیں۔ ناگ دیوتا نے یہ سب سنا تو گہری سوچ میں پڑ گئے۔ ناگ دیوتا آپ ہمارے ساتھ چلئے اور خود چل کر دیکھئے۔ ناگ دیوتا کچھ دیر سوچتے رہے پھر اٹھ کھڑے ہوئے آؤ چلتے ہیں۔ تینوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا اور ہوا میں اڑنے لگے۔

ادھر شمریز اور انبالہ گھپ اندھیرے میں پڑے تھے یہاں تک کہ اتنا اندھیرا تھا کہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ کنویں میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسی خاموشی کو چیرتی ہوئی شمریز کی آواز سنائی۔ انبالہ یہ ہم کس مصیبت میں پھنس گئے ہیں، اب کیا کریں۔ کرنا کیا ہے صبر کرو اور یہاں سے نکلنے کا رستہ تلاش کرو۔ وہ تو کر لیں گے مگر انبالہ تم نے وہ جنگل دیکھا تھا جہاں پر وہ بوڑھا ایک مورتی کے ساتھ موجود تھا۔ غالباً وہ کہہ رہا تھا کہ یہ مورتی جالوس جادوگر کی ہے اور بہت شکتی والی ہے مجھے تو یہ جالوس بہت بڑا جادوگر لگتا ہے۔ میرا دل تو کرتا ہے جالوس کے پاس چلا جاؤں اور اس کی سیوا شروع کر دوں۔ ہو سکتا ہے ہم بھی جادوگر بن جائیں۔ شمریز نے اپنی خواہش ظاہر کی۔ مگر یہاں سے نکلو تو سہی انبالہ نے معصومیت سے کہا۔ مجھے تو اس دیو ہیکل پر غصہ آ رہا ہے جو ہمارا پنجہ لے اڑا اور سارے پلین خاک میں ملا دیئے۔ شمریز اسے بھی دیکھ لیں گے مگر یہاں سے نکلان محال ہے اور پھر وہ دونوں وہاں سے نکلنے کا رستہ تلاش کرنے لگے کہ اچانک شمریز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔

■

شمشاد جادوگر نے اپنی نگری کو خوب سجایا تھا کیونکہ آج ان کی دی گئی دعوت کے مطابق کانے دیو نے آنا تھا۔ وہ یہ سب سیاستاً کر رہا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔ اگر وہ واقعی کانے دیو سے دوستی کر لیتا ہے، اسے بہت سارے فائدے ہوتے، ایک تو وہ کانے دیو کے انتقام سے بچ جاتا دوسرا وہ اس کی طاقتوں کے سائے میں رہ سکتا تھا۔ نگری کو خوب سجایا جا رہا تھا۔ شمشاد نے جنات کی ایک فوج قطار در قطار کھڑی کی ہوئی

تھی جو کانے دیو کے استقبال کے لئے کھڑی کی تھی۔ دیکھنے سے تو وہ وادی خونخوار بوسیدہ سی لگتی تھی مگر کچھ وقت کے لئے شمشاد جادوگر نے اسے سرسبز وادی میں بدل دیا تھا۔ تیاری مکمل ہو چکی تھی اور کانے دیو کا انتظار تھا۔ اتنے میں دور فضاؤں میں کانے دیو کا تخت نظر آیا جس پر کانا دیو اپنے چند کارندوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ پلک جھپکتے ہی تخت شمشاد جادوگر کے سامنے جا اترا۔ شمشاد کانے دیو کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور پورا عملہ سر جھکانے لگا۔ جیسے کہہ رہے ہوں اہلا وسہلا مرحبا۔ کانا دیو تخت سے اتر کر شمشاد کی طرف بڑھا اس کے کارندے وہیں کھڑے رہے۔ شمشاد نے کانے دیو کا خیر مقدم کیا اور اسے لے کر اندر ایک بہت بڑے ہال میں آ گیا جہاں پر ہر طرح کے کھانے موجود تھے۔ شمشاد کھانوں کا تعارف کرانے لگا۔ یہ جنگلی گینڈوں کا گوشت ہے۔ یہ جنگلی بندر ہیں اور بھی بہت سارے کھانوں کا ذکر کیا گیا۔ آگے بڑھے تو شمشاد نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور یہ انسانی گوشت ہے۔ بہت مزے دار ہوتا ہے۔ یہ سن کر کانا دیو آگے بڑھا اور اس نے ایک انسانی ران اٹھا کر اسے چک کرنے لگا۔ اسے اتنا مزہ آیا کہ وہ ساری ران چبا گیا اس کے بعد بچا کھچا بھی کھا گیا۔ سب سے آخر میں کانے دیو کو خون کا مشروب پیش کیا گیا جسے کانا دیو غٹا غٹ پی گیا۔

کھانے سے فارغ ہوتے ہی شمشاد کانے دیو کو باغ کی طرف لے آیا۔ آؤ کانے دیو اب کچھ کام کی باتیں بھی ہو جائیں۔ ہاں شمشاد بولو۔ کانے دیو جیسا کہ تمہیں معلوم ہے جادوئی پنجہ جس کے پاس آ جاتا ہے وہ بے پناہ طاقتوں کا مالک بن جاتا ہے۔ کوئی بھی جن یا دیو اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اب تم سے دوستی کی ہے تو تم سے کیا چھپانا، پھر طاقت کا کوئی نہ کوئی توڑ ہوتا ہے۔ آج یہ پنجہ جادوئی طاقتوں سے بھرا پڑا ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ عرصے بعد اس کی طاقتیں ماند پڑ جائیں اور کوئی بڑی طاقت جنم لے لے۔ ایک ایسی ہی طاقت میرے پاس ہے۔ یاقوتی مالا --- ہاں کانے دیو کی یاقوتی مالا۔ جس میں بے پناہ طاقتیں چھپی ہوئی ہیں مگر اس مالا کی طاقتوں کو زندہ کرنے کے لئے مجھے وہ انسان چاہئے جس کے چھوتے ہی مالا کی ساری طاقتیں جاگ جائیں گی اور ہم مل کر جنات اور دیوؤں پر حکومت کر سکیں گے۔ مگر شمشاد تم اس انسان کی طاقتوں کو استعمال کیسے کرو گے۔ کانے دیو یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ فی الحال تو مجھے وہ انسان چاہئے۔ ابھی وہ یہ باتیں بھی کر رہے تھے کہ دور آسمان پر پریوں کا ایک ٹولہ اڑتا ہوا نیچے آ رہا تھا۔ شاید وہ باغ کی خوبصورتی سے مرغوب ہو کر اس میں اترنا چاہ رہی تھی۔ وہ باغ کے بالکل قریب آ چکی تھی۔ مگر یہ کیا نیچے اترنے کی بجائے انہوں نے اوپر اڑنا شروع کر دیا۔ شاید انہوں نے کانے دیو کو دیکھ لیا تھا جو دیدے پھرے انہیں ایک آنکھ سے دیکھ رہا تھا۔ باغ اتنا خوبصورت اور جانور کتنے بدصورت پال رکھے ہیں۔ یہ پریوں کی شہزادی تسلیم تھی جو اپنی سہیلیوں کے ساتھ نکلی ہوئی تھی۔ جب کانے دیو نے انہیں اوپر جاتے ہوئے دیکھا تو اوپر اڑنے کی کوشش کی مگر شمشاد جادوگر نے اسے روک دیا اور کانا دیو مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا جیسے شکار ہاتھوں سے نکل جاتا ہے۔ شمشاد تم نے مجھے روکا کیوں۔ کیا کرتے کانے دیو یہ پریاں تھیں اور پرستان سے سیر کے لئے نکلی ہوں گی۔ شمشاد تم نے دیکھا نہیں وہ کتنی خوبصورت تھی۔ اچھا تو اب ہمارا دوست یہ بھی شوق رکھتا ہے۔ شمشاد نے کانے دیو کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ شمشاد مجھے وہ پری چاہئے کسی بھی قیمت پر کانے دیو نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔ تم پریشان کیوں ہوتے ہو ابھی اسے اٹھوا لیتا ہوں۔ اچھا شمشاد تم میرا کام کرو میں تمہارا کام کرتا ہوں اور اس انسان کو تلاش کرتا ہوں اتنا کہہ کر کانا دیو غائب ہو گیا۔ شمشاد جادوگر نے کچھ پڑھ کر پھونکا تو سامنے بھوت کھڑا تھا۔ کیا حکم ہے میرے آقا۔ بھوت نے آتے ہی کہا۔ رگو بھوت جاؤ اور پرستان کی شہزادی کو اٹھا لاؤ اور ہاں اسے ہاتھ تک نہیں لگانا۔ صرف جادو کا استعمال کرنا ہے اب جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی رگو بھوت غائب ہو گیا اور شمشاد اپنے محل کی طرف بڑھ گیا۔

(باقی اگلے شمارے میں پڑھئے!)

دیو اور بد روح

محمد یونس

تحریر = محمد یونس

مجھے عمل شروع کیے ہوئے دس روز گذر گئے تھے آج دن کو جب میں مسجد سے گھر واپس آیا تو گھر میں ایک پولیس افسر اور اس کے چند ساتھی موجود تھے مجھے دیکھتے ہی گرفتار کرلیا اور تھانے لے گئے- میں بے حد حیران تھا کہ مجھے کیوں گرفتار کیا ہے- پھر میں نے افسر سے کہا جناب میں قانون کا احترام کرتے ہوئے یہاں تک تو آگیا ہوں لیکن میرا قصور کیا ہے- اس سے پہلے کہ افسر میری بات کا جواب دیتا ایک نوجوان خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی اور مجھ پر نظر پڑتے ہی زور زور سے رونے لگی- افسر نے کہا جانتے ہو یہ لڑکی کون ہے- میں نے جواب دیا جناب میں نہیں جانتا کہ یہ لڑکی کون ہے- اب افسر نے لڑکی سے کہا کے تم اپنا بیان دے دو- لڑکی نے کہا جناب یہ آدمی میرا خاوند ہے اور اس نے میرا تمام زیور اور نقدی ہتھیانے کے بعد میرا گلہ گھونٹ کر مجھے مارنا چاہا تھا- اس نے تو اپنی طرف سے مجھے قتل کردیا تھا لیکن شاید یہ نہیں جانتا کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقت ور ہوتا ہے- میں حیرت سے پاگل ہو رہا تھا- افسر نے کہا آپ نے اس لڑکی کا بیان سن لیا ہے اب کیا کہتے ہو- میں نے کہا جناب یہ لڑکی بکواس کرتی ہے میں تو اس کو جانتا بھی نہیں ہوں- اسی لمحے دو آدمی اندر داخل ہوئے اور کہنے لگے جناب یہی وہ آدمی ہے جو اسی لڑکی کا گلہ دبا رہا تھا- اس کے بعد مقدمہ عدالت میں گیا مجھے دس سال قید کی سزا سنا دی گئی- وہاں سے جیل کی طرف جاتے ہوئے پولیس کی گاڑی کا حادثہ ہوگیا دونوں پولیس والے ہلاک ہوگئے- اور میں بھاگ گیا میں دوڑتا ہوا سامنے حیدر بابا کے گھر کی طرف جارہا تھا میں دوڑ دوڑ کر بری طرح تھک گیا تھا اور اب کسی محفوظ جگہ کی تلاش میں تھا- میں بے حد زخمی تھا ایک غار میں رک کر آرام کیا پھر حیدر بابا کے گھر گیا اور اس کو ساری بات بتائی حیدر بابا نے حساب لگا کر بتایا کہ بیٹے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے- وہ لڑکی ملکہ زر نگار تھی- اسکو معلوم ہوچکا تھا کہ تم اسکو اپنا غلام بنانا چاہتے ہو لہٰذا اس نے تمہارے خلاف یہ سازش کی ہے- اب تم اس کا تمام طلسم توڑو اور اس کو مجبور کرو کہ تمہارے خلاف مقدمہ ختم کرے- تم یہاں سے سیدھے ناک کی سیدھ میں جاؤ تین دن کی مسافت کے بعد ایک بستی میں داخل ہوجاؤ گے وہی بستی ملکہ زر نگار کی ہے- وہاں پر تمہاری جان کو بے حد خطرہ ہے لیکن اب جاؤ اللہ تمہارا مددگار ہوگا- اس کے بعد حیدر بابا نے مجھے ایک چادر ایک خنجر اور ایک سفوف کی پڑیا دے دی- اس چادر کو اوپر رکھ کر انسان غائب ہو سکتا تھا سفوف کی حیثیت یہ تھی کہ بعد خود ہی ہوش میں آجاتا تھا- میں نے حیدر بابا کو الوداع کیا اور اپنے راستے پر چل پڑا دوپہر کے وقت ایک غار میں آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا تھوڑی سی دیر کے بعد غار میں دھواں سا داخل ہوا اندر آکر اس دھوئیں نے ایک خوفناک دیو کی صورت اختیار کرلی وہ دیو اس قدر بدصورت تھا کہ اس کو دیکھ کر میں بے ہوش ہوگیا- جب میری آنکھ کھلی تو ایک اندھیری جگہ پر الٹا لٹکا ہوا تھا- مجھے سفوف کی وجہ سے ہوش آیا تھا- تھوڑی دیر کے بعد اس جگہ ایک ڈھانچہ نمودار ہوا- جب وہ میرے قریب آیا تو بدبو کی وجہ سے میرا دماغ پھٹنے لگا تمہیں ہوش کس طرح آگیا یہاں شیطانی گھر میں تو کسی کو بھی ہوش نہیں آتا اور بے ہوشی کی حالت میں ہی مر جاتا ہے- بدبو میری برداشت سے باہر ہو رہی تھی- وہ میرے بے حد قریب آگیا میں نے اسکو دھکا دیا تو اس کے بالوں کی وگ میرے ہاتھ میں آگئی جونہی وگ میرے ہاتھ میں آگئی تو ڈھانچہ کربناک آواز میں چیخنے لگا میرا سر بے حد درد کر رہا تھا- ڈھانچہ میری منت کرنے لگا کہ میری وگ واپس کردو نہیں تو میں مرجاؤں گا- میں جان گیا کہ اس کی طاقت اس وگ میں ہے- لہٰذا میں نے وگ دینے سے انکار کردیا اور اس کو کہا کہ پہلے مجھے آزاد کرو بعد میں وگ دوں گا- اس نے کہا نہیں پہلے میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم میری مدد کرو گے اس نے وعدہ کردیا کہ میں تمہاری مدد کروں گا میں نے وگ واپس کردی- کہنے لگا اب میرے لیے کیا حکم ہے میں نے کہا پہلے تو یہ بتاؤ کہ یہ جگہ کونسی ہے کہنے لگا یہ شیطان وادی ہے اور اس وقت ہم شیطان دیوتا کے گھر میں قید ہیں- یہاں شیطانوں کی حکومت ہے- میں نے اس سے کہا یہاں سے میں کس طرح نکل سکتا ہوں تو کہنے لگا یہاں سے فرار کا صرف ایک ہی راستہ ہے تم کسی بھی طرح شیطان دیوتا کا بت حاصل کرلو- یہاں سامنے والے تیسرے کمرے میں شیطان دیوتا کا بت موجود ہے- اب میں جارہا ہوں- یہ کہہ کر وہ ڈھانچہ غائب ہوگیا- میں نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور تیسرے کمرے میں داخل ہوگیا- وہاں پر ہر طرف سانپ ہی سانپ بکھرے ہوئے تھے اور سامنے ایک اونچے چبوترے پر رکھا ہوا شیطان کا بت تھا- میں سانپوں کی وجہ سے پریشان ہوگیا- اگر تھوڑی دیر ہوجاتی تو میرا زندہ بچنا مشکل تھا کیوں کہ باہر موجود پہرے دار دیو مجھے ختم کرسکتے تھے- میں نے سانپوں سے بچتے ہوئے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور شیطان دیوتا کا بت اکھاڑ کر بیگ میں ڈال دیا- فوراً" وہاں پر خوفناک قسم کی آندھی آئی اور میں ایک تنکے کی طرح ہوا میں اڑنے لگا- میں نے خوف کی وجہ سے آنکھیں بند کرلیں تھوڑی دیر کے بعد یوں محسوس ہوا کہ میرے پاؤں دوبارہ زمین پر

لگ گئے ہیں- میں نے آنکھیں کھولیں تو ایک دربار میں کھڑا تھا سامنے ایک خوبصورت سے تخت پر ایک خوفناک قسم کا انسان بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ارد گرد دو تلوار بردار کھڑے تھے- باقی درباری وہاں پر موجود کرسیوں پر براجمان تھے اسی لمحے وہ تخت پر بیٹھا ہوا آدمی بولا تو اس کی آواز میں اس قدر کڑک تھی کہ وہاں پر موجود درباری ایک لمحہ کے لیے کانپ کر رہ گئے- وہ کہہ رہا تھا دیوتا کا بت کہاں ہے جلدی سے میرے حوالے کردو ورنہ تمہیں جلا کر راکھ کردوں گا- میں ہمت کر کے بولا وہ بت تمہیں کسی صورت میں بھی نہیں مل سکتا ہاں اگر تم مجھے واپس میرے ملک پہنچا دو تو میں تمہیں دیوتا کا بت واپس کردوں گا وہ شیطان نما بادشاہ زور سے دھاڑا بکواس کرتا ہے ابھی دیکھ میں تیرا کیا حشر کرتا ہوں اس نے تلوار والوں کو اشارہ کیا تو وہ تیر کی طرح میری طرف آئے اسی لمحے وہاں پر وہی ڈھانچہ نمودار ہوا اور کہنے لگا یونس جلدی سے بت کے سر پر موجود دونوں بالوں کو توڑ دو بالوں کا توڑنا تھا کہ بت میرے ہاتھوں سے نکل کر زمین پر گرا اور غائب ہوگیا ڈھانچہ اپنا بدلہ لے گیا تھا- اس کے ساتھ ہی شیطان بادشاہ کے قہقہوں سے سارا دربار گونج اٹھا اور میں بے حد خوفزدہ ہوگیا- اسی لمحے مجھے شیطان بادشاہ کے اشارے پر موٹی موٹی زنجیروں میں باندھ دیا گیا اور ایک کمرے میں بند کردیا گیا- تھوڑی دیر کے بعد کمرے میں ایک بدروح داخل ہوئی اس کی آنکھوں کی جگہ دو گڑھے تھے پاؤں مڑے ہوئے تھے ہاتھوں کے ناخن بڑے بڑے خنجر نما منہ میں لمبے لمبے دانت صاف نظر آرہے تھے- اس نے آتے ہی کہا کہ مرنے کے لیے تیار ہوجاؤ اب میرے پاس مرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا وہ پھر بولی اگر تم مرنا نہیں چاہتے تو اسلام چھوڑ کر شیطان کی پوجا شروع کردو مجھے بے حد غصہ آیا- میں نے اس سے کہا جاؤ جاکر کسی اور کو ڈراؤ میں مر تو سکتا ہوں مگر اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا لہٰذا یہ بات دل سے نکال دو کہ میں اسلام کو چھوڑ دوں گا- بدروح نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگی تو پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ میں نے جواب دیا مرنے کے لیے تیار ہوں- بدروح نے ایک چھلانگ لگائی اور سیدھی اڑتی ہوئی میرے سامنے آکر کھڑی ہوگئی پھر اس کی آنکھوں سے روشنی کی لکیر سی نکل کر میرے جسم پر پڑی تو تمام زنجیریں ٹوٹ گئیں اسی لمحے پھر وہی لکیر میرے جسم کے ارد گرد ایک رسی کی مانند لپٹ گئی وہ رسی اس قدر گرم تھی کہ میرا جسم جلنے لگا کمرے میں میری چیخوں کا طوفان آگیا- ساتھ ہی ساتھ بدروح قہقہے لگا رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو وہ آگ کی رسی ایک دم غائب ہوگئی- بدروح نے مجھ سے پوچھا اب کیا کہتے ہو- میں نے جواب دیا کتے کی بچی تو مجھے ختم کردے لیکن میں اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا کہنے لگی بڑا پیار ہے تمہیں اسلام سے دیکھو تمہارا کیا حشر ہوگیا ہے اور اسلام تم کو نہیں بچا سکا اگر شیطان کے پجاری ہوتے تو اس وقت میرا مقابلہ کرتے- اس وقت بے ساختہ میری زبان سے نکلا

گرتے ہیں شہہ سوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا کرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

یہ سننا تھا کہ بدروح میرے اوپر چڑھ گئی میرا دم گھٹنے لگا میں نے بڑی مشکل سے ایک ہاتھ آزاد کرایا اور خنجر نکال کر بدروح کے پیٹ میں گھونپ دیا طلسمی خنجر کے ایک وار سے بدروح ٹھنڈی ہوگئی میں اٹھا اور دروازے کی طرف لپکا اسی لمحے دو خطرناک قسم کے دیو سامنے آگئے اور مجھے پکڑ کر اٹھالیا اور پھر اسی دربار میں آگئے- میں وہاں پر کھڑا ہوگیا- شیطان بادشاہ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ بجلی سی چمکی اور ایک زوردار کڑک کے ساتھ زمین ہلنے لگی اوہ مہا شیطان اور یہاں سب کے منہ سے ڈری ڈری آوازیں نکلیں اسی لمحے اس زور سے آندھی چلنے لگی کہ بڑے بڑے درخت تنکوں کی مانند اڑنے لگے اسی آندھی کو دیکھتے ہی تمام شیطان پجاری بادشاہ کے سجدے میں گر گئے- اس آندھی سے ایک خوفناک آواز گونجی میرے شیطان مجسمے کی بے حرمتی ہوئی ہے اس پر ایک مسلمان کے ہاتھ پڑے ہیں میں تم سب کو ختم کردوں گا ہاں ایک صورت ہے تمہارے بچنے کی کہ اس شخص کے خون سے مورتی کو غسل دو ورنہ..... اتنا کہنے کے بعد آواز ختم ہوگئی اتنا سننا تھا کہ میں نے فوراً" وہاں سے دوڑ لگا دی میں نے دوبارہ دیوتا کے کمرے کا رخ کیا سیدھا کمرے میں داخل ہوا اور جلدی جلدی دیوتا کا بت دوبارہ اٹھا کر پاس رکھا اور باہر کی طرف نکل آیا وہاں سے مجھے ایک انگوٹھی ملی جس پر لکھا ہوا تھا کہ اس انگوٹھی کا رخ جس بدروح کی طرف بھی کرو گے وہ جل کر راکھ ہوجائے گی میں نے انگوٹھی پہن لی اور باہر نکل آیا سامنے بے شمار بدروحیں کھڑی تھیں میں پریشان ہوگیا کہ اب کیا کروں فوراً" ایک آواز آئی کہ حملہ کر اس پر اور اس یونس کو ختم کردو بدروحیں میری طرف بڑھنے لگیں میں نے فوراً" انگوٹھی کا رخ ان کی جانب کیا تمام بدروحوں کو آگ لگ گئی- میں اس کے بعد دربار کا رخ کیا وہاں پر کوئی بھی نہیں تھا بادشاہ کے تخت پر ایک کتاب پڑی تھی جسکا عنوان تھا شیطانوں کی موت میں نے فوراً" وہ کتاب کھولی اس میں صرف اتنا درج تھا کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر مشرق کی طرف ایک سرخ رنگ کا درخت ہے اگر کوئی بھی اس درخت کو کاٹ ڈالے تو تمام شیطان جل کر راکھ ہوجائیں گے- میں فوراً" مشرق کی جانب چل پڑا تھوڑی دور مجھے وہ درخت نظر آگیا- میں نے اسکی جانب دوڑ لگادی قریب گیا تو مجھے ایک کالے ناگ نے

ڈس لیا میں مرنے کے قریب ہوگیا میرے تڑپنے کے باعث انگوٹھی کا رخ درخت کی طرف ہوگیا درخت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہر جانب بستی میں آگ ہی آگ نظر آ رہی تھی تھوڑی ہی دیر کے بعد آگ ختم ہوگئی اور شیطانوں کی تمام بستی جل کر خاک ہوگئی آگ کے ختم ہوتے ہی قدرتی طور پر میں ٹھیک ٹھاک ہوگیا۔ میں وہاں سے ملکہ زرنگار کے مکان کی طرف چل پڑا جو تھوڑی دور ایک پہاڑ پر تھا اس وقت شام کے 7:35 بجے تھے میں نے سوچا چلو رات سامنے برگد کے درخت پر گزار لیتا ہوں اور کل جاؤں گا لہٰذا میں نے رات برگد کے درخت پر گزاری اور صبح سویرے جنگلی پھلوں کا ناشتہ کیا اور ملکہ کے مقام رہائش کی طرف چل دیا 11:00 بجے ملکہ کے مکان پر پہنچ گیا ملکہ کے محافظ دیو اور بد روح نے میرا ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر انگوٹھی کی وجہ سے سب ہی ختم ہوگئے آخر کار میں ملکہ کے سر پر پہنچ گیا اور خنجر نکال کر اسکی گردن پر رکھ دیا اور کہا تمہارے تمام محافظ ختم ہو چکے ہیں لہٰذا اب تم میری غلام ہو ملکہ نے کہا خدا کی قسم یونس میں بہت خوش ہوں کہ تم نے شیطانوں کو ختم کردیا ہے مجھے بچپن میں شیطانوں نے اغوا کیا تھا میں بھی ان سے بدلہ لینا چاہتی تھی اب میں تمام زندگی تمہاری غلام لہٰذا بات لمبی کیا کرنی آج ملکہ زرنگار میرے دو بچوں کی ماں ہے اور ایک پل بھی مجھ سے جدا ہونا پسند نہیں کرتی۔

(محمد یونس مغل ساکن لسیاں پٹیاں ضلع و تحصیل مظفر آباد آزاد کشمیر)

+++++

نادان کی پسند

ایک شخص نے افلاطون سے کہا آج فلاں آدمی تمہاری تعریف کر رہا تھا، افلاطون نے یہ سنتے ہی سر جھکا لیا اور نہایت فکر مند ہوا، تب اس شخص نے کہا اے حکیم تو پریشان کیوں ہوگیا میں نے تو ایسی کوئی بری بات نہیں کہی۔ افلاطون نے جواب دیا تیری بات کی فکر نہیں لیکن سوچتا ہوں کہ مجھ سے کیا ایسی بیوقوفی سرزد ہوئی جو اس جاہل کو پسند آئی جب تک بیوقوف کے سامنے نادانی نہ ہو وہ کوئی بات پسند نہیں کرتا۔

محمد عرفان عطاء خان، ڈیرہ غازیخان

اقوام زریں

زندگی ایک پھول ہے اور محبت اس کا شہد۔

دوست کو اس کی صورت سے نہیں سیرت سے پہچانو۔

دوست وہ ہے جو مشکل وقت میں کام آئے۔

اپنی خامی کا احساس ہی انسان کی کامیابی کی کنجی ہے۔

جہاں بھی جاؤ اپنی خوشیاں چھوڑ و تا کہ لوگ تمہیں یاد رکھیں۔

وفا ایک ایسا دریا ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔

کسی کو مصیبت میں دیکھو تو عبرت حاصل کرو۔

دشمن کے حسن سلوک پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ پانی جتنا بھی گرم ہو آگ کو بجھا دیتا ہے۔

آج کا کام کل پر مت ڈالو کل کبھی نہیں ہوتی۔

ایسے آنسو روک لو جو کسی کی مسکراہٹ میں رکاوٹ ہوں۔

ایک صاحب پہاڑی مقام پر گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے گئے اور ایک دیہاتی کے گھر میں کمرہ کرائے پر لیکر ٹھہرے انہیں وہ قیام گاہ اچھی لگی۔ آئندہ گرمیوں میں ان کا پھر وہیں جانے کا پروگرام تھا۔ انہوں نے سوچا دیہاتی کو خط لکھ کر اطمینان کر لینا چاہیے کہ وہی کمرہ میسر ہوگا یا نہیں۔ صاحب نے خط میں اپنا مقصد بیان کرنے کے بعد لکھا اس میں شک نہیں کہ وہ کمرہ بہترین تھا لیکن اس میں بس ایک خرابی تھی کہ آپ اپنے گدھے اس کمرے کی کھڑکی کے عین نیچے باندھتے تھے میں چاہتا ہوں کہ اس مرتبہ میں آؤں تو آپ گدھوں کو کہیں اور باندھنے کا بندوبست کر کے رکھیں دیہاتی نے جوابی خط میں انہیں تسلی دی کہ ان کی آمد پر کمرہ ان کیلئے تیار ہوگا آخر میں اس نے لکھا اور وہ جو آپ نے گدھوں کا ذکر کیا ہے تو اطمینان رکھیں جب سے آپ گئے ہیں تب سے ہمارے گھر میں کوئی گدھا ہی نہیں آیا۔

غزلیں و نظمیں

نعت شریف

آئی پھر یاد مدینے کی رلانے کے لئے
دل تڑپ اٹھا ہے دربار میں جانے کے لئے
کاش میں اڑتا پھروں خاک مدینہ بن کر
اور مچلتا رہوں سرکارؐ کو پانے کے لئے
میرے لجپال نے رسوا نہ کبھی ہونے دیا
جب بھی پکارا ہے انہیں آئے بچانے کے لئے
غم نہیں چھوڑتے یہ سارا زمانہ مجھ کو
میرے آقاؐ تو ہیں سینے سے لگانے کے لئے
پھر میسر مجھے دیدار مدینہ ہو
وہ بلائیں گے مجھے جلوہ دکھانے کے لئے
یہ اُن کا کرم ہے کہ وہ سن لیتے ہیں
ورنہ میرے لب کہاں فریاد سنانے کے لئے
مجھ گنہگار خطاکار کو محشر میں
ہوں گے موجود اپنے دامن میں چھپانے کے لئے

☆--------- سیّد عارف شاہ۔ جہلم شہر

غزل

کچھ خواب سہانے ٹوٹ گئے
کچھ یار پرانے روٹھ گئے
کچھ اندر سے ہم ٹوٹ گئے
کچھ ہم بھی تھے طبیعت کے سیدھے
کچھ پرائے لوٹ گئے
کچھ اپنوں نے بدنام کیا
کچھ بن افسانے جھوٹ گئے
کچھ اپنی کشتی نازک تھی
کچھ ہم سے کنارے چھوٹ گئے

☆--------- بلقیس خان عرف بلو

ہونٹ

حُسن کی جھیل ہو تم اور کنارے ہیں یہ ہونٹ
سچ تو یہ ہے کہ مجھے جان سے پیارے ہیں یہ ہونٹ
میں نے ہر بار محبت سے انہیں چوما ہے
اس نے ہر بار محبت سے ابھارے ہیں یہ ہونٹ
ہاتھ ہونٹوں پہ میرے رکھ کے مجھے کہنے لگا
رو کیسے ان کو بہت شوق مارے ہیں یہ ہونٹ
بند ہوتے ہیں یہ انکار کی صورت میں مگر
آدھے کھولے ہوں تو محبت کے اشارے ہیں یہ ہونٹ
آج خود اپنے مقدر پر مجھے رشک آیا
آج ہونٹوں میں میرے اُس نے اتارے ہیں یہ ہونٹ
چوم کر ہونٹ میرے اس نے کہا تھا یہ قتیل
بس تمہارے ہیں تمہارے ہیں یہ ہونٹ

☆--------- راجہ عمر۔ تھوتھال

غزل

معصوم محبت کا اتنا سا فسانہ ہے
کاغذ کی حویلی ہے اور بارش نے بھی آنا ہے
کیا شرطِ محبت کیا شرطِ زمانہ ہے
آواز بھی زخمی ہے اور گیت بھی گانا ہے
اس تک پہنچنے کی امید بہت کم ہے
کشتی بھی پرانی ہے اور طوفان کو بھی آنا ہے
یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجے
اِک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

☆--------- محمد علی، چھترہ، ڈڈیال

غزل

یہ دل اداس ہے بہت کوئی پیغام ہی لکھ دو
تم اپنا نہ لکھو مگر نام ہی لکھ دو
میری قسمت میں غمِ تنہائی ہے لیکن
تمام عمر نہ لکھو مگر اک شام ہی لکھ دو
یہ جانتا ہوں کہ عمر بھر تنہا رہنا

مگر پل دو پل کی دو گھڑی میرے نام ہی لکھ دوں
چلو مان لیتے ہیں کہ سزا کے مستحق ہیں ہم وہی
کوئی انعام نہ لکھو الزام ہی لکھ دوں
☆ ------- بلقیس خان عرف بلو

غزل

کیونکہ بھول گئے ہم کو رشتہ تو پرانا تھا
ایک یہ بھی زمانہ ہے ایک وہ بھی زمانہ تھا
رنگین فضائیں تھیں اور شوخ ادائیں تھیں
جذبوں میں جوانی تھی موسم بھی سہانا تھا
سینے سے لگایا تھا آنکھوں میں بٹھایا تھا
معلوم نہ تھا تم نے یوں چھوڑ کے جانا ہے
کیوں ہم سے خفا ہو کیوں ہم سے جدا ہو
کیا جرم ہوا ہم سے اتنا تو بتانا تھا
نفرت سے بھری آنکھ ایک جان ہی لے بیٹھی
ٹکڑے کیے دل کے کیا خوب نشانہ تھا
☆ ------- اسد شہزاد-گوجرہ

سب کچھ ہار چلے

لو اپنا جہان دنیا والوں ہم اس دنیا کو چھوڑ چلے...... جو رشتے ناطے جوڑے تھے وہ رشتے ناطے توڑ چلے...... کچھ سکھ لے لمحے دیکھ چلے کچھ دکھ لے لمحے جھیل چلے...... تقدیر کی اندھی گردش نے جو کھیل کھلایا کھیل چلے...... ہر چیز تمہاری لوٹا دی...... ہم کچھ نہ لے کر ساتھ چلے...... پھر دوش نہ دینا اے لوگو!...... دیکھ لو خالی ہاتھ چلے...... ہر راہ وہ اکیلی ہے...... یہاں ساتھ نہ کوئی یار چلے...... اس پر نہ جانے کیا ہوگا...... پھر تو سب کچھ ہار چلے
☆ ------- لعل شاہ رخ خان-ضلع کرک

غزل

تمہیں ہی وفا نبھاہ نہ سکا
تجھے چاہا مگر بتا نہ سکا
تیری جدائی میں رویا صبح شام
مگر تیرے سامنے آنسو بہا نہ سکا
تجھے چاہا دنیا سے زیادہ
مگر تیری دہلیز پہ سر جھکا نہ سکا
خدا نے لکھ دی تھی قسمت میں جدائی
جدائی کی اس لکیر کو ہاتھ سے مٹا نہ سکا
تیرے بعد آئی بہت خوشیاں
مگر کسی بھی خوشی پر مسکرا نہ سکا
ایک ہی بات رلاتی ہے صبح شام
جسے چاہا اسے پا نہ سکا
☆ ------- بلقیس خان عرف بلو

محبت

کبھی زندگی کا نام ہے محبت
کبھی موت کا پیغام ہے محبت
کبھی محبت سے ملتی ہے خوشی
کبھی غم کی شام ہے محبت
کبھی محبت آنسوؤں کی بارش بھی
کبھی ہنسی کا جام ہے محبت
کبھی ہے محبت دل کی جان
کبھی دل کا آرام ہے محبت
کبھی محبت ہے ملن کا روپ
کبھی تنہائی کی طرح بے نام ہے محبت
کبھی محبت ہے بے نام زندگی
کبھی زندگی کہتی ہے میرا نام ہے محبت
☆ ------- بلقیس خان عرف بلو

غزل

کچھ زندگی بے وفا تھی کچھ تیری دعا میں فرق تھا
کچھ ہم سے خطا ہوئی کچھ تیری وفا میں فرق تھا
شاید کبھی ہم دونوں ایک ہو ہی جاتے
کچھ میں بھی تھا انا میں کچھ تیری صدا میں فرق تھا
تم نے بھی دیکھا شاید زمانے کی طرح مجھے بے ور
کچھ بھول گئے تھے ہم بھی کچھ تیری نگاہ میں فرق تھا
بڑا ناز کیا کرتے تھے تیرے پیار پر
کچھ دل کے ہاتھوں مجبور تھے کچھ تیری رضا میں فرق تھا
☆ ------- اسد شہزاد-گوجرہ

غزل

تیرے لوٹ آنے کا انتظار کرتا ہوں
دیکھ میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں

پھر اُن سے باتیں ہزار کرتا ہوں
تیرے دکھ بھی خلوص نیت سے اپنے دکھوں میں شمار کرتا ہوں
یوں میں تیرا اعتبار کرتا ہوں
آج بھی سوچتا ہوں تو میری آنکھیں بھیگ جاتی ہیں
اے میرے دوست میں تم سے اتنا پیار کرتا ہوں
☆ ------- اسد شہزاد-گوجرہ

خیال

ہوتی تو ہو گی دروازے پر دستک
تسلسل تیرے خیالوں کا ٹوٹ جاتا ہو گا
روتی تو ہو گی رات کی تنہائی میں
خیال جب بھی بیتے دنوں کا آتا ہو گا
لرز اٹھتا ہو گا غم دردِ دل سے
وہ جب کبھی راتوں کا ملنا تڑپاتا ہو گا
انگڑائیاں سرخ آنکھیں تیز دھڑکن دل کی
یاد خوب وقت وصال آتا ہو گا
ہوتی تو ہو گی کبھی جانم سے ملاقات
ندامت سے سر تیرا جھک جاتا ہو گا
بنا تو ہو گا کبھی دل و دماغ میں برپا محشر
تذکرہ تیرے لبوں پر کسی کا آتا ہو گا
خوابوں میں تیرے کوئی آتا تو ہو گا
آنکھیں کھلنے سے پہلے سپنا ٹوٹ جاتا ہو گا
☆ ------- سید عارف شاہ-جہلم شہر

محبت

محبت سے نظر ملا کر تو دیکھ
ادھر اک دفعہ مسکرا کر تو دیکھ
زمانے کی رسموں کو میں توڑ دوں گا
کسی روز مجھ کو بلا کر تو دیکھ
لہو کی جگہ تیری چاہت ملے گی
میرے دل پر خنجر چلا کر تو دیکھ
مجھ کو اپنی وفا پر یقین ہے
کسی موڑ پر آزما کر تو دیکھ
محبت سے نظر ملا کر تو دیکھ
مجھے ایک بار اپنا بنا کر تو دیکھ

غزل

تم موسم موسم لگتے ہو
جو پل پل رنگ بدلتے ہو
تم ساون ساون لگتے ہو
جو صدیوں بعد برستے ہو
تم سپنا سپنا لگتے ہو
جو مجھ کو کم کم دکھتے ہو
بات تو ہے شرمیلی سی
پر کہنے کو دل چاہتا ہے
لو آج یہ تم کو کہہ ڈالا
تم اپنے اپنے لگتے ہو
☆ ------- بلقیس خان عرف بلو

غزل

قید تنہائی سے ہمیں چھٹکارا نہیں ملتا
اب کسی سے بھی انداز ہمارا نہیں ملتا
قسمت میں ہی نہ ہو وفا تو کسی سے کیا گلہ
عشق میں ڈوبنے والوں کو کنارا نہیں ملتا
کیوں روتا ہے اکیلا بیٹھ کر کسی کی خاطر
جو اک بار بچھڑ جائے دوبارہ نہیں ملتا
کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مل جاتی ہے ہر چیز
لیکن جو آسمان سے ٹوٹ جائے وہ ستارہ نہیں ملتا
کیوں تلاش کرتا ہے وفا دنیا میں وصی
یہاں تو اپنوں سے بھی سہارا نہیں ملتا
(وصی شاہ) ------- محمد علی-چھترو، آزاد کشمیر

قطعہ

سامنے منزل تھی اور پیچھے اُس کی آواز
رُکتا تو سفر جاتا، چلتا تو بچھڑ جاتا
منزل کی بھی حسرت تھی اور اس سے محبت بھی
اے دل یہ بتا مجھ کو، اس وقت کدھر جاتا
مدت کا سفر بھی تھا اور برسوں کی شناسائی
رکتا تو بکھر جاتا، چلتا تو میں مر جاتا
☆ ------- بلقیس خان عرف

قطعہ

ہم مر جائیں گے اک دن دیکھ لینا
رو دو گے اس دن تم بہت دیکھ لینا
دنیا میں ہے تو پرواہ نہیں ہماری
چھوڑ جائیں گے تمہیں اک دن دیکھ لینا
آنسو چھپاتے پھرو گے سب سے تم
اتنا ہی ہم یاد آئیں گے دیکھ لینا
☆ ---------- بلقیس خان عرف بلو

غزل

ہنستے ہیں یونہی ہنس کر رُلا جاتے ہیں لوگ
ملتے ہیں یونہی مل کر جدا ہو جاتے ہیں لوگ
پل دو پل کی محبت کو عمر بھر کا ساتھ نہ سمجھنا
محبت بھی کرتے ہیں اور خفا بھی ہو جاتے ہیں لوگ
نصیب میں پیار نہ تھا جو مجھے ملا ہی نہیں
کر کے اظہار محبت بے پرواہ ہو جاتے ہیں لوگ
اب کس سے شکوہ کریں اپنی قسمت کا اے دل
کر کے وفا کے وعدے بے وفا ہو جاتے ہیں لوگ
☆ ---------- محمد علی-چھتروہ

اے کاش! کہ ایسا ہو جائے

اے کاش! کہ ایسا ہو جائے
جسے چاہا تم نے ہر لمحہ
جسے سوچا تم نے ہر لمحہ
وہ شخص تمہارا ہو جائے
تم جس سے محبت کرتے ہو
جسے دیکھ کر جیتے مرتے ہو
جسے کھو دینے سے ڈرتے ہو
وہ شخص تمہارا ہو جائے
وہ جس کی یادوں میں کھو کر
تم وقت گزارا کرتے ہو
وہ جس کی باتوں میں کھو کر
تم خود سے کنارا کرتے ہو
ان تنہا راتوں میں
تم جس کو پکارا کرتے ہو
اے کاش! کہ ایسا ہو جائے
اے کاش! کہ ایسا ہو جائے
☆ ---------- بلقیس خان عرف بلو

صرف تم

جب سر شام اُس نے زلفوں کو سنوارا ہو گا
ہاتھ میں گنگا آنکھ میں کاجل آوارا ہو گا
اُس کے جوڑے میں سجا وہ سفید گلاب
رات کو سوتے میں کسی نے تو اتارا ہو گا
عالم تنہائی میں شب بھر کروٹیں لے کر
کوئی تو ہو گا جسے اُس نے پکارا ہو گا
ہائے وہ نیند میں ڈوبی ہوئی مخمور آنکھیں
جس نے دیکھی وہ دل وہیں پہ ہارا ہو گا
اُس کے بے تاب لرزتے ہوئے ہونٹوں پہ ساحر
ہمیں یقین ہے مچلتا ہوا وہ نام ہمارا ہو گا
☆ ---------- راجہ عمر-تھوتھال

غزل

وہ جو مدتوں سے ملا نہیں
میں بھی ڈھونڈنے میں تھکا نہیں
اسے ڈھونڈا میں نے گلی گلی
کوئی چھوڑی میں نے جگہ نہیں
سب نے کہا اسے بھول جا
دل نے کہا وہ برا نہیں
بھلا دوں اُسے میں بھی اگر
پھر فرق ہم میں رہا نہیں
ملتا نہیں ہے تو کیا ہوا
میرے دل سے وہ تو جدا نہیں
☆ ---------- بلقیس خان عرف بلو

غزل

ہم نے تجھ سے پیار کیا سچا یار سمجھ کر
تو نے ہمیں ٹھکرا دیا بیکار سمجھ کر
ہم نے یہ امید رکھی تھی تجھ سے
کہ ہم سے وفا کرے گا تو وفادار سمجھ کر

نکال دیا ہمیں اپنے دل سے اجنبی سمجھ کر
یاد کرو گے ہماری وفائیں تم بھی اس دن
کرے گا تمہیں سنگسار جب کوئی بے وفا یار سمجھ کر
☆ ---------- محمد علی-چھتروہ

غزل

تیری جدائی میں ہر پل تڑپنا اچھا لگتا ہے
تیری حسین نظروں میں کھویا رہنا اچھا لگتا ہے
میرا درد غم قائم ہے اسی میری اداسی سے
تجھے ہر وقت تڑپنا جلانا اچھا لگتا ہے
کوئی تو ہو مہربان جو میرے دل کی ویرانی کو جانچے
ہر کسی کے دل میں گھر بنانا اچھا لگتا ہے
کوئی تو ہے سنگدل جو میرے اداس موسم کا سبب ہے
کسی ایک کے لئے جینا مرنا اچھا لگتا ہے
شاہد دیوانہ مر رہا ہے کسی بے وفا کے لئے انجان
کسی ہرجائی بے وفا کے لئے خود کو برباد کرنا اچھا لگتا ہے
☆ ---------- شاہد سلیم-کچہ موڑ

وفاؤں کا صلہ

میں خواب بن کر اسے نیند میں دکھائی دوں
وہ میرا قرب جا چاہے تو میں جدائی دوں
کچھ اس طرح سے چاہے وہ مجھ کو کہ میں
دھڑکنوں کی طرح قلب میں بھی اُسے سنائی دوں
رکھیں گے ہم تجھے دل کی دنیا میں بسا کر وفا
چھوڑیں گے نہ ہم کبھی تجھے اپنا بنا کر
یہ عمر گزار دیں گے تیرے پیار میں ہم
ہر خواہش بھلا دیں گے ہم تجھے پا کر
جانے والے کو زادِ سفر اور کیا دیتے
اتنا ہی بس میں تھا ہم اس کو دعا دیتے
وہ مانگ رہا تھا پچھلی وفاؤں کا صلہ
ہم اپنی جان نہ دیتے تو اور کیا دیتے
☆ ---------- رانا وارث اشرف عطاری-وزیرآباد

وفا کی رِیت

تم آئے ہو ہمارے دل میں اچانک ...... کسی ٹوٹے ہوئے قدرت والے نے کمال ...... تیری زلفوں نے تیری آنکھوں نے ...... کر دیا مجھے تیرا دیوانہ ...... یا پھر ہے کوئی بہانا ...... تم آئے تھے بن بلائے ...... اور چلے گئے کیوں بغیر بتائے ...... یہ کیا کھیل ہے تنہا کیا رہتی ہے ...... لگی جس کو دل کی لگی وہی ...... کیوں ہمارا یہ نام بر ہیت ہے ...... اے حسن والوں وفا کی بھی کوئی ریت ہے
☆ ---------- امداد علی عرف ندیم عباس تنہا-میرپورخاص

بچھڑی دوستی

پل بھر میں ہی ان سے جدا ہو گئے
اک پل کے لئے وہ ہم سے خفا ہو گئے
نہ جانے کیا بات تھی ہماری دوستی میں
دوست جو اپنے تھے سب پرائے ہو گئے
اعتبار نہ کرنا یہ سکھا دیا سب نے
سنا تھا خوشیاں ملتی ہیں زندگی اور دوستوں سے
کا پتا تھا ہمارے نصیب میں دکھ ہوں گے
دنیا میں ایسے بیکار جی کر کیا کریں گے
اک دن سو جاؤں گا ہمیشہ کے لئے ضیافت
کیا پتا اس کے بعد ہمارے طلبگار کتنے ہوں گے
☆ ---------- ضیافت علی-کوٹلی آزاد کشمیر

آخری ملاقات

آخری بار وہ ملی تو چہرے پہ پریشانی تھی
کردار تھا اس کا ادنیٰ مگر شکل انسانی تھی
وہ چپ رہی بتایا نہ اس نے جدائی کا سبب
شاید اس نے ساری بات گھر والوں کی مانی تھی
یاد آئی ہے مجھے اس کی ایک ملاقات
وہ دن بھی اچھا تھا وہ رات بھی سہانی تھی
حیراں نہیں ہوں میں اس کے قول و قرار سے
بے وفائی کرنا دنیا کی رسم پرانی تھی
آگ اور پانی آپس میں دشمن ہیں ازل سے
اس سے ملنا باتیں کرنا میری بھی نادانی تھی
وہ جدا ہو گئی تو بھی کچھ نقصان نہیں ہوا
وہ مل بھی جاتی تو بھی یہ دنیا تو فانی تھی
☆ ---------- محمد افضل اعوان-گوجرہ

نادانیاں

ابھی بادلوں میں ایک خنک سی ...... یہ کہانی تو ہے جاوداں ......
بامعنی ہے یہ چیز تو ...... کیسے کہوں میں کہانیاں ...... بدلا جو موسم تو
بدلتا گیا ...... اسے دیکھ کر دیکھ میں سنبھلتا گیا ...... حیران کر گئیں
مجھ کو ...... بادلوں کی آنی جانیاں ...... تھام کے ساغر ہاتھ میں
...... کھویا میں اپنی ذات میں ...... یاد آئے اپنوں کے کرم ......
بڑھتی گئی پریشانیاں ...... عاقل ہے تو پر عقل نہیں ...... صابر ہے تو
پر صبر نہیں ...... غلطی ہے فطرت آدم میں ...... شامل ہے لفظ یہ
انسانیاں ...... گزرا جو زندگی کا سفر ...... پریشان تھا میں اس قدر
...... لکھی تحریر اپنی بے بسی ...... بھول پن اور نادانیاں ...... دولت
ملی شہرت ملی ...... سب کچھ ملا عزت ملی ...... سانسیں رکیں یہ
احساس ہوا ...... میری ذات ذرۂ بے نشاں

☆ ---------------- ہارون سومرو- منچن آباد

غزل

تیرے ہی خیال میں رات گزر جاتی ہے
بے بسی کے حال میں رات گزر جاتی ہے
تو مجھے یاد کرتی ہے کہ نہیں
اسی سوال میں رات گزر جاتی ہے
تیرے چہرے کا عکس ذہن میں بناتا ہوں
بتصور ملال میں رات گزر جاتی ہے
تمہیں چاند کہوں یا چاند جیسا کہوں
سوچوں کے اسی جال میں رات گزر جاتی ہے
کاش کہ تو ہر وقت میرے ساتھ رہے
خواہش کمال میں رات گزر جاتی ہے

☆ ---------------- مدثر سعید پردیسی- عارف والہ

غزل

تیری خاطر جو روتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
جو موتی رول دیتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
تمہاری یاد کی کرنوں کو اکثر آنکھ میں رکھ کر
میں اپنی نیند کھوتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
ہوا احساس خوشبو چاندنی کو دیکھ کر اکثر
تیرے دھوکے میں رہتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
فلک پر چاند تاروں کے حسین جھرمٹ کے منظر میں
ترے چہرے کو تکتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
میں اپنی زندگی کے سارے جذبوں کو میری جاناں
تمہارے نام کرتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
کبھی تو دیکھ لے آ کر پرنس راہ محبت میں
میں خود سے خود ہی لڑتا ہوں تو یہ میری محبت ہے

☆ ---------------- پرنس عبدالرحمٰن گجر- گاؤں نین لانجھا

بے وفا

میرے مرنے کے بعد میری کہانی لکھنا
کیسے برباد ہوئی میری جوانی لکھنا
اور لکھنا میرے ہونٹ خوشی کو ترسے
کیسے برسا میری آنکھوں سے پانی لکھنا
اور لکھنا کہ اسے انتظار تو بہت تھا تیرا
آخری سانسوں میں وہ ہچکیوں کی روانی لکھنا
لکھنا کہ مرتے وقت بھی دیتا تھا دعا تجھ کو اے دوست
ہاتھ باہر تھے کفن سے یہ نشانی لکھنا

☆ ---------------- انتخاب: عبداللہ حسن چشتی- سیت پور

نظر کی پیاس

نظر کی پیاس بجھانے کا حوصلہ نہ ہوا
ملے تو لب ہلانے کا حوصلہ نہ ہوا
پکارتی ہی رہیں دور تک نظریں اسے
مگر زبان سے بلانے کا حوصلہ نہ ہوا
تمہارے جبر و ستم ہنس کے سہہ لئے دل پر
تمہارے دل کو دکھانے کا حوصلہ نہ ہوا
لوٹے کچھ اس طرح محبت میں ہم کو
اب تک کسی کو دل میں بسانے کا حوصلہ نہ ہوا

☆ ---------------- انتخاب: محمد عمیر مظہر سنی- تبکیاں

غزل

کچھ اور تو خدا سے نہیں مانگتے ہیں ہم
تم سے جدا نہ ہوں یہ دعا مانگتے ہیں ہم
تیرے لئے زمانے سے ڈرتے نہیں کبھی
ہم ہر جگہ کہیں گے تمہیں چاہتے ہیں ہم
لگتا ہے یہ کہ جھیل کی گہرائی کچھ نہیں
تیری حسین آنکھوں میں جب جھانکتے ہیں ہم

مانگیں اگر وہ جان بھی تو حاضر ہے دوستو!
اُن کی کوئی بھی بات کہاں ٹالتے ہیں ہم
سانول اُن کا وعدہ ہے آئیں گے کسی شام
ہر رات اس خیال سے اب جاگتے ہیں ہم

☆ ---------------- فخر سانول- کانوی

حسینائیں

ہر طرف ہے بے وفاؤں کا راج
لاہور سرگودھا ہو یا نارووال
آغاز محبت میں ہے وعدوں کی بارش
پھر کر دیتے ہیں غم کے بادل ہزار
گھر بلا کر کرتے ہیں ذلیل خوار
سچا کس پہ کرے اعتبار
آج کل ان اک دور ہے جناب
روز حشر پوچھے گا رب رحمٰن
تو نہ ان کے چکر میں اے سچا
فریب دینا ہے ان کا کام
یہ حسینائیں کیا ڈرامہ رچاتی ہیں
اپنے آپ کو بے بس مجبور بتاتی ہیں

☆ ---------------- ایم وائی سچا- جدہ

غزل

فاصلے اتنے بڑھانے کی ضرورت کیا تھی
تجھے مجھ سے روٹھ جانے کی ضرورت کیا تھی
اب جو مجھ سے روٹھ کر اداس رہتے ہو
اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑانے کی ضرورت کیا تھی
دنیا کب کسی کے غم کو اپنا سمجھتی ہے
تمہیں غم اپنا دنیا کو سنانے کی ضرورت کیا تھی
میں آج تک اس بات کو نہیں سمجھ پائی نازیہ
جب ساتھ تمہارے میں تھی تو زمانے کی ضرورت کیا تھی

☆ ---------------- نازیہ- منڈی بہاؤالدین

میرا مقدر

میرے مقدر میں ہیں غم کئی ہزار لوگو
مجھ پہ ہیں محرومیاں سوار لوگو
میں گلوں کی تمنا کروں تو کس طرح
میری قسمت میں تو ہیں خار ہی خار لوگو

دکھ درد سہہ کر بھی میں خاموش رہتی ہوں
میری فطرت میں ہے ایسا ایثار لوگو
اور کیا لکھوں میں اس دل کی حالت کنول
دل کا بنجر ہے سارا دیار لوگو

☆ ---------------- مس فوزیہ کنول- منڈی کنگن پور

غزل

گزرے دنوں کی بات بھلائی نہ جا سکی
جب سے کسی کی یاد آئی نہ جا سکی
کیے کتنے وعدے کھائی کتنی قسمیں
ان سے کوئی بھی بات نبھائی نہ جا سکی
ہجر و فراق کے لمحے جلاتے ہیں رات دن
دل میں لگی یہ آگ بجھائی نہ جا سکی
کسی نے کہا یہاں دو پھول بنا دو
مہندی تو لے لی ہاتھوں پہ لگائی نہ جا سکی
خوشی کے کتنے پل آئے جیون میں کیف
دل سے کوئی بی محفل سجائی نہ جا سکی

☆ ---------------- عبدالمالک کیف- صادق آباد

غزل

کبھی نظریں ملانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی نظریں چرانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کسی نے آنکھ کھولی تو سونے کی نگری میں
کسی کو گھر بنانے میں۔ زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی کالی سیاہ راتیں، اک پل سی لگتی ہیں
کبھی اک پل بتانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی کھولا گھر کا دروازہ تو سامنے تھی منزل
کبھی منزل کو پانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
اک پل میں ٹوٹ جاتے ہیں عمر بھر کے رشتے
وہ جن کو بنانے میں زمانے بیت جاتے ہیں

☆ ---------------- انتخاب: خالد فاروق آسی- فیصل آباد

قبر تے آ کھڑلیس

ایڈا سخت مزاج نہ بنڑ ماہی
ہک مخلص یار ونجا کھڑلیں
ول روسیں لمبیاں بانہیں کرے

افسو اچ نیر وہا کھڑیس
اساں کملی آخاک ال لک ونجڑاں
ماہی ول ساڈی قبر تے آ کھڑیس
☆ ---------- محمد سلیم عاصی - حاصل پور

غزل

مجھ کو اتنا ستانے کا کیا فائدہ
دل پر زم لگانے کا کیا فائدہ
جبکہ ملنا ہمارا مقدر نہیں
پھر خوابوں میں آنے کا کیا فائدہ
جیتے وقت پھول ہم کو میسر نہ تھے
اب کفن پر پھول چڑھانے کا کیا فائدہ
زندگی میں اگر مل نہ سکو ہم سے
پھر جنازے پر آنے کا کیا فائدہ
☆ ---------- رئیس ساجد کاوش - خان بیلہ

تم ساده

اک تازہ حکایت ہے سن لو تو عنایت ہے
اسک شخص کو دیکھا تھا تاروں کی طرح ہم نے
اسک شخص کو چاہا تھا اپنوں کی طرح ہم نے
ایک شخص کو سمجھا تھا پھولوں کی طرح ہم نے
وہ شخص قیامت تھا کیا اس کی کریں باتیں
دن اس کے لئے پیدا اور اس کی ہی تھیں راتیں
کم ملتا کسی سے تھا ہم سے تھی ملاقاتیں
رنگ اس کا شادابی تھا اور زلف میں مہکاریں
آنکھیں تھیں کہ جادو تھا، پلکیں تھیں کہ تلواریں
دشمن بھی اگر دیکھے سو جان سے دل ہارے
کچھ تم سے وہ ملتا تھا باتوں میں شباہت تھی
ہاں تم سا وہ لگتا تھا شوخی میں شرارت میں
لگتا کبھی تمہیں سا تھا دستور محبت میں
وہ شخص ہمیں ایک دن اپنی کی طرح بھولا
تاروں کی طرح ٹوٹا پھولوں کی طرح مرجھایا کشتی کی طرح ڈوبا
پھر ہاتھ نہ آیا وہ ہم نے تو بہت ڈھونڈا
☆ ---------- چوہدری یاسین - جن پور

دعا خالی نہیں جاتی

تجھ سے ملنے کی کوئی راہ نکالی نہیں جاتی
تو آنے کا نہ کہا کر تیری کوئی بات مجھ سے ٹالی نہیں جاتی
میری آنکھوں میں تیرے سوا کوئی دوسرا نہیں
تیری یاد تیری صورت دل سے نکالی نہیں جاتی
حالت دیکھ تو آ کر میری کیا ہوں تیرے بغیر
اب تو بکھری ہوئی زلفیں بھی سنبھالی نہیں جاتی
میں جب سے دن رات صبح و شام تجھ کو ہی مانگوں
اب تو خدا نے بھی کہہ دیا صائمہ تیری کوئی دعا
اس کے نام سے خالی نہیں جاتی
☆ ---------- صائمہ

فریاد

فریاد کس سے کیا کریں ہم
کسی کو کیا داستان سنائیں ہم
اک اپنا تو وہی تھا جو چلا گیا
اس کی یاد کسی کو کیا بتائیں ہم
دل ہی تھا جو زخموں سے چور تھا
ان زخموں کو کیسے دکھائیں ہم
دل میں لگی تھی جو آگ غم تنہائی کی
اس میں جلنا کسی کو کیا دکھائیں ہم
چہرے بدل بدل کر اس دنیا میں ملتے ہیں لوگ
اصل چہرہ کسی کو کیا دکھائیں ہم
☆ ---------- واصف

قطعات

کہیں بکھری ہے کتابیں کہیں میلے کپڑے
گھر کی حالت ہی ہم نے عجیب بنا رکھی ہے
اپنے وحشت زدہ کرے کی اک الماری میں
تیری تصویر عقیدت سے سجا رکھی ہے

خود سے روٹھوں تو کئی روز خود سے نہ بولوں
پھر کسی درد کی دیوار سے لگ کر رو لوں
تو سمندر ہے پھر اپنی سخاوت بھی دکھا
کیا ہے ضروری کہ میں پیاس کا دامن کھولوں
☆ ---------- مہر محمد احسان - پسرور

پھول اور کلیاں

اقوالِ زریں

○ انسان اپنی توہین معاف کر سکتا ہے مگر بھول نہیں سکتا۔
○ صرف دعاؤں سے کچھ نہیں ہوتا جب تک انسان عمل نہ کرے۔
○ ڈھونڈنے میں ملنے کی شرط نہیں ہوتی، امید ہوتی ہے اور امید سے جھگڑا نہیں کرتے۔
○ زندگی میں کوئی کل نہیں ہوتی نہ آنے والی اور نہ گزر جانے والی، زندگی صرف آج ہوتی ہے۔
○ اپنی خواہشات پر قابو پالینا زندگی کی آدھی مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔
○ آنسوؤں کو مسکراہٹ میں بدل دو، زندگی میں خوشیاں تلاش کرنا آسان ہو جائے گا۔
○ انسان کی شخصیت اتنی گہری ہونی چاہئے کہ اندر کا حال کوئی نہ جان سکے۔
○ ذلت اٹھانے سے بہتر ہے کہ تکلیف اٹھالو۔
○ اس خوشی سے بچو جو کل کا غم بن کر رکھ دے گی۔
○ جو چیز اپنی محنت سے حاصل ہو سکے وہ دوسروں سے مانگنے سے کئی گنا بہتر ہے۔
○ کام کرنے سے تین برائیاں ختم ہوتی ہیں: بوریت، گناہ اور غربت۔
○ انسان کے خلوص میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ دشمن کو بھی زیر کر سکتا ہے۔
○ زندگی میں یہ مشکل نہیں کہ تم چوٹی پر پہنچ جاؤ بلکہ اس سے بھی مشکل یہ ہے کہ تم چوٹی پر پہنچ کر اپنے آپ کو قائم رکھ سکو۔
○ کسی کے بارے میں برا مت سوچو ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے بہت اچھا ہو۔
○ خوشی کی حالت میں کسی سے وعدہ نہ کرو اور غصے کی حالت میں کسی کو فون نہ کرو۔

○ صدقہ وخیرات کو مت روکو ورنہ آپ کا رزق بھی روک دیا جائے گا۔
☆ ...... احمد مجتبیٰ - کالا باغ

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں

○ برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)
○ حقیر سے حقیر پیشہ بھیک مانگنے سے بہتر ہے۔
○ خشوع وخضوع کا تعلق دل سے ہے نہ کہ ظاہری حرکات سے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)
○ سخاوت کے بعد احسان جتانا نہایت کمینگی ہے۔ (حضرت علیؓ)
○ غرور سے آدمی کا دین ضائع ہو جاتا ہے۔
○ بخیل ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔ (حضرت امام حسنؓ)
○ عمل دل کو اس طرح زندہ رکھتا ہے جیسے بارش زمین کو۔ (حکیم لقمان)
○ جو شخص ہر وقت انتقام کے طریقوں پر غور کرتا ہے اس کے غم تازہ رہتے ہیں۔ (بوعلی سینا)
○ وعظ گوئی سے پرہیز کرو، جب تک تم پورے عالم نہ بن جاؤ۔ (حضرت امام غزالیؒ)
☆ ...... محمد صفدر دکھی - کراچی

موت

○ موت کی بے ہوشی تو ضرور آ کر رہے گی اور ہم اس وقت آدمی کو جتا دیں گے کہ یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ (قرآن کریم)
○ ایسے لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے جو موت کے وقت توبہ کرتے ہیں کیونکہ ان کی موت کفر کی حالت میں ہوتی ہے۔ (قرآن کریم)

○ جب تم میں سے کسی کو موت آجائے تو اس وقت یہ کہنا کہ کاش! مجھے تھوڑی سی مہلت ملتی تو میں اور خیرات کرتا۔ فضول ہے۔ (قرآن کریم)

○ تم کہیں بھی رہو موت تم کو آ کر ہی رہے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ رہو۔ (قرآن کریم)

○ اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا اس کی راہ میں اپنی موت سے مر جاؤ تو خدا کی بخشش اور مہربانی جو تم پر ہو گی وہ اس مال و دولت سے جو لوگ چند روز جی کر جمع کر لیتے ہیں بہتر ہے تم اپنی سے مرے یا مارے جاؤ، آخر تم اللہ ہی کی طرف بلائے جاؤ گے۔ (قرآن کریم)

○ اللہ کی راہ میں جو مرا اسے مردہ نہ کہو وہ زندہ ہے۔ (قرآن کریم)

○ جن لوگوں نے اوروں پر ظلم کیے ہیں ان کو مرنے پر عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔ (قرآن کریم)

○ اے محمد (ﷺ) ان لوگوں کو بے ہودہ باتیں بنانے اور کھیل کود کرنے دو یہاں تک کہ آخر کار وہ دن یعنی موت کا دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے ان کے آ موجود ہو۔ (قرآن کریم)

○ نافرمانوں کو موت تک مہلت دیے ہوئے ہیں پھر جب ان کا وقت آ پہنچتا ہے تو اس سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں نہ اور آگے بڑھ سکتے ہیں۔ (قرآن کریم)

○ موت کو ہم نے اس لئے مقرر کر رکھا ہے کہ تم میں سے تمہارے جیسے آدمیوں کو بدل دیں یعنی تم کو مار ڈالیں اور دوسروں کو پیدا کریں۔ (قرآن کریم)

○ جب جنازے کے ہمراہ جاؤ تو مردے کے غم سے زیادہ اپنا غم یاد کرو اور خیال کرو کہ وہ ملک الموت کا منہ دیکھ چکا ہے اور مجھے ابھی دیکھنا ہے، وہ موت کی تلخی اور مزہ چکھ چکا ہے اور مجھے ابھی چکھنا ہے۔ (حضرت محمدؐ)

○ اپنے مال اپنی جان اپنے دین اپنے اہل و عیال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ (حضرت محمدؐ)

○ اے اللہ موت کی سختی میں میری مدد فرما۔ (حضرت محمدؐ)

○ پڑوسی کو اگر موت گھیر لے تو اس کے جنازے کے ہمراہ جاؤ۔ (حضرت محمدؐ)

☆...... جاوید اقبال جاوید - اچکرا

بوڑھی ماں

جب ماں بوڑھی ہو جائے، خود کام نہ کر پائے، جب اسے سمجھ کچھ نہ آئے، اُس وقت تم ماں سے دور نہ جانا، اس کی بات سننا، اس کے دکھ سننا، اس کے دکھ بانٹنا، اس کی خدمت کرنا، اسے اف نہ کرنا، پھر تم کئی حجوں سے زیادہ ثواب پاؤ گے۔ سرخرو ہو جاؤ گے، کامیاب ہو جاؤ گے، دنیا و آخرت میں۔

☆...... سید عارف شاہ - جہلم

مسکراہٹیں

○ استاد: (شکیل سے) تمہیں کون سا کھیل پسند ہے؟ شکیل: کرکٹ۔ استاد: وہ کیوں؟ شکیل: جناب وہ اس لئے کہ اس میں کھانے اور چائے کا وقفہ ہوتا ہے۔

○ ایک سردار جی پہلی مرتبہ نوکری کے لئے گئے۔ پہلے دن انہوں نے مسلسل سات گھنٹے کام کیا۔ باس خوش ہو کر ان سے کہنے لگا۔ واہ کتنے محنتی ہو، اب تک کون سا کام کیا؟ سردار جی نے جواب دیا۔ کمپیوٹر کے کی بورڈ میں ABC وغیرہ بے ترتیب درج تھے میں نے سب کو ترتیب میں لگا دیا۔

☆...... عبدالباسط عرف بابو - کھلابٹ

انمول موتی

★ موت سے بڑھ کر کوئی چیز سچی نہیں اور امید سے بڑھ کر کوئی چیز جھوٹی نہیں۔

★ محبت اعتبار کے بغیر کچھ نہیں جبکہ اعتبار بغیر محبت کے بھی بہت قیمتی ہوتا ہے۔

★ وہ انسان ہمیشہ خزاں کی قدر کرتا ہے جس نے بہار میں زخم کھائے ہوں۔

★ کسی کی مجبوری سے اتنا فائدہ مت اٹھاؤ کہ اسے مزید مجبور ہونا پڑے۔

★ بات الفاظ کی نہیں لہجے کی ہوتی ہے۔

★ رشتے اور سودے میں بہت فرق ہوتا ہے، رشتے قائم کیے

جاتے ہیں جبکہ سودے طے کیے جاتے ہیں۔

★ حق جتانے سے حق ثابت نہیں ہو جاتا۔

★ لوگ اتنے بے اعتبار کبھی نہیں ہوتے جتنا ہم ان پر اپنی توقع کا بوجھ لاد دیتے ہیں۔

★ ہر کام میں جلدی نہ کرو اور ہمیشہ سوچ کر بولو۔

★ جینا چاہتے ہو تو دوسروں کے لئے جیو۔

☆...... انتخاب: محمد عمران بٹ - جہلم

اِک سوچ

ایک بس ڈرائیور کی سیٹ کے پیچھے لکھا تھا۔ ''اگر رب نے چاہا تو منزل تک پہنچا دوں گا، اگر آنکھ لگ گئی تو رب سے ہی ملا دوں گا''۔

☆...... بشیر سانول - لساں نواب

اقوالِ زرّیں

★ ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے۔

★ بے نمازی سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔

★ سادگی ایمان کی علامت ہے۔

★ عورت حیا کا مجموعہ ہے، خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

☆...... امان اللہ خان - اڈہ شریف آباد

اقوالِ زرّیں

★ بخل اور ایمان ایک ساتھ زندہ نہیں رہ سکتے۔ (حضور اکرمؐ)

★ زبان کو شکوہ سے روکو، خوشی کی زندگی عطا ہو گی۔ (حضرت ابوبکرؓ)

★ جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے لیکن انسان اپنے رب کو نہیں پہچانتا۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

★ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔ (حضرت علیؓ)

★ انسان کے لئے بہتر ہے کہ وہ گناہ کرے مگر خدا کے دیس میں نہیں۔ (حضرت امام جعفرؒ)

★ دنیا کی عزت مال ہے اور آخرت کی عزت اعمال ہیں۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

★ گری ہوئی چیز کا اطلاع کیے بغیر قبضے میں کر لینا لوٹنے کی مانند ہے۔ (امام غزالیؒ)

★ دوست ہزار بھی کم ہیں مگر دشمن ایک بھی زیادہ ہے۔ (نصیر الدین طوسیؒ)

★ اتنا کھاؤ جتنا ہضم کر سکو اور اتنا پڑھو جتنا جذب کر سکو۔ (بو علی سینا)

★ آزادی کا ایک لمحہ غلامی کے ہزار سال سے بہتر ہے۔ (ٹیپو سلطان)

☆...... عدنان خان - سادھوکی

سچی باتیں

★ اگر دکھوں کا دریا عبور کرنا چاہتے ہو تو پھر آنسوؤں کو جذب کرنے کا طریقہ سیکھو۔

★ دنیا کو جیتنا چاہتے ہو تو پھر آواز میں نرمی پیدا کرو۔

★ کسی کو پانے کی تمنا مت کرو بلکہ اس قابل ہو جاؤ کہ لوگ آپ کو پانے کی تمنا کریں۔

★ محبت کی آزمائش محبت کی توہین ہے۔

★ روٹھنے والے کو اتنا بھی نہیں روٹھنا چاہئے کہ منانے والا خود ہی روٹھ جائے۔

★ پھول اچھے لگتے ہیں جن میں خوشبو ہو۔

★ محبت اچھی لگتی ہے جس میں ملن ہو۔

★ انسان اچھے لگتے ہیں جن میں انسانیت ہو۔

★ دوست اچھے لگتے ہیں جن میں وفا ہو۔

★ موت اچھی لگتی ہے جس میں نام خدا ہو۔

☆...... جمیل فدا خیرپوری - خیرپور میرس

انمول موتی

★ غم ملے تو صبر کرو، خوشی کی دولت عطا ہو گی۔

★ بے شک دل کا سکون اللہ تعالیٰ کے ذکر میں پوشیدہ ہے۔

★ کسی کی حالت اور اس کے پھٹے پرانے کپڑوں کی وجہ سے اسے حقیر مت سمجھو، کیوں کہ اس کا اور تمہارا رب ایک ہی ہے۔

★ ہر کسی سے عاجزی سے ملو کیونکہ برتن کتنا چھوٹا کیوں نہ ہو

صراحی اسے جھک کر بھرا کرتی ہے۔

★ ہمیشہ صندل کی طرح رہو جو کلہاڑے کے کاٹنے پر بھی اس کا منہ خوشبو سے معطر کر دیتا ہے۔

☆......راجہ فیصل مجید۔کراچی

ہنسئے تو ذرا!

★ ایک بچے نے کمرہ امتحان میں سو سو کر دیا۔ ٹیچر: یہ کیا کیا؟
بچہ: آپ نے ہی تو کہا تھا ادھر اُدھر نہ دیکھو جو آتا ہے کر دو۔

★ ایک صاحب اپنے بچوں کے ساتھ چڑیا گھر اور گائیڈ سے کہا۔ ہمیں زرافہ دکھایئے، عجیب جانور ہوتا ہے۔ گائیڈ نے بچوں کی گنتی کر کے پوچھا۔ کیا یہ بیس بچے آپ کے ہیں۔ جی ہاں۔ اس نے جواب دیا۔ خوب تو پھر میں زرافہ کو لے کر آتا ہوں وہ آپ دیکھنا پسند کرے گا۔

☆......اعجاز ساحل۔کوٹ رادھا کشن

اقوالِ زرّیں

★ جب تک نفس مردہ نہ ہو، دل زندہ نہیں ہو سکتا۔

★ تمام مخلوقات میں انسان ہی سب سے زیادہ محتاج ہے۔

★ مومن ہو یا کافر کسی کی دل آزاری نہ کر اس لئے کہ کفر کے بعد یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔

★ جب سے مجھے پتہ چلا ہے مخمل کے گدے پر سونے والوں کے خواب ننگی زمین پر سونے والوں کے خوابوں سے مختلف نہیں ہوتے تب سے خدائی انصاف پر پورا اعتماد ہو گیا ہے۔

★ چمکتا ہوا دن ہی نہیں کالی رات بھی حسین ہوتی ہے، تم دیکھتے نہیں رات کے کالے آنچل پر تارے کتنے پیارے لگتے ہیں۔

★ دکھوں کو جتنا تم خوفناک سمجھتے ہو وہ اتنے خوفناک نہیں۔

★ اگر تم چاہو تو اپنے خیالات بدل کر اپنی زندگی بہتر بنا سکتے ہو۔

★ زندگی ایک ہیرا ہے جسے تراشنا انسان کا کام ہے۔

☆......سمیع اللہ سمی۔ڈی آئی خان

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال

★ کمینوں کی دولت تمام مخلوق کے واسطے مصیبت ہے۔

★ معافی نہایت اچھا انتقام ہے۔

★ ہر ایک سے عاجزی سے ملو پتہ نہیں کہ اللہ کس روپ میں ملے۔

★ منہ سے ہمیشہ اچھے الفاظ نکالو تا کہ اپنے دشمن کو بھی دوست بنا سکو۔

★ نیکی کرنے سے انسان کی عمر بڑھتی ہے۔

★ اخلاق وہ چیز ہے جس کی قیمت کچھ نہیں دینا پڑتی مگر اس سے ہر چیز خریدی جا سکتی ہے۔

★ اگر کوئی اچھا لگے تو اس سے کم ملو اگر کوئی زیادہ اچھا لگے تو اسے صرف دیکھا کرو اگر کوئی دل میں اتر جائے تو اسے صرف یاد کرو۔

☆......ندیم اقبال قریشی۔بھریا روڈ

دوست

★ دوست ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ زندگی کی تھکن کو دور کرتا ہے۔

★ دوست ایسا باغ ہے جس میں ہمیشہ بہار رہتی ہے۔

★ دوست آسمان کا چاند، گلشن کا پھول، بہاروں کی رونق، خوشبو کا جزیرہ ہے۔

★ دوست ٹھنڈی اور میٹھی غذا ہے۔

★ دوست چین و سکھ کا نام ہے۔

★ دوست زندگی کا دوسرا نام ہی ہے۔

★ دوست کو جب آدمی پریشان ہوتا ہے دوست سے بات کر کے بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔

★ دوست کے اس پاکیزہ رشتے کی قدر ہمیشہ دل میں رہتی ہے۔

☆......محمد اقبال رحمٰن۔سہیکی بالا

10 محرم الحرام کے 10 واقعات

★ اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے روز حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔

★ اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے روز حضرت نوح علیہ السلام کی

کشتی کو جودی نامی پہاڑ پر ٹھہری۔

★ اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت فرمائی۔

★ عشاورہ کے روز اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔

★ عاشورہ کے روز اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلامتی سے سمندر پار کرایا۔

★ عاشورہ کے روز حضرت داؤد علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کی۔

★ عاشورہ کے روز اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس کی۔

★ عاشورہ کے روز اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات فرمائی۔

★ عاشورہ کے روز اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا۔

☆......ممریز بشیر گوندل۔گوجرہ

خوشبو خوشبو کلیاں

★ اگر کسی سے تم محبت کرو تو اس سے محبت کے بدلے محبت نہ مانگو کیونکہ تم نے محبت کی ہے کوئی تجارت نہیں کی۔ (حضرت علیؓ)

★ جہاں کہیں بھی جاؤ اپنی خوشیاں وہیں چھوڑ آؤ تا کہ لوگ تم کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

★ منزل کو پانے کے لئے چلنا اتنا ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لئے سانس لینا۔

★ کبھی کسی کا دل مت توڑو کیونکہ دل میں خدا بستا ہے اور خدا کا گھر توڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔

★ ایسی غربت میں صبر کرنا جس میں عزت محفوظ ہو اس امیری سے بہتر ہے جس میں ذلت و رسوائی ہو۔

★ خزاں کے موسم میں درختوں سے گرے ہوئے زرد پتے جب آپ کے پاؤں کے نیچے آتے ہیں تو چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ کبھی غور کرو وہ کہتے ہیں کہ خزاں کا موسم تم پر بھی آئے گا۔

★ دوست کو اپنا سب کچھ دے دو مگر راز مت دو اگر کل وہ آپ کا دشمن ہو گیا تو آپ کو بہت نقصان پہنچا سکتا ہے۔

★ آپ کو سب سے زیادہ نقصان وہ شخص پہنچا سکتا ہے جس کو آپ کا ہر راز معلوم ہے۔

★ اپنے دوست کی محبت کو آزمانے کے لئے اس سے دور ضرور جاؤ مگر اتنا دور مت جاؤ کہ وہ آپ کے بغیر جینا سیکھ لے۔

★ جہاں کہیں جاؤ راستے میں پھول بکھیرتے جاؤ تا کہ واپسی پر تم کو ایک باغ ملے۔

★ پھول کانٹوں کے بغیر ادھورے ہوتے ہیں۔

★ کوئی کہتا ہے پانی کا گلاس آدھا بھرا ہوا ہے کوئی کہتا ہے پانی کا آدھا گلاس خالی ہے، دونوں کی بات کا مقصد ایک ہے مگر بولنے کا طریقہ مختلف ہے۔

★ ہر نئی چیز عمدہ، خوبصورت اور مضبوط نظر آتی ہے مگر دوستی جتنی پرانی ہوتی ہے اتنی ہی عمدہ، خوبصورت اور مضبوط ہوتی ہے۔

★ ہر ہاتھ ملانے والا دوست اور ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی اور سونا ہر کسی کا مقدر نہیں ہوتا۔

☆......مدثر سعید تبسم۔گاؤں ماڑی

اقوالِ زرّیں

★ کسی کا دل نہ توڑو کیونکہ انسان خود بھی ایک دل رکھتا ہے۔

★ محبت اُس سے نہ کرو جو دنیا کی نظر میں خوبصورت بلکہ محبت اُس سے کرو جو آپ کی دنیا خوبصورت بنا دے۔

★ محبت، پیار، دوستی ایک ایسا جذبہ ہے جو ہر طوفان کا مقابلہ کر سکتا ہے لیکن ایک چیز ہے جو ان تینوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہے اور وہ ہے غلط فہمی۔

★ انسان اُس وقت تک سیدھا نہیں چلتا جب تک اُسے ٹھوکر نہ لگے۔

★ دنیا میں اسے پتھر کی مانند نہ بنو جو ایک پھول توڑتا ہے بلکہ اُس پھول کی طرح بنو جو ٹوٹنے کے بعد بھی اپنی خوشبو اس ہاتھ میں چھوڑ جاتا ہے۔

★ دوستی کرنا اتنا آسان ہے جیسے مٹی پہ مٹی سے مٹی لکھنا اور دوستی نبھانا اتنا مشکل ہے جتنا پانی پہ پانی سے پانی لکھنا۔

★ جن سے آپ پیار کرتے ہو اُسے یاد بالکل مت کرو کیونکہ یاد تو اُن کو کیا جاتا ہے جن کو انسان بھول چکا ہو۔

★ آنکھیں شرم وحیا کی پیکر ہوں تو ہر نقاب بے معنی ہے اور اگر آنکھیں شکر وحیا کی پیکر نہ بھی ہوں تو بھی ہر نقاب بے معنی ہے۔

★ بڑے بڑے خواب آپ کو چھوٹا کر دیتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام آپ کے خواب پورے کر دیتے ہیں۔

★ دِل میں خوفِ خدا ہو تو انسان کسی اور سے نہیں ڈرتا اور اگر دِل میں خوفِ خدا نہ ہو تو انسان ہر ایک سے ڈرتا ہے۔

★ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے بھی بڑھ کر پیار کرتا ہے۔

★ عشق خدا سے کرو گے تو ہمیشہ وفا ملے گی، عشق انسان سے کرو گے تو بے وفائی ملے گی کیونکہ انسان خود غرض ہے۔

☆......سیّد اظہر حسین شاہ۔چیر

بہترین باتیں

★ توکل کرنا مومنوں کا فرض ہے اور اللہ ان لوگوں کو مدد کو یقیناً پہنچتا ہے۔(القرآن الحکیم)

★ وہ شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔(حضرت محمدؐ)

★ جب کچھ بھول جاؤ تو مجھ (ﷺ) پر درودِ پاک پڑھ لیا کرو، ان شاء اللہ یاد آ جائے گا۔(حضرت محمدؐ)

★ اگر گناہ کرنا چاہتے ہو تو کوئی ایسا مقام تلاش کرو جہاں اللہ موجود نہ ہو۔(حضرت عثمانؓ)

★ کسی دوسرے کے گرنے پر خوش مت ہو، کیا معلوم کہ کل تیرے ساتھ کیا ہو۔(حضرت علیؓ)

★ کم کھانا، تمام بیماریوں کا علاج ہے اور پیٹ بھر کے کھانا بیماریوں کی جڑ ہے۔(حضرت عائشہؓ)

☆......محمد فاروق میاں۔کوٹ رادھا کشن

اچھی باتیں

★ کامیابی حوصلوں سے ملتی ہے اور حوصلے دوستوں سے ملتے ہیں اور دوست مقدر سے ملتے ہیں۔ مقدر انسان خود بناتا ہے۔

★ دکھ میں کبھی پچھتاوے کے آنسو نہ بہاؤ بلکہ یہ سوچو کہ تم وہ خوش نصیب ہو جسے اللہ نے آزمائش کے قابل سمجھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کہا کہ آپ آسمانوں پر ہے اور ہم زمین پر ہیں، کیسے پتہ چلے گا کہ آپ ہم سے راضی یا ناراض ہو۔ اللہ فرمایا۔ جب تمہارے اوپر اچھے لوگ حاکم بن جائیں، مالدار سخی بن جائیں اور موسم کے مطابق بارش ہو تو سمجھو کہ اللہ تم سے راضی ہے اور جب بدترین لوگ حاکم بن جائیں، مالدار بخیل بن جائیں اور بارش نہ ہو اور جب ہو تو تباہی مچ جائے تو سمجھو کہ اللہ ناراض ہے زمین والوں سے۔

★ بچہ دنیا میں صرف ایک ہنر لے کر آتا ہے، وہ ہنر رونا ہے اور اُسے کچھ نہیں آتا۔ وہ اُس ایک ہنر سے اپنی ماں سے سب کچھ منوا لیتا ہے۔ اس لئے اپنے رب کے سامنے رونا سیکھو اور اپنے رب کو منا لو جو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے۔

☆......وسیم سلطان صابر خٹک۔کرک

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا

جب اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اس کی جان نکال لاؤ۔ میں نے اس پر ہر قسم کی فراخی کی اپنی نعمتیں دنیا میں چاروں طرف سے اس پر برسائیں مگر وہ میری نافرمانی سے پھر بھی باز نہیں آیا۔ لہٰذا آج اس کو لاؤ تاکہ میں آج اس کو سزا دوں اور اس نافرمانی کا مزہ چکھاؤں۔ ملک الموت بہت بری صورت میں اس کے پاس ایک گز (لوہے کا موٹا سا ڈنڈا) جو جہنم کی آگ کا بنا ہوا ہوتا ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں ان کے ساتھ پانچ سو فرشتے جن کے ساتھ تانبے کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے اور ہاتھوں میں جہنم کی آگ کے بڑے بڑے انگارے اور آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جو دہکتے ہوتے ہیں ملک الموت آتے ہی وہ گرز اس پر مارتے ہیں جس کے کانٹے اس کے ہر رگ و ریشہ میں گھس جاتے ہیں۔ پھر وہ اس کو کھینچتے ہیں اور باقی فرشتے ان کوڑوں سے اس کے منہ کو اور منہ کے نیچے مارنا شروع کر دیتے ہیں جس سے وہ مردہ غش کھانے لگتا ہے۔ وہ اس روح کو پاؤں کی انگلیوں سے نکال کر ایڑی سے نکال کر گھٹنوں میں روک دیتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر جگہ جگہ اس لئے روک لیتے ہیں تاکہ اس کو اچھی طرح سے دیر تک تکلیف پہنچائی جائے۔ پیٹ میں دیتے ہیں پھر وہاں کھینچ کر سینے میں روک دیتے ہیں پھر فرشتے اس تانبہ کو اور جہنم کے انگاروں کو اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور پر ملک الموت کہتے ہیں کہ اے ملعون روح نکل اور اس جہنم کی طرف چل کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں اور دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ فرحت بخش ہو گا (بلکہ وہ نہایت تکلیف دینے والا ہو گا) پھر جب روح اس کے بدن سے رخصت ہو جاتی ہے تو بدن سے کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے برا بدلہ دے کیونکہ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں جلدی سے لے جاتا تھا اور اس کی اطاعت میں سستی کرتا تھا۔ تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاک کیا اور یہی بات بدن روح سے کہتا ہے اور شیطان کے لشکر دوڑے ہوئے اپنے سردار ابلیس کے پاس آ کر اس کو خوشخبری سناتے ہیں کہ ایک آدمی کو جہنم تک پہنچا دیا۔

☆......سجاد حسن جھولے والا۔ملتان

نماز

قرآن پاک کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس قرآن مجید میں سینکڑوں مرتبہ نماز کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔ نماز کی اہمیت اور اس کے فوائد کے بارے میں روشنی ڈالی ہے۔ نماز کے ذریعے مشکلات کا حل بتایا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

نماز کی پابندی: ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) اور نماز کی پابندی رکھ بے شک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے۔(سورۃ العنکبوت:45)

نماز قائم کرنا: ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔ (سورۃ البقرہ:43)

دینی بھائی: فرمان الٰہی ہے (ترجمہ) سو اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ دینی بھائی ہیں تمہارے۔(سورۃ التوبہ:11)

نماز اور توبہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) اور پھر اگر توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔(سورۃ التوبہ:5)

نمازوں کی نگہبانی: فرمان الٰہی ہے (ترجمہ) نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔(سورۃ البقرہ:238)

نماز کا اجر: ارشاد خداوندی ہے (ترجمہ) بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔(سورۃ البقرہ:277)

ایماندار لوگ: فرمانِ الٰہی ہے، سچے اہل ایمان تو وہی ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے، وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں اور جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔(سورۃ الانفال)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

نماز کی فضیلت و اہمیت اور اس کی ادائیگی کے حکم بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ان میں چند احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

نماز پڑھنے کا حکم: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ ”جب تمہارے بچے سات برس کے ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کی سونے کی جگہ علیحدہ کر دو“۔(ابوداؤد شریف)

جنت کا حصول: حضرت ربیعہ بن کعب (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم) فرماتے ہیں ہیں کہ میں رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا۔ آپؐ کے لئے وضو کا پانی لاتا اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا۔ ایک دن آپؐ نے فرمایا۔ ”تم کچھ مانگو“۔ میں نے کہا۔ ”میں جنت میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں“۔ فرمایا۔ ”اور کچھ؟“ میں نے کہا۔ ”مجھے اور کچھ نہیں چاہئے بس یہی چاہئے تو آپؐ نے فرمایا۔ ”اگر تم میرے ساتھ جنت میں رہنا چاہتے ہو تو نماز کی کثرت سے میری مدد کرو“۔(مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ کی قربت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ اپنے جن اعمال سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ محبوب مجھ کو وہ اعمال ہیں جن کو میں نے اُس کے اوپر فرض کیا ہے اور میرا بندہ برابر نفلوں کے ذریعے مجھ سے قرب ہوتا رہتا ہے اور یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں ان کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"۔

نماز گناہوں کو ختم کرتی ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو جس میں وہ ہر دن میں پانچ بار غسل کرتا ہے تو بتاؤ اس کے جسم پر کچھ بھی میل کچیل باقی رہ سکتا ہے"۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ "نہیں اس کے جسم پر ذرا بھی میل کچیل نہیں رہے گا"۔ آپ ؐ نے فرمایا۔ "یہی حال پانچ وقت کی نمازوں کا ہے اور اللہ تعالیٰ ان نمازوں کے ذریعے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

گناہوں کا جھڑنا: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن جب سردی کے موسم میں درختوں کے پتے گر رہے تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو آپ ؐ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں اور ان کو ہلایا تو ان شاخوں سے پتے گرنے لگے تو آپ ؐ نے فرمایا۔ "اے ابوذر!" حضرت ابوذر نے عرض کیا۔ "حاضر ہوں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "جب مسلمان بندہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں کہ جیسے یہ پتے درخت سے جھڑ رہے ہیں۔ (احمد)

☆.....اے آر راحیلہ منظر-جھمرہ ٹی

خوبصورت فرمان

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

○ لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھا لیا جائے، اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑو۔

○ جو شخص دستر خوان سے کھانے کے گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھائے گا وہ کبھی تنگ دست نہیں ہوگا اور اس کی اولاد یا اولاد کی اولاد کم عقلی سے محفوظ رہے گی۔

○ میں اس شخص کو جنت کے کناروں پر گھر دلوانے کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے خواہ وہ حق پر ہو۔

○ جو شخص میری بات لوگوں تک پہنچائے گا قیامت کے دن جنت میں مقام میرا ذمہ ہے۔

داناؤں کے اقوال:

○ ظالم کے ظلم سے نہیں بلکہ صابر کے صبر سے ڈرو۔

○ ضروری نہیں جو خوبصورت ہو وہ خوب سیرت بھی ہو۔

○ اعتبار کی بارش میں اتنا مت بھیگو کہ جسم نظر آنے لگے۔

○ کسی کو حقیر مت سمجھو کیونکہ راستے کا معمولی پتھر بھی منہ کے بل گرا سکتا ہے۔

○ جس کو اپنا خیال نہیں وہ کسی کا خیال نہیں رکھتا۔

○ کسی کو پرکھو مت کیونکہ اس سے رشتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

☆.....اعجاز احمد-ننکانہ صاحب

پیار محبت

○ انسان دشمن سے تو مقابلہ کر سکتا ہے مگر جس سے پیار کرتا ہے اس سے نہیں۔

○ پیار کا رشتہ جسم سے نہیں روح سے ہوتا ہے۔

○ چوٹ جسم پر لگے تو انسان برداشت کر سکتا ہے مگر دل پر لگے تو نہیں۔

○ محبت ایک ایسی عبادت ہے جس کے لئے کسی عبادت گاہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

○ پیار کی دھار تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

○ جیت پیار کی ہوتی ہے نفرت کی نہیں۔

○ وہ انسان خوش نصیب ہوتا ہے جس سے کوئی پیار کرتا ہو سچا۔

○ وہ انسان بدنصیب ہوتا ہے جس سے کوئی سچا پیار کرتا ہو اور وہ اس کی قدر نہ کرتا ہو۔

○ پیار کا سمندر کتنا گہرا ہے اس کی گہرائی کسی کو معلوم نہیں، اس لئے آپ کو معلوم نہیں کہ میں اس سے کتنا پیار کرتا ہوں۔

☆.....آفتاب احمد عباسی-سعودی عرب

مجھے یہ شعر پسند ہے

پلٹ کر بھی نہ دیکھو نہ آواز دو مجھ کو پریم
بڑی مشکل سے سیکھا ہے کسی کو الوداع کہنا
✪.....عدنان عاشق پریم-گوجر خان

وہ مجھ سے بچھڑ کر خوش ہے تو اسے خوش رہنے دو
وہ میرے ساتھ رہ کر اداس رہے مجھے اچھا نہیں لگتا
✪.....مراد جان-اٹک

جو نشہ تیری آنکھ میں ہے وہ کسی شراب میں نہیں
جو مہک تیرے ہونٹوں کی پتیوں میں ہے وہ کسی گلاب میں نہیں
✪.....سیّد عارف شاہ-جہلم شہر

شمشیر ہے میرے وطن کا ہر جوان خدا سلامت رکھے میرے گھر کو
کاروان راتوں کو جلتے ہوئے یہ چراغ ہیں
میرے گائے ہوئے وطن کے میٹھے راگ ہیں
✪.....بہادر عاربانی-گھوٹکی

غم نہ کر وہ تجھے بھول نہیں سکتا طاہری
جب بھی تنہا ہو گا تجھے یاد ضرور کرے گا
✪.....طاہر محمود طاہری-اسلام آباد

اے پھول یہ پھول میرے پھول کو دینا
کہنا یہ پھول تیری کلی نے بھیجا ہے
✪.....نادیہ تبسم-ٹھینک موڑ

نہ یوں دیکھو سمندر کو خدارا تشنگی باندھے
ترس کھاؤ سمندر پہ سمندر ڈوب جائے گا
✪.....عبدالوحید بندیال-کراچی

جب اتنی بے وفائی پر دل اس کو پیار کرتا ہے
خداوندا! اگر وہ باوفا ہوتا تو کیا ہوتا
✪.....محمد اسحاق انجم-کنگن پور

میں نے غم کا لباس پہنا ہے، بس یہی زندگی کا گہنا ہے
ہے تقاضا میری وفاؤں کا، پتھروں کو گلاب کہنا ہے
✪.....محمد اسحاق انجم-کنگن پور

کہاں تلاش کرو گے تم مجھ جیسے شخص کو اسد
جو تمہارے ستم بھی سہے اور تم سے محبت بھی کرے
✪.....اسد شہزاد-گوجرہ

توڑ دیئے میں نے گھر کے سبھی آئینے
پیار میں ہارے ہوئے لوگ مجھ سے دیکھے نہیں جاتے
✪.....عدنان خان-ڈیرہ اسماعیل خان

عبادت رسم دنیا تھی چلے آتے تو کیا ہوتا
تمہارے پوچھ لینے سے نہ ہم جیتے نہ مرتے
✪.....عدنان خان-ڈی آئی خان

اک تیرے نام سے بدنام ہوئی ہے دنیا
زندگی کیا تیرا نام نہ بدلا جائے
✪.....عدنان خان-ڈی آئی خان

بانہوں میں آ سکا نہ حویلی کا ایک ستون
پتلی میں میری آنکھ کی صحرا سمٹ گیا
✪.....عدنان خان-ڈی آئی خان

ڈھونڈا کرو گے اک روز میرے خلوص کو اے دوست
سو جائیں گے کسی روز ہم زمین اوڑھ کر
✪.....عدنان خان-ڈی آئی خان

کوئی تھا جو میرے ہجر میں سما گیا یوں ہی درد
میرے عشق کی ڈولی تو دیکھو وہ کسی اور کی ہو گئی
✪.....راجہ کامران کمانڈو-کسووال

تیری بے رخی کا شکوہ کس سے کروں
یہاں ہر شخص تجھے میرا سمجھتا تھا
✪.....اسد شہزاد-گوجرہ

انداز بیاں نہیں ہے گرچہ بہت شوخ
شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات
✪.....ایم عمیر مظہر سنی-تبکیاں

بے وفا صنم تیرا غم بھی سلیقے سے اٹھاتا ہوں
کہ دل ہی دل میں روتا ہوں بظاہر مسکراتا ہوں
✪.....محمد اسحاق انجم-کنگن پور

جو کبھی خوشیوں کا گہوارہ تھا یہ آنگن
اب وہاں مایوسیوں نے ڈیرے ڈال لئے ہیں
✪.....محمد واصف-واہ کینٹ

کون کہتا ہے نفرتوں میں درد ہے محسن

کچھ محبتیں بھی بڑی اذیت ناک ہوتی ہیں
۞.................. فروا اختر خان-ملتان

وہ خواب میں آنے کا وعدہ کر گئے
ہم خوشی میں رات بھر نہ سو سکے
۞.................. غلام نبی نوری-کھڈیاں خاص

غضب کی داستان ہے جس سے مرضی سن لو
اس عشق نے قسم کھائی ہے چین لوٹنے کی
۞.................. لعل شاہ رخ خان-کرک

نجانے کیوں وہ لوگ چپکے سے دل میں اتر جاتے ہیں چاہت
جن سے قسمت کے ستارے نہیں ملتے ہیں
۞.................. نامعلوم-فیصل آباد

مجھ کو پانا ہے تو پھر مجھ میں اتر کر دیکھو چاہت
یوں کنارے سے سمندر پایا نہیں جاتا
۞.................. رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ

بس ایک ہی تبسم پر لٹا دیتے عمر چاہت
ہم جیسے غنی سے کم کم نہ ملا کر
۞.................. رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ

کہیں تم بھی نہ بن جانا مضمون کسی کتاب کا
لوگ بڑے شوق سے پھاڑتے ہیں کہانیاں بام وفاؤں کی
۞.................. اسد شہزاد-گوجرہ

کون دیکھتا ہے اب کسی کو سیرت اخلاق کی نظر سے
صرف خوبصورتی کو پوجتے ہیں نئے زمانے کے لوگ
۞.................. اسد شہزاد-گوجرہ

تجھے محبت کرتا ہوں تیری جان لے لوں گا
اگر ان جھیل آنکھوں کو ذرا پرنم کیا تم نے
۞.................. اسد شہزاد-گوجرہ

ترس گئے ہم کچھ سننے کو لب سے تیرے اے دوست
پیار کی بات نہ سہی کوئی شکایت ہی کر دو
۞.................. اسد شہزاد-گوجرہ

سچ ہی کہا تھا کسی نے تنہا جینا سیکھ لیں
دوستی جتنی بھی سچی کیوں نہ ہو رہنا تنہا ہی پڑتا ہے
۞.................. بلقیس خان عرف بلو

کچھ وقت کی روانی نے ہمیں یوں بدل دیا ہادی
وفا پر اب بھی قائم ہیں لیکن محبت چھوڑ دی ہم نے
۞.................. حماد ظفر ہادی-گوجرہ

کبھی رات کو سونے سے پہلے مجھے یاد کرنا
کچھ پا کر کھونے سے پہلے مجھے یاد کرنا
قدم قدم پر دنیا ستم کرے گی بہت
کسی بات پہ رونے سے پہلے مجھے یاد کرنا
۞.................. حسن رضا-رکن ٹی

میں تمہیں پڑھ کر کسی اور کو کیوں چاہوں گی
تمہی پہ ختم ہے قصہ میری چاہت کا
۞.................. نیلم شہزادی-فتہ بھنڈ

کچھ لوگ دیکھتے ہی روٹھ جاتے ہیں
کچھ لوگ دیکھتے ہی دل میں اتر جاتے ہیں
۞.................. محمد لقمان اعوان-سریانوالہ

میں نے یہ سوچ کر بوئے نہیں خوابوں کے درخت
کون صحرا میں لگے پیڑ کو پانی دے گا
۞.................. محمد اقبال رحمن-سبھیکی بالا

یہ چند آنسو یہ چند آہیں سوا اس کے ملا ہی کیا ہے
زمانہ ہم سے کیا چھین لے گا، کسی نے ہم کو دیا ہے کیا ہے
۞.................. فضل شہزاد بلوچ-تربت

یوں تو پتھر کی بھی تقدیر بدل سکتی ہے
شرط یہ ہے کہ اسے دل سے تراش جائے
کسی کے غم کو کہاں تک میں اپنے پاس رکھوں
یہ جس کا ہو وہ نشانی بتا کے لے جائے
۞.................. عبدالغفار تبسم-چتوکی

تیری راہوں میں ہم بچھے ہیں
گئی صدیوں سے بہار بن کر
کبھی تم بھی تو جل کر دیکھ
ہم پتھر تھے کس قدر موم بن گئے ہیں
۞.................. عبدالوحید ابرار بلوچ-آواران

بہت اٹھائے تھے جس کے ناز ہم نے زمانے میں
رضا ہم کو تنہا دیکھ کر وہ رستہ بدل گیا
۞.................. اے ڈی ناز-ساہیوال

بس اپنے ارمانوں کی تصویر بنانے کے لئے
ہم نے تو پیار کیا ہے صرف آنسو بہانے کے لئے
۞.................. واصف علی-بھریا روڈ

انجام محبت سے اپنا گھر چھوڑ دیا فراز
ورنہ یہ عمر پردیس کے قابل نہی تھی
۞.................. نعیم شہزاد-بورے والہ

***

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

بہترین شعراپنے پیاروں کے نام

Z، سرگودھا کے نام

نکل آئے ہیں آنسو رونے سے پہلے
ٹوٹ جاتے ہیں سب خواب سونے سے پہلے
کہتے ہیں بہار ایک سزا ہے زیبو
کاش کوئی روک سکتا کسی کو پیار ہونے سے پہلے

لعل شاہ رخ خان-کرک

عبداللہ حسن چشتی و عمر دراز کے نام

کچھ اس طرح سے اس نے پوچھا میرا حال
کہنا پڑا کہ شکر ہے پروردگار کا

غلام نبی نوری-کھڈیاں خاص

محمد عمران کاشف فوجی، اڈا جسوآنہ بنگلہ کے نام

دھوکا نہ دینا تجھ پر اعتبار بہت ہے
یہ دل تیری چاہت کا طلبگار بہت ہے
تیری صورت نہ دیکھوں تو دکھائی کچھ نہیں دیتا چاہت
ہم کیا کریں ہمیں تم سے پیار بہت ہے

رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ

ایس، جڑانوالہ کے نام

اب دل میں مہکتے ہوئے جذبے نہیں ملتے
اجڑے ہوئے گلشن میں پرندے نہیں ملتے
کیوں چپکے سے دل میں اتر جاتے ہیں وہ چاہت
جن سے قسمت سے ستارے نہیں ملتے

رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ

اہل اسلام کے نام

عشق کی حدود سے گزر کر تو دیکھو
نام مصطفیٰ دلوں میں بسا کر تو دیکھو
مصطفیٰ کی غلامی میں موت آ جائے اگر تو
اس زندگی کو اک بار آزما کر تو دیکھو

محمد وصی کنجاہی-واہ کینٹ

محمد نعمان قریشی، گوجر خان

جی چاہتا ہے تجھے مفت میں دل دے دوں نوی
اتنے معصوم خریدار ہو تم سے کیا لینا دینا

عدنان عاشق پریم-گوجر خان

شہزادہ عالمگیر کے نام

کدھر سے آیا کدھر گیا
ہم سب کو پریشان کر گیا
عارف اب وہ ہمارے درمیان میں نہیں
اک شخص پوری محفل کو ویران کر گیا

سیّد عارف شاہ-جہلم شہر

علی نواز مزاری، گھوٹکی کے نام

صبح تیری ہو شام میری ہو دن تیرا ہو رات میری ہو
خدا کرے تیری میری دوست اتنی گہر ہو، قبر تیری ہو لاش میری ہو

بہادر عاربانی بلوچ-گھوٹکی

GN، کھڈیاں خاص کے نام

اے خدا اپنے پاس میری امانت رکھنا
رہتی دنیا تک اس کو سلامت رکھنا

فاریہ تبسم-ٹھینگ موڑ

این، کنگن پور کے نام

جسے دل میں بسایا زندگی بھر جس کی پوجا کی
اس بت کو عموماً بے وفا محسوس کرتے ہیں

محمد اسحاق انجم-کنگن پور

این، کنگن پور کے نام

کچھ یاد کر کے آنکھ سے آنسو نکل پڑے
مدت کے بعد گزرے جو اس گلی سے ہم

محمد اسحاق انجم-کنگن پور

تمام دوستوں اور رائٹرز کے نام

زندگی کی الجھنوں نے چھین لئے ہیں مجھ سے میری شرارتیں
اور لوگ سمجھتے ہیں کہ بہت بدل گیا ہوں میں

عدنان خان۔ڈی آئی خان

Z،سرگودھا کے نام

کچھ یادیں یاد رکھنا، کچھ باتیں یاد رکھنا
عمر بھر ساتھ رہنا کوئی مشکل ہے، ہم ساتھ رہے کبھی بس یہی یاد رکھنا

لعل شاہ رخ خان۔کرک

شہزادہ عالمگیر، لاہور کے نام

وابستہ میری یاد سے کچھ تلخیاں بھی تھیں
اچھا کیا جو مجھ کو فراموش کر دیا

عدنان خان۔ڈی آئی خان

محمد وارث آصف، واں بھچراں کے نام

مجھے تجھ سے جدا رکھتا ہے اور دکھ نہیں ہوتا
میرے اندر تیرے جیسا یہ آخر کون رہتا ہے

عدنان خان۔ڈی آئی خان

ایم آئی، ڈی آئی خان کے نام

کرتے ہیں میری خامیوں کے تذکرے کچھ اس طرح
اپنے عمل میں فرشتے ہوں جیسے لوگ

عدنان خان۔ڈی آئی خان

منیر سحری، کراچی کے نام

جو لگ چکی ہے گرہ دل میں کھل نہیں سکتی
تو لاکھ ملتا رہے ہم سے دوستوں کی طرح

عدنان خان۔ڈی آئی خان

کسی دل میں رہنے والے کے نام

تنہا سمجھ رہا ہے میرے دل کو چارہ گر
دنیا بسی ہے اس میں کسی کے خیال کی

عدنان خان۔ڈی آئی خان

ارسلان عابد، ملتان کے نام

نہ ڈھونڈ میری محبت کو دنیا کے ہجوم میں ارسلان
حقیقت تو یہ ہے وفا کرنے والے اکثر تنہا ہوا کرتے ہیں

راجہ کامران کمانڈو۔کسووال

راجہ کمھاری، سرگودھا کے نام

کہاں تلاش کرو گے تم مجھ جیسے شخص کو
جو تمہارے ستم بھی سہے اور تجھ سے محبت بھی کرے

اسد شہزاد۔گوجرہ

شانی، عامر۔مندرہ کے نام

عجیب شام کھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
تیری اداس گھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
بہت کٹھن ہے میری جان ہجر کا موسم
جدائی بول پڑی ہے کہیں سے آ جاؤ

ایم عمیر مظہر سنی۔تبکیاں

کھڈیاں خاص کے کسی اپنے کے نام

خدا نے اگر یہ رشتہ بنایا نہ ہوتا
ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملایا نہ ہوتا
زندگی رہ جاتی ادھوری ہماری
اگر ہم نے آپ جیسا دوست پایا نہ ہوتا

عمر دراز۔کھڈیاں خاص

Z،سرگودھا کے نام

تو اپنے فن سے میری چاہت کو آزما کے دیکھ
میں ٹوٹتا ہوں تو پھر سے مجھے بنا کے دیکھ
تجھے تو میں نے ہمیشہ منایا ہے لیکن دوست
میں آج روٹھ چلا ہوں مجھے منا کے دیکھ

لعل شاہ رخ خان۔کرک

رئیس ارشد سعودی عرب کے نام

وہ رخصت ہوا تو ہاتھ ملا کر نہیں گیا
وہ کیوں گیا یہ بھی بتا کر نہیں گیا
یوں لگ رہا ہے جیسے وہ ابھی لوٹ آئے گا
کیونکہ وہ جلتے ہوئے چراغ بجھا کر نہیں گیا

رئیس ساجد کاوش۔خان بیلہ

نواب شاہ کے نام

نجانے اتنی محبت کہاں سے آ گئی تمہارے لئے دسی
کہ میرا دل ہی تمہاری خاطر مجھ سے روٹھ جاتا ہے

عمران فنا۔بلوچستان

آپ کے خطوط

♥...... سب سے پہلے معذرت کچھ ماہ سے لکھ نہیں پایا ٹائم ہی نہیں ملتا اصل میں۔ ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ اپریل 2012ء پراسرار دوشیزہ اس کا نام پڑھ کر تھوڑی مایوسی ہوئی کیونکہ میں نے جو کہانی لکھی ہے اس کا نام آدم خور دوشیزہ ہے اگر میں جلدی لکھ پاتا تو میری سٹوری کا ٹائٹل شائع ہوتا خیر اب کیا ہو سکتا ہے سرورق پڑھے تو سب سے پہلے مردے سے ملاقات پڑھی واہ مزہ آ گیا ایم افضل صاحب باقی سب بھی بہت اچھی تھیں پھر میں خطوط کی محفل میں گیا اس بار خطوط ٹھیک ہی تھے حماد ظفر صاحب میری سٹوری پسند کرنے کا شکریہ۔ شاعری کی محفل میں گیا تو حماد ظفر ہادی ہی چھائے ہوئے تھے اس کے بعد حسین کاظمی اور صدام حسین کے شعر بھی پسند آئے۔ (اسد شہزاد۔ گوجرہ)

♥...... واہ مارچ کا ناگن ناگن حسینہ کافی لیٹ ملا۔ ٹائٹل نارمل تھا مگر کہانیاں لاجواب تھیں۔ پہلے نمبر پر ریاض احمد کی پراسرار سرآدمی رہی۔ ویلڈن ریاض احمد اگلی قسط کا انتظار رہے گا۔ دوسرے نمبر پر محمد وحید علی کی بھیانک موت رہی۔ گڈ کہانی پڑھ کر مزہ آیا۔ تیسرے نمبر پر عطا محمد بروہی کی جن زاید تھی۔ عطا محمد تمہاری اگلی کہانی کا انتظار رہے گا۔ خون آشام ناگن ایک بکواس کہانی ہے اور اس کو بند کر دینا چاہئے تاکہ کچھ صفاحت کی بچت ہو سکے۔ تار عنکبوت کے اصل رائٹر انوار صدیقی ہیں اس لئے یہ ایک نقل شدہ کہانی ہے۔ کائینس ایک نارمل کہانی تھی نہ اچھی نہ بری۔ شیطان محل ایک مزے دار کہانی تھی۔ بھیانک رات پڑھ کر واقعی ڈر لگ گیا۔ خوفناک داستان بھی تعریف کے لائق ہے۔ ویران حویلی کا شوق دوبارہ شائع ہوئی ہے۔ زندہ لاش اور بھی خوفناک بن سکتی تھی۔ ویمپائر انگلش فلم کو رنگ بازی کر کے پیش کرنے کا دوسرا نام ہے۔ غزلوں میں محمد لقمان، فرید علی، رئیس ساجد کاوش، حماد اور احسان سحر کی غزلیں اچھی تھیں۔ اشعار تمام اچھے تھے، بہترین شعر میں صابر اقبال کا شعر بیسٹ تھا۔ شمارے کے صفحات میں اگر کچھ مزید کمی کر دی جائے تو مناسب ہو گا۔ (راجہ عمر۔ تھوتھال)

♥...... مئی 2012ء کا سرخ کھوپڑی نمبر میرے پاس ہے میرے شعر غزلیں شائع کرنے کا شکریہ باقی شعر غزلیں جلد شائع کر دیں اس خط میں بھی شعر غزلیں نعت شریف ارسال کر رہا ہوں سب سے پہلے شعر غزلیں پڑھیں اچھے تھے تحریریں بھی اچھی تھیں کشور کرن کی غزل پسند آئی کہانیاں پڑھیں پراسرار آدمی ریاض احمد کی اچھی جا رہی ہے۔ تار عنکبوت کی آخری قسط بھی اچھی تھی آخر میں جو راگنی کا سلوک ہوا اس پر بہت دکھ ہوا ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا وہ شروع سے بابو کی بیوی کو آزاد کرانے میں مدد کرتی رہی وہ بابو سے پیار کرنے لگی تھی اینڈ اچھا تھا۔ سرخ کھوپڑی قم قم نشاد پشاور خونی تتلیاں رابی خان پشاور دیوانی ناگن کامران شکیل واہ کینٹ ان کی کہانیاں اچھی تھی ان سب کو میری طرف سے مبارک باد پیار بھرا سلام قبول ہو۔ (سید عارف شاہ پریمی۔ جہلم شہر)

♥...... واہ اپریل کا شمارہ پراسرار دوشیزہ ہر لحاظ سے شاندار تھا لیکن صفحات کچھ زیادہ تھے اگر کچھ صفحات کم کر دیں تو بہتر ہو گا۔ کہانیوں میں پہلے نمبر پر کنگ ریاض احمد کی پراسرار آدمی تھی۔ دوسرے نمبر پر مردے سے ملاقات اور تیسرے نمبر جو کہانی تھی وہ ہے میلانی ویلڈن تینوں ہی رائٹرز اپنی قلم کا جادو جگانے میں کامیاب رہے۔ خون آشام ناگن مہا بکواس کہانی ہے۔ اس کو فوراً سے پہلے بند کر دیا جائے۔ تار عنکبوت نقل شدہ کہانی ہے۔ معاف کر دینا اس کی کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ کہانی کیا شروع ہوئی اور ختم ہو گی۔ لال پری، مکا چڑیل، شیطان گورکن، رزقاب تمام کی تمام لاجواب بے جوڑ اور مزے دار کہانیاں تھیں۔ ان کہانیوں کے رائٹرز کو میری طرف سے دلی مبارک باد قبول ہو۔ جیت کی لگن ایک نارمل کہانی تھی نہ اچھی نہ بری۔ خوفناک واقعات تمام کے تمام اچھے تھے۔ غزلوں میں عبادت کاظمی، رئیس ارشد، ہانیہ مدثر سعید کی غزلیں بیٹ تھیں۔ اشعار بھی لاجواب تھے۔ بہترین شعر میں ایم فاروق کا شعر بیٹا تھا۔ تمام خطوط بھی مزے دار تھے

(راجہ عمر- تھوتھال)

...... ماہ جنوری کا خوفناک ڈائجسٹ حسب معمول اخبار کے ہاکر والے سے طلب کیا ماہ جنوری 2012ء زخمی روح نمبر میرے سامنے پڑا ہوا ہے ٹائٹل اس بار بھی بھیانک ہے اسلامی صفحہ نہ پا کر افسوس ہوا۔ شہزادہ جی اسلامی صفحہ ضرور شائع کیا کریں محترم جناب شہزادہ عالمگیر کے بارے میں پڑا نہایت ہی افسوس ہوا (انا اللہ و انا الیہ راجعون) ان کے بارے میں جتنا بھی کچھ لکھا جائے یقیناً کم ہے اوطر اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف تار عنکبوت قسط 4 محمد خالد شاہان صادق آباد، خون آشام ناگن قسط 4 عمران رشید راولپنڈی، پراسرار آدمی قسط 2 ریاض احمد لاہور ظالم جادوگر کامران شکیل واہ کینٹ کالا جادو وارث آصف خان نیازی میانوالی خوفناک آدمی عثمان غنی پشاور اس کے بعد غزلیں اور نظمیں جاذب قریشی حافظ آباد، محمد فرحان علی اٹک، پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی ملیر کالونی کراچی، کاشف علی جہم دانا آباد، محمد کاشف اشرف فیصل آباد، نرگس ریاض سکھر، محمد بوٹا راہی واں بھچراں، مجھے یہ شعر پسند ہے لعل شاہ رخ خان کرک، رائے عیس ولی چاہت، اڈا جسوآنہ، سجاد حسن جھولے والا ملتان ایم امین خان، ایبٹ آباد، اسد شہزاد گوجرہ، اس کے بعد بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام لعل شاہ رخ خان کرک عفیفہ عندلیب علی پور چٹھہ، ارم مصطفیٰ راولپنڈی، محمد اسحاق انجم کنگن پور، عثمان غنی، رحیم یار خان، عثمان غنی لاہور، ان سب نے بہت بہت زیادہ اچھا لکھا ان سب کا بہت بہت شکریہ۔ (رائے غیس ولی چاہت- اڈا جسوآنہ)

...... مئی 2012ء کا خوفناک ڈائجسٹ پڑھ لیا ہے اور اب اس پر تبصرہ کرتے ہیں سب سے پہلے عمران رشید صاحب کی مہربانی کہ انہوں نے خون آشام ناگن کا بہت ہی اچھے طریقے سے اینڈ کیا اور اس کے بعد تار عنکبوت کی بھی کوئی کم تعریف نہیں کرنی چاہئے لیکن بابو کا جو اصل دشمن تھا کالی چرن اس سے بابو نے بدلہ نہیں لیا اور نہ ہی اس کو مارنے میں کوئی مزہ آیا لیکن خالد شاہان بھائی سٹوری آپ کی تعریف کے قبل تھی اور اچھا اینڈ کیا۔ اس کے بعد پراسرار آدمی کی قسط نمبر 6 کی تو بات ہی کچھ اور تھی ریاض بھائی آپ کی یہ سٹوری مجھے بہت پسند آئی ہے باقی سٹوریاں بھی اپنی جگہ اچھی تھیں۔ خون کی پیاس، ایم آفریدی بھیانک تعبیر، پرنس کریم، دیوانی ناگن کامران شکیل اور خوفناک لوسٹوری عثمان غنی صاحب کی یہ سب سٹوریاں کافی بہتر تھیں۔ خطوط میں نامعلوم صاحب اور عثمان غنی صاحب کے خط اچھی طرز میں لکھا تھا۔ اشعار میں محمد فاروق کوٹ رادھا کشن ابرار احمد، رابعہ ارشد اور عابدہ رانی ان سب کے اشعار ٹھیک تھے۔ آخر میں باجی اقرار کو اپیل کے وہ دوبارہ رسالہ میں واپس آئیں۔ (ایم فاروق- رحیم یار خان)

...... اپریل کا شمارہ باقی ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھا۔ سوائے ٹائٹل کے شہزادہ التمش انکل پلیز مہگر بانی فرما کر شمارے میں اسلامی صفحہ ضرور شامل کری لیا کریں تا کہ اسلامی تحاریر سے دل فیض یاب ہو۔ خیر اس ماہ کا ڈائجسٹ میں غزلیں نظمیں، خطوط، خوفناک واقعات اور بہترین شعر میرے پیاروں کے نام اس کے علاوہ یہ شعر مجھے کیوں پسند بھی کالم زبردست تھے۔ قسط وار سٹوریز میں ریاض احمد نے باقی دو رائٹرز کے چھکے چھڑا دیے۔ ریاض بھائی خوفناک میں صرف آپ کی کہانی میں دم ہے باقی دو سٹوریز میں صرف دوڑ لگی ہے۔ پتہ نہیں عمران رشید اور خالد شاہان صاحبان نے یہ فضول اور بے تکی کہانیاں لکھی کیسی ہو گی۔ اس کے علاوہ ان دونوں سٹوریز کو جلد از جلد ختم ہونا چاہئے۔ پہلے پہلے جب یہ دونوں سٹوریز شارٹ میں بہت ہی زبردست تھیں مگر اب ان کا کچھ خاص مزہ نہیں رہا ہے۔ باقی سنگل سٹوریز میں زرقاب، شعیب شیرازی، مکار چڑیل، حویلدار، لال پری ریاض احمد، مجھے معاف کر دینا ایس ایم امتیاز احمد، میلانی عمران قریشی، جیت کی لگن مزور اختر اور مردے سے ملاقات اچھی اور زبردست کہانیاں تھی۔ خطوط میں جن لوگوں نے مجھے یاد رکھا ان سب کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں اور جن نے غرور و تکبر میں آ کر ہم پر تنقید کی۔ (عثمان غنی- شیخ آباد، پشاور)

...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ سرخ کھوپڑی نمبر مئی 2012ء کی پہلی تاریخ کو ملا۔ سب سے پہلے تو میں ان قارئین کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے میری کہانی کو پسند کیا۔ میری کہانی ہل کا راز دسمبر 2011ء کے شمارے میں شامل ہوئی تھی اور اب مئی 2012ء کے شمارے میں بھی اس کی خوب تعریفیں کی گئیں۔ مجھے بہت اچھا لگا کہ میری کہانی نے

خوفناک کے معیار کو بلند کیا۔ میری کوشش ہو گی کہ اب اس سے بھی اچھی کہانی لکھوں اور مجھے امید ہے کہ وہ بھی خوفناک کے معیار کو کافی حد تک بلند کرے گی ان شاء اللہ۔ میں پشاور کے رائٹروں کو سلام کہنا چاہوں گی جو اتنی خوبصورت اور زبردست کہانیاں لکھتے ہیں۔ رابی خان، عثمان غنی، ریحان نخان، پرنس کریم سب ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ خیر پشاور کے علاوہ جو دوسرے رائٹرز ہیں وہ بھی کسی سے کم نہیں جیسے ریاض احمد صاحب آپ کو تو میں خوفناک میں بچپن سے دیکھتی آ رہی ہوں میں نے آپ کی ساری سٹوریاں پڑھی ہیں سب بہت زبردست ہیں۔ اقراء آپی آپ کی تو بات ہی سب سے الگ ہے۔ ایس امتیاز احمد، لعل شاہ رخ خان، ایم آفریدی، قم قم نشاد، کامران شکیل، انیلا غزل سب کے سب بہت اچھا اور زبردست لکھتے ہیں میری طرف سے مبارک ہو بہت بہت۔ (بلقیس خان عرف بلو)

...... ماہ اپریل کا شمارہ ملا ٹائٹل گرل دیدے پھاڑ کر حیرت کی سمندر میں موجزن تھی۔ خیر اس ماہ ٹائٹل بیکار تھا اور ایسا لگتا تھا کہ ٹائٹل کی خوبصورت حسینہ کی جگہ یہ کارٹون حسینہ بالکل بھی اچھی نہ لگی مگر بیک سائیڈ پر عالم حسینہ کی یعنی ایشوریہ رائے کی جو تصویر تھی وہ بڑی کیوٹ تھی۔ انکل التمش پلیز ڈائجسٹ میں اسلامی صفحہ ضرور لگایا کریں۔ قسط وار سٹوریز میں صرف ریاض انکل کی سٹوری زبردست، انوکھی و اچھوتی تحریر تھی۔ پراسرار آدمی کی کیا بات ہے جبکہ عمران رشید اور خالد شاہان سے ہمیں یہ توقع نہیں تھی کہ وہ اتنی فضول کہانیوں کو طول دیں گے۔ رابی خان کی سٹوریز بہت اچھی ہوتی ہے۔ باقی تمام کہانیاں زبردست تھیں۔ سوائے وارث آصف کے شیطان گورکن کے کیونکہ ہو بہو یہ کہانی ستمبر 2011ء کے شمارے میں ایس امتیاز احمد نے لکھی تھی۔ عبداللہ چشتی آپ کی کہانی بھی مارچ کے شمارے میں اچھی تھی۔ (عثمان غنی- پشاور)

...... اپریل کا شمارہ 4 اپریل کو ملا خوفناک ڈائجسٹ کے ٹائٹل اب بیکار سے لگتے ہیں۔ پراسرار دوشیزہ نمبر کا ٹائٹل اچھا نہ تھا۔ ایسا لگا کہ کارٹون سے کاپی کیا ہو۔ بیک سائیڈ پر ایشوریہ رائے تو ان دنوں آؤٹ آف جاب ہے مگر خوفناک کی ٹیم نے ان کی پکر کو پھر بھی لائم ٹائم میں ڈال کر اچھا تاثر دیا۔ اسلامی صفحہ ندارد، کہانیوں میں قسط وار سٹوریز میں پراسرار آدمی کی قسط زبردست تھی۔ باقی دو کی ختم ہونے کی دعا ہی کر سکتا ہوں جبکہ باقی قسط وار سٹوریز کے علاوہ ڈائجسٹ میں ریاض احمد کی لال پری اور عمران قریشی کی میلانی متاثر کن تھی۔ جبکہ مکار چڑیل اچھی تھی۔ زرقاب، شعیب شیرازی کی کہانی خوبصورت ہونے کے ساتھ ڈائجسٹ کے معیار کے شان پر اترتی تھی۔ ویلڈن شیرازی کیا آپ مجھ سے دوستی کرنا پسند کریں گے۔ ایس امتیاز احمد کی دشمنی کے موضوع پر لکھی کہانی نے آنکھوں میں آنسو بھر دیئے۔ مجھے معاف کرنا، خوبصورت اور یاد رہ جانے والی کہانی تھی۔ جیت کی لگن بھی زبردست و انوکھی کہانی تھی اور مردے سے ملاقات بھی اچھی پیاری کہانی تھی جبکہ وارث آصف کی کہانی شیطان گورکن کا نام نقل شدہ تھا۔ اس بار ڈائجسٹ میں میرے اشعار اپنوں کے نام اور مجھے یہ شعر پسند ہے اچھی شعروں سے سجی تھی۔ جبکہ غزلیں اور نظمیں اچھی تھیں۔ لقمان اور اقراء بہن غائب ہیں۔ (عثمان غنی- پشاور)

...... مئی کا شمارہ ہمیشہ کی طرح لیٹ ملا اور ہمیشہ کی طرح ایک دو کہانیاں ہی پسند آئیں۔ خونی تتلیاں ایک اچھی کہانی تھی لیکن اس سے پہلے میں نے آپ کی جو بھی کہانی پڑھی ہے وہ نقل شدہ تھی شاید یہ بھی ہو۔ اگر نہ ہو تو ویلڈن۔ خوفناک لوسٹوری آپ رابی خان کی تعریف کرتے ہو وہ آپ کی ویلڈن باجی ویلڈن دو ناموں سے لکھ کر اپنی تعریف کرتے ہو۔ بھیانک تعبیر پڑھ کر ہنسی آئی لگ تو ایسا رہا تھا جیسے آپ نے قصہ خوانی بازار پر ہسٹری لکھی ہو۔ تار عنکبوت نقل شدہ ہونے کے ساتھ ساتھ بکواس بھی تھی لگتا آگے کیا سٹوری لے کر آؤ گے اینڈ عمران رشید کی اچھی سٹوری اینڈ اچھا کیا۔ ریاض احمد ہمیشہ کی طرح بازی لگے گئے مبارکباد کے ڈھیر سارے گلاب آپ کے۔ پراسرار آدمی کی قسط 6 کے لئے باقی خطوط میں میرا کوئی خط نہیں تھا اور بہت مہینوں کے بعد صرف ایک غزل لگی جو کہ سراسر ناانصافی ہے۔ (لعل شاہ رخ خان- ضلع کرک)

...... ماہ مئی کا شمارہ مئی کے چوتھے روز مل گیا ٹائٹل پر موجود سرخ کھوپڑی کو دیکھ ہم ڈر گئے سرخ کھوپڑی نمبر ٹائٹل بیکار تھا اور بیک سائیڈ پر کترینہ کیف کی جاذب نظر تصویر بہت ہی زیادہ پیاری تھی۔ جب کہانیوں کی فہرست پر نظر پڑی تو اپنی کہانی خوفناک لوسٹوری کو دیکھ کر دل باغ و بہار ہو گیا۔ خیر اس بار ڈائجسٹ میں دو عدد کہانیاں اختتام پذیر ہوئیں۔

خون آشام ناگن کی آخری قسط، انڈین اور انگلش مووی کی کاپی نظر آئی۔ پلیز عمران رشید بھائی کم لکھا کریں لیکن معیاری لکھا کریں اور خالد شاہان آپ کی کہانی سو فیصد نقل شدہ ہے۔ پراسرار آدمی قسط نمبر 6 زبردست اور خوبصورت انداز میں آگے بڑھ رہی ہے۔ دیوانی ناگن کامران شکیل کی سٹوری زبردست انداز میں لکھی گی تھی مگر موضوع پرانا تھا۔ خونی تتلیاں رابی خان کی بات ہی سب سے نرالی ہے اس کی کہانی تمام کہانیوں میں جاندار تھی۔ بھیانک تعبیر پرنس کریم یار اتنے دنوں سے کہاں غائب ہو۔ آپ کی کہانیاں تو خوفناک کی جان ہوتی ہیں۔ بھیانک تعبیر زبردست اور سب سے اچھی کہانی تھی۔ ایم آفریدی کی کہانی خون کی پیاس بس ٹھیک تھی۔ سرخ کھوپڑی بور تھی اور قم قم ناشاد سے ایسی کہانی کی ہرگز توقع نہ تھی۔ (عثمان غنی- شیخ آباد، پشاور)

......رابی خان مجھے آپ کی کہانیاں بہت اچھی لگتی ہیں آپ اور اقراء تو خوفناک کی جان ہیں آپ دونوں کے بغیر خوفناک نامکمل ہے۔ آپ دونوں (رابی اور اقراء) سے درخواست ہے کہ پلیز ہر ماہ حاضری دیا کریں۔ پرنس کریم کیا کہنے ہیں آپ کے کیا کہوں آپ کو میرے پاس تو الفاظ ہی نہیں مل رہے ہیں۔ اچھا جناب اس کے بعد ریاض احمد صاحب بہت ہی زبردست رائٹر ہیں آپ۔ آپ مجھے ایک بات تو بتائیں کہ کیا آپ کبھی پی ٹی وی ہوم پر آئے ہیں۔ میں نے ایک شو دیکھا تھا جس میں گیسٹ کا نام ریاض احمد تھا کیا آپ وہی ہیں پلیز ضرور جواب دیجئے گا۔ اب بات کی جائے ریحان خان کی ریحان خان فرام پشاور جلدی سے کوئی اچھی سی سٹوری لے کر حاضر ہو جاؤں نہیں تو ہم آپ سے ناراض ہو جائیں گے۔ عثمان غنی آپ نے ابھی تک کوئی قسط وار کہانی کیوں نہیں لکھی۔ پلیز ضرور لکھئے آپ کی کہانی فریبی میری پسندیدہ کہانی ہے۔ بہت زبردست تھی وہ سٹوری عثمان غنی ایک بات تو بتاؤ کہ آپ ریڈیو پر تو نہیں آئے۔ آخر میں ان رائٹروں سے درخواست کرتی ہوں کہ پلیز برائے کرام ایک دوسرے پر بے جا تنقید نہ کیا کریں۔ اس سے خوفناک کے معیار کو نقصان پہنچتا ہے۔ کیا آپ شہزادہ عالمگیر کے اس پلیٹ فارم کو تباہ کر دینا چاہتے ہیں جس پر ہم سب رائٹر ہر مہینے ملتے رہتے ہیں۔ اگر نہیں تو آج سے یہ عہد کریں کہ آپ آئندہ ایک دوسرے پر تنقید نہیں کریں گے مجھے نام لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ سب جانتے ہیں ان رائٹروں کے بارے میں۔ (بلقیس عرف بلو)

...... جب میں نے خوفناک ڈائجسٹ میں پڑھا کہ شہزادہ عالمگیر اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے ہیں دل کو یقین نہیں آیا آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے کتنے دن ہمت ہی نہیں ہوئی کچھ لکھنے کی وہ بہت عظیم انسان تھے ان کے بارے میں جتنا بھی لکھا جائے کم ہے اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر دے۔ ماہ نامہ خوفناک جنوری اور فروری 2012ء میرے سامنے تھے تو کن جنوری کے شمارے میں سے پسند آئی ہے ساحل دعا بخاری کی انہوں نے رائٹرز کے بارے میں کہا میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں خون آشام اور باقی سب بھی ٹھیک ہی ہیں شاعروں میں شعیب شیرازی ثقلین ساجد، حماد ظفر ہادی، رائے عیس ولی چاہت کے اچھے شعر تھے فروری میں کالا جادو، آنکھیں، طوفان، خوفناک آدمی اور پراسرار آدمی پسند آئی۔ میرے شعر شائع کرنے کا شکریہ۔ (اسد شہزاد- گوجرہ)

......خوفناک کا شمارہ مئی کا 4 تاریخ کو مل گیا کہانیوں میں اس بار عمران رشید کی اور خالد شاہان کی بکواس سٹوریز سے نجات مل گئی۔ ریاض بھائی کی سٹوری زبردست انداز میں آگے بڑھ رہی ہے۔ بغیر قسط وار سٹوریز میں اپنی کہانی خوفناک لوسٹوری دیکھ کر دل کو ڈھارس ہوئی۔ پلیز شہزادہ التمش انکل میری کہانی سیاہ وادی کا عفریت بھی جلد شائع کریں اور اس بار ڈائجسٹ کا ٹائٹل بس گزارے لائق تھا۔ ہاں بیک سائیڈ پر کترینہ کیف کی تصویر اچھی تھی۔ کہانیوں میں رابی خان کی کہانی خونی تتلیاں سب سے زبردست کہانی تھی۔ رابی خان نے جو کچھ ہمیں کہا ہے یقیناً ہم اس پر جلد عمل کریں گے اور عنقریب خوفناک میں ہمیں اقراء کی کہانی ملے گی۔ اس بار خطوط میں ایک دوسرے پر الزام تراشی کی گئی تھی یہ اچھی بات تو نہیں مگر کچھ لوگ بلاوجہ پشاور کے رائٹرز پر تنقید کر رہے ہیں۔ ریحان خان آپ کی کہانی کا انتظار رہے گا۔ پرنس کریم آپ کی کہانی خوفناک میں سب سے اچھی کہانی تھی اور باقی سب سٹوریز زبردست تھیں۔ (عثمان غنی- پشاور)

......ساتھیو! [illegible] میدان میں دو حریف ہیں پہلا زندگی اور دوسرا حریف موت ہے اور ظاہر ہے کہ جب دو انسان لڑ [illegible] ۔ [illegible] دونوں ایک ہی ہے اور ہم مالک کی وسل سے میدان میں اترتے ہیں اور اس کبھی نہ مٹنے والی شے موت سے

ہار جاتے ہیں۔ یوں ہی دنیا چلتی رہی ہے چل رہی ہے اور چلتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ شہزادہ عالمگیر کو جنت میں اعلیٰ مقام دے اور آپ لوگ میری خالہ کے لئے بھی دعا کریں اس مارچ میں انہیں ایک سال ہو گیا ہے فوت ہوئے اور میرے خیال میں وہ واحد انسان تھیں تو مجھے دکھی کر گئیں اور اب شہزادہ صاحب کا غم بھی دل میں اترتا لگتا ہے اور اپنی پندرہ سالہ لائف میں مجھے ان دو انسانوں کی موت کا بہت دکھ ہوا ہے۔ ماہ اپریل کا رسالہ آج ہی لے کر آئی ہوں خط وغیرہ پڑھے عثمان غنی آپ نے ہی کہا تھا کہ انیلہ غزل کی کہانیاں بالکل اچھی نہیں ہوتیں اور اب آپ ہی کہہ رہے ہیں کہ پلیز کم بیک۔ ٹھیک ہے ہم ابھی آئے اور رابی جی آپ نے لکھا کہ ہم نے آپ کی تعریف میں کنجوسی کی ہے تو جی دس بار سوری۔ ہم آپ کو ہر پل ہی یاد رکھتے ہیں تو یہ نہ سوچا کریں اور تھوڑا غور کم کیا کریں۔ شہزادہ التمش آپ کے پاس میری کچھ غزلیں ہیں اور ایک سٹوری ہے محبت کی تھی پلیز وہ جلد شائع کر دیں۔ (انیلہ غزل- حافظ آباد)

...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ اپریل کا میرے ہاتھ میں ہے ٹائٹل بہت خوبصورت ہے بہت عرصے بعد دوبارہ حاضری ہے امید ہے میرے خط کو اپنے رسالے میں ضرور جگہ دیں گے۔ اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف نمبر ون پر جو کہانی ہے وہ ریاض احمد کی پراسرار آدمی ویری گڈ۔ نمبر 2 زرقاب شعیب شیرازی، نمبر 3 شیطان گورکن وارث آصف خان نیازی، نمبر 4 جیت کی لگن فروا اختر خان ملتان، نمبر 5 مکار چڑیل ایم نواز، نمبر 6 میلانی عمران قریشی، نمبر 7 تار عنکبوت محمد خالد شاہان پور لوہار باقی سب کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں۔ غزلوں میں بہترین غزلیں احسان سحر میانوالی اینڈ احمد ذاکر عاجز ہلاں آزاد کشمیر۔ (ملک عمران نواز گورچھ- بھکر)

...... ماہ اپریل 2011ء کا ٹائٹل بھوت حسینہ اقراء بہن کی کہانی تھی جو بہت اچھی لگی تھی سولہ غزلیں تھیں زیادہ ایس امتیاز صاحب کی تھیں ماہ مئی 2011ء آدم خور کانٹا کی آخری قسط تھی۔ طلسمی مورتی کی پہلی قسط تھی۔ جو بہت زیادہ مزیدار لگی خوفناک لکیر ریحان خان کی اچھی کوشش تھی۔ 24 غزلیں تھیں ماہ جون 2011ء بھٹکتی روح مایہ کال کی آخری قسط اور طلسمی مورتی کی دوسری قسط اچھی لگی تھیں اس شمارے میں 36 غزلیں تھیں۔ ماہ جولائی 2011ء کالا جادو پراسرار بانسری کی پہلی قسط اچھی تھی اس میں ٹوٹل 60 غزلیں تھیں ماہ اگست 2011ء خونی تابوت اس میں کوئی نئی قسط وار کہانی نہیں تھی 126 غزلیں تھیں اس میں۔ ماہ ستمبر 2011ء آدم خور حسینہ 42 غزلیں تھیں ماہ اکتوبر 2011ء لڑکی بھوت نمبر میں 2 قسط وار کہانیاں In ہوئیں تار عنکبوت خون آشام ناگن جو بہت اچھی لگیں ماہ نومبر 2011ء چڑیل حسینہ 15 کہانیاں تھیں۔ ماہ دسمبر 2011ء ناگن لڑکی اس میں ایک نئی کہانی قسط وار شروع ہوئی۔ پراسرار آدمی اس میں آ 12 کہانیاں شائع ہوئیں۔ ماہ جنوری 2012ء زخمی روح نمبر اس میں 11 کہانیاں شائع ہوئیں اور ایک دکھ بھری خبر سننے کو ملی جو ہمارے محسن اور پیارے انکل شہزادہ عالمگیر ہم سے جدا ہو گئے۔ ماہ فروری 2012ء ظالم پری نمبر اس میں بھی 12 کہانیاں شائع ہوئیں۔ مارچ 2012ء ناگن حسینہ نمبر اس میں بھی 12 کہانیاں شائع ہوئیں۔ اب ماہ اپریل کے شمارے کے انتظار میں ہوں کہ آئے تو اپنی ادھوری کہانیاں مکمل پڑھ سکوں شہزادہ بھائی اگر میرا یہ خط بکواس لگے تو بیشک اسے ردی کی ٹوکری کے حوالے کر دیں میں رب سے دعا کرتا ہوں کہ خوفناک دن بدن ترقی کرے۔ (بہادر عاربانی بلوچ- گھونگی)

......خوفناک ڈائجسٹ ماہ اپریل 2012ء پراسرار دوشیزہ نمبر 2 اپریل 2012ء کو محمد عمیر مظہر سنی نے مندرہ سے لا کر دیا۔ ٹائٹل زبردست رہا سب سے پہلے غزلوں کی محفل پر نگاہ دوڑائی غزلوں میں احسان سحر، محمد ذاکر ہلاں، ہانیہ، مزمل عارف، وارث آصف، ارمان ملک، عائشہ رحمٰن اور کشور کرن کی غزلیں زبردست تھیں۔ کہانیوں میں مردے سے ملاقات مجھے معاف کر دینا، میلانی، شیطان گورکن اور زرقاب اچھے انداز میں تحریر کی گئی کہانیاں تھیں۔ باقی رائٹرز نے مجھے خوب محنت کی امید ہے آئندہ اور زیادہ بہتر لکھنے کی کوشش کریں گے۔ شہزادہ بھائی میں تہہ دل سے آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے میرا خط اور میرے ارسال کردہ کوپن کو خوفناک ڈائجسٹ کے قیمتی صفات پر جگہ دی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ بھائی اس ماہ پھر کچھ غزلیں کوپن اور خط ارسال کر رہا ہوں امید کرتا ہوں کہ آپ اس بار پھر میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ (طاہر محمود طاہری- اسلام آباد)

...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ مئی 2012ء سرخ کھوپڑی نمبر 6 تاریخ کو بھلوال کے ایک بک سال سے خریدا۔ سب

سے پہلے ٹائٹل دیکھا جو پہلے سے شائع شدہ تھا۔ اسلامی صفحہ نہ پا کر بڑا دکھ ہوا میری خوفناک والوں سے گذارش ہے کہ وہ اسلامی صفحہ شائع کیا کریں اس سے ایمان تازہ ہوتا ہے اس کے بعد آتے ہیں کہانیوں پر۔ کہانیوں میں سب سے پہلے عمران رشید کی کہانی دیکھی اور دل خوش ہوگیا کہ اس کی آخری قسط ہے۔ میں بہت خوش ہوں کہ عمران نے اس کا اینڈ کر دیا جو ناممکن لگ رہا تھا۔ باقی کہانیوں میں پراسرار آدمی، تار عنکبوت یہ کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ باقی کی تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ اس کے بعد عدنان بھائی سے گذارش ہیکر دوں گا وہ کہاں غائب ہیں پلیز کوئی اچھی سی سٹوری لے کر جلدی حاضر ہوں۔ خطوط سے تقریباً سارے خط اچھے تھے اور اپنے نام پر سندیسہ دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔ (محمد افسر شہزاد- بھلوال)

......جنوری کا خوفناک شمارہ ملا جس میں اپنی کہانی پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ میں نے مظلوم روحیں کے نام سے کہانی لکھی تھی مگر آپ نے اس کا دوسرا حصہ مظلوم بدروحیں کے نام سے شائع کر دیا۔ ایسا نہ کیا کریں۔ کہانی کا نام اچھی طرح دیکھ لیا کریں کیونکہ کہانی لکھتے وقت بہت محنت کرنا پڑتی ہے اگر اس کا عنوان یا نام بدل دیا جائے تو مزہ نہیں آتا آئندہ احتیاط کیجئے۔ باقی تعریف وتنقید کا سلسلہ بھی جاری ہے تعریف وتنقید کرنا قارئین کا حق ہے تنقید کرو لیکن جائز باقی میری کہانی پسند کرنے والے تمام قارئین کا میں بے حد مشکور ہوں۔ (محمد ذاکر- ہلاں، آزاد کشمیر)

......آج یوں بازار کا چکر لگانے گیا اچانک میری نظر میرے پیارے ڈائجسٹ پہ پڑی وہ ڈائجسٹ کو عام ڈائجسٹ نہیں تھا بلکہ وہ تھا میرا بہت ہی اچھا ڈائجسٹ خوفناک ڈائجسٹ یہ ایک سچ ہے کہ میں اس ڈائجسٹ کو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں۔ اپریل 2012ء کا شمارہ پڑا تو مجھے بہت مزہ آیا جس میں سب سے جو بہترین کہانی تھی خون آشام ناگن عمران رشید راولپنڈی سے لکھ رہے ہیں اس کی کہانی سب سے پہلے نمبر پہ ہے سر یہ خط میں کم سے کم چھ ماہ کے بعد بھیج رہا ہوں۔ (عبدالغفور عاربانی- گھوٹکی)

...... ماہ مئی کا خوفناک ڈائجسٹ بہت لیٹ ملا اس بار سب کہانیاں اپنی مثال آپ تھیں۔ جس میں لون کی پیاس ایم آفریدی، بھیانک تعبیر پرنس کریم، خونی تتلیاں، رابی خان، سرخ کھوپڑی، تم تم نشاد اور سب سے اچھی سٹوری خوفناک لو سٹوری رائٹر عثمان غنی فرام پشاور کی بہت اچھی کہانی تھی ویلڈن، عثمان غنی میری طرف سے مبارکباد قبول ہو ویری گڈ۔ (راجہ کامران حیدر- کسووال)

......اپریل 2012ء کا پیارا سا رسالہ میرے ہاتھوں میں ہے۔ یہ سن کر دل کو بہت صدمہ ہوا کہ ہمارے پیارے انکل اس دار فانی سے رخصت کر گئے ہیں۔ اللہ ان کی قبر پر اپنی بے شمار رحمتیں و برکتیں نازل فرمائے۔ سب سے پہلے جو مجھے سپر ہٹ کہانی لگی وہ میرے پیارے رائٹر ریاض احمد لاہور کی پراسرار آدمی ہے۔ اس کے بعد خون آشام ناگن عمران رشید راولپنڈی، مردے سے ملاقات ایم افضل ٹیپو ساہیوال بھی اچھی لگی۔ اس کے علاوہ دیگر سٹوریز بھی اچھی تھیں۔ غزلوں کی محفل میں احسان سحر میانوالی، ہانیہ ملتان، فرزانہ یاسمین کلور کوٹ اور غلام نبی نوری کھڈیاں خاص کی غزلوں نے دل میں جگہ بنالی۔ اشعار میں بھی ایم فاروق غلام نبی نوری اور محمد عابد جمیل مانانوالہ کے اعشار دل کو بھا گئے ہیں۔ خطوط کی محفل میں رابی خان پشاور، فرحین خان، ف-ع، غلام نبی نوری کھڈیاں خاص اور دیگر دوستوں کے خطوط بہترین تھے۔ (انم فاروق)

......اس بار رسالہ پڑھا تو معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے انکل شہزادہ عالمگیر اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے ہیں۔ دل کو بڑا ہی دکھ ہوا۔ ہماری تو اب دعا ہے کہ خدا ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اس مرتبہ تمام کہانیاں ہی اچھی تھیں۔ اشعار، غزلیں اور نظمیں اچھی تھیں۔ میں آپ کو کچھ اشعار، غزل اور ایک نعت رسولؐ بھیج رہی ہوں امید ہے کہ آپ اس کو شائع کر کے شکریے کا موقعہ دیں گے۔ آخر میں اپنے پیارے رائٹرز وارث آصف، ریاض احمد، غلام نبی نوری اور اقراء جی سے کہنا چاہتی ہوں کہ آپ کوئی الگ قسم کی کہانی لکھیں جس کے بارے میں انسانی سوچ بھی نہ مانے۔ (فاریہ تبسم- ٹھینگ موڑ)

...... ماہ اپریل 2012ء کا خوفناک ڈائجسٹ پراسرار دوشیزہ نمبر 2 اپریل کو مندرہ سے طلب کیا۔ ٹائٹل زبردست رہا اسلامی صفحہ کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ سب سے پہلے قسط وار کہانیوں کا مطالعہ کیا۔ تینوں رائٹرز اچھا لکھ رہے ہیں۔

مکمل کہانیوں کا مطالعہ ابھی تک نہیں کیا۔ غزلوں میں مزمل عارف، ارمان ملک، احسان سحر، وارث آصف، سونیا ناز، ہانیہ، محمد ذاکر، پروفیسر واجد نگینوی اور کشور کرن کی غزلیں پسند آئیں۔ اشعار کی محفل میں سبھی نے زبردست لکھا۔ شعری پیغام بہترین کالم ہے۔ پھول اور کلیاں کا سلسلہ اگر دوبارہ شروع کر دیا جائے تو ڈائجسٹ میں نکھار پیدا ہو جائے گا۔ شہزادہ التمش صاحب کچھ تحریریں ارسال خدمت پلیز ضرور انہیں اپنے ڈائجسٹ کے قیمتی صفحات پر جگہ دیجئے گا۔ (محمد عمیر مظہر سنہی- تنکیاں)

...... مارچ کا ناگن حسینہ 5 تاریخ کو گھوٹکی سے خریدا گھر آ کر سب سے پہلے اپنے فیورٹ رائٹر عمران رشید کی کہانی خون آشام ناگن قسط نمبر 6 پڑھی بہت مزہ آیا پھر اپنی غزلیں پڑھیں اس کے لئے Thank's اسلامی صفحہ نہ پا کر بہت افسوس ہوا۔ شہزادہ بھائی اسلامی صفحہ ضرور شائع کیا کریں۔ تار عنکبوت کی قسط نمبر 6 پڑھی بہت مزہ آیا۔ کائینس اچھی لگی غزلوں میں فرید علی نہی کی غزلیں پسند آئیں۔ شہزادہ بھائی میں نے کہانی بھیجی ہے پلیز اسے بھی خوفناک میں جگہ ضرور دینا پہلی بار کہانی لکھی ہے پلیز مجھے مایوس نہیں کرنا۔ (بہادر عاربانی بلوچ- گھوٹکی)

......اپریل کا شمارہ جلد ہی مل گیا اپنا خط دیکھ کر دل خوشی سے باغ باغ ہوگیا۔ کل عمرہ سے واپسی پر خوفناک خریدا۔ میں نے اپنے انکل شہزادہ عالمگیر کے لئے دعائے مغفرت کی تھی۔ اس کے علاوہ تمام قارئین کے لئے دعا اور خوفناک کی ترقی کی بھی دعا کی تھی۔ اس دفعہ ماشاء اللہ تمام کہانیاں ہی اچھی تھیں۔ میں ایک غزل اور چند شعر و لطائف بھیج رہا ہوں امید ہے کہ آپ کو پسند آئیں گے۔ (غلام نبی نوری- کھڈیاں خاص)

......اپریل 2012ء پراسرار دوشیزہ نمبر پڑھا میرے شعر خط شائع کرنے کا شکریہ۔ دوسرے خط غزلیں وغیرہ شائع کر دیں اس خط میں بھی تحریریں شعر کے کوپن ہیں شعر میں نام ضرور شائع کیا کریں۔ پیغام میں جس کے نام شعر ہو اس کا مکمل نام شائع کیا کریں سب سے پہلے خط پڑھے سب نے اپنی پسند ناپسند کا خوب اظہار کیا رابی خان پشاور نے دوبارہ آنے کا اعلان کیا ان کی واپسی پر خوشی ہوئی، خوش آمدید۔ غزلیں تحریریں شعر سب کے اچھے تھے بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام مجھے یہ شعر پسند ہے یہ دونوں کالم جاری رکھئے کہانیاں پڑھیں ان میں سب سے زیادہ پراسرار آدمی ریاض احمد کی زبردست رہی۔ تار عنکبوت خالد شاہان لوہار صادق آباد کی شاندار ہے۔ مکار چڑیل ایم نواز کی اچھی تھی، شیطان گورکن وارث آصف واں بھچراں کی اچھی تھی۔ واقعات میں وہ کون تھی انعم ہزارہ، موت کی وادی خانپور ہزارہ ان کے تحریر کردہ واقعات اچھے تھے۔ (سید عارف شاہ پریمی- جہلم شہر)

...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ اپریل 2012ء پراسرار دوشیزہ نمبر بدستور یکم اپریل کو خوفناک ڈائجسٹ گوجر خان کے ایک بک سٹال سے خریدا۔ کہانیوں میں سب سے پہلے اپنے فیورٹ رائٹر ریاض احمد کی پراسرار آدمی کی قسط نمبر 5 پڑھی جسے پڑھ کر مزہ آ گیا۔ اس کے بعد عمران رشید کی خون آشام ناگن پڑھی جو بالکل سر کے اوپر سے گزر گئی۔ اس کے بعد اچھی کہانیاں تھیں وہ مردے سے ملاقات ایم افضل ٹیپو، شیطان گورکن وارث آصف، زرقاب شعیب شیرازی اور جیت کی لگن فروا اختر خان تھی اور باقی کہانیاں بھی اچھی تھیں خطوط میں اپنے خط دیکھ کر دل خوش ہوگیا اور تقریباً سارے خط اچھے تھے۔ غزلیں نظمیں اور شعروں میں سب اچھا تھا۔ اس کے بعد ماہ مئی سرخ کھوپڑی نمبر تھوڑا لیٹ ملا ٹائٹل پہلے سے شائع شدہ تھا۔ دوسری طرف کترینہ کیف کی خوبصورت سی تصویر کو دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔ کہانیوں میں ریاض احمد کی قسط نمبر 6 پڑھ کر مزہ آ گیا اور ساتھ میں شکر کیا کہ عمران رشید کی خون آشام ناگن کا اینڈ ہوگیا اور تار عنکبوت کا بھی اس کے بعد جو بیسٹ اینڈ بیسٹ سٹوریاں تھیں وہ خون کی پیاس ایم آفریدی بھیانک تعبیر پرنس کریم، سرخ کھوپڑی تم تم نشاد دیوانی ناگن کامران شکیل کی تھیں میری ان تمام رائٹرز سے گذارش ہے کہ ایسی ہی اچھی اچھی کہانیاں لکھا کریں اللہ پاک ان تمام رائٹرز کو ایسی اور اچھی کہانیاں لکھنے کی ہمت دے اور خوفناک کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ خطوط میں سارے خط اچھے تھے اور اپنے خط دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔ (عدنان عاشق پریم- گوجر خان)

◆✻◆

خوفناک ڈائجسٹ پزل نمبر 03

اس پزل کے سوالات کے جواب دیجئے اور انعام جیتئے۔

درج سوالات کے جواب نیچے دیئے گئے خانوں میں تلاش کریں۔ تھوڑی سی کوشش کرنے سے آپ ان حروف کو ملا کر جواب ڈھونڈ سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ کوپن بھیجیں اور انعام حاصل کریں۔

1- ایک خوفناک بلا نے اس کی -----کو چیر پھاڑ دیا۔
2- وہ جنگل سے گزر رہا تھا کہ ایک خونخوار----نے حملہ کر دیا۔
3- جادوگر نے اپنا ایک بہت بڑا-----کدہ بنا رکھا تھا۔
4- وہ سنسان-----پر جا رہا تھا کہ ایک چڑیل نے حملہ کر دیا۔
5- آج بادشاہ کی----کو غائب ہوئے پانچ سال ہو گئے۔

انعامات کی تفصیل

اوّل انعام : 50,000 روپے نقد
دوم انعام : 25,000 روپے نقد
سوم انعام : 10,000 روپے نقد

قواعد و ضوابط: (1) چار سوالات کے صحیح جواب ضروری ہیں۔ (2) ایک سے زیادہ صحیح حل والے کوپن موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی انعام نکالا جائے گا۔ (3) سب سے زیادہ حل والے کوپن بالترتیب اوّل، دوم سوم قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔ (4) اصل کوپن کو ہی قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے نہ کہ فوٹو کاپی یا ہاتھ سے لکھا ہوا۔ (5) صحیح جواب ہمارے پاس موجود ہیں وہی درست تصور کئے جائیں گے۔ (6) جیوری کا فیصلہ حتمی، آخری اور ناقابل چیلنج ہوگا۔

حل تلاش کریں

		ی		ھ	ی		ن	س		ب	ک		ر	ب
	ب		ی	ھ	ی		ر		ے	ی		ش	ڑ	
			م		ت		ط			س		ب		ل
		س		ن		ل	ک		ڈ	گ		ج		
ہ	ی	ا	ز		ہ	م	ل		ک	د	ش			

کوپن
خوفناک ڈائجسٹ پزل نمبر 03

پزل کے سوالات کے جوابات تلاش کر کے اس کوپن پر لکھ کر کاٹ کر ہمراہ قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ارسال کریں۔ سب سے زیادہ کوپن والے امیدوار کو قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے گا۔

1-________ 2-________ 3-________

4-________ 5-________

نام: ________ شناختی کارڈ نمبر: ________

مکمل پتہ: ________ فون نمبر: ________

اک خواب کی تکمیل

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے سب کے ہمدرد اور دردِ دل رکھنے والے ہمارے محسن شہزادہ عالمگیر اس دنیا میں نہیں رہے۔ وہ ایک ایسے انسان تھے جن کے دِل میں انسانیت کے لئے بہت درد تھا اسی درد کی وجہ سے ان کے دِل میں کئی ایک خواہشات پیدا ہوئیں کہ غریب لوگوں کے لئے کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے انسانیت کو فائدہ ہو۔ ان خواہشات اور جذبات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے کئی ایک پروجیکٹ سوچ رکھے تھے ان میں سے ایک پروجیکٹ ”یتیم بچوں کے لئے سکول“ کا قیام تھا۔ اس سکول کی تعمیر کے لئے انہوں نے ایک ماسٹر پلان تیار کیا ہوا تھا جس کو عملی جامہ پہنانے کا اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع نہیں دیا۔ معزز قارئین! شہزادہ عالمگیر کے اس پروجیکٹ کو، اُن کے خواب کو تعبیر دینے لئے ہم اس سکول کی تعمیر شروع کرنا چاہتے ہیں تا کہ انسانیت کی فلاح اور لوگوں کو مفت علاج فراہم کیا جائے۔ اس پروجیکٹ کو ہم اکیلے تو عملی شکل نہیں دیتے سکتے اس میں آپ لوگوں کی مدد بھی ہمیں چاہئے۔ لہٰذا مخیّر حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ دکھی انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے دِل کھول کر امداد فراہم کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ ”علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے“ کی روشنی میں اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اللہ تعالیٰ اور اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خوش کریں اور شہزادہ عالمگیر صاحب کے اس خواب کی تکمیل کر کے ان کی روح کو تسکین پہنچائیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شہزادہ عالمگیر صاحب کو آخرت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عنایت فرمائے۔ آمین!

آپ اپنے عطیات درج ذیل اکاؤنٹ نمبر میں بھیج سکتے ہیں۔

شہزادہ التمش عالمگیر- اکاؤنٹ نمبر 00732002655732 سلک بینک